ترقیمے، مہریں، عرض دیدے

ترقیمے، مہریں، عرض دیدے سمینار ۲۸-۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء کے مقالات اور روداد

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

ترقیمے، مہریں، عرض دیدے

ترقیمے، مہریں، عرض دیدے سمینار ۲۸-۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء کے مقالات اور روداد

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

Marfat.com

13847

اشاعت : ۱۹۹۸ء

قیمت : ۲۵۰ دو سو پچاس رُپے

غیر ممالک کے لیے : بارہ ڈالر

جے۔ ٹی۔ ایس پرنٹرس، لنگر ٹولی، پٹنہ ۸۰۰۰۰۴ میں طبع ہوئی۔

Marfat.com

حرفے چند

مخطوطات سے متعلق عمومی باتوں میں گیرائی تو آجاتی ہے، پر ضروری امور پر گہرائی سے بات نہیں ہو پاتی۔ ہر اہم جہت پر تفصیل سے بحث ہو تو بہت مفید نکتے سامنے آجاتے ہیں۔ اسلیے ہم نے یہ خیال کیا کہ مخطوطات کی ایک خاص جہت یعنی "ترقیموں، مہروں اور عرض دیدوں" پر ایک پورا سمینار کیوں نہ منعقد ہو، تاکہ مفید نتائج نکل سکیں۔

سمینار (۲۸-۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء) ہوا اور اچھے نتائج بھی نکلے۔ بحث میں بھی اور بار بار بحث بھی، جیسا کہ ہر اچھے سمینار کی خصوصیت ہوتی ہے۔ لوگ سوچتے ہوئے گئے، مطمئن مگر بےچین سوچ۔

اب یہ مقالات اور بحث کے نکتے آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

—— ع ب

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

✡ خطبہ استقبالیہ	ڈاکٹر عابد رضا بیدار	۱
✡ خطبہ افتتاحیہ	ڈاکٹر راجندر پرشاد	۴
✡ صدارتی ارشادات	پروفیسر عطا کاکوی	۹
✡ کچھ اہم عرض دیدے، کچھ مہریں اور تمتے	پروفیسر امیر حسن عابدی	۱۱
✡ مہریں، ترقیمے، عرض دیدے، یادداشتیں	ڈاکٹر ضیاء الدین ڈیسائی	۴۳
✡ مہریں۔ ترقیمے۔ متفرق تحریریں	پروفیسر محمد انصار اللہ	۸۳
✡ چند اہم عربی مخطوطات۔ ایک تعارف! عرض دیدہ مہروں اور کالوفن کی صراحت کے ساتھ	پروفیسر عبد الباری	۱۳۱
✡ کتابخانہ خدابخش کے چند فارسی مخطوطوں کے ترقیموں اور مہروں کا ایک مختصر جائزہ	پروفیسر انوار احمد	۱۴۲
✡ تیموری مغلوں کے کتابخانوں میں مہریں، ترقیمے اور عرض دیدے	جناب سید فرخ جلالی	۱۴۷

Marfat.com

✡ چند اہم ترقیمے	ڈاکٹر شریف حسین قاسمی	۱۶۲
✡ عربی فارسی مخطوطات کا خصوصی مطالعہ: مہر، عرض دیدہ، ترقیمہ	جناب مہر الٰہی	۱۷۰
✡ عرض دیدہ کیا ہے؟	ڈاکٹر عطا خورشید	۱۸۳
✡ ترقیمہ: اہمیت و افادیت	ڈاکٹر عتیق الرحمٰن	۱۸۸
✡ ترقیمہ اور اس کی افادیت	جناب مصباح الحق عمادی	۲۰۶
✡ خدابخش فارسی مخطوطات کے ترقیمے میں تاریخی شواہد	ڈاکٹر افتخار احمد مدنی	۲۱۲
✡ مثنوی خسرو و شیریں، از مرزا جعفر بیگ	جناب محمد بدر الدین	۲۱۹
✡ مآثر رحیمی کا ایک اہم نسخہ	جناب محمد شاہ جہاں قاسمی	۲۲۱
کچھ عرض دیدے، کچھ مہریں اور کچھ ترقیمے (بغیر تعارف)	پروفیسر حکیم سید ظل الرحمٰن	۲۲۷
✡ مباحثے		۳۰۵

انگریزی مقالات

✡ مخطوطات کے ایک عظیم مرکز مولانا آزاد لائبریری علیگڑھ کے اہم عرض دیدے، ترقیمے اور مہریں	پروفیسر نورالحسن خاں ڈاکٹر عطا خورشید ڈاکٹر شائستہ خاں	۱
✡ عربی و فارسی مخطوطات پر مہریں، عرض دیدے اور دیگر متعلقہ عبارتیں - ایک تعارف	پروفیسر ابو محفوظ الکریم المعصومی	۶۸
✡ ترقیمے، عرض دیدے اور مہریں: مخطوطات کا ایک مطالعہ	ڈاکٹر رحمت علی خاں	۷۵
✡ کچھ مہریں، ترقیمے اور عرض دیدے: ایک مطالعہ	ڈاکٹر سید اعجاز حسین	۱۰۵

✡✡✡

Marfat.com

ترقیمے، مہریں، عرض دیدے

ترقیمے، مہریں، عرض دیدے سمینار ۲۸-۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء کے مقالات اور روداد

Marfat.com

Marfat.com

خطبہ استقبالیہ

ڈاکٹر عابد رضا بیدار

مہروں، عرضدیدوں اور ترقیموں پر اس سیمینار میں شریک ہونے والوں کا ہم استقبال کرتے ہیں۔ آج ملک کے جو حالات ہیں ان کا مقابلہ ان اسکالرز کو بھی کرنا ہے جو مہروں اور ترقیموں پر کام کرتے ہیں ورنہ کہا بھی جائے گا جو مولانا آزاد نے غبار خاطر میں لکھا تھا کہ جب دشمن کی فوجیں سرحد پار کر کے عین شہر میں داخل ہونے کے بعد توپوں سے قلعوں کو مسمار کر رہی تھیں اس وقت علما اپنے خواجگان میں مصروف تھے یا ایک اور روایت کے مطابق جب ایک اور موقع تھا کہ جب مسلمان زندہ قوم تھے تو عیسائی علما یہ بحث کر رہے تھے کہ ایک سوئی کی نوک پر کتنے فرشتے بیٹھ سکتے ہیں اگر کچھ۔ Genu ine۔ حالات ہوں۔ ترقیمہ، مہر، عرضدیدہ پر بحث کرنا ایسے وقت میں کہ جب پورے ملک میں آگ لگی ہوئی ہو، ایودھیا کو دو سال بھی نہ بیتے ہوں اس سے فائدہ اٹھانے والے پہلے بمبئی کو جلائیں۔ اس کے بعد دوسرے قریب پڑوسی کے ملکوں میں ایک دوسرے کے خلاف آگ لگاتے رہیں تاکہ اپنا حلوہ مانڈہ تو کم از کم محفوظ رہے۔ ایک دوڑ ہے کہ کون اس بات پر ووٹ زیادہ لے لیتا ہے کہ میں تمہاری بات مانوں گا تم میرے لیڈر ہو، میں تمہارا لیڈر نہیں ہوں۔ تم جدھر میری گردن موڑو گے میں مڑ جاؤں گا۔ میں تمہیں رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں ہوں۔ ہر لیڈر اس دوڑ میں آگے بڑھ رہا ہے کہ عوام کس طرف لے جانا چاہتے ہیں اور اس میں سیکولر پارٹیاں Socalled کیمونل پارٹیوں سے مسابقت میں آمادہ ہیں کہ کون آگے بڑھ جائے تاکہ زیادہ ووٹ مل جائے۔ ایسے موقع پر ہم یہ بحث کریں کہ کو لوفن کی رو سے کوئی مخطوطہ کس حد تک صحیح بیٹھتا ہے یا کس حد تک جعلی ہے، چیز جو Erase کی گئی ہے اس کا مقصد کیا ہے۔ عرضدیدہ صرف Slock Verifier ہی استعمال کرتے تھے یا دوسرے لوگ بھی، صرف بادشاہوں کے لیے مخصوص تھا یا عام طور سے لائبریریوں میں اس کا استعمال تھا۔ عرضدیدہ کے ساتھ ہی کلاسیفیکیشن دے دیا

Marfat.com

جاتا تھا یا وہ Separately independent discipline تھا ۱، ۲، ۳، ۵ جو اعداد ملتے ہیں۔ کیا اگر ترقیمہ تاریخ کے ساتھ ہو، نام کے ساتھ ہو تو کیا ہمیں ایسے ہی مان لینا چاہیے جیسے کہ وہ کہہ رہا ہے یا اس کی جستجو کرنی چاہیے کہ اس کے پیچھے کیا ہے وہ ہمیں دھوکہ دینے کے لیے تو نہیں کہہ رہا ہے۔ اس کا مقصد وہ تو نہیں ہے جو مشہور جعلسازوں کا تھا جو انھوں نے کاغذ زمین کے نیچے دفن کر دیا تھا لکھ کر اور یکایک گیارہویں یا تیرہویں سال روایت کے مطابق کھدائی ہوئی وہاں اور وہ پنے دریافت ہوئے اور وہ لاکھوں میں بکے۔ پھر موت کے وقت جب وہ پادری کے پاس جاتا ہے تو حلفیہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے یہ دھوکہ بازی کی تھی کیونکہ مجھے لاکھ پونڈ کی یافت ہو رہی تھی تو یہ سلسلہ ہر جگہ چلتا ہے۔ یہ بحثیں کس حد تک ریلیونٹ ہیں کیا ہم سوسائٹی کے سامنے مجرم تو نہیں ٹھہریں گے۔ کچھ دن بعد کہ خدا بخش لائبریری میں اس وقت جب ایسے حالات تھے تو لوگ یہ بحثیں کر رہے تھے کہ ترقیمہ، عرضدیدہ اور مہریں ان سے مخطوطات کے مطالعے میں کیا مدد لے سکتے ہیں، جب بال کی کھال نکالنے کا زمانہ بڑھتا چلا جا رہا ہے تو مخطوط صرف مخطوط ہی کی حد تک کیوں رہ جائے اور اس کے جو Dimentions ہیں اس پر بحث کیوں نہ ہو۔ آنے والی نسلیں ہمیں کس نام سے یاد کریں گی۔ سماج کے بہت بڑے مجرم کی حیثیت سے یا پھر کچھ اور تجزیہ کر کے ہمارے بارے میں کچھ اور فیصلہ کریں گے کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اگر ہر حلقہ، ہر شخص، ہر ادارہ، ہر سماج اس کو جو کام سونپے گئے ہیں وہ اچھے طریقے سے کرلے۔ اپنی اپنی جگہ پر اگر ہر شخص اچھا بن جائے دوسروں کو نہ بنائے کوئی ذمہ داری نہ لے صرف وہ شخص اپنی جگہ اچھا بن جائے۔ اگر ہر حلقہ اپنی جگہ صرف وہ کام کرے جو اس کا منصب ہے اور وہ ایسا کام کرے جو اس کا حق ہے اور ستائش کی تمنا اور صلے کی پرواہ کیے بغیر کام کرے تو اس کا وہ حق وہ فرض ادا ہو گیا جو سماج نے دیا تھا اور ایسا بھی نہیں ہے کہ آپ اور ہم ترقیمے پر بحث کریں تو یہ سماجی عمل میں ہم داخل نہیں ہوتے ہیں۔ ایک تو ہم نے اپنا منصب پورا کیا ہے اس عہد میں جب ڈاکٹر کلینک میں نہیں ملے گا وہ اس وقت لیبر منسٹر کے یہاں بیٹھا ہوگا، اس وقت جب آبپاشی محکمے کا انجنیر اپنی سیٹ پر نہیں ہوگا تو اس وقت وہ ایریگیشن منسٹر کے یہاں حاضری دے رہا ہوگا وہ اس وقت اگلے الیکشن کے لیے اسے سیٹ کیسے مل جائے اس میں مصروف ہوگا۔ ایسے وقت میں اگر اپنے اپنے منصب کو پورا کرلے کوئی تو یہ بہت بڑی بات ہے۔ دوڑ ہے اس بات کی کہ کیسے سیاست میں داخل ہو آدمی

Marfat.com

کیونکہ اس میں آسانی کے ساتھ منصب مل جاتا ہے اور منصب، طاقت، یہ دونوں پیسہ جنریٹ کرتی ہے اور کبھی کبھی پیسہ طاقت جنریٹ کرتا ہے۔ یہ دونوں تینوں پلٹے ہوئے ہیں ایک دوسرے سے، کیا پیچھے زمانہ یہی ہے تو اگر خدا بخش لائبریری یہ بحث کرتی ہے آج کہ الکشن کیسے ہونا چاہیے، پرو پورشنل ریپریزنٹیشن ہونا چاہیے۔ پریسیڈنشیل ٹائپ کی حکومت ہونی چاہیے یا پارلیامنٹری سسٹم آف گورنمنٹ ہونا چاہیے۔ یہ اس کے لیے بہت اچھا موضوع نہیں ہے۔ اس نے اپنے منصب سے گریز کیا ہے۔ کیونکہ اس کے پیچھے تو سب لگے ہوئے ہیں۔ خدا بخش لائبریری بھی اگر مخطوطات پر بحث نہیں کرتی ہے اور آپ جو اس کے ماہرین ہیں صبح اخبار جب پڑھتے ہیں تو ایک گھنٹہ اس پر بحث کرتے ہیں۔ تو اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے محجوب اور شرمسار سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اگر اپنا حق ادا کرتا ہے اور یہ بھی کہ کہاں تک دوسرے مسئلوں میں پڑے رہیں گے۔ مجھے خوشی ہے کہ یہ سمینار اس موضوع پر برپا ہو سکا۔

ڈاکٹر راجندر پرشاد صاحب آئی آئی ٹی میں فلاسفی کے چیئرمین رہ چکے ہیں۔ وہ تشریف لائے ہیں۔ رسل نے کہا تھا کہ اب ایج وہ آگئی ہے کہ ہم فلاسفی کے ٹیچرس پیدا کر سکتے ہیں۔ فلاسفر پیدا نہیں کر سکتے، سوچنے کی ایج ختم ہوگئی۔ ہمارے ایک بہت اچھے ناول نگار عبداللہ حسین نے ایک ناول کے ایک چیپٹر کا خاتمہ اس طرح کیا تھا کہ سوچو مت سوچنے سے کنویں میں زہر پھیل جاتا ہے۔ فضائیں سم آلود ہو جاتی ہیں۔ سوچو مت یہ نمائندگی کر رہا تھا اس ایج کی جس میں سوچنا گناہ ہو گیا ہے۔ سوچنے کا وقت بھی کہاں ملتا ہے۔ ایسے میں اگر ہمارے محترم دوست راجندر پرشاد صاحب جیسے لوگ پٹنہ میں میسر آ جائیں تو یہ ہمارے لیے بڑی نعمت ہے۔ ایسی نعمتوں پر ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کیونکہ اگر شکر بھی ادا نہ کریں تو اللہ ناشکروں کو پسند نہیں کرتا۔ یہ سمینار جو اسپیشلسٹ کا سمینار ہے، جس میں لوگ مخطوطات کی بات کرنے آگئے ہیں انھیں بھی ہم ڈاکٹر راجندر پرشاد صاحب کی باتوں سے محروم نہ رکھیں۔ ان کی باتوں میں انسپائریشن ملتا ہے۔ آپ کی باتیں دور دور تک سنی جانی چاہئیں۔ اس سمینار کا افتتاح ڈاکٹر راجندر پرشاد کے افتتاحی کلمات سے ہوگا اور جلسے کی صدارت پروفیسر عطاء الرحمٰن عطا کاکوی صاحب فرمائیں گے۔

••

Marfat.com

خطبہ افتتاحیہ

ڈاکٹر راجندر پرشاد

مخطوطات کے ساتھ ہمیں کس طرح کا ویوہار (سلوک) کرنا چاہئے اور منوسکرپٹ کی طرف کس نظر کس مطلب سے دیکھنا چاہیئے۔ آپ دیکھیں گے کہ جب کوئی رائٹر کچھ لکھتا ہے تو اپنی ساری باتیں وہ نہیں کہتا جنھیں وہ کہنا چاہتا ہے، وہ نہ کہہ سکتا ہے اور نہ کہنا چاہیئے۔ اگر وہ ساری باتیں کہنے لگے تو منوسکرپٹ کا آکار (سائز) بڑھ جائے گا اور کبھی کبھی وہ اتنا بے ڈھنگا ہو جائے گا کہ پڑھنے والے سنبھال نہیں پائیں گے۔ اس لئے ہر رائٹر کچھ چیزوں کو بنا کہے ہوئے کہہ دیتا ہے اگر پڑھنے والا اچھی طرح ان کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ ہر منوسکرپٹ میں کچھ Omissions ہوتے ہیں۔ یہ کئی وجہوں سے ہو سکتے ہیں، ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ لکھنے والے کیلئے یہ چیزیں قیمت نہیں رکھتی ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اتنی سہج، اتنی مانی ہوئی، جانی ہوئی بات ہو کہ کہنے کی ضرورت نہیں ہو، پڑھنے والا خود جان جائے گا۔ اسے Assumption کہتے ہیں۔ وہ Assume کرے گا۔ تیسری بات یہ کہ ہر لیکھک (مصنف) کے سامنے اپنی بات کہنے کے لئے کچھ ٹولز ہوتے ہیں۔ یہ ٹولز کانسپٹ ہوتے ہیں، جن کے میڈیم سے اپنی باتیں ہم کہتے ہیں اور ایک Developed age کی پہچان ہے کہ اس کے پاس کانسپٹ کا بہت Rich اسٹاک ہوتا ہے۔ جب ہمارا اسٹاک کمزور ہوگا تو کچھ باتوں کو ہم نہیں کہہ پائیں گے۔ دوسرے ایج میں کانسپٹ ڈولپ کئے جائیں گے تب اپنی باتیں ہم کہہ پائیں گے۔ گریک لیکھکوں کے زمانے میں کچھ کانسپٹ نہیں تھے، چیزیں تھیں کہنے کی لیکن ان چیزوں کو کہنے کا میڈیم نہیں تھا۔ وہ کہہ نہیں پائے۔ بعد کے سوچنے والوں نے کانسپٹ ڈولپ کیا اور ان باتوں کو پورا کیا۔ اسی طرح سے جو نالج کا ڈولپمنٹ ہے وہ آگے ہمیشہ بڑھتا جاتا ہے۔ تیسری وجہ Omission کی ہوتی ہے اس لیکھک کے پاس ویسے کانسپٹ نہیں تھے، جن کے میڈیم سے وہ اپنی باتیں کہہ سکتا تھا۔

Marfat.com

اور اپنی بات وہ کہنا چاہتا ہے، اس لیے وہ اپنے کو بڑے پس و پیش میں پاتا ہے۔ کیسے کہوں، کیا کہوں اگر اسکے Thought اتنے مضبوط ہیں کہ وہ کہے بنا نہیں رہ سکتا ہے تو کہہ ڈالے گا کسی اور میڈیم سے جب ایک دوسرے زمانے کا آدمی پڑھے گا تو اپنے کانسپٹ لگا کر دیکھنا چاہے گا اور اس کو سمجھنے میں دقت ہو جائے گی تو کسی منوسکرپٹ میں کچھ Omissions ہوتے ہیں، جس کے کئی حصے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ لکھنے والے کی نظر میں اس چیز کی اہمیت نہیں ہو، دوسری وجہ یہ کہ وہ چیز اتنی جانی مانی ہو کہ، پڑھنے والا خود Assume کر لیتا ہو، تیسری بات اس کے پاس ان چیزوں کے کہنے کے لیے کانسپٹ نہیں ہیں۔ اگر ہم کوئی پرانا منوسکرپٹ پڑھیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ اس کے دو پرنسپل ہیں۔ پہلا پرنسپل یہ ہونا چاہیے کہ لکھنے والا اپنی تحریر میں ایماندار ہو، یعنی لیکھک نے اپنی بات کو Systemetic ڈھنگ سے کہنے کی کوشش کی ہے۔ جیسے Law میں کہتے ہیں In-principle کسی بھی آدمی کو Inconsistency اچھی نہیں لگتی ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ ہم Consistency کو پسند کرتے ہیں لیکھک بھی چاہتا ہے کہ اپنی بات کو ہم Systemetic ڈھنگ سے کہیں۔ اتنا ماننا اپنے اوپر بہت بڑی ذمہ داری کر لینا ہے۔ میں نے ایک منوسکرپٹ لیا۔ میں نے In-principle مان لیا کہ لیکھک بھی اپنی بات کو Systemetic ڈھنگ سے کہنے کی کوشش کر رہا ہے۔ تو میرا فرض ہوتا ہے کہ میں اس کی تحریر میں Consistency ڈھونڈوں۔ مطلب یہ کہ Interpretation کے پیچھے ایک گائیڈ لائن ہونی چاہیے۔ کہ منوسکرپٹ کا انٹرپریٹیشن اس طریقے سے کیا جائے تاکہ وہ منوسکرپٹ ایک Systemetic work کے روپ میں ابھر کر سامنے آجائے۔ کہیں کہیں آپ دیکھیں گے Systemeticness نہیں ہے۔ لیکھک منوسکرپٹ کے ایک صفحے پر کچھ کہتا ہے، دوسرے صفحہ پر کچھ اور کہتا ہے۔ اور اس کی کہی ہوئی باتوں میں کچھ نہ کچھ Inconsistency دکھائی دیتی ہے۔ تو کیا ہم اس Inconsistency کو بھلا دیں نہ لکھیں، یا اس کو اجاگر کریں اور یہیں پر ایک Able، ایک Incompetent interprator کی پہچان ہو جاتی ہے۔ ایک کمپیٹنٹ انٹرپریٹر اس میں Consistency کس طرح ڈھونڈے گا ایک اور سدھانت ہے — Principle of text & context کوئی بھی ٹکسٹ کوئی منوسکرپٹ اپنے آپ میں پورا نہیں ہوتا ہے۔ ہر ایک ٹکسٹ ایک Context میں لکھا جاتا ہے تو انٹرپریٹر کو دیکھنا ہو گا کہ وہ Context کیا تھا۔ جس کنٹکسٹ میں منوسکرپٹ لکھا گیا Inprinciple ہم

Marfat.com

یہ مان کر چلتے ہیں کہ منوسکرپٹ میں Systemeticness ہے، لیکن کہیں کہیں Inconsistency بھی دکھائی پڑتی ہے تو ہم کیا کریں، ایسے حالات میں ہمیں لانا پڑے گا۔ Principle of text & context کیونکہ ہر ایک ٹکسٹ ایک Context میں لکھا جاتا ہے۔ اب دیکھنا پڑے گا۔ کس Context میں یہ مخطوطہ لکھا گیا۔ Context کہاں سے ملے گا Context ملنے کے تین طریقے ہوتے ہیں۔ ایک اس آتھر کے دوسرے ٹکسٹ کو دیکھنا دوسرے منوسکرپٹ اگر مطبوعہ یا غیر مطبوعہ ملے گا۔ دوسرا سورس ہے اس کے معاصرین کی تحریریں، اس زمانے کے معاصرین اس موضوع پر کیسے لکھتے تھے۔ ان کے سوچنے کا ڈھنگ کیا تھا۔ تیسرا اس زمانے کے بارے میں ہمارا اپنا نالج، اپنی معلومات کہ اس زمانے کی کیا Methodology تھی تو Consistency ڈھونڈھنے کیلئے ہمیں Context میں جانا پڑے گا۔ ان تینوں چیزوں کو جٹا کر ہمارے سامنے Context کا پورا پکچر آ جائے گا۔ تب Inconsistency دور ہو جائے گی۔ کیونکہ اب تک اس رچنا پر ہم ادھوری روشنی ڈال رہے تھے جب Context میں ٹکسٹ کو رکھ دیں گے تو روشنی پوری پڑ جائے گی اور Inconsistencies زیادہ تر ختم ہو جائے گی۔

اب اس میں ایک اور چیز چلی آتی ہے۔ جیسے مان لیجئے میں نے کوئی منوسکرپٹ لیا۔ اس ٹکسٹ کو کنٹکسٹ میں رکھ کر میں نے دیکھا اور میں نے اس پر جہاں تک ممکن ہے ایک Consistent انٹرپریٹیشن دینے کی کوشش کی، اس کے بعد ہم اس کوشش میں کبھی کبھی ناکام ہو سکتے ہیں۔ کہ تمام تر کوششوں کے باوجود اس گرنتھ میں کئی جگہ کچھ نہ کچھ Inconsistency رہ جاتی ہے تو کیا ہم اسے جیوں کا تیوں چھوڑ دیں، اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ یہاں بھی میں ایک پرنسپل رکھنا چاہوں گا۔ ٹکسٹ کو انٹرپریٹ کرنے کا اور اسے میں اس طریقے سے کہنا چاہتا ہوں کہ Construal verses Construction پہلے ہر سبجکٹ میں ٹکسٹ کا انٹرپریٹیشن کرنے والے لوگ فیلولوجسٹ لنگوئسٹک ایکسپرٹ ہوتے تھے تو فیلولوجسٹ یا ہسٹورین کا زور Construal پر ہوتا ہے کہ میں انٹرپریٹیشن میں Faithful ہوں۔ جو ٹکسٹ میں ہے بنا کسی ملاوٹ کے جیوں کا تیوں میں نے رکھ دیا اور میرا کام ختم ہو گیا یہ تھا Emphasis on Construal کہ میں نے کیا میں نے سمجھا اور پوری ایمانداری سے آپ کے سامنے رکھ دیا۔

Marfat.com

انٹرپریٹیشن کا یہ ٹریڈیشن ہندستان میں کافی زمانے تک چلا ہے، انگریزوں کے زمانے سے شروع ہوا اور انگریزوں کے بعد بھی آج بھی ہندستان میں اس آئیڈیل کو ماننے والے لوگ ہیں۔ خاص کر وہ لوگ جو کسی نہ کسی لنگویج فارسی، عربی، سنسکرت، پالی پراکرت کے ماہر ہیں۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ میں بھاشا کا اسکالر ہوں۔ میں نے پوری ایمانداری سے اس گرنتھ کا انٹرپریٹیشن کر دیا اور میرا کام ختم ہو گیا۔ اس ٹریڈیشن کو چلانے میں آج کل کٹھنائی بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ زبان کے ماہر نہیں ملتے ہیں، لیکن اس متھڈولوجی کو اپنانے میں کہیں دشواری ہوتی ہے تو اس میں گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ میری نظر میں یہ ٹریڈیشن بہت اونچا ٹریڈیشن نہیں ہے۔ دوسرا ٹریڈیشن ہے۔ کنسٹرکشن کا وہ بھی ہمارے یہاں زور نہیں پکڑ پایا ہے لیکن اس کو زور پکڑنا چاہئے۔ مان لیجئے میں نے کسی منوسکرپٹ کو لیا اور پوری ایمانداری سے ٹکسٹ کو کنٹکسٹ میں رکھ کر اس کا انٹرپریٹیشن کیا۔ اس کے بعد مجھے کچھ Insonsistencies مل گئیں، تو جس آدمی کا زور کنسٹرکشن پر ہے، وہاں رکے گا نہیں، وہ کچھ اور طرح کا کام شروع کرنا چاہے گا۔ وہ دیکھے گا کہ inconsistency کیوں آئی۔ رائٹر کے سامنے کون کون سے پرابلم تھے۔ وہ کیوں ناکام ہوا، وہ کیوں ان Inconsistencies کو دور نہیں کر سکا۔ اس کے Concept کمزور تھے، یا پرابلم کو ٹھیک سے نہیں دیکھ پایا۔ ایک پرابلم کو دوسرے سے ملا دیا۔ دونوں میں فرق نہیں کر پایا تو جو Question لے کر رائٹر چلا تھا اس کے ٹولز اس کے کانسپٹ کو لے کر اور پوری ایمانداری کے ساتھ یہ دیکھے کہ کہاں رائٹر چوک سکتا ہے اور اس کے وجوہات کیا ہیں۔ اتنا دیکھ کر ہم آگے بڑھ جائیں گے۔ ہم کہیں گے اس رائٹر کے ان ان تھوٹ ان ان سوالات کے ساتھ اگر ہم Deal کریں اور اس میں ایسے ایسے کانسپٹ لگائیں تو اس طرح کی رچنا ہو جائے گی۔ اسے کہتے ہیں کنسٹرکشن یعنی انٹرپریٹر صرف Construal، پر نہیں بلکہ کنسٹرکشن پر زور دے گا۔ Construal کو Ignore نہیں کرے گا۔ وہ Construal کو کنسٹرکشن میں بدلنے کی کوشش کرے گا۔ جب یہ کام ہوگا تو اس ملک میں اس زمانے میں Creativity آجائے گی، جس دھارا کو لے کر رائٹر چلا تھا وہ آگے بڑھے گی۔ نئی نئی رچنائیں ہوں گی۔ نئے نئے وچار ہوں گے اور گیان کی جو اسٹریم ہے وہ سوکھنے نہیں پائے گی۔ میں اسی پر زور دینا چاہوں گا۔ ہم Faithful بنیں۔ جہاں تک ہو سکے رائٹر

Marfat.com

کو پروٹکٹ کریں۔ اس طرح انٹرپریٹیشن دیں کہ اس کے جو Thoughts ہیں وہ Distort نہ ہونے پائیں۔ ٹھیک ٹھیک سامنے آجائیں۔ اگر ہم اس طرح عمل کریں گے تو منوسکرپٹ ہمارے لئے Dead fossiles نہیں ہوں گے بلکہ سوچنے کے Stimulus بن جائیں گے اور کسی بھی منوسکرپٹ کو اس کے Proper perspective میں دیکھنے کا مطلب ہوتا ہے کہ منوسکرپٹ کو ایک Stimulus مانیں، ایک میوزیم کا Peace نہ مانیں۔ ہم نے منوسکرپٹ کو ایک میوزیم پیس مان لیا ہے۔ میوزیم میں اگر کوئی چیز رکھی گئی ہے تو اس کا مطلب اتنا ہی بھر ہے کہ ہمارے ملک میں فلاں زمانے میں ایسے کام ہوا کرتے تھے اس کے علاوہ کچھ نہیں اس پیس سے میوزیم کے ٹکڑے سے ہم آگے نہیں بڑھتے ہیں۔ منوسکرپٹ میوزیم پیس نہیں ہیں۔ اس لئے میں کہوں گا کہ Construal اور کنسٹرکشن دونوں پر دھیان رکھ کر ٹکسٹ کو کنٹکسٹ میں ڈال کر اگر ہم دیکھیں گے تو ہمارا انٹرپریٹیشن دونوں نقطۂ نظر سے Faithful بھی ہوگا، Save the author بھی ہوگا، اور Systemeticness کی بھی وہاں پر بنیاد رہ جائے گی اور آگے ہم کنسٹرکشن بھی کر سکیں گے۔

خدا بخش خاں کی خواہش تھی کہ منوسکرپٹ کی حفاظت ہو اور ان پر کام ہونا چاہئے۔ یہ سمینار اسی کے لیے ہے کہ منوسکرپٹ پر کس طریقے سے اچھا کام ہو سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خدا بخش خاں بھی اس وقت ضرور موجود ہوں گے اور جب تک ان کے من کے مطابق کام ہوتا رہے گا۔ وہ ہمارے کام میں ہمیشہ شریک رہیں گے۔ ایک گذارش میں کرنا چاہوں گا کہ منوسکرپٹ کے Utilisation پر جو یہ سمینار ہو رہا ہے مناسب ہے، ایک کام اور ہونا چاہئے۔ Textual works of Mss. کچھ منوسکرپٹ رکھ دیے جائیں، دو چار اسکالر بیٹھیں اور کہیں ایسے ایسے ہم آگے بڑھیں گے، ایسے ایسے ہمیں کرنا ہے تو اس طرح سے ایک Practical demonstration ہو جائے گا۔

Marfat.com

صدارتی ارشادات

پروفیسر عطا کاکوی

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اگلے لوگوں کے علوم وفنون سے بہت کم واقف رہے، اس میں علما، فضلا، حکما، علم کے ابن سینا یہ انتقال کر گئے۔ ان کی تصانیف کا بھی یہ عالم ہے کہ لائبریریوں نے اسے مقفل کر دیا ہے۔ خود بھی مقفل تھے۔ آج وہ بھی خوش ہیں کہ بیدار صاحب نے سب کو بیدار کر دیا ہے۔ علوم وفنون کا یہ ذخیرہ سارے ہندستان میں ریسرچ کرنے والوں کے لیے پریشان کن بھی ہے۔ تحقیق کا سرمایہ محفوظ ہے۔ مخطوطات ہی نہیں آجکل مطبوعات کا بھی یہ عالم ہے کہ سائنس کی ترقی کے بعد بھی پروفیسر عبدالمنان صاحب بیدل حج کے لیے تشریف لے گئے، ان کی عمر اسّی سال سے بھی زیادہ تھی، تو اخبار میں خبر شائع ہوئی، عبدالمنان صاحب پیدل حج کو روانہ ہوئے۔ لوگوں نے کہا اس بڑھاپے میں کیا سوجھی تھی، ان کو کہ پیدل گئے، لوگ ہوائی جہاز سے جاتے ہیں، گاڑی ہے، سب کچھ ہے، پیدل کیا سوجھی ان کو جانے کی۔ معلوم ہوا پیدل نہیں۔ بیدل تخلص ہے ان کا۔ یہ عالم ہے آجکل۔ کاتب ایک سے ایک تھے اور بڑے قابل مصنف کو بھی ٹوک دیتے تھے کہ آپ نے غلط لکھا ہے۔ یہ اردو فارسی عربی کا تعلق نقطوں سے ہے اور یہ زبر سے ہے۔ اس قدر تکلیف دہ بھی ہے، مشکل بھی ہے حیران کن بھی ہے۔ ایک لفظ ہے بیحس، نقطہ اگر نہیں دیا گیا، الٹ پلٹ ہو گیا۔ تو اس کو بیحس سمجھیے، کیا کیا سمجھیے۔ زیر کا بھی یہی حال ہے۔ اقبال کا یہ شعر پڑھے لکھے لوگوں سے بھی آج تک ہم نے سنا۔ ”کبھی اے حقیقت منتظر۔“ زبر زیر نہیں دیا گیا تو پڑھنے والے کو کیا معلوم منتظَر ہے یا منتظِر۔

Marfat.com

خدا بخش لائبریری سے میرا تعلق پچیس سال سے ہے، یہاں کی بہت سی کتابیں پڑھیں ایڈٹ کرنے کا بھی موقع ملا، دو نسخے ایسے ملے جو دنیا میں واحد ہیں۔ ہم نے اسی کو چن لیا۔ مگر واحد نسخے پر کام کرنا مشکل کام بھی ہے اور بہت آسان بھی۔ بھگوان داس ہندی کا تذکرہ "تذکرہ ہندی" اور "ترکوں کا تذکرہ" یہ نایاب تذکرے صرف خدا بخش لائبریری میں ہیں اور کہیں نہیں۔ اس پر کام کیا ہے میں نے برا یا بھلا۔

منوسکرپٹ کا معاملہ کیا ہے کہ کسی کے پاس کوئی منوسکرپٹ آ گیا، مہر کی بات آ گئی کہ مہر دیکھ کر لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ ابھی جائیے بازار میں شاہجہاں کی مہر چھپوا کر لے آئیے۔ کسی کتاب پر مہر دیدیجئے، کہیئے کہ شاہجہاں کے وقت کی مہر موجود ہے، یہی عالم ہے کالوفن وغیرہ کا بھی۔ بڑے بڑے جعل ہیں۔ ایک نسخہ یہاں ملا، آدھی کتاب لکھتے لکھتے اس میں لکھا ہوا ہے کہ کاتب کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد کتاب مکمل تھی بالکل ایک خط میں، کوئی فرق نہیں نقطے کا استعمال کا۔ نئے باب کی تکمیل کی اور دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ بڑی محنت کی ضرورت ہے۔ اس کو جانچیں کہ وہ کب کا لگتا ہے۔ بہت خوش ہیں کہ منوسکرپٹ مل گیا اور دیکھا گیا کہ کاغذ پر ہے۔ اس زمانے میں بازار میں کاغذ نہیں ملتا تھا۔ تو کاغذ روشنائی دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اس حیثیت سے منوسکرپٹ کو پہلے جانچنا چاہیئے، ہمارے استاد شاد عظیم آبادی نے بیدل پر کچھ حالات لکھے۔ ایک کنجڑین جو ترکاری وغیرہ بیچتی تھی۔ بیدل کے محلے میں رہتی تھی۔ اس کے متعلق لکھا ہے بیدل پٹنہ سے جانے لگے تو اس کو بڑا صدمہ ہوا۔ اس نے ایک شعر کہا:

مصرع   اپنی نگری چھوڑ کے اب بیدل چلے بدیس

شاد نے لکھ دیا لیکن اب جو تحقیق کی جاتی ہے کہ بیدل نے پٹنہ کب چھوڑا جس زمانے میں بیدل نے پٹنہ چھوڑا ان کا تخلص بیدل نہیں تھا، کسی کنجڑے کو کیا معلوم کہ عبدالقادر ہیں یا بیدل ہیں یا کیا ہیں۔ جب وہ دلی گئے اور اپنا کلام دکھایا تو انھوں نے تخلص بیدل کیا۔ تو وقت، زمانے کے لحاظ سے بھی اسکو جانچنا چاہیئے۔ اس کا میٹریل دیکھنا چاہیئے، اس کی اہمیت دیکھنی چاہیئے، کس نے لکھا، کیسے لکھا، کب لکھا۔ کسی نے لکھ دیا، فلاں شخص موجود تھے۔ حالانکہ ان کا انتقال پہلے ہی ہو چکا ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ پہلے لوگ علم حاصل کرنے کیلئے باہر جاتے تھے اب سارے علما پٹنہ میں اکٹھا ہیں ایک شعر ایسے موقع کیلئے ؎

آپ آگئے تو ہوش کہاں میزباں ہو کون   آج اپنے گھر میں لگتے ہیں مہمان کی طرح ●●

Marfat.com

پروفیسر سید امیر حسن عابدی

دہلی یونیورسٹی

کچھ اہم عرض دیدے، کچھ مہریں اور تتمے

بے شمار کتابیں چھپ کر سامنے آگئی ہیں، پھر بھی ان کے قلمی نسخوں کی اہمیت اپنی جگہ پر باقی رہتی ہے۔ شاہنامہ گلستاں و بوستاں، دیوان حافظ، مثنوی مولانا روم وغیرہ کے بے شمار مطبوعہ اور قلمی نسخے دنیا کے میوزیم اور کتبخانوں میں موجود ہیں۔ پھر بھی آج ان مطبوعہ کتابوں کے ایسے قلمی نسخوں کی تلاش جاری ہے جو کسی نہ کسی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہم قلمی نسخوں کو کاتب، کتابت، زمان و مکان، خط، مہر، عرض دیدہ، مینا تور مذہب اور غیر مذہب، اصیل اور غیر اصیل غرض طرح طرح کے نقطۂ نظر سے دیکھتے اور پرکھتے ہیں۔ دیوان حافظ، گلستان و بوستان، شاہنامہ، مثنوی مولانا روم، منطق الطیر، تذکرۃ الاولیا کے کتنے بے شمار نسخے موجود ہیں، خاص طور سے اسلیے کہ ان کو قدیم زمانہ سے پڑھا اور پڑھایا جاتا تھا۔ شاہنامہ کا کوئی دو قلمی نسخہ ایک طرح کا نہیں ملے گا، اسلیے کہ قدیم ترین نسخے بھی فردوسی کے تین سو برس کے بعد کے لکھے ہوئے ہیں۔ یہی حال اور مشہور فارسی کلاسیکی ادب کے شاہکاروں کا ہے۔ اب یہاں میں اس سمینار کی مناسبت سے صرف چند قلمی نسخوں کی نشاندہی کروں گا، جو غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔

قصاید انوری[1] کے بے شمار قلمی اور چھپے ہوئے نسخے ملتے ہیں اور یونیورسٹیوں میں پڑھائے جاتے ہیں۔ مرحوم استاد محمد تقی مدرس رضوی نے دو جلدوں میں بڑی محنت سے اسے ایڈٹ اور مرتب کیا ہے[2] پھر بھی چونکہ ہندوستانی نسخوں سے استفادہ نہ ہو سکا، اسلیے بہت سا کلام اشاعت سے رہ گیا۔ میں نے 'سہ نسخۂ خطی پر ارزش دیوان انوری' کے عنوان سے ایک مفصل مقالہ لکھ کر نو دریافت کلام کا اضافہ کیا ہے[3] نیز تین عمدہ نسخوں کی نشاندہی کی گئی ہے، جنہیں یہاں دہرایا جا رہا ہے۔

---

[1] اوحد الدین محمد بن محمد انوری ملقب بہ حجۃ الحق۔ وفات: ۵۸۳ ہجری/۱۱۸۷ عیسوی۔ [2] دیوان انوری ۲ جلد، باہتمام محمد تقی مدرس رضوی، بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب، چاپ دوم، ۱۹۷۵ عیسوی، شرکت انتشارات علمی و فرہنگی، تہران، ۱۳۶۴ھ ش۔ [3] مجموعۂ متن راہنمای نخستین سمینار پیوستگیہای فرہنگی ایران و شبہ قارہ جلد اول، مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد ۱۹۹۳ء

Marfat.com

دیوان انوری کا ایک مطلاّ و مذہب قلمی نسخہ نیشنل میوزیم[1]، نئی دہلی میں ہے، جو محمد قلی قطب شاہ[2] کے حکم سے لکھا گیا تھا۔ کاتب آخر میں لکھتا ہے:

"در محلی کہ حضرت نواب نامداری، مملکت مداری، خورشید اشتہاری، ولی النعمی ام، محمد قلی قطبشاہ ... در منزل آہن پوش نزول فرمودند و بندہ نیز در ملازمت بودم، حسب العزمودہ دیوان حکیم انوری را در پای درخت چنار آہن پوش در قید کتابت درآورد۔ کتبہ العبد المذنب محمد الکاتب۔"

نسخہ کے شروع میں یہ عبارت ہے:

"میر سید محمد شاہ المعروف بہ سید آقا میر تاریخ ۴ شہر رجب المرجب، محمد عالم۔"

اس نسخہ میں کچھ فارسی اور ہندی کے اشعار بھی ہیں۔ دوسرا نسخہ بھی نیشنل میوزیم، نئی دہلی میں ہے۔ جس کے آخر میں کاتب نے لکھا ہے:

"تم .... صفر ۱۰۳۵ .... علی ید الفقیر .... ابن نجم محمود خطیب منصور۔" اس کے علاوہ اسمیں کچھ مہریں بھی ہیں، جو ٹھیک سے پڑھی نہ جاسکیں۔

تیسرا نسخہ کاما اورینٹل انسٹی ٹیوٹ بمبئی میں ہے[3]۔ اس مطلاّ و مذہب نسخہ میں ایک مقدمہ بھی ہے، جس میں مرتب لکھتا ہے:

"بہترین شغلی کہ اصحاب نطق و درایت بدان نازند ... حمد خداوندیست ... چون چنین نظمی را دیدم، پراگندگی بر آن راہ یافتہ ... لازم شناختم آن ترتیبی ساختن۔"

پھر کاتب نسخہ کے اختتام پر لکھتا ہے:

"تمت کلیات انوری بید الفقیر ۹۸۹ ... قاضی وجیہ الدین قریشی۔"

تذکرۃ الاولیا کے بے شمار قلمی اور مطبوعہ نسخے ملتے ہیں۔ ڈاکٹر استعلامی نے بڑی محنت سے اس کو ۶۹۲ ہجری/ ۱۲۹۳ عیسوی کے قلمی نسخہ کی بنیاد پر ایڈٹ کیا ہے[5]۔ لیکن انھوں نے ہندستانی نسخوں سے فائدہ نہیں اٹھایا۔

---

[1] شمارہ ۵۴،۲۸/۲ ، [2] ۹۸۸ — ۱۰۲۰ ہجری/ ۱۵۸۰ — ۱۶۱۲ عیسوی ، [3] شمارہ ۲۵۵ ،۲۰

[4] کلیات انوری، شمارہ ۱۲۴ — R-VII

[5] شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری، تذکرۃ الاولیا، بررسی، تصحیح متن، توضیحات و نہارس، از دکتر محمد استعلامی، کتابفروشی زوار، چاپ سوم، تہران ۱۳۶۵ ھ ش۔

Marfat.com

عنقریب عطارؒ پر ایک بین الاقوامی سمینار ہونے والا ہے، جبکے لیے خوش قسمتی سے مجھے نیشنل میوزیم نئی دہلی میں اس تذکرہ کا سب سے پرانا نسخہ ملا جو قونیہ میں لکھا گیا تھا۔ اس خط نسخ میں لکھے ہوئے نسخے کے آخر میں یہ عبارت ہے:

"تمت الکتاب۔۔۔ فی اوایل شہر محرم الحرام ثلث عشر وستمایہ ۔۔۔ کتبہ بندہ العبد الراجی برحمۃ ربہ الکریم ابراہیم بن محمد بن الحاج حامد الخطیب بمدینۃ القونیۃ المحروسہ۔۔۔"

اسکے بعد آخری صفحہ پر یہ عبارت ہے:

"برسم مطالعۃ الحضرۃ الامیر المعظم العالم العادل المؤید المنصور المظفر قامع المتمرعون الغربا۔۔۔"

اس کے علاوہ اس نسخہ میں صفحہ اول پر حسب ذیل تاریخیں اور مہریں دی ہوئی ہیں:

"۱۷ ذیقعدہ ۱۱۳۶ [۱۷۲۵] عرض دیدہ شد در مستقر الملک اکبرآباد" پانزدہم رجب المرجب ۱۱۱۸ درملک غازی درآمدہ" "قیمت ۵۴ روپیہ نصف ۲۷ روپیہ" [مہر] عبداللہ"

آخری صفحہ پر یہ مہریں اور عبارت ہے:

[مہر] ۱۱۰۰ بندہ حسین، ۱۱۰۰ میرزاہد منشی" "بتاریخ غرہ شہر محرم الحرام ۱۰۹۹ در اورنگ آباد از پیش لعل بیگ سوداگر کتاب فروش بمعرفت عبداللطیف ابتیاع نمودہ شد" سبع وعشرین روپیہ، سبع وعشرین"

اس نسخہ کی ایک خصوصیت ہے کہ اس میں "ذ" فارسی کا استعمال کیا گیا ہے، جو قدیم زمانہ میں ایران میں رائج تھا۔ علاوہ براین کاتب بجائے" زبان" "زفان" لکھتا ہے۔ نسخۂ قونیہ میں ہمیشہ کسی بزرگ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ ملتا ہے۔ جبکہ نسخۂ استعلامی میں" رحمۃ علیہ" دیا جاتا ہے۔

مرحوم استاد نفیسی نے اس تذکرہ کی تالیف کا سال ۶۱۷ ہجری/ ۱۲۲۰ عیسوی دیا ہے[1]، جبکہ قونیہ کے نسخہ میں وضاحتاً ۶۱۳ ہجری دیا ہوا ہے، بلکہ ممکن ہے کہ یہ سال کتابت ہو، جسکا مطلب یہ ہے کہ اس نسخہ کی کتابت ۶۱۳ ہجری/ ۱۲۱۶ عیسوی میں ہوئی ہے۔

اس میوزیم میں تاریخ فیروز شاہی کا وہ اصلی اور سب سے پرانا نسخہ موجود ہے[2] جس کو ضیاء الدین برنی نے بادشاہ وقت کے لیے تیار کیا تھا، نیز اس پر لکھا ہوا ہے: "پیش شدنی بہ سلطان فیروزشاہ تغلق ۵۸،۵۰"

تذکرۃ الاولیا میں بعد میں لوگوں نے اضافے کیے ہیں اور دوسرے بزرگوں کے نام شامل کر دیئے گئے ہیں۔

---

[1] وفات: ۶۲۷ ہجری/ ۱۲۳۰ عیسوی، [2] ۱/۱۵، ص۵۴، [3] سعید نفیسی جستجو در احوال و آثار فریدالدین عطار نیشاپوری بسرمایہ کتاب فروشی و چاپخانۂ اقبال، تہران، ۱۳۲۰ ھ ش۔ [4] نمبر ۱۳۵ ص۹۔

Marfat.com

اسلیے ہمیں ایسے نسخوں کی تلاش ہے جو اصیل ہوں۔ بہرحال اصیل نسخوں میں ایک نسخہ کاما انسٹی ٹیوٹ[1] بمبئی میں ہے، جس کی کتابت سنبھل ضلع مرادآباد میں ۹۸۴ ہجری/۱۵۷۶ عیسوی میں ہوئی تھی۔ اسی نیشنل میوزیم میں تاریخ فیروز شاہی کا وہ اصلی اور سب سے پرانا نسخہ موجود ہے[2] جس کو ضیاء الدین برنی نے بادشاہ وقت کے لیے تیار کیا تھا، نیز اس پر لکھا ہوا ہے:

"پیش شدنی بہ سلطان فیروز شاہ تغلق[3] تحریرہ ۷۵۸"

اس میوزیم میں ایک اور بہت اہم بیاض ہے[4]، جس میں پچاس مطلا و مذہب اوراق، نیز اس کا سائز 16.5 × 10.4 Cm. ہے۔ یہ بیاض غالباً ہرات میں تیار ہوئی تھی۔ اس کے بہت سے اوراق غائب ہو گئے ہیں، پھر بھی اس وقت اس میں ۶ تصویریں باقی ہیں اسکی کتابت ملا میر علی نے کی تھی اور تصویریں سلطان محمد کی بنائی ہوئی ہیں۔ یہ بیاض شاہ طہماسپ کو پیش کی گئی تھی۔ جیسا کہ پتہ اس عبارت سے چلتا ہے، جو اس میں درج ہے:

"بخط ملا میر علی[5] پنجاہ دو فرد، با تصاویر سلطان محمد[6]، بحضرت سلطان طہماسپ[7] مدظلہ تقدیم شدہ است۔"

معلوم ہوتا ہے کہ جب ہمایوں[8] ایران گئے تھے تو شاہ طہماسپ نے ان کو یہ بیاض ہدیتاً دی تھی۔ اس پر حمیدہ بانو بیگم[9] یعنی ہمایوں کی بیوی کی مہر بھی ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمایوں نے اس بیاض کو اپنی بیوی کو دیا تھا۔

اس میوزیم میں جامی[10] کی تفسیر سورہ یوسف کا وہ قلمی نسخہ بھی ہے[11]، جسکی کتابت بابر بادشاہ[12] کی چھوٹی بہن مہر بانو بیگم[13] نے کی تھی۔ نیز خود جامی کی اس پر اصلاحیں ہیں۔

اس میوزیم میں حضرت امیر خسرو کی مثنوی "دیول رانی خضر خاں"[14] بھی ہے، جسکی کتابت سلطان بایزید نے ۹۷۶ ہجری/۱۵۸۶ عیسوی میں کی تھی اور جس میں بیجاپور اسکول کی دو تصویریں، نیز شاہجہاں اور جہانگیری، شاہجہانی اور عالمگیری امرا کی مہریں ہیں۔

---

[1] شمارہ ۲ — ۱۱۱ — D، [2] شمارہ ۱۳۵ ۵۹۰، [3] ۱۳۵۱ — ۱۳۸۸ عیسوی، [4] ۶/۱۱ ۴۸۰

[5] میر علی تبریزی (وفات: ۸۵۰ ہجری/۱۴۴۶ عیسوی) کو خط نستعلیق کا موجد مانا جاتا ہے۔ [6] سلطان محمد (قرن ۱۰ ہجری/قرن ۱۶ عیسوی) ایران کے سب سے بڑے مصوروں میں شمار ہوتے ہیں، جو سلطان حسین بایقرا، شاہ اسماعیل اور شاہ طہماسپ کے معاصر اور درباری تھے۔ [7] ۹۳۰ — ۹۸۴ ہجری/۱۵۲۴ — ۱۵۷۶ عیسوی۔ [8] ۹۳۷ — ۹۶۲ ہجری/۱۵۳۰ — ۱۵۵۵ عیسوی۔

[9] حمیدہ بانو، حاجی بیگم، مریم مکانی، وفات: ۱۰۱۲ ہجری/۱۶۰۳ عیسوی۔ [10] وفات: ۸۹۸ ہجری/۱۴۹۳ عیسوی۔ [11] نمبر ۵۰۲۷۲

[12] ۹۳۲ — ۹۳۷ ہجری/۱۵۲۶ — ۱۵۳۰ عیسوی۔ [13] مہر بانو بیگم بابر بادشاہ سے ۸ برس چھوٹی تھیں، اس لیے ان کی ولادت ۸۹۶ ہجری/۱۴۹۱ عیسوی میں ہوئی ہوگی۔ [14] نمبر ۲/۷ ۵۳۰۔

Marfat.com

اس میوزیم میں رباعیات عمر خیام کا وہ نسخہ بھی ہے[1] جسکی کتابت عبدالرحیم بن عبداللہ القریشی نے ۱۰۹۰ ہجری/ ۱۶۷۹ء عیسوی میں کی تھی۔ اور اس کو عالمگیر دوم[2] نے بیگم سکندر بخت کو بطور تحفہ کے عطا کیا تھا۔ نیز یہ نسخہ دارا شکوہ کے فرزند سلیمان شکوہ کے پاس رہ چکا ہے۔

کلکتہ یونیورسٹی کے کتبخانے میں اکبر نامہ کا وہ نسخہ ہے[3] جسے خود ابوالفضل کے بیٹے نے لکھا تھا۔ تتمہ کی عبارت یہ ہے: "اکبر نامہ، بخط شیخ محمد غیاث ابن شیخ ابوالفضل بتاریخ ہژدہم ماہ شعبان المعظم ۱۳ از جلوس، علی ید فقیر شیخ محمد غیاث ابن شیخ ابوالفضل التاسی المولد عرف افادت مند خاں"۔

اس سے بھی زیادہ اہم اکبر نامہ کا وہ نسخہ ہے، جو آندھرا پردیش گورنمنٹ سنٹرل لائبریری اور ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ہے۔ اس پر کسی نے لکھا ہے:

"مخطوطہ ہذا اینوجہ قابل قدر ہے کہ مصنف کی عین حیات ہی میں لکھا گیا ہے اور مصنف ہی کے نسخہ سے اس کی صحت کی گئی یعنی مصنف موصوف ہی نے بذات خود نظر ثانی کر کے مبیضہ پر اکثر جگہ عبارت قلمزد کر کے اسکے عوض دوسری عبارت خود اپنے قلم سے تحریر کی ہے"۔

پٹیالہ کی پبلک لائبریری میں ایک بیاض ہے[5] جو کبھی عبدالرحیم خانخاناں[6] کے کتبخانہ میں رہی تھی۔ اس کے متن میں غزلیات رومی، دیوان سلمان ساوجی، غزلیات شیخ اوحدی اور خسرو و شیریں نظامی ہیں اور حاشیہ میں اسرار نامۂ شیخ عطار، دیوان خواجو، غزلیات عراقی اور قطعات ابن یمین ہیں۔ یہ فہرست خود خانخاناں نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی، جو اس نسخہ کے شروع میں دی ہوئی ہے۔ اس نسخہ کی کتابت ہمام منشی مرشدی نے ۸۴۹ ہجری/ ۴۶-۱۴۴۵ عیسوی میں کی تھی۔ خاتمہ پر یہ عبارت ہے:

"تم الکتاب ... علی ... ید ہمام المنشی المرشدی فی سنہ تسع و اربعین و ثمانمایہ الہجریہ النبویہ"۔

اس پر عبدالرحیم خانخاناں اور عماد خاں کی مہریں ہیں، نیز اس میں حسب ذیل تاریخیں دی ہوئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس کو مختلف بادشاہوں اور امرا نے پڑھا اور انکی نظر سے گذرا تھا:

"۱۴ شہر صفر ۱۰۶۹، ۵ جمادی الثانی ۲۹ جلوس، ۲۶ رجب سنہ ۱۰۶۹ عرض دیدہ شد"۔

---

[1] ۲۵۶۔ ۶۰، [2] ۵۴-۱۷۵۹ عیسوی۔ [3] ۱۰۲۴ — ۱۰۶۹ ہجری/ ۱۶۱۵ — ۱۶۵۹ عیسوی

[4] نمبر ۹۲ AF ۹۵۴۲.۲۲، [5] نمبر ۱۱۵، [6] نمبر ۲۴۳۶، [7] ۹۶۴-۱۰۳۶ ہجری/ ۱۵۵۶ — ۱۶۲۷ عیسوی۔

Marfat.com

یہ نسخہ گوا سے احمد آباد لایا گیا تھا اور اس میں حسب ذیل تحریریں ہیں :

الله اکبر

" در تاریخ سنہ ہزار و نود و سہ کہ در احمد آباد بود، بعضی از خدمتکاران را بجہت ابتیاع اسباب بہ گووہ فرستادہ بود از گووہ ... بطریق پیش کش این کتاب را فرستادہ بود و استدعائی کہ نمودہ بود موافق ارادہ اش با انجام رسید۔

حررہ عبدالرحیم بن محمد بیرم عفی عنہ"

الله اکبر

در وقتی کہ جہانگیر بادشاہ این غریب را بخدمت دکن ہمراہ شاہزادہ پرویز فرستاد، متن این کلیات نواب خانخاناں بہ برخوردار عبدالرحمٰن الملقب بخان عالم فرستاد۔"

"مجموعہ مشتمل بر ہشت نسخہ مطابق تفصیل صدر بخط خانخاناں متن خطائی، وغیرہ، حاشیہ سفید دا غدار آں رسیدہ با اکثر جا کرم خوردہ وخط سوختہ است۔ سرلوح و جدول طلائی رنگ اند۔ این متن و حاشیہ بخط ہمام منشی است۔ جلد سختیان سرخ کج و ترنج گلنار، مہری زدہ فرسودہ مستعمل یعنی احوال خانعالم، بتاریخ ۱۷ صفر سنہ ۲۷ از وجوہ عین تحویل منصور شد۔ حال شب ... محمد جانی مشرف۔"

انھیں خانخاناں کے کتبخانے کا ایک اور قلمی نسخہ "تعبیر الرویا" ہے جو پہلے بیرم خاں[1] کے کتبخانے میں تھا اور جسے شہنشاہ اکبر[2] نے ۲۴ سنہ جلوس میں عبدالرحیم خانخاناں کو عطا کیا تھا۔ اب اسٹیٹ سنٹرل لائبریری، حیدر آباد میں ہے۔ اس نسخہ کے شروع میں یہ تحریر ہے :

" الله اکبر جل جلالہ جل شانہ این کتاب مستطاب از کتبخانہ والدی مغفوری خانخاناں بیرم خاں است از عطایات سلطان المعظم شاہنشاہ جلال الدین اکبر سنہ ۲۴ جلوس والا

العبد الحقیر

عبدالرحیم "

اسی کتبخانہ میں ایک اہم بیاض "یا مجمع الاشعار" کا وہ قلمی نسخہ ہے جو ۹۸۲ھ/۱۵۷۴ء میں بخارا میں لکھا گیا۔ پھر ۹۹۱ ہجری/ ۱۵۸۳ عیسوی میں اسی نسخہ میں فیضی[3] نے اضافہ کیا ہے۔ حکیم سید محب حسین نے اس نسخہ کے شروع میں لکھا ہے : "قصائد و غزلیات جمع کردہ ابوالفیض فیضی بخط خود و بعض نوشتہ دیگر بخط میر حسین کاتب در شہر فاخرہ بخارا سنہ ۹۸۲۔"

---

[1] وفات : ۹۶۸ ہجری/ ۱۵۶۱ عیسوی ، [2] ۹۶۳ — ۱۰۱۴ ہجری/ ۱۵۵۶ — ۱۶۰۵ عیسوی ، [3] نمبر ۲۲۷، ۹۵۴ — ۱۰۰۴ ہجری/ ۱۵۴۷ — ۱۵۹۵ عیسوی ۔

Marfat.com

نیز ورق ۲۷ کے صفحۂ دوم پر تحریر ہے :

"تحریر یافت در بلدۂ فاخرہ بخارا بتاریخ غرّہ ماہ محرم الحرام ۹۸۲ھ وقت گل سرخ در روضۂ منورۂ حضرت قطب الاقطاب خواجہ نقشبندؒ"

آخر میں ایک صفحہ پر کچھ اشعار ہیں، جس کے بعد آخر میں یہ عبارت ہے :

"بواسطہ ضیق وقت تمام نوشتہ شد۔ قائلہ وکاتبہ ابوالفیض فیضی ۹۹۱ء"

مشہور اور مطبوعہ فہرست شدہ میوزیم اور کتبخانوں کے علاوہ اس طویل و عریض اور رنگا رنگ ملک میں بے شمار ایسے ادارے اور شخصی میوزیم اور کتبخانے ہیں، جہاں مصور اور غیر مصور مطلا و مذہب اور غیر مطلا و مذہب قلمی نسخے موجود ہیں اور جہاں اب تک ہم سب کی رسائی نہیں ہوئی ہے۔ مثال کے طور سے میں یہاں صرف انکلیشور کے انعام دار ہاؤس کا ذکر کروں گا، جہاں ایک عرصہ ہوا میں گیا اور وہاں کے شخصی کتبخانہ کو دیکھا نیز سید محمد علی غلام علی انعام دار صاحب کا مہمان تھا۔

ان کے بزرگوں میں سید عبدالحلیم شاہ صاحب[۱] جو حضرت عبدالقادر جیلانی[۲] کی نسل میں تھے بحیثیت ایک صوفی درویش کے بغداد سے دسویں صدی ہجری / سولہویں عیسوی میں آکر انکلیشور میں مقیم ہوئے۔ جہانگیر[۳] آپ سے ملا اور جاگیر عطا کی، مگر آپ نے قبول نہیں کیا۔ آپ کے وصال کے بعد جہانگیر نے آپ کے صاحبزادے عبدالقادر صاحب کو دو گاؤں عطا کیے۔ دوسرے صاحبزادے سید محمود بالاپور میں مقیم ہوئے اور وہیں خانقاہ قادریہ اور آپ کا مزار ہے۔

اس گھریلو کتبخانے میں یحییٰ ابن عیسیٰ[۴] کے لکھے ہوئے "تقویم الابدان" کا ایک قلمی نسخہ ہے، جس کی کتابت محمد بن عمر بن عبدالجبار الورزقینی نے ۵۸۸ ہجری / ۱۱۹۲ عیسوی میں کی تھی۔ نیز اس پر حکیم روح اللہ اوّل، روح اللہ ثانی، اکبری دربار کے محمد بن حسن المصری الحکیم، ابوالفتح فتح اللہ کی مہریں ہیں۔ آخر میں یہ عبارت ہے :

"الفقیر الحقیر ابوالمکارم الحسینی فی محروسہ بندر سورت بن ۔ ۔ ۔ محمد شریف فی ذی الحجہ ۵ سنہ ۱۰"

انھیں ورزقینی کے ہاتھ کی ۲۶ رمضان ۵۸۹ (۱۱۹۳ عیسوی) کی لکھی ہوئی کتاب "مختصر جالینوس" بھی ہے۔

بہت سے خاتموں اور تمتوں سے تاریخی جزئیات کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت امیر خسرو[۶] کی نثر میں اعجاز خسروی چھپ

---

۱ وفات: ۱۰۰۱ ہجری / ۳-۱۵۹۲ عیسوی ، ۲ ۴۷۱-۵۶۱ ہجری / ۱۰۷۸-۱۱۶۶ عیسوی ، ۳ ۱۰۱۴-۱۰۳۷ ہجری / ۱۶۰۵-۱۶۲۷ عیسوی ، ۴ وفات: ۴۹۳ ہجری / ۱۱۰۰ عیسوی ۵ ۱۲۳۶ عیسوی ۔ ۶ ۶۵۱-۷۲۵ ہجری / ۱۲۵۳-۱۳۲۵ عیسوی۔

Marfat.com

چکی ہے، نیز اس کا انگریزی ترجمہ عنقریب امریکہ میں پروفیسر نذیر احمد صاحب کی سرپرستی میں شائع ہو جائے گا۔ پھر بھی اس کا ایک قلمی نسخہ[1] ہندستان کی تاریخ کے ایک گوشہ کو روشن کر سکتا ہے۔ اس کے تتمہ میں کاتب نے لکھا ہے:

"نوید ایں بیاض ... المسمی باعجاز خسروی فی التاریخ یازدہم شہر محرم الحرام سنہ ۱۰۹۰ دوازجلوس بادشاہ ... بدست فقیر عبدالقادر ... و بادشاہ دین پناہ عالمگیر از تسخیر حیدرآباد و بیجاپور فراغ حاصل نمودہ رایات عالیات در بیجاپور اقامت داشت۔"

اسی کتبخانہ میں "دیوان طوسی" کا ایک بہت خوبصورت مطلّا و مذہب قلمی نسخہ[2] ہے، جو کبھی سلطان قطبشاہ[3] کے شاہی کتبخانہ کی زینت تھا۔ آخر میں یہ عبارت ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ ۱۰۲۴ ہجری/۱۶۲۵ عیسوی میں لکھا گیا تھا: "درکتابخانہ عامرۂ سلطان محمد قطبشاہ در دارالسلطنت حیدرآباد، بخط حسن بن عبدالحسین، برادرزادۂ مولانا بیکس، بیست و ہفتم ربیع الاوّل ۱۰۲۴ھ۔"

اب دنیا زیادہ سے زیادہ بیدار ہوتی جا رہی اور ممالک ایک دوسرے سے قریب ہوتے جا رہے ہیں، جس سے علمی سرمایہ میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، نیز دنیا کے گوشہ سے جواہر پارے اور شاہکار ہمارے سامنے آتے جا رہے ہیں۔ ابھی حال میں میرے عزیز دوست اور میرے سینٹ استفنس کالج (St.Stephen's College) کے ہونہار شاگرد اکھیلیش متل (Akhilesh Mittal) صاحب نے گرنڈلیز بینک (ANZ Grindlays Bank) کی مالی مدد سے ستمبر ۱۹۹۲ء میں وہ مرقع شائع کیا ہے، جو دارا شکوہ نے اپنی بیوی نادرہ بیگم کو بطور تحفہ کے دیا تھا۔ اس کے شروع میں یہ عبارت ہے:

"ایں مرقع خاص بانیس خاص و ہمدم ہمراز با ختصاص نادرہ بانو بیگم دادہ شد۔ محمد دارا شکوہ ابن شاہجہاں بادشاہ غازی۔ ۱۰۵۶ھ"

یہ مرقع مختلف کتبخانوں میں رہا ہے، نیز اس میں ایک اہم مہر ہے۔ اس البم میں بڑے بڑے کاتبوں کی تحریریں اور بڑے بڑے مصوروں کی بنائی ہوئی تصویریں ہیں۔ بدقسمتی سے اسے خریدا نہیں جا سکتا، صرف تحفہ کے طور پر تیار کیا گیا ہے، البتہ خدا بخش لائبریری میں اسکا نسخہ موجود ہے۔

ابھی حال میں میرا ایک مضمون "یک نسخۂ خطّی پرارزش دیوان ظہوری" شائع ہوا ہے[4]۔ یہ نسخہ بمبئی یونیورسٹی

---

[1] نمبر ۳۲۹/۲۳، کتبخانہ جامع مسجد بمبئی، [2] نمبر ۳۲۸/۲۲، [3] ۱۰۲۰-۱۰۳۵ھ/۱۶۱۳-۱۶۲۶ عیسوی، [4] قند پارسی، رایزنی فرہنگی سفارت جمہوری اسلامی ایران، دہلی نو، مئی ۱۹۹۴ء۔

Marfat.com

کے کتبخانہ میں موجود ہے[1]۔ جس کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ نسخہ شاعر کی نظر سے گذرا ہے، نیز ظہوری[2] نے اس میں بہت سے اشعار کا اضافہ کیا ہے۔ اس کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہے :

" دیوان افضل الشعرا مولانا ظہوری علیہ الرحمۃ و المغفرۃ و جا بجا بخط شریف ایشا نست و از اول تا آخر بنظر فیض اثر ایشان گذشتہ"۔

اسی صفحہ میں یہ مہر بھی ہے :

" محمد رستم خانہ زاد عالمگیر سنہ ۱۲"۔

اسی زمانہ میں میرا ایک اور مضمون " بیاض والہ داغستانی" کے عنوان سے شائع ہوا ہے[3]۔ یہ بیاض خود علی قلی والہ داغستانی[4] کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اسکے علاوہ میر شمس الدین فقیر دہلوی[5] کی مشہور مثنوی " والہ سلطان" بھی شائع ہو گئی ہے[6]۔ اس مطبوعہ مثنوی کے شروع میں ایک صفحہ ہے، جس میں " نمونہ ای از خط و مہر والہ داغستانی" دیا ہوا ہے جس قلمی نسخہ کا عکس شائع ہوا ہے، وہ ۱۱۶۱ ہجری/ (۱۷۴۸ عیسوی) کا لکھا ہوا اور اس کا کاتب محمد رفیع ہے۔ اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ نسخہ تصحیح کیلئے خود فقیر کی نظر سے گذرا اور اس پر ان کی مہر بھی ہے۔

• •

---

[1] شمارہ ۱۹۲ جلد ۵۰ ، [2] وفات : ۱۰۲۵ ہجری / ۱۶۱۶ عیسوی ، [3] غالب نامہ، غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی، جنوری ۱۹۸۰ء

[4] ۱۱۲۴ — ۱۱۸۰ ہجری ۱۷۱۲ — ۱۷۵۶ عیسوی ، [5] ۱۱۱۰ — ہجری / ۱۶۹۹ — ۱۷ عیسوی۔

[6] مثنوی والہ و سلطان ، اثر میر شمس الدین فقیر دہلوی ، با مقدمہ ای از مہدخت برومند ، انتشارات بنیاد فرہنگ ایران ، ۱۳۵۴ ھ ش

Marfat.com

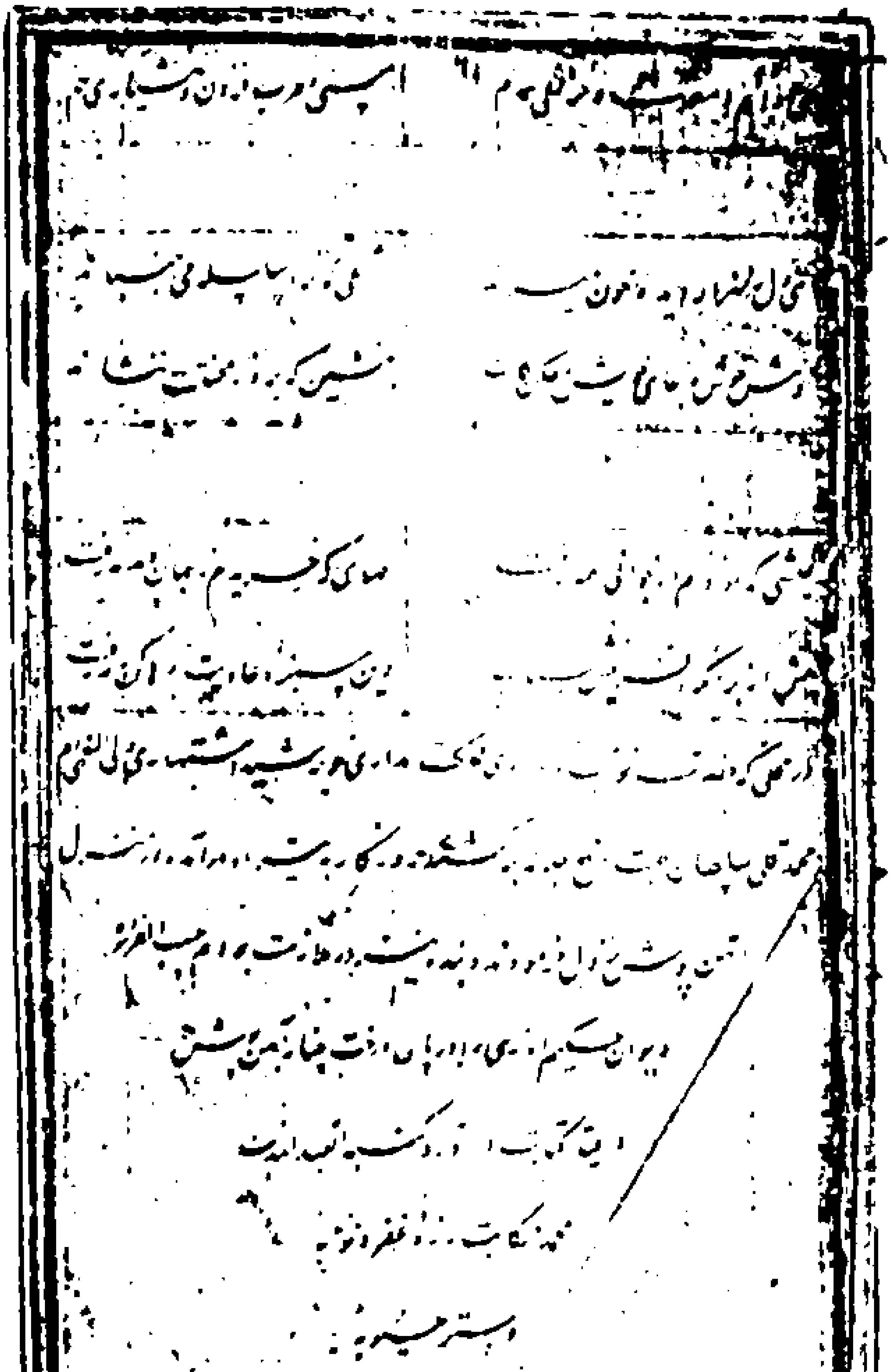

"دیوان انوری" کا آخری صفحہ۔ نسخہ خطی نمبر ۲/۲۸-۵۴
نیشنل میوزیم۔ نئی دہلی

Marfat.com

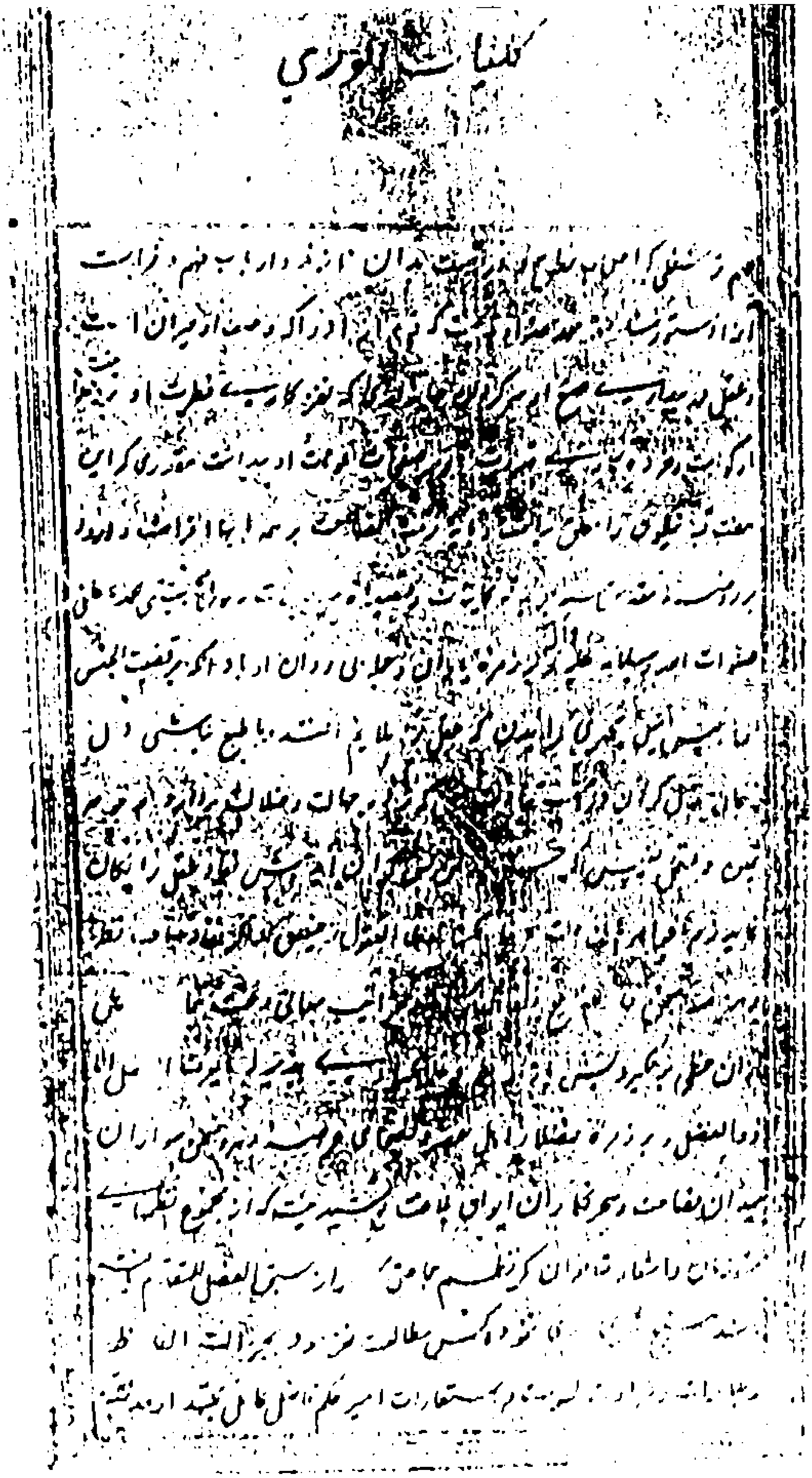

«کلیات انوری» کے مقدمہ کا پہلا صفحہ، نسخۂ خطی نمبر R-۷۱۱-۱۲۴
کاما انسٹی ٹیوٹ۔ بمبئی

Marfat.com

ادالدین عماد الاسلام والمسلمین مقبول الملوک والسلاطین نادرة الملک معجزة

النظم والنثر ... حسان العجم ملک الکلام تاج الشعراء

علی ابن محمد بن اسحاق الابیوردی تغمده الله بغفرانه وادار علیه صوب

... بانصاف کرد ... خواطر بستان سرای ... نظر ... جمله موشح

... لطف و ... تحت ... هر لفظی از آن ... و هر بیتی

سخن را ... اگرچه آن سعد سعید از ملک حیوة انتقال کرد ...

... از ... ال ... ازرها ... خاطر ...

... داراوی توان گفت که در شیوه سخن ... و ...

... هر ... اثر ... رای ... باگر ... این

... قطره ... بس ... جبین ... رادیم ... کی ...

... رات ... زبان ... آن غایت که ...

... اوراق ... ترتیب ...

... کرد ... خاطر ... شارا ...

... آن را ترتیبی ساختن ... و جوامع ...

... را ... بستان ... را درین ... تفاصیل

و ... باشد ... اطلاع ... دست ...

... و ... این اثبات ...

این ابیات را ...

ارزانی دارد

...

138197

"کلیات انوری" کے مقدمہ کا دوسرا صفحہ، نسخہ خطی نمبر ۱۲۴ - ۷۱۱ - R

کاما انسٹی ٹیوٹ۔ بمبئی

Marfat.com

[illegible] دعا میکردم چون [illegible] باز دادند که الملعنا [illegible]

اسرار [illegible] [illegible] من [illegible] الملوك [illegible] الطلاع بادیم

[illegible] کسی که [illegible]

[illegible] گفت از شب بر [illegible]

[illegible] نماز کردم چون [illegible] مناجات کردم گفتم این بنده [illegible]

[illegible] دیدم [illegible]

[illegible] که [illegible] ماکنت [illegible]

[illegible] جلاله با این [illegible] گفت [illegible] رحمت کرد

[illegible] شفقت کرد [illegible]

[illegible] جلاله [illegible] رحمت کرده [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والله [illegible]

[illegible] الکتاب بعون الله [illegible] ۵

الحمد لله رب العالمین حمد الشاکرین والصلوة علی [illegible] محمد و آله و صحبه اجمعین

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

تذکرة الاولیا

الحمد لله ... حمداً یوجب المزید و شکراً یکافی ... والصلوة والسلام
علی النبی ... [illegible] ... فضلت ... [illegible]
والاولیا ... فی الفضل ... [illegible] ...
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مشتمل است بر ذکر بعضی اسامی ... اولیا ...
مشایخ ... [illegible]
... تذکرة الاولیا ...
... [illegible]

Marfat.com

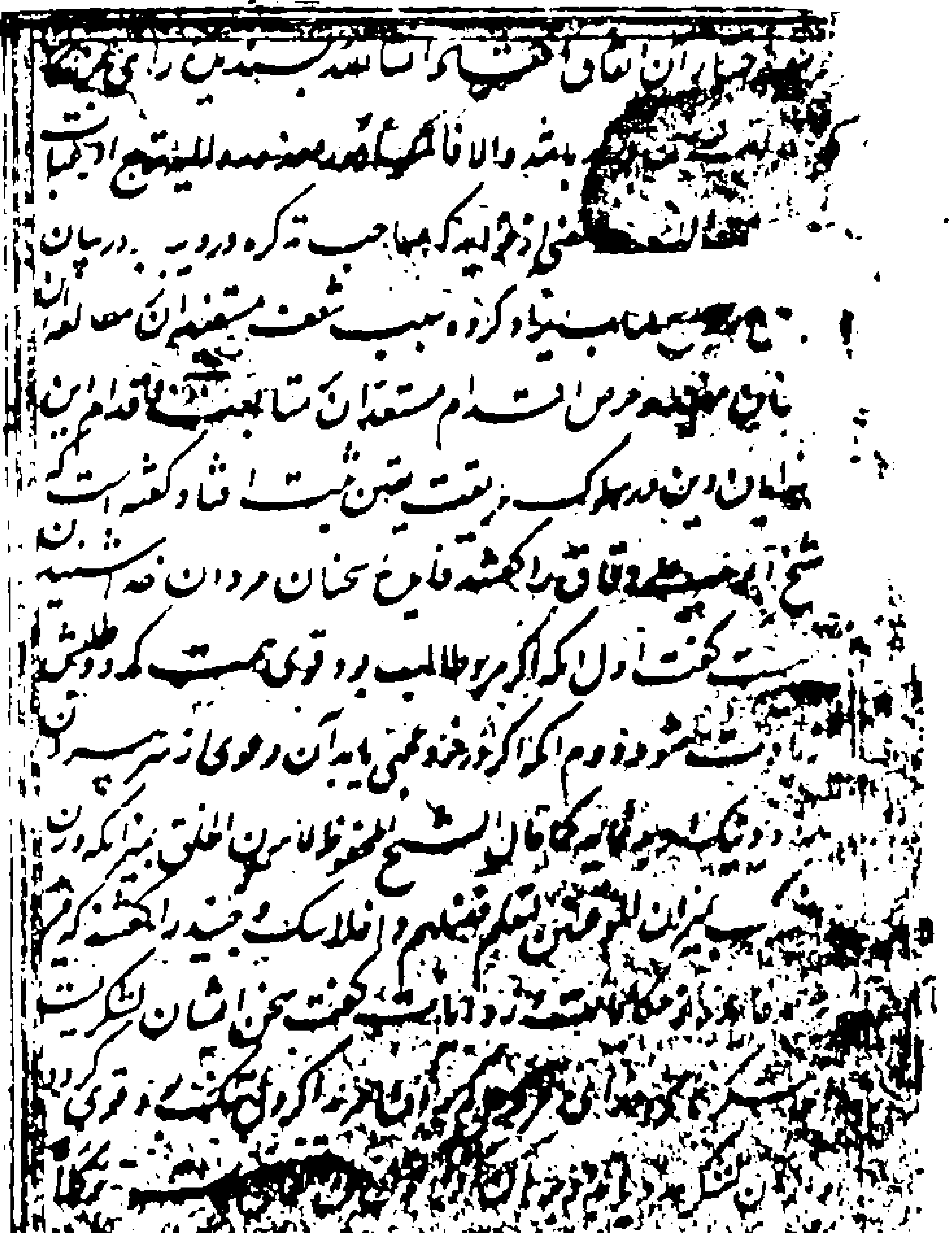

"تذکرة الاولیا" نمبر ۲۰-III-D کاما انسٹی ٹیوٹ، بمبئی

۱۱۱

[illegible] و [illegible] السلام عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة با [illegible]

بر ما باشد کسانی [illegible] ازان ماند [illegible]

حکایت [illegible] پرسیدند کسی که قرآن خواند [illegible]

اگر کسی [illegible] اند که چه سوز و اثری [illegible]

اثر کند [illegible] سماع [illegible] مشایخ و مردان [illegible]

و ابو یوسف همدانی گفت چون این روز کار [illegible]

روی [illegible] ترا ری آرند [illegible] قرار [illegible]

ایشان [illegible] گفته اند که چون ذکر [illegible]

طایفه [illegible] قرار گرفته باشد [illegible]

باشد المرء مع من احب این جمع [illegible]

این شیوه سخن [illegible] در حجاب [illegible]

[illegible] آمده [illegible] چون [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

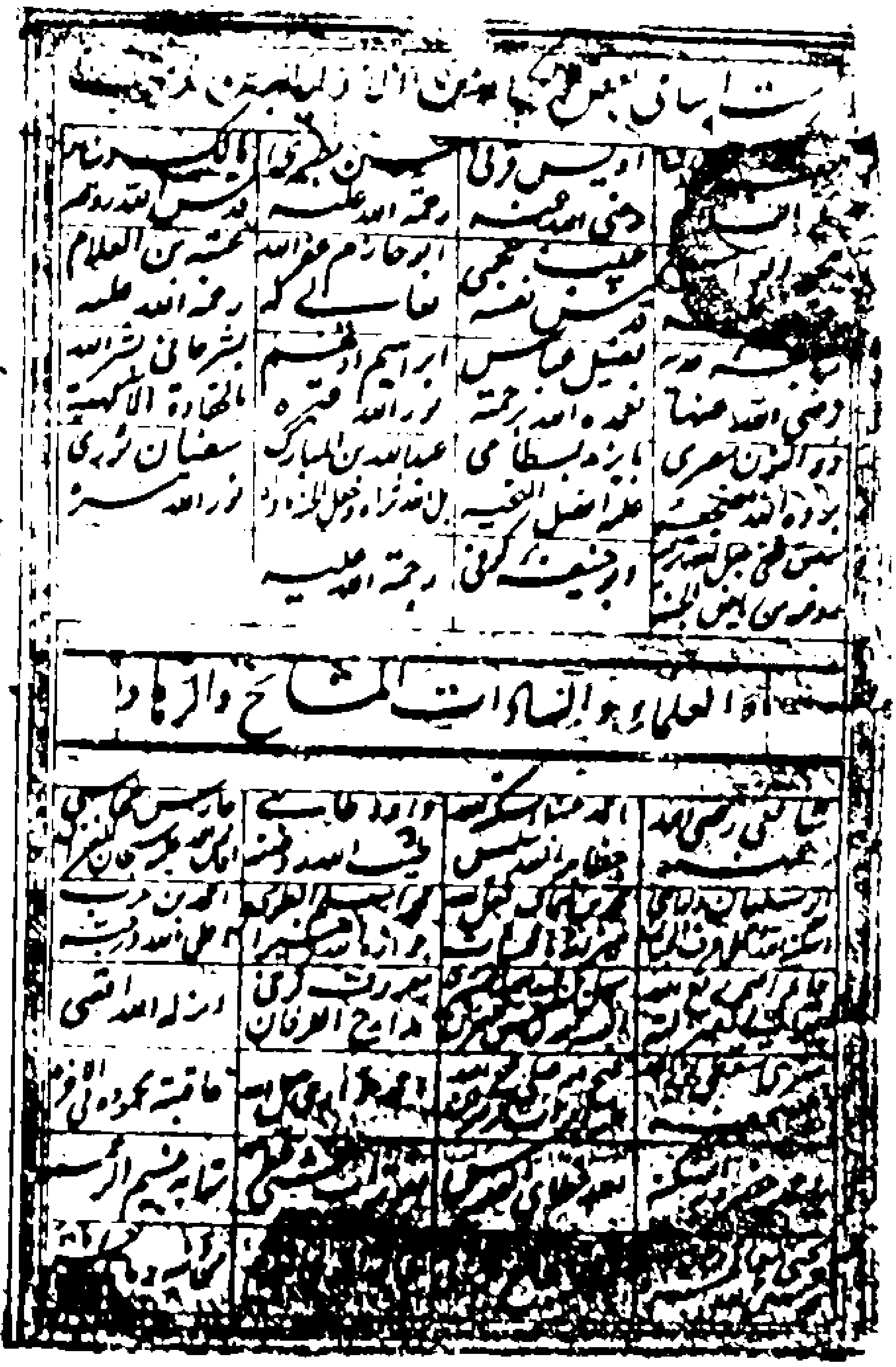

[illegible]	اویس قرنی رضی الله عنه	حسن بصری رحمة الله علیه	مالک دینار قدس الله روحه
[illegible]	حبیب عجمی ...	ابو حازم ...	عتبة بن الغلام رحمة الله علیه
... رضی الله عنها	فضیل عیاض ... رحمة	ابراهیم ادهم نور الله قبره	بشر حافی ...
ذوالنون مصری ...	بایزید بسطامی ...	عبدالله بن المبارک ...	سفیان ثوری نور الله سره
[illegible]	... کرخی	رحمة الله علیه	

... العلماء ... المشائخ و الزهاد

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

Marfat.com

بقیه فهرست اسامی الکبار من ...

یوسف بن الحسین روح الله روحه	ابو حفص حداد ارزقه الله لقاءه	حمدون قصار رحمة الله علیه رحمة واسعة	[illegible]
احمد بن عاصم انطاکی عصمه الله	عبد الله بن خبیق رفع الله شانه فی مقعد الصدق	جنید البغدادی برّد الله علیه غرف الجنان	عمرو بن عثمان مکی غفر الله له
ابو سعید خراز جعله الله وجیها فی الدنیا والآخرة	ابو الحسن نوری نوّر الله سره بنور التوحید	ابو عثمان حیری ادام الله حیرته فی الله	ابو محمد رویم حشره الله ... [illegible]
ابن عطا اعطاه الله سؤله فی العقبی	ابو عبد الله بن الجلاء کشف الله الغطاء من وجه الحق	ابراهیم ... جعله الله باقیا	... بالحق ... مقعد صدق

یوسف بن اسباط بسط الله تعالی ...	ابو یعقوب اسحق نهرجوری ... علیه ...	سمنون بن محب ... [illegible]
[illegible]	ابو الحسن ... [illegible]	[illegible]

ذکر امام جعفر ... [illegible]

ابن سلطان ملت المصطفی ابن امام ... [illegible]

Marfat.com

ان عالم صدیق آن میوه دل انبیا آن جگر گوشه سید اولیا
[illegible] علی آن وارث نبی آن عارف عاشق ابو محمد
[illegible] رضی الله عنه گفته بودم که اگر ذکر انبیا و صحابه
و اهل بیت کنم کتاب جداگانه باید و این شرح حال اولیاست که
بعد از ایشان بوده اند و چون از اهل بیت بوده و سخن طریقت بیشتر
از وی روایت است کلمه چند از آن وی بیارم که ایشان همه
یکی اند اما تبرک را بصادق ابتدا کردم که بعد از ایشان بوده است
و چون ذکر او کرده آید ذکر همه گفته شده باشد نمی بینی که قومی
که مذهب او دارند مذهب دوازده امام دارند و اگر قطع نظر از همه
دنیا کرده بود ذکر این طایفه شروع نا کرده بصفات او ابتدا
[illegible] زبان [illegible] آنست نیاید که در جمله علوم اشارات
[illegible] مقتدی جمله مشایخ بوده و اعتماد
[illegible] مقتدی مطلق بوده است
[illegible] محمد باقر امام اهل ذوق
[illegible] از آن قوم که [illegible]

"تذکرة الاولیاء" نمبر ۲ ـ III ـ D ۹۱۱ گنج بخش

Marfat.com

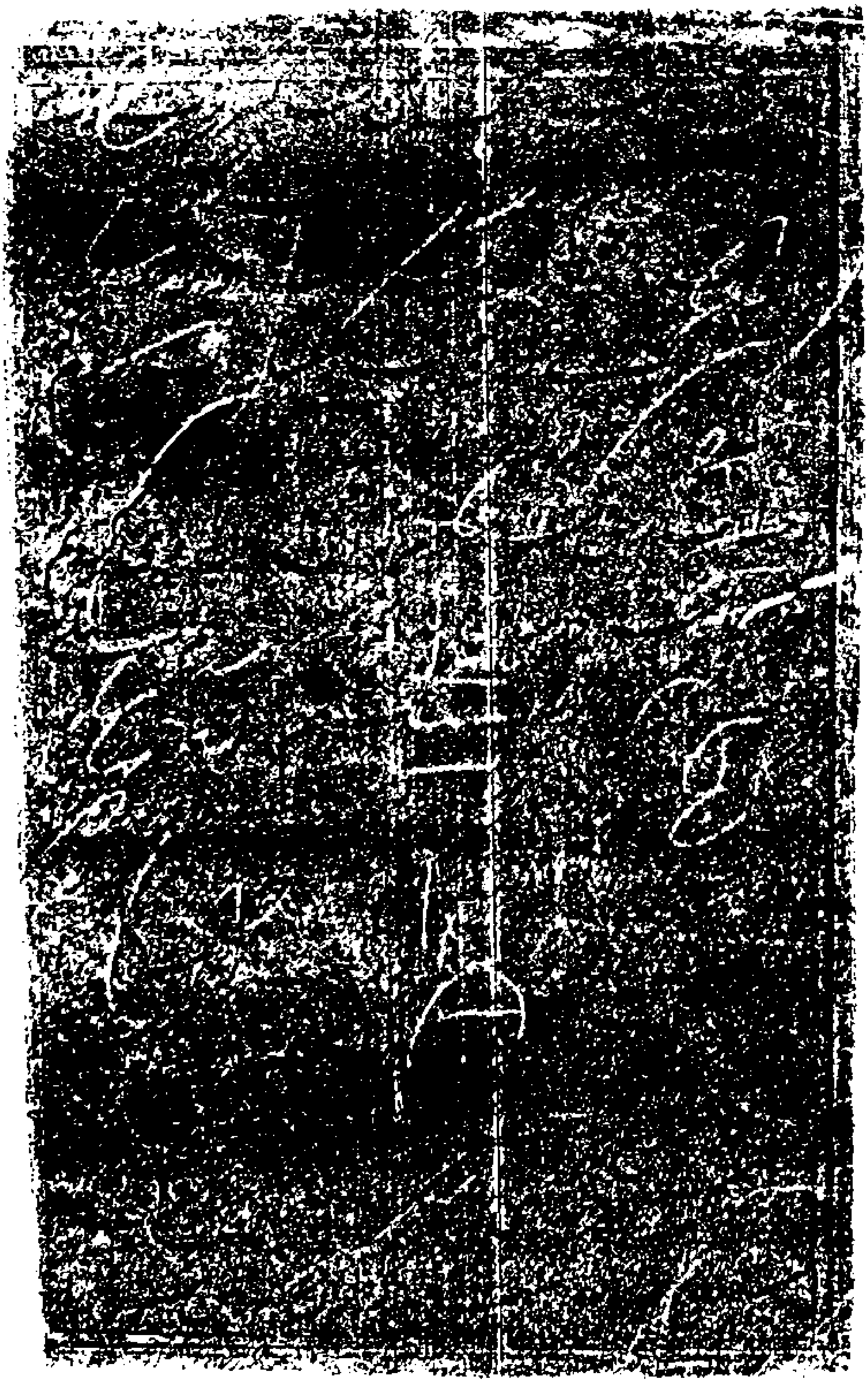

Marfat.com

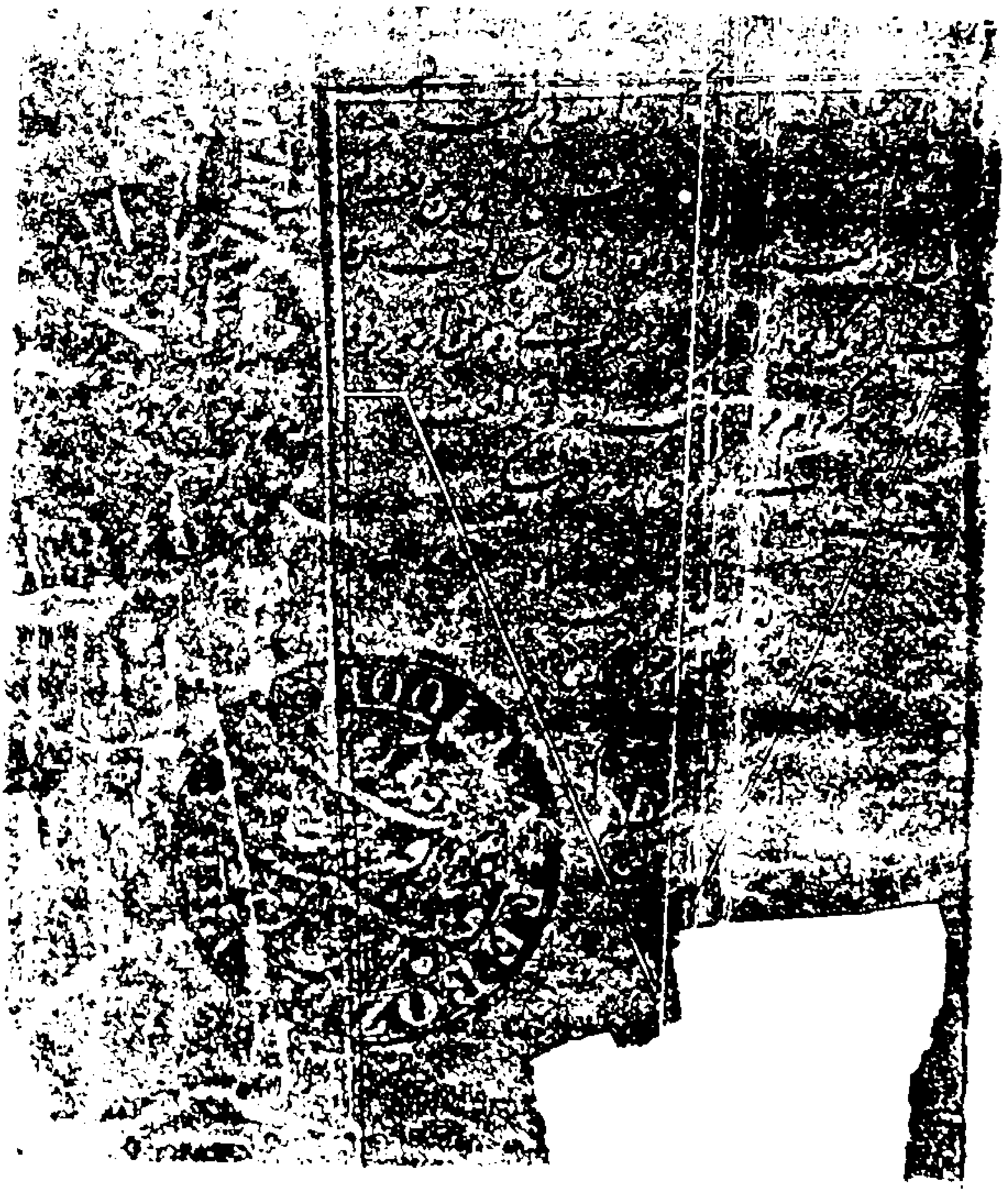

"تذکرۃ الاولیا" نمبر۲ - D - III کاما انسٹی ٹیوٹ، بمبئی۔

Marfat.com

بیاض کا پہلا ورق (الف) نسخۂ خطی نمبر ۱۱/۶-۸۴، نیشنل میوزیم نئی دہلی

Marfat.com

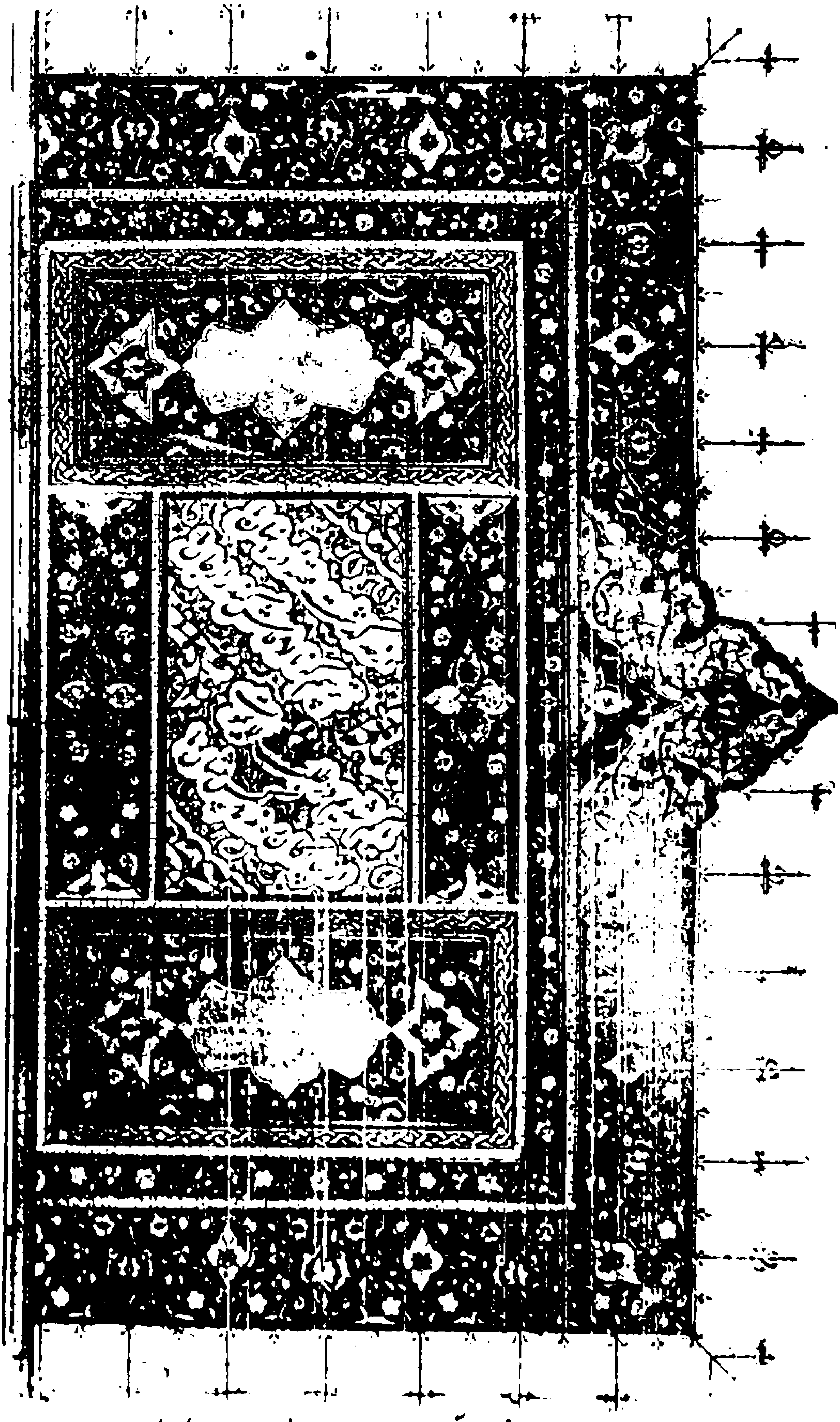

بیاض کا پہلا ورق (ب) نسخۂ مغلی نمبر ۱۱/۶-۴۸ نیشنل میوزیم، نئی دہلی۔

Marfat.com

بیاض کی ایک تصویر، نسخۂ خطی نمبر ۱۱/۶ ـ ۴۸، نیشنل میوزیم، نئی دہلی

Marfat.com

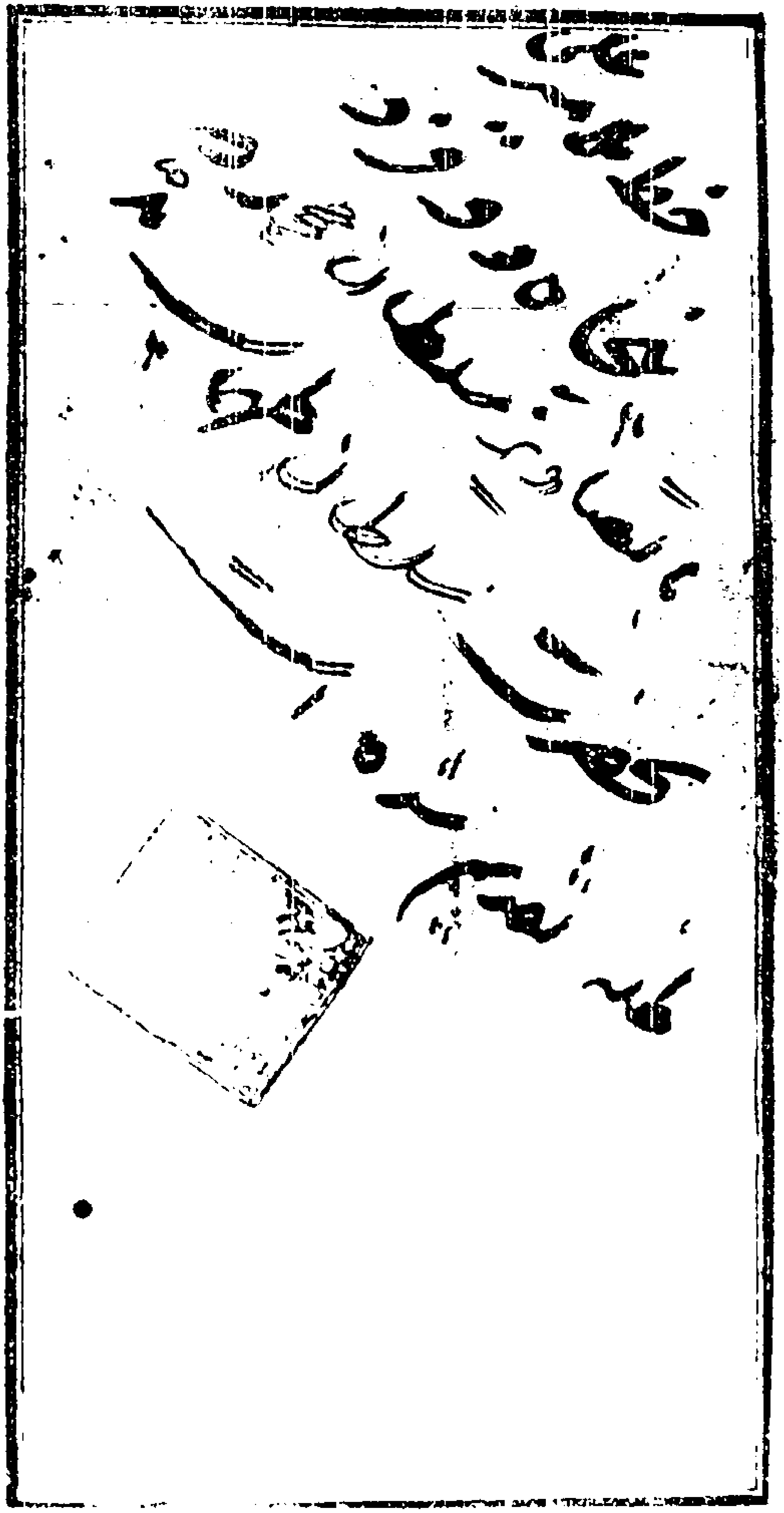

بیاض کا آخری صفحہ جس میں خطاط (ملا میر علی)، مصور (سلطان محمد) اور شاہ طہماسپ کا نام ہے جس کو
یہ بیاض پیش کی گئی تھی۔ نسخۂ خطی شمارہ ۱۱/۶ - ۸ م نیشنل میوزیم، نئی دہلی۔

Marfat.com

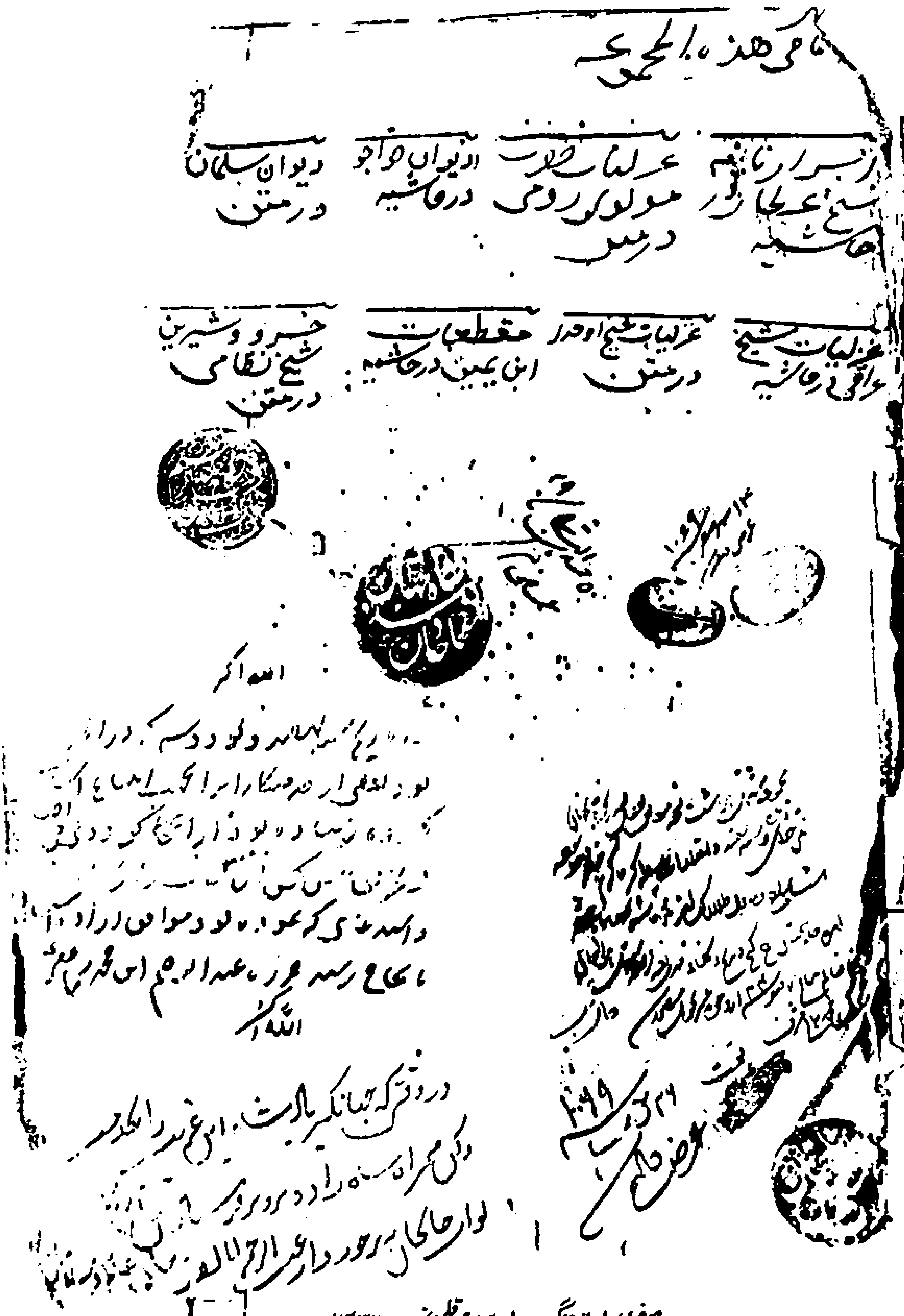

اسامی هذه المجموعه

از اسرار نامه شیخ عطار در حاشیه	غزلیات مولوی رومی در متن	از دیوان خواجو در حاشیه	دیوان سلمان در متن
غزلیات شیخ عراقی در حاشیه	غزلیات شیخ اوحدی در متن	مقطعات ابن یمین در حاشیه	خسرو و شیرین شیخ نظامی در متن

صفحۂ اول "جنگ دواوین" قلمی نمبر ۲۲۳۶-
سنٹرل پبلک لائبریری، پٹیالہ

Marfat.com

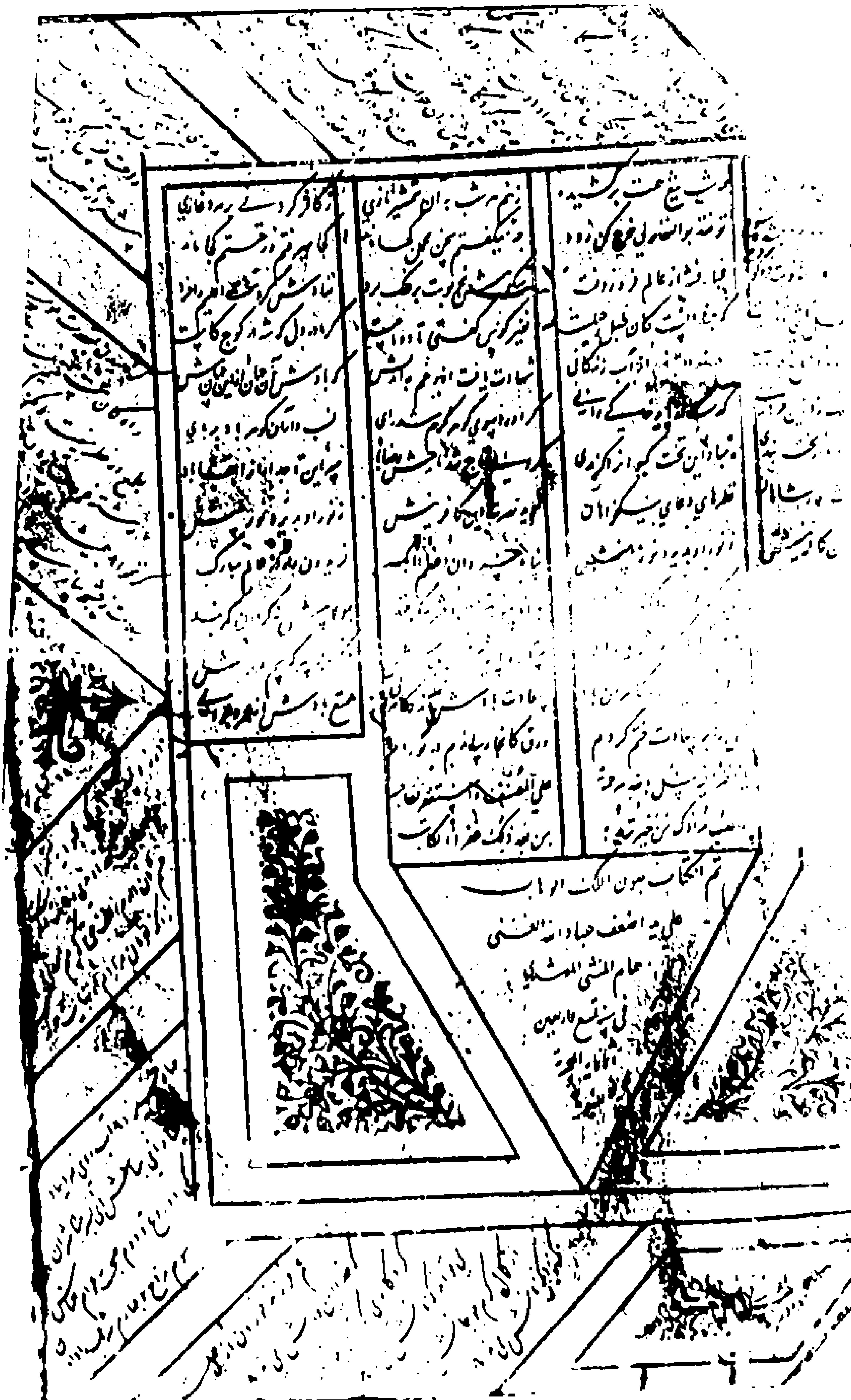

صفحۂ آخر "جنگ دواوین" قلمی نمبر ۲۳۲۶
سنٹرل پبلک لائبریری، پٹیالہ

Marfat.com

این مرقع نفیس [illegible] خاص
و همدم و همراز [illegible]
با تو [illegible]
محمد [illegible]
جهان [illegible]
[illegible]

قیمت [illegible] روپیه

Marfat.com

Marfat.com

عکس صفحهٔ اوّل نسخهٔ خطّی «دیوان ظهوری» در دانشگاه مبئی

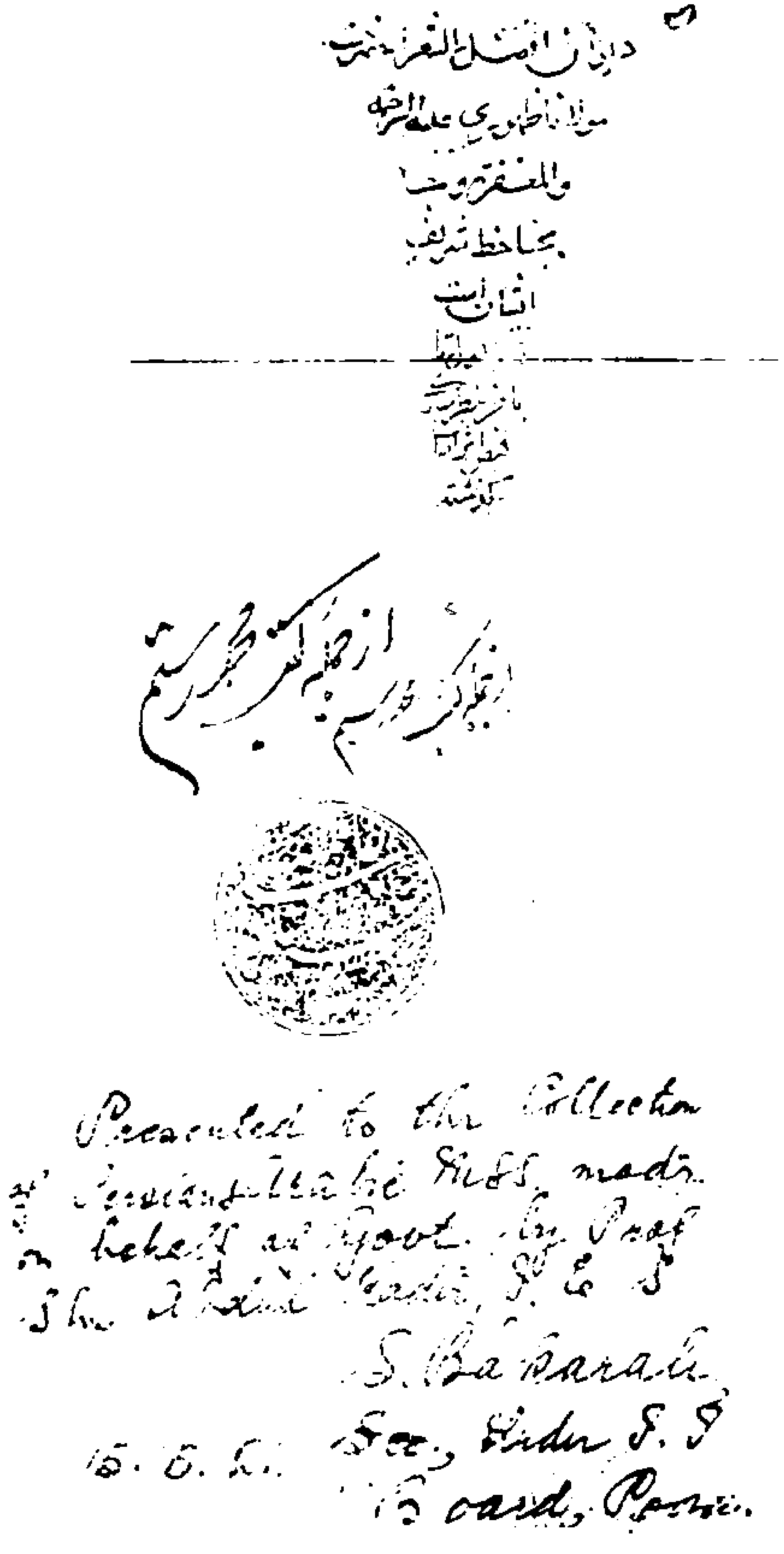
دیوان افضل الشعراء
مولانا ظهوری علیه الرحمه
والمغفره
بخط شریف
ایشان است

Presented to the Collection ... MSS made ... on behalf of Govt. ...

S. Ba...

Sec. ... Board, Poona.

Marfat.com

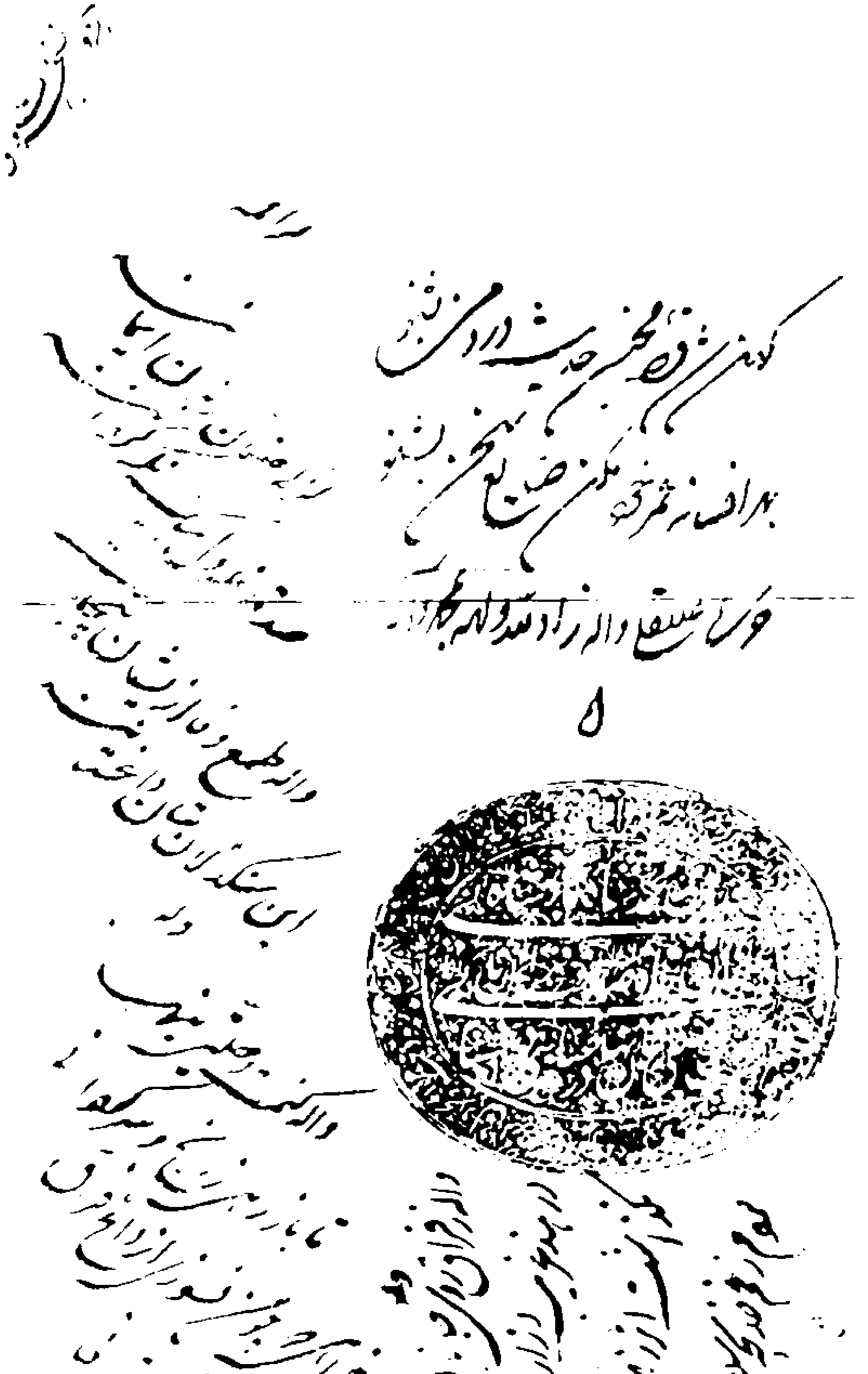

نمونه‌ای از خط و مهر واله داغستانی

Marfat.com

خواهشم کہ دہی باخرش ۔ تشریف قبول خاص و عامش
کوشش دل ازین فسانہ برباد ۔ وز شہرت او زمانہ پرباد

آمین آمین آمین بحق محمد و آلہ الطاہرین
تمت مثنوی المسمی بوالہ سلطان
بخط کمترین بندہ ہا محمد رفیع
غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

سنہ ۱۱۶۱ در سنہ احمد شاہ پادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ من ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باتمام رسید ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندہ گنہگارم

بر در تو آمدم امیدوار
از کرم خویش امیدم بر آر
بکرمک و بفضلک
و بحق محمد حبیبک
و آلہ الاطہار
صلی اللہ علیہ و آلہ
اجمعین

Marfat.com

ڈاکٹر ضیاء الدین ڈیسائی
احمد آباد

مہریں، ترقیمے، عرض دیدے، یادداشتیں

مخطوطہ شناسی میں یہ اصطلاحیں عام طور پر رائج ہیں لیکن ان کے بارے میں کماحقہ تفصیلی معلومات فراہم کرنے کی اس سمینار کے ذریعے جو کوشش کی جارہی ہے وہ ازحد ضروری اور واقعی قابل تعریف ہے۔ ان اصطلاحوں کے ساتھ ایک اور اصطلاح کا شمول اس موضوع کی افادیت میں اضافہ کرتا اور وہ ہے کسی مخطوطے کے سرورق یا کسی اور صفحے پر اس کے مالک یا قاری کی تحریر یا یادداشت۔

کسی بھی مخطوطے پر مہروں، عرض دیدوں، ترقیموں اور یادداشتوں کی موجودگی اس کے متن کی اپنی اہمیت کے باوجود کئی حیثیت سے مفید اور مختلف نقطۂ نظر سے دلچسپی کا باعث ہوتی ہے، گو اس میں ان سب چیزوں کا یا کسی ایک یا زیادہ چیزوں کا ہونا ضروری نہیں۔ دوسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ ترقیمہ برخلاف مہروں، عرض دیدوں اور یادداشتوں کے مخطوطے کا ہی جزو ہے۔ میں اس مقالے میں اپنی معروضات مہروں کے بیان سے شروع کرتا ہوں۔

مہریں:

دنیا میں مہریں لگانے کا رواج اتنا ہی قدیم ہے جتنا انسانی معاشرے میں ملکیت و تملیک اور کسی چیز کے تحفظ یا امانت کے طور پر رکھنے کی خواہش اور چلن۔ یہ صرف کتابوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ یوں کہیے کہ کتابوں کا رواج تو بہت بعد میں آیا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجی جانے والی اشیا بہ شمول خطوط کے بنڈلوں، گٹھریوں یا لفافوں پر مہریں لگانے کا رواج تاریخی عہد سے پایا جاتا ہے چنانچہ بابل، مصر، موہن جوداڑو، ہڑپہ وغیرہ قدیم تہذیبوں کے مشہور و معروف مقامات سے برآمد شدہ آثار میں مہریں بھی شامل ہیں جہاں کہیں بھی کسی شخص کی مالک یا مرسل کی حیثیت سے قطعی اور بلاشبہ شناسائی اور پہچان مقصود یا ضروری سمجھی جاتی تھی وہاں دستخط کی علامت کے طور پر مہریں استعمال میں لائی جاتی رہی ہیں۔ یہ رواج کم و بیش ہمارے ملک میں بھی انیسویں صدی عیسوی یا موجودہ صدی کے ابتدائی سالوں تک پایا جاتا ہے۔

اسی طرح جیسا کہ آج کل مطبوعہ کتاب کا خریدار یا مالک اس پر اپنا نام لکھتا ہے، مخطوطہ پر بھی اس کا

Marfat.com

مالک، اور اگر یہ کسی کتابخانے کی ہے تو مذکورہ ادارے کا ناظم اس پر اپنا نام اور لقب لکھنے کے بجائے اپنی مخصوص مہر لگادیتا تھا۔ اسی طرح شاہی فرمانوں اور دیگر دستاویزوں پر بھی ان کی تصدیق و توثیق کے لیے بادشاہ، شاہزادہ، شاہزادی، امیر، صدر، قاضی وغیرہ کی مہر لگائی جاتی تھی۔ شکل میں عام طور پر یہ مہر مدور ہوتی تھی لیکن مربع، مستطیل اور ایسے کسی ہندسی تزئینی شکل کی مہریں بھی پائی گئی ہیں۔

ان مہروں کے مقصد کے پیش نظر ان کی عبارت صاحب مہر کے نام مع یا بدون لقب اور ان کے کندہ کیے جانے کے ہندسوں میں سن ہجری پر مشتمل ہوتی تھی۔ مغلیہ سلطنت کے عہد میں بادشاہوں، امیروں یا دیگر عہدہ داروں کی مہروں میں سن ہجری کے علاوہ بادشاہ کا سن جلوس بھی عبارت کا جزو ہوتا تھا۔ یہ التزام ان بادشاہوں کے سکوں میں بھی ملتا ہے۔ یہ دونوں سن بغیر کسی سنہ ہجری یا سنہ جلوس جیسے تشخیصی فقرے کے، ہندسوں میں دیے جاتے تھے، بادشاہوں کی مہروں پر انکا لقب، کنیت اور نام مع سن جلوس اور سن ہجری درج ہوتے تھے۔ مثلاً جہانگیر کی مہر پر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی سنہ احد ۱۰۱۴، اول سن جلوس کے لیے عربی لفظ احد کا استعمال اس لیے ہوتا تھا کہ ہندسے میں لکھنے سے اس پر الف کا دھوکہ نہ ہو۔ یہ مہریں ان کی تخت نشینی کے ساتھ ہی تیار کرائی جاتی تھیں اور عام طور پر ان میں تبدیلی نہیں کی جاتی تھی۔ چونکہ بادشاہ کی مہر اس کے احکام یا ارادوں یا مرضی کی تعمیل یا توثیق و تاکید کا واحد آلہ تھی اس لیے اس کی مخصوص مہر "اوزک" کی حفاظت میں زیادہ سے زیادہ احتیاط برتا جاتا تھا اور عام طور پر یہ اس کی اپنی یا حسب ضرورت اپنی چہیتی بیگم یا شاہزادی کی تحویل میں رہتی تھی۔ مثلاً شاہجہاں کی مہر اوزک ممتاز محل کی تحویل میں تھی اور اس کے انتقال کے بعد جہاں آرا عرف بیگم صاحب کی تحویل میں دی گئی۔ ابتدائی تخت نشینی کے دنوں میں جب شاہجہاں تنہا تھا تو یہ مہر کچھ دنوں اس کے خسر اور وزیر اعظم مرزا ابوالحسن بن اعتماد الدولہ المخاطب بہ یمین الدولہ آصف خان کے پاس رہی۔

شاہی امرا یا حکام یا عہدے داروں کی مہروں میں ان کے نام یا لقب یا خطاب اور نسبت کندہ کیے جاتے تھے۔ ان کی عبارت میں بھی سن جلوس اور سن ہجری درج ہوتے تھے۔ کوئی امیر یا حاکم یا عہدے دار نئے عہدے یا خطاب سے سرفراز ہوتا تھا تو نئے خطاب یا عہدے اور سنوں والی نئی مہر بنواتا تھا ورنہ عام طور پر اس کی مہر کی عبارت یا شکل وصورت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی تھی ایک دو مثالیں پیش خدمت ہیں:
مغلیہ شاہی کتابخانہ میں اول درجہ کے خوش نویسوں کا تقرر ہوتا تھا۔ ان میں عبدالحق بن قاسم شیرازی بھی

Marfat.com

ہے جس نے اکبر کے مقبرے، شاہی مسجد، تاج محل آگرہ اور اس کی اپنی بنوائی ہوئی ضلع امرتسر میں واقع سرائے امانت خان کے نہایت خوشخط کتبے لکھے تھے۔ اس کی دو قسم کی مہریں ملتی ہیں: ایک عبدالحق بن قاسم شیرازی عبارت والی (جس کی شائع شدہ مہروں میں سن کی موجودگی کا پتہ نہیں چلتا) اور دوسری امانت خان شاہجہانی مع سن جلوس ہجری عبارت والی۔ دوسری مہر اس نے تاج محل کے کتبوں کی تحریر کے سلسلے میں امانت خان کا خطاب پانے کے بعد بنوائی تھی۔ دوسری مثال لکھنؤ کے مہاراجہ ٹکیٹ رائے کی ہے جو خدا بخش لائبریری کے کلیات ابن یمین پر ثبت شدہ دو مہروں میں پائی جاتی ہے ایک مہر میں اس کا نام راجہ ٹکیٹ رای ۱۱۹۲ ملتا ہے اور دوسری میں مہاراجہ ٹکیٹ رای ۱۲۰۲۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس نے دوسری مہر مہاراجہ کا خطاب ملنے پر بنوائی۔ کبھی مالک مہر دوسرے بادشاہ کے زمانے میں اپنے عہدے اور منصب پر بحال ہوتا تھا تو وہ اپنی نئی مہر بنواتا تھا مثلاً غضنفر خانہ زاد عالمگیر بادشاہ ۴۸ - ۱۱۱۷ اور غضنفر خانہ زاد شاہ عالم بادشاہ احد - ۱۱۱۹۔ اس قسم کی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

مہروں کی عبارت مخطوطے کے نام بالخصوص سن ترقیمہ یا کسی دیگر قراین کی عدم موجودگی میں مخطوطے کا سن تصنیف یا سال کتابت کی تعیین میں ممد معاون ثابت ہوتا ہے۔ البتہ اس سلسلے میں ایک بات کا خیال ملحوظ رہے کہ یہ ضروری نہیں کہ مخطوط اسی سن میں کتابت کیا گیا ہے جو اس کی مہر میں درج ہے۔ یہ اس سن میں یا اس کے کچھ سال پہلے لکھا گیا ہوگا لیکن کسی صورت میں مہر میں مذکور شدہ سنہ کے بعد وجود میں نہیں آیا۔

مہروں کی عبارتوں کے بارے میں چند باتیں گوش گذار کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ کچھ مہروں میں صرف نام اور بالعموم سن ہوتا ہے مثلاً یالتو بیگ ۱۰۹۳، نظام الدین محمد ۱۱۴۱، شیخ عبدالقادر ۱۱۹۴، محمد باقر ۱۲۰۵ وغیرہ۔ کچھ میں مالک مہر کے نام کے ساتھ اس کی ولدیت اور نسبت کی بھی نشاندہی پائی جاتی ہے مثلاً عبدالرحیم بن بیرم ۹۹۴ (اکبری اور جہانگیری عہد کا مشہور امیر مرزا عبدالرحیم خان خانان)، عبدالحق بن قاسم شیرازی احد ۱۰۳۷، جان سپار خان بن رستم علی خان ۱۱۷۲ وغیرہ۔ کچھ میں ناموں سے پہلے خاکساری جتانے والے فقرے بھی پائے جاتے ہیں مثلاً احقر العباد محمد ہادی بن محمد جعفر... کچھ میں ان کا اعزازی لقب بھی نظر آتا ہے مثلاً زبدۃ العلما شیخ الاسلام خاں ۱۱۸۹، زین الدین خان بہادر ۱۲۲۹ وغیرہ۔ کچھ مہروں میں مخطوطے کے کاتب کے نام کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ مثلاً شیخ عظمت اللہ کاتب ۱۱۷۱، وغیرہ۔ ایسی

Marfat.com

مہروں میں بسا اوقات مالک مہر کے بارے میں کچھ مزید معلومات ملتی ہیں۔ مثلاً ایک مہر کی عبارت ہے:
مالکہ الحجازی میرزا رضی علی نقی نسب حیدری مذہب .....

امرا، حکام، قضاۃ اور دیگر عہدے داروں کی مہروں میں عموماً ان کے نام خطاب لقب یا عہدے کے بعد بادشاہ وقت کی نسبت بندہ، غلام، مرید، فدوی، خانہ زاد وغیرہ مخصوص الفاظ کے ذریعے جتائی جاتی ہے۔ ہمارے محدود علم میں جو مواد آیا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اکبری عہد کے امرا کی مہروں کی عبارت ان کے نام تک محدود تھی۔ مثلاً صاحب طبقات اکبری کی مہر کی عبارت ہے: العبد نظام الدین احمد بن خواجہ مقیم ... ، میر محمد معصوم نامی بکری کی مہر کی عبارت ہے: عبد محمد معصوم بن سید صفائی ...... اور ملک الشعراء فیضی کی مہر کی عبارت (جو عکس سے اچھی طرح واضح نہیں ہے) ابوالفیض فیضی ..... وغیرہ۔ لیکن اکبری عہد کے امرا کی مہروں میں ایک نادر عبارت والی مہر کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ اکبر کے دین الٰہی کے پیرووں کے درجات متشخص کرنے والی عبارت کی حامل کم از کم ایک مہر جو ایک سے زیادہ مخطوطوں پر ثبت ہے ہمارے سامنے ہے۔ یہ ہمایوں اور اکبر کے مشہور مصور خواجہ عبدالصمد شیریں رقم کے بیٹے اور جہانگیر کے حواری محمد شریف کی ہے جو بعد میں امیر الامراء بنایا گیا ہے، اس مہر کی جس عبارت کو پڑھنے اور اسکے معنی سمجھنے میں فہرست نگاروں اور مصوری کے ماہرین کو سہو ہوا ہے وہ یہ ہے: مرید پای بر جادر چہار مرتبۂ اخلاص شریف .... نور جہاں کے والد اعتماد الدولہ کی مہر کی عبارت تھی: عبدہ اعتماد الدولہ۔

مذکورالذکر مخصوص الفاظ بندہ وغیرہ میں مرید اور خانہ زاد وضاحت طلب ہیں۔ یہاں مرید کے معنی تو وہی اصطلاحی پیری مریدی والے ہیں لیکن اس کا استعمال اس لیے کیا جاتا تھا کہ بادشاہ کو شاہزادوں سے لیکر عوام تک اپنا پیر و مرشد کہتے تھے ورنہ رشد و ارشاد کو ان میں کوئی دخل نہیں تھا۔ خانہ زاد کا لفظ جتنا عام ہے اتنا ہی لوگ اس کے معنی سے نا آشنا ہیں۔ جیسا کہ اس کے لغوی معنی، خانہ یعنی گھر اور زاد یعنی پیدا شدہ = گھر میں پیدا شدہ کے معنی سے ظاہر ہے لفظ خانہ زاد کا اطلاق تاریخوں اور مکتوبات کی طرح مہروں میں بھی ان مغل امرا یا بندگان پر ہوتا تھا جن کے والدان کی پیدائش کے وقت شاہی ملازمت سے منسلک تھے۔ ان مخصوص الفاظ والی مہروں کی چند مثالیں حاضر ہیں: اعتماد خان بندۂ شاہ جہان ۲۶ ـ ۱۰۶۳ ـ مرشد بندۂ شاہ جہان احد ۱۰۲۷ ـ یوسف غلام حضرت اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی .. ۱۰۷۰ ـ اردشیر مرید جہانگیر بادشاہ ۱۰۲۱ ـ حکیم صالح خان مرید شاہجہان ۱۶ ـ ۱۰۵۳ ـ احمد مرید با اخلاص شاہ جہان بادشاہ .. ـ ... ـ العبد ابراہیم الھروی مرید

Marfat.com

عالمگیر بادشاہ ۔۔ ۔۔۔۔۔ سید علی الحسینی بید عالمگیر بادشاہ ۸ ۔ ۱۰۷۶ اور ۳۸ ۔ ۱۱۰۵ ۔ میر سلطان حسین فدوی احمد شاہ بادشاہ غازی ۱۱۶۴ ۔ حفیظ اللہ خان بخشی فدوی سرکار مہاراجہ ہولکر ۔۔۔ لطف اللہ خان خانہ زاد عالمگیر بادشاہ ۔۔ ۱۰۷۶ (یہ شاہ جہاں کے وزیر اعظم علامہ سعد اللہ خان کے بیٹے کی مہر ہے)۔ محمد ہادی الملقب بہ شاہ میرزا خانہ زاد عالم گیر بادشاہ ۔۔ ۱۰۸۷ ۔ قابل خان خانہ زاد عالم گیر بادشاہ ۲۹ ۔ ۱۰۹۷ عضنفر خانہ زاد عالم گیر بادشاہ غازی ۴۸ ۔ ۱۱۱۶ ۔ غضنفر خانہ زاد شاہ عالم بادشاہ غازی احد ۔ ۱۱۱۹ ۔ ارشد خان خانہ زاد شاہ عالم بادشاہ ۲ ۔ ۱۱۲۰ وغیرہ۔ مہروں کی جن عبارت میں مالک مہر کی نسبت بادشاہ کے نام سے جتائی گئی ہے اس کے چند نمونے یہ ہیں: امانت خان شاہجہانی ۴ ۔ ۱۰۴۱ ۔ عنایت خان شاہجہانی ۔۔۔ ۔۔۔۔۔ اعتماد خان شاہجہانی ۔۔ ۔۔۔۔۔ اعتقاد خان شاہجہانی ۔۔ ۔۔۔۔۔ (ان دو ناموں بلکہ لقبوں سے ظاہر ہے کہ یہ جواہر خانہ یا خاص اشیاء کی نگرانی کے لیے مامور تھے)۔ علی بیگ عالمگیر شاہی ۔۔ ۔۔۔۔۔ اللہ وردی خان عالمگیر شاہی ۔۔ ۱۰۷۱ وغیرہ۔ یہ مہریں جس طرح مخطوطوں پر ثبت ہیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے مالک کتاب خانے میں کتابدار تحویلدار یا داروغہ جیسے اہم عہدوں پر مامور ہوتے تھے۔ ان مہروں سے ان کی ملازمت یا کتابخانے سے وابستگی کی میعاد زمانہ بھی معلوم ہوتی ہے۔

مہروں کی عبارتیں صرف سادہ نثر میں ہی نہیں ہوا کرتی تھیں بلکہ وہ نثر مسجع اور نظم، ایک مصرع یا پوری ایک بیت پر بھی مشتمل ہوتی تھیں۔ مقفع و مسجع نثر کی چند مثالیں ملاحظہ ہو: المتوکل علی اللہ الناصر علی بن محمد طاہر ۹۹۸ ۔ اقل العباد عابد المعبود ۱۰۲۰ ۔ افقر فقراء باب اللہ الغنی مہدی ابن جانباز خان الحسنی ۲۳ ۔ ۱۰۶۰ ۔ المفتقر الی اللہ الکافی ابوبکر بن عبدالباقی ۱۰۷۳ ۔ کمترین آفاق حسن مرید شاہ اسحٰق ۱۰۷۴ ۔ خادم شرع محمد علیہ السلام قاضی شیخ الاسلام ۲۰ ۔ ۱۰۸۷ ۔ المتوکل علی اللہ العلام محمد رفیع بن شیخ الاسلام ۱۱۳۰ ۔ المفتقر الی اللہ عبدالقادر بن عبداللہ ۱۱۳۴ ۔ ذرۂ حقیر شمس اللہ فقیر ۔ المتوکل علی اللہ المالک الصمد قطب الدین محمد ۔۔۔ بندۂ بیمقدار جلال کتابدار ۔۔۔ الواثق بمالک المعبود علی بن مسعود ۔۔۔۔ جان غلام آل علی امام ویردی بن داود قلی ۔ وغیرہ۔

منظوم یک مصرعی عبارتوں کی جن کو عرف عام میں سجع بھی کہتے ہیں، بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ یوں تو اکثر بیشتر سجع سے مالک مہر کا نام اور اس کا پیشہ (اگر ہے)، عقیدہ وغیرہ معلوم ہو جاتا ہے مگر کچھ سجع میں شاعرانہ تخیل اور رعایت لفظی کی وجہ سے مالک مہر کے نام کو تعین کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔

Marfat.com

سجع امرا اور عام لوگ سب کی مہروں میں پایا جاتا ہے۔ امرا کی مہروں کے سجع کی کچھ مثالیں یہ ہیں:
بندۂ شاہ جہان عبدالرشید دیلمی ۱۲۔ ۱۰۴۸ (یہ مشہور ایرانی خطاط نستعلیق میر عماد کا ہمشیر زادہ تھا اور شاہ جہان کے کتابخانے میں ملازم۔ صادق از جان بندۂ شاہ جہان .. ۔ ۱۰۴۴ (خاک راہ اہل دل عبداللطیف احد ۱۰۴۷ (مشہور و معروف مثنوی مولانا روم کی متن کے مرتب اور شارح اور مورخ اور شاہ جہان کے دیوان تن عبداللطیف بن عبداللہ عباسی کی مہر)۔ مومن از جان بندۂ شاہ جہان .. ۔ ..... ۔ غلام شاہ جہان بادشاہ شمس الدین .. ۔ ..... ۔ بندہ شاہجہان ہست زجان ابراہیم .. ۔ ..... ۔ بندۂ شاہ جہان میر بزرگ .. ۔ .... شاہ جہان مرشد صالح بود .. ۔ ..... محب دوستان حق منوچہر .. ۔ ۱۰۴۶ (یہ مرزا عبدالرحیم خان خانان کے بیٹے میرزا ایرج کا لڑکا ہے)۔ بندۂ شاہ جہان میرک حسین .. ۔ ..... مرید شاہ جہاں بادشاہ شد عارف .. ۔ ۱۰۴۵ ۔ بندۂ درگاہ محمد معصوم ..... ۔ ..... شاہ عالم گیر را فدوی محمد میرک است .. ۔ ۱۰۸۹ ۔ غضنفر ان زمان خانہ زاد عالم گیر ۴۸ ۔ ۱۱۱۶ ۔ یافت منصور مراتب ز شہ عالم گیر ۳۶ ۔ ۱۱۰۴ وغیرہ۔

قبل از مغل عہد کے بہت کم امرا کی مہریں دیکھنے میں آئی ہیں۔ خدا بخش لائبریری میں علامہ جاراللہ زمخشری کی الکشاف پر مشہور بہمنی وزیر خواجہ محمود گاوان کی دو دلچسپ مہریں ثبت ہیں۔ ایک اس وقت کی جب بہمنی سلطان نے اسے ملک التجار کا لقب دیا تھا اور دوسری اس زمانے کی یادگار ہے جب اس کو بہمنی سلطان کی جانب سے خواجہ جہان کا خطاب ملا تھا۔ ان کی عبارتیں نثر مسجع میں ہیں: پہلی مہر کی عبارت یہ ہے: الواثق بعنایت ؟ الملک الغفار محمود المخاطب من الحضرت العالیہ بملک التجار اور دوسری یہ ہے: الم... (یہ لفظ نہیں پڑھا گیا) الی اللہ المستعان محمود المخاطب من الحضرت العالیہ بخواجہ جہان .. ان میں سن صاف نہیں ہے لیکن موخر الذکر مہر ۲۹ شعبان ۸۷۶ کے عرض دیدہ پر ثبت ہے۔ یہاں جملہ معترضہ کے طور پر یہ عرض کر دوں کہ خواجہ جہان کی مہر والے صفحے کے نیچے والے حصہ میں ترقیمہ کی طرح دو لکیروں کا الٹا تکون بنا ہوا ہے اور اس کی دونوں بازو پر خط کوفی میں اسد اللہ الغالب بن ابی طالب کی ایک نہایت نفیس چھوٹی مہر لگائی گئی ہے جو بظاہر اس کے کسی مالک کی ہوگی۔

قاضیوں کی بیشمار مہریں دستاویزوں پر پائی جاتی ہیں، مخطوطوں پر بھی کافی مہریں ملتی ہیں۔ یہ عموماً سجع کی عبارت والی ہوتی ہیں۔ چند مثالیں ملاحظہ ہو: خادم شرع محمدؐ شریف .... تابع شرع محمدؐ یعقوب .... قاضی شرع محمدؐ صالح .... خادم شرع نبی خیرالدین ۱۰۸۷ وغیرہ۔

Marfat.com

دیگر حضرات کی مہروں کے بیشمار سجعوں میں سے کچھ یہاں پیش کیے جاتے ہیں: بندۂ شاہ ولایت سلمان ۱۰۱۵۔ خاک راہ آل محمدؐ سعید ۱۰۵۰۔ بندۂ آل محمدؐ قاسم ۱۰۷۷۔ خاک راہ آل محمدؐ رضا ۱۰۸۰۔ متمسک بلطف او ست مقیم ۱۰۸۵۔ زبعد محمدؐ علی اکبر است ۱۰۹۰۔ قوام الدین بحشر سربلند است ۱۱۰۵ (رعایت لفظی ملاحظہ ہو)۔ دارد امید شفاعت ز محمدؐ داؤد ۱۱۱۶۔ ابوالقاسم شفیع بے نظیر است ۱۱۲۱۔ محمدؐ ابوالفتح از مرتضیٰ شد ۱۱۳۵۔ غلام محمد محمد رضا ۱۱۵۳۔ براعدای دین شد مظفر حسین ۱۱۸۷۔ جمال دین نبی شد جلال از حیدر ۱۲۳۰۔ بود یاور ہر دو عالم علی ۱۲۳۷۔ بود جانشین محمدؐ علی ۱۲۳۷۔ ابوسعید ز آل امام دین احمد۔ منم از جان غلام محی الدین در ہر دو جہاں مرشد ما محمود است۔ در عرصۂ عالم سلطان محمدؐ است۔ گل از بوستان مراد عظیم۔ محمدؐ شفیع محمدؐ شفیع۔ پیرو دین محمدؐ عزت۔ خاک نعلین محمدؐ جعفر است۔ دارد امید شفاعت ز محمدؐ سردار۔ نازم بہ بخت خود کہ غلام محمدم۔ نظام کار دو عالم محمدِ عربی است۔ خاک راہ اہل دل عبدالرحیم۔ گرد نعلین علی موسیٰ رضا۔ وغیرہ۔

پوری بیت یا شعر والی مہروں کی عبارتیں نسبتاً کم ملتی ہیں۔ اس کی غالباً بڑی وجہ یہ ہے کہ مہر کی چھوٹی سطح میں دو مصرعوں کو سمیٹ کر لکھنا قدرے مشکل ہے۔ ہمارے سامنے جو مواد ہے اس کے پیش نظر یہ کہہ سکتے ہیں کہ قبل از مغل عہد میں بہمنیوں کو چھوڑ کر سلاطین دکن، سلاطین گجرات اور سلاطین اودھ کی مہروں کی عبارت یک شعری ہے۔ سلاطین گجرات کی مہروں میں نثر والی عبارت بھی ملتی ہے۔ بہمنی سلاطین دکن میں سے کسی کی مہر میری نظر سے گذری ہو ایسا یاد نہیں پڑتا۔ ابھی کشاف کے جس مخطوطے کا ذکر کیا اس پر بہمنی وزیر خواجہ جہاں کی مذکورالصدر دو مہروں کے علاوہ ایک اور اسی طرز اور خط کی مہر ہے جس کی عبارت یہ ہے:

"من کتب خزانۃ السلطان الاعظم شاہ رخ بہادر" بادی النظر میں اسے کسی بہمنی سلطان کی طرف منسوب کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن جیسا کہ فہرست نگار نے بتایا ہے وہ اصل میں شاہ رخ بہادر کی مہر ہے جس سے مراد شاہ رخ بن تیمور ہے۔

اس کے برعکس سلاطین مغل کی مہریں نثری عبارت والی ہیں حالانکہ ان کے سکوں کی منظوم عبارتیں بھی ملتی ہیں۔ اکبر کی والدہ اور ہمایوں کی بیگم حمیدہ بانو کی دو دریافت شدہ مہروں میں ایک کی عبارت منظوم یک شعری ہے جیسا کہ عنقریب عرض کیا جائیگا۔

گجرات کے سلاطین میں تین بادشاہوں کی مہریں ملی ہیں جن میں سلطان احمد شاہ اول اور اس کے بیٹے اور جانشین محمد شاہ دوم کی مہریں نثری عبارت والی ہیں۔ اول الذکر کی مہر کی عبارت ہے: احمد شاہ

Marfat.com

بن محمد شاہ بن مظفر شاہ السلطان خلد اللہ ملکہ و سلطانہ جبکہ اس کے بیٹے کی مہر کی عبارت ہے:
غیاث الدنیا والدین ابو المحامد محمد شاہ بن احمد شاہ بن محمد شاہ بن مظفر شاہ السلطان خلد اللہ ملکہ۔
موخر الذکر محمد شاہ دوم کے بیٹے محمود شاہ اوّل عرف بیگڑہ کی دو قسم کی مہروں میں ایک منظوم ہے جسکی عبارت یہ ہے: جاودان باد انشان خاتم محمود شاہ تا بلوح آسمان باشد منور مہر و ماہ۔ اس کی دوسری قسم کی مہر کی عبارت نثر میں ہے: "السلطان الاعظم محمود شاہ بن محمد شاہ بن احمد شاہ بن مظفر شاہ السلطان"
سالار جنگ کے فہرست نگار نے ایک قطب الدین بن سلطان محمد نام والی مہر کو گجرات کے سلطان محمود بیگڑہ کے بڑے بھائی اور پیشرو قطب الدین احمد شاہ دوم کی طرف منسوب کی ہے جو غلط ہے۔
دکن کے کم از کم سات بادشاہوں کی مہروں کی عبارت منظوم ہے جبکہ دو کی نثر مسجع میں۔ گولکونڈہ حیدر آباد کے ابراہیم قطبشاہ کی مہر کی عبارت اس طرح ہے: شہی کہ نقش نگین ساخت مہر آل مقیم بود سپہر کرم قطب شاہ ابراہیم۔ بانی شہر حیدر آباد محمد قلی قطب شاہ کی مہر سجع شعر ہے: ملک جہاں مرا کہ بزیر نگیں شدہ۔ از حکم بادشاہ جہان آفریں شدہ۔ اس کے ساتھ اس کا نام نثر میں ہے العبد محمد قلی قطب شاہ۔
اس کے جانشین محمد قطب شاہ کی مہر کی ایک شعری عبارت یہ ہے: مہر سلیمان ز حق گشتہ میسر مرا نقش نگین دلست حیدر مفدر مرا۔ اس بیت کے ساتھ اس کے نام کا سجع بھی ہے: بندۂ شاہ نجف سلطان محمد قطب شاہ۔ گویا اس بادشاہ نے اپنی شیعیت کا پر زور طور پر اعلان کیا ہے۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ کی مہر کی عبارت میں کوئی شعر نہیں ہے بلکہ یہ ندرت سے خالی نہیں۔ اس نے اپنے نام کی رعایت سے قرآن شریف کی مشہور آیت کا ٹکڑا انی عبداللہ آتانی الکتاب کا اپنی مہر کی عبارت کے لیے انتخاب کیا اور ساتھ ہی ایران کے شاہ عباس صفوی کے تتبع میں بندۂ شاہ ولایت قطب شاہ ۱۰۳۵ کے سجع کا اضافہ کیا۔ آخری قطبشاہی سلطان ابوالحسن کی ایک مخطوطے پر اس شعر والی مہر ہے: گلی کہ ہر ورقش آب روی نہ چمن است نشان خاتم سلطان دین ابوالحسن است۔ اسی سلطان کے ایک پتھر پر منقوش فرمان کی مہر حیدر آباد میں میاں مشک شاہی کلیدار کے روضہ سے متعلق ایک عمارت پر نظر آتی ہے۔ یہ بھی منظوم عبارت والی ہے لیکن اس کا شعر قدرے مختلف ہے: مودئے کہ بتائید حق شہ دکن است نشان محب علی قطب [شہ] ابوالحسن است۔
بیجاپور کے دونوں عادل شاہی بادشاہوں کی مہریں منظوم عبارت کی حامل ہیں۔ ایک تو گول گنبد بیجاپور والے محمد عادل شاہ کی جس کی بیت یہ ہے: دارد از لطف حق سرافرازی شاہ سلطان محمد غازی۔

Marfat.com

دوسری اس کے جانشین علی عادلشاہ کی جس کی عبارت میں یہ شعر ہے: درخشاں دین برحق شد ز سعی ہای ظل اللہ علی ابن محمد ابن ابراہیم عادلشاہ ۱۰۶۸ یاد رہے کہ علی عادلشاہ شعر بھی کہتا تھا اور اس کا تخلص ظل اللہ تھا۔

احمدنگر کے صرف ایک نظام شاہی فرمانروا کی مہر کا پتہ چلا ہے۔ اس کی عبارت منظوم نہیں لیکن مسجع نثر میں ہے: المؤید بالنصر من عند اللہ عبدہ نظام شاہ بن نظام شاہ۔ سالار جنگ کے فہرست نگار نے اس مہر کو حسین نظام شاہ کی طرف منسوب کیا ہے لیکن موصوف نے اس کے لیے کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ عکس میں سن کی عدم موجودگی میں مالک مہر کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بیدر دکن کے تقریباً خود مختار برید ممالک [ملک قاسم برید] کی مہر والے دو مخطوطے ہمارے علم میں آئے ہیں۔ ایک تو خدا بخش لائبریری کا ابھی جس کا ذکر ہوا وہ زمخشری کی تفسیر الکشاف اور دوسری لاہور کے عالم اجل اور محقق مرحوم پرنسپل ڈاکٹر محمد شفیع کے ذاتی ذخیرے کا دیوان قاسم الانوار کا نسخہ دونوں مہروں کی عبارت ایک ہی ہے جو نثر مسجع میں ہے۔ پرنسپل شفیع صاحب نے اسے اس طرح پڑھا ہے: اللہ المالک المستعین مجلس مکرم ممالک برید ۸۹۷۔ اس کی صحیح قرأت یہ ہے: المستعین من اللہ المالک مجلس مکرم برید ممالک خدا بخش کتب خانے کے فہرست نگار نے دیگر کم اہم مہروں کے ساتھ اسکو در خور ذکر نہیں سمجھا۔ آخری بہمن شاہیوں کے وزیر خود مختار ملک قاسم وغیرہ کا لقب برید ممالک تھا۔ کشاف کا یہ نسخہ ابراہیم عادل شاہ نے بیدر کو بریدشاہیوں سے جب فتح کیا تو ان کی کتابوں کے ساتھ کشاف کا یہ نسخہ بھی عادل شاہی کتب خانے میں جمع کیا گیا۔ جیسا کہ اسی عادل شاہی کتابدار کی یادداشت سے پتہ چلتا ہے۔ دیوان قاسم الانوار پر اس کے ایک مالک نے مہر کے نیچے لکھا ہے کہ "سکۂ قاسم برید بزرگ"۔

جونپور کے سلاطین شرقی کی کوئی مہر میری نظر سے نہیں گذری لیکن یہاں خدا بخش لائبریری کے خمسۂ نظامی کے نسخے پر ایک مہر کو میں نے شرقی ملکہ راجی رقیہ کی مہر پایا ہے۔ بدقسمتی سے جلد بندی میں تقریباً آدھی حصہ کٹ گیا ہے اور باقی نصف بھی اتنا صاف نہیں۔ بہرحال اس مہر اور اس کے ساتھ والی اہم عبارتوں پر کسی کی نظر نہیں پڑی یا انھیں در خور اعتنا نہیں سمجھا گیا۔ اس کی عبارت میں صرف یہ الفاظ پڑھے جا سکتے ہیں جو راجی رقیہ کے اس مہر کی مالکہ ہونے کا ثبوت مہیا کرتے ہیں: "راجی رقیہ حرم محمود سہ ......"۔ یہ مخطوطہ جونپور کے عہد اکبری کے گورنر علی قلی خان زمان اور اس کے بھائی بہادر خان کی سرکشی اور جنگ میں قتل ہو جانے کے بعد اکبر کے تصرف میں آئی چنانچہ بہادر خان کے اموال کے ساتھ آئی ہوئی یہ کتاب ۲۴ فروردین ۹۷۶ھ میں اکبر کے کتابدار عنایت اللہ کی تحویل میں آئی

Marfat.com

دیگر منظوم یک شعری عبارت والی مہروں میں شاہان اودھ کی مہروں کا نام لیا جا سکتا ہے۔ شاہان اودھ کے کتابخانوں کے متعدد نسخے ہندستان اور دیگر ممالک کے کتابخانوں میں پائے جاتے ہیں۔ ان کتابوں پر تین چار بادشاہوں کی مہریں ثبت ہیں۔ مثلاً امریکہ کے لاس انجلس کاؤنٹی میوزیم آف آرٹ میں فرسی کی منظوم تاریخ قطبشاہی "نسب نامہ" کا دار السلطنت حیدرآباد میں ۱۰۱۹ھ میں کتابت شدہ نسخہ پایا جاتا ہے جس پر چار بادشاہوں کی مہریں ہیں۔ ان مہروں میں ایک تو نصیر الدین حیدر بن غازی الدین حیدر کی ہے جسکی عبارت یہ ہے:

خوش است مہر کتب خانۂ سلیمان جاہ
بہر کتاب مزین چو نقش بسم اللہ ، ۱۲۴۴۔

اسکے بھتیجے محمد علی شاہ کی مہر کی عبارت میں یہ شعر ہے:

زہی مہر سلطان والا جناب
کہ زیبا بود بر جبین کتاب ۱۲۵۳۔

(اس مہر کو سالار جنگ کے فہرست نگار نے کسی محمد شاہی امیر کی بتایا ہے جو صحیح نہیں ہے)۔ امجد علی شاہ کی مہر کی بیت یہ ہے:

ناسخ ہر مہر شد چو شد مزین بر کتاب
خاتم امجد علی شاہ زماں عالی جناب ۱۲۵۶۔

آخری بادشاہ اودھ واجد علی شاہ کی مہر کی عبارت میں یہ شعر ہے:

خاتم واجد علی سلطان عالم در کتاب
ثابت و پر نور بادا تا فروغ آفتاب۔ (عکس میں سن نہیں پڑھا جاتا)۔

سلاطین مغل کے فرامین وغیرہ پر اور مخطوطات پر ثبت شدہ مہریں مختلف ہیں جہاں تک مخطوطات کی مہروں کا تعلق ہے مجھے گذشتہ چالیس سال کے دوران ہندستان کے نامی کتب خانوں کے سیکڑوں مخطوطات بالخصوص ان کی مہروں اور یادداشتوں کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہے لیکن آج تک بابر، ہمایوں اور اکبر کی مہریں دیکھنے میں نہیں آئیں۔ شاہجہاں اور اورنگ زیب کی مہریں ملتی ہیں۔ سلاطین متأخرین کی مہریں میری نظر سے نہیں گزریں۔ ہمارے فاضل دوست پروفیسر ڈاکٹر سید فرخ جلالی صاحب نے ہمارے ساتھ تیموری مغلوں کے کتابخانوں کی سیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ لندن میں شاہنامہ کا ایک خاص نسخہ ہے جس کے ایک سرورق پر چھ مغل بادشاہوں بہ شمول بابر، ہمایوں اور اکبر کی مہریں ثبت ہیں۔ جلالی صاحب نے نہ اس صفحہ کا عکس دیا ہے نہ انھوں نے اس نسخۂ شاہنامہ کے جائے وقوع وغیرہ کے بارے میں کوئی تفصیل دی ہے۔ گمان غالب ہے کہ جلالی صاحب کی مراد شاہنامہ کے اس مصور نسخہ سے ہے جو جے۔ وی ایس ولکنسن نے لارنس بنین کے اس کی تصویروں پر مبسوط مقدمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ سردست یہ کتاب پیش نظر نہیں ہے اس لیے ان بادشاہوں کی مہروں کی عبارتوں کے بارے میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔ اکبر کی ایک مہر کا ذکر مرحوم منظر الحق صاحب نے کلکتہ کے ذخیرۂ گھوش کے خطاطی کے نمونوں پر اپنی کتاب میں کیا ہے لیکن یہ کتاب بھی سردست میرے

Marfat.com

سامنے نہ ہونے کی وجہ سے اکبر کی مہر کے بارے میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ جہانگیر کی بھی کوئی مہر میری نظر سے نہیں گذری۔ اس کی تحریریں کئی مخطوطوں پر پائی جاتی ہیں لیکن ان پر اس کی مہر ثبت نہیں حتیٰ کہ خدا بخش لائبریری کے دیوان کامران پر بھی اس کی تحریر کے ساتھ کوئی مہر نہیں ہے۔ شاہ جہان کی مہر کے الفاظ ہیں۔ صاحب قران ثانی شاہجہاں بادشاہ غازی جبکہ اورنگ زیب کی مہر پر ہے: ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بادشاہ غازی احد ۱۰۶۹ھ۔

تیموری مغل شاہزادوں میں ابتدائی عہد کی صرف بابر کے بیٹے مرزا کامران کی ایک مہر کا میں نے انکشاف کیا ہے۔ یہ ایک مخطوطے کے سرورق پر ہمایوں کی بیگم اور اکبر کی والدہ حمیدہ بانو بیگم کی مہر کے ساتھ چسپاں ہے۔ اس کی عبارت میں یہ سجع ہے: فرماں روای سر دو جہاں کامران بود۔ اس میں سن نظر نہیں آتا۔ مرزا کامران نے اپنے والد کے انتقال کے بعد کابل میں اپنی مستقل حکومت کا اعلان کیا تھا۔ غالباً اس وقت کی یہ مہر ہے۔ یہ ورق امریکہ میں بیورلی ہلز لاس انجلس کے ایک صاحب کے تصرف میں ہے۔

یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تیموری شاہزادوں کی کم از کم ابتدائی عہد کی بہت کم مہریں دستیاب ہوتی ہیں۔ میری اطلاعات اس معاملہ میں نہایت محدود ہیں۔ دارا شکوہ بن شاہجہاں تیموری شاہزادوں میں علم و فضل میں امتیازی حیثیت کا مالک، صاحب تصانیف اور کتابیں جمع کرنے کا شائق تھا۔ اس کی خطاطی کی وصلیاں بھی ملتی ہیں لیکن اس کی مہر آج تک میرے علم میں نہیں آئی۔ رامپور رضا لائبریری میں مولانا عبدالرحمٰن جامی کی نفحات الانس کے سرورق پر جس کا عکس جلالی صاحب کے مقالے میں آپ حضرات کی نظر سے گذرا ہوگا اس کی تحریریں ہیں لیکن مہر نہیں۔ خدا بخش لائبریری کے مخطوطوں پر عہد متاخرین کے چار مغل شاہزادوں کی مہریں ثبت ہیں: (۱) میرزا رضی الدین بن میرزا محمد معظم بن جہاندار ولی عہد بہادر ۱۲۲۸ (۲) میرزا طہماسپ ابن میرزا محمد معظم ابن جہاندار شاہ بن شاہ عالم بادشاہ غازی ۱۲۴۸ (۳) میرزا خورم بخت بہادر اور (۴) مرزا زین العابدین، موخرالذکر دو شاہزادوں کے پورے نام ان کی ان مہروں سے تصدیق شدہ تحریروں میں اس طرح قلمبند ہوئے ہیں: میرزا محمد خرم بخت بہادر گورگانی حنفی قادری ابن جہاندار شاہ بہادر ولی عہد [بہادر شاہ ثانی] ۲۳۔ ۱۲۷۷ اور میرزا محمد زین العابدین احسن بخت بہادر حنفی قادری گورگانی ...

.... ان دو شاہزادوں کا اپنے آپ کو حنفی قادری ظاہر کرنا ایک نہایت ہی دلچسپ اور اہم بات ہے جس سے بہادر شاہ ثانی کے اودھ کے بادشاہ وزیروں کی ایما پر تشیع اختیار کرنے والے مسئلے پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ یہاں

Marfat.com

اس کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔

اس سلسلے میں بیگمات تیموری کی مہروں کا ذکر بےمحل نہ ہوگا۔ حمیدہ بانو بیگم زوجہ ہمایوں بادشاہ کی کم از کم دو قسم کی مہریں ملی ہیں: ایک منثور عبارت والی اور ایک منظوم عبارت والی منثور عبارت یہ ہے: حمیدہ بانو بنت علی اکبر۔ اس نہایت خوبصورت خوش خط پھول بوٹوں والی مہر میں جسکا عکس فرخ جلالی صاحب نے شائع کیا ہے سن نہیں ہے۔ لندن برٹش میوزیم میں تاریخ فیروز شاہی کے نسخے پر بھی اسی عبارت والی مہر ہے جس کا سن فہرست نگار نے ۹۵۷ دیا ہے۔ سید اکبر علی صاحب ترمذی نے اپنی کتاب مغل حرم کے فرامین میں حمیدہ بانو کے حکم کو دیوان بہادر کرشنا لال جھویری کی کتاب شاہی فرامین سے نقل کیا ہے اور غالباً اسی کے عکس کا فوٹو اپنی کتاب میں دیا ہے جو سر دست میرے سامنے ہے۔ ترمذی صاحب والے عکس میں مہر بالکل نظر نہیں آتی اس لیے اس کے سن کے بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے۔ حمیدہ بانو کی منظوم عبارت والی مہر کم از کم دو جگہ میری نظر سے گذری ہے۔ ایک تو مذکور الصدر مرزا کامران کی مہر والے ورق پر اور ایک نیشنل میوزیم نئی دھلی میں مخزونہ بیاض پر جو شاہ طہماسپ فرماں روائے ایران کو اس کے بیٹے نے نذر گذرانی تھی اور جس پر میرے بزرگ کرمفرما پروفیسر ڈاکٹر سید امیر حسن عابدی صاحب نے ایک فاضلانہ مضمون شائع کیا تھا۔ چونکہ اس بیاض میں مہر کا نقش اتنا صاف ابھر کر نہیں آیا ہے اس لیے عابدی صاحب کے مضمون میں اس مہر کی پوری عبارت نقل نہیں ہو پائی ہے۔ پورے ایک شعر پر مشتمل اسکی عبارت یوں ہے: خاتم مہر کہ توقیع محبت باشد۔ حمیدہ بانو بیگم ۹۶۸ ـ مہر آئینہ چہرۂ دولت باشد۔ حمیدہ بانو بیگم کی مہر نیشنل میوزیم کراچی کی کتاب احکام امام نودی پر اور معارف اعظم گڑھ کے اکتوبر ۱۹۶۵ء میں شائع شدہ ایک مضمون کے مطابق دیوان ہجری پر بھی پائی جاتی ہے لیکن ان کی تفصیل کے عدم موجودگی میں یہ کہنا مشکل ہے کہ آیا وہ مہر ان دو مہروں سے مختلف ہے یا مذکور الصدر منظوم یا منثور عبارت والی مہر ہے۔ حیدرآباد کے مشہور مجلہ اسلامک کلچر کے اکتوبر ۱۹۶۸ء کے شمارے میں بھی ایک مضمون اس بیاض پر شائع ہوا ہے لیکن اس کی تفصیلات اب ذہن میں نہیں۔ [اور یہ لکھتے وقت میرے کرم فرما ڈاکٹر عابد رضا بیدار صاحب کی وساطت سے اس مضمون کی زیراکس کاپی میرے سامنے ہے یہ مضمون بخاری صاحب کا ہے اور مہر کی عبارت کے علاوہ پورا مضمون بدقسمتی سے کافی گنجلک سا ہے۔]

نور جہاں بیگم کی بھی غالباً کسی کتاب پر مہر ہے لیکن اس وقت ذہن میں نہیں۔ درگاہ حضرت پیر محمد شاہؒ احمد آباد کے کتب خانے میں حضرت علی ہجویری کی کشف المحجوب کا نویں صدی ہجری کا جو نسخہ ہے اس

Marfat.com

پر دو جگہ اللہ نور السموات والارض ۱۰۱۸ کی عبارت والی مہر ثبت ہے۔ میں نے اپنے ایک مضمون میں جو کلکتہ کے انڈو ایرانیکا کے مخصوص یادگاری شمارے میں زیر اشاعت ہے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ مہر نور جہاں کی ہے جو اس نے اپنی جہانگیر سے شادی ہونے پر نور محل خطاب ملنے پر بنوائی تھی۔ البتہ اس کے نور جہاں بیگم اور نور جہاں بادشاہ بیگم کی دو مہر والے تقریباً نصف درجن فرامین شائع ہوئے ہیں جن کی عبارتیں ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہیں۔ ایک کی عبارت ہے: ز مہر شاہ جہانگیر شد چو ماہ فروزان نگین نور جہاں بادشاہ بیگم دوران ۱۹ ۱۰۱۹ اور دوسری یوں ہے: ز نور مہر جہانگیر بادشاہ جہانبان نگین نور جہاں بادشاہ گشت فروزان ۱۹ - ۱۰۲۳ ـ

شاہ جہاں کی بیگم ارجمند بانو عرف ممتاز محل کی مہر کا حامل کوئی مخطوطہ تو نظر سے نہیں گذرا مگر مہاراشٹر کے دھولیہ (اب دھولے) شہر میں واقع راجواڑے سنشودھن سنستھان (ادارۂ تحقیق راجواڑے) کے ایک حکم میں اس کی مہر ہے۔ سب سے پہلے اس حکم کی طرف پونہ کے آنجہانی پروفیسر ڈاکٹر بھگوت دیال ورما نے بمبئی کے ٹائمز آف انڈیا کے جون ۴، ۱۹۴۵ء کے شمارے میں قارئین کی توجہ دلائی تھی۔ اس کا متن اور عکس ترمذی صاحب نے تذکور الصدر اپنی کتاب میں پروفیسر ورما کی دریافت کا حوالہ دئے بغیر شائع کیا ہے لیکن موصوف مہر کو صحیح طور پر نہیں پڑھ پائے۔ مہر کی عبارت یہ ہے: ممتاز محل ز لطف حق در عالم   بانظل خدا شاہ جہان شد ہمدم

دیگر بیگمات تیموری میں میرے علم میں صرف ایک اور مہر ہے۔ یہ ہے نواب ملکہ زمانیہ بیگم ۱۱۷۲ کی عبارت والی مغل بادشاہ فرخ سیر کی بیٹی اور محمد شاہ کی بیگم ملکہ زمانیہ بیگم کی جو سالار جنگ میوزیم حیدرآباد کے ایک مخطوطے پر ثبت ہے۔

تیموری شاہزادیوں میں جہاں آرا بنت شاہجہاں کی مہر خدا بخش لائبریری میں شاہنشاہ نامۂ حسینی کے نسخے پر بتائی گئی ہے (فہرست فارسی جلد سوم صفحہ ا) لیکن فہرست نگار نے نہ اس کی عبارت نقل کی ہے نہ اسکو دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا ہے۔ یہ لکھتے وقت محترمی پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب علیگڑھ کا مضمون 'شہزادی جہاں آرا کی تحریریں' مجلۂ علوم اسلامیہ علیگڑھ دسمبر ۱۹۶۵ء میرے سامنے ہے جو موصوف نے از راہ بندہ نوازی میری استدعا پر ارسال فرمایا ہے۔ اس میں مہر کی عبارت اور عکس دونوں شائع ہوئے ہیں مہر میں سنہ ہے جو عکس میں بالکل صاف نہ آنے کی وجہ سے ناخوانا ہے۔ شائع شدہ عبارت میں سن درج نہیں ہے اسی طرح میں نے اپنی یادداشت میں مہاراشٹر میں ستارہ شہر کے میوزیم کے ایک مخطوطے پر ہونا لکھا ہے لیکن تفصیل

Marfat.com

درج نہیں۔ اورنگ زیب کی بیٹی زیب النساء کی شائع شدہ ایک مہر پر صرف اس کا نام اور سنہ درج ہے۔ یعنی زیب النساء بیگم ۱۱۰۰۔ یہ آکسفرڈ کی بادلاین لائبریری کے گلستان کے نہایت اعلیٰ نسخے پر ثبت ہے۔ شیرانی کلکشن دانشگاہ پنجاب لاہور کے فہرست نگار کے مطابق تکملہ روضۃ الریاضی کے ۱۱۱ھ کے کتابت شدہ نسخے پر زیب النساء بیگم ۱۰۸۳ کی مہر لگی ہے۔ مذکورہ گلستان والی ۱۱۰۰ کی مہر کے بجائے ۱۰۸۳ کی مہر کا استعمال کچھ عجیب سا لگتا ہے۔

امرا اور دیگر افراد کی بھی منظوم مہریں کافی تعداد میں ملتی ہیں۔ قطب شاہی امیر ملک امین الملک کی مہر کی بیت اس طرح ہے: از عطای کریم مالک ملک رشد محب علی امین الملک۔ احمد نگر کے برہان نظام شاہ سوم کے کتابخانے کی انتخاب بوستان پر جو اب خدا بخش لائبریری کی زینت ہے اس کے امیر یا لائبریرین کی مہر کی ایک شعر پر مشتمل عبارت اس طرح ہے: شدہ پولاد از الطاف یزدان مقیم آستان شاہ برہان ۱۰۲۴۔ فہرست نگار کو مقیم آستان شاہ برہان کے فقرے سے دھوکہ ہوا اور وہ پولاد کو کسی عارف شاہ برہان نامی کے آستانے کا مقیم اور مرید سمجھے اس مہر کے ساتھ جو عبارت ہے وہ تقریباً مٹائی جانے کی وجہ سے ہر ایک شخص اس مہر کی عبارت سے یہی نتیجہ نکالتا۔ لیکن اس عبارت کو جب میں نے پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا پایا کہ یہ انتخاب بوستان برہان نظام شاہ کے کتب خانے میں ۱۰۴۴ میں داخل کی گئی۔ اس سے پولاد خان کی صحیح حیثیت کا راز کھلا۔ اس پر میرا مفصل مضمون خدا بخش لائبریری جرنل کے شمارہ ۵ میں شائع ہو چکا ہے۔
شاہ جہاں کے ایک امیر تربیت خان کی مہر کی عبارت جو اس کے اس خطاب پانے کی گویا تاریخ ہے ملاحظہ ہو: یافت فخر الدین خطاب تربیت خان در جہان تربیت چون کرد لطف ثانی صاحب قران [۳]۔ ۱۰۳۹۔ محمد عادل شاہ کے پیشوا اور وزیر خان محمد کی مہروں والی ایک سے زیادہ کتابیں سالار جنگ میوزیم لائبریری میں ہیں۔ اس مہر کی بیت یہ ہے: کار ملکی بہ خان بہائی داد شاہ سلطان محمد عادل ۱۰۴۵۔ فہرست نگار نے نہ صرف شعر کو غلط پڑھا ہے بلکہ خان بہائی کو خانِ بہائی پڑھا ہے۔ خان بہائی خان محمد کا عرف تھا جو مقامی دکھنی زبان کے چلن کو ظاہر کرتا ہے۔ اورنگ زیب کے مشہور امیر، شاعر، مصنف اور مورخ میر مبارک اللہ المتخلص بہ واضح کی مہر کی یہ بیت:
برارادات عدوی دین شدم چون فتحیاب شاہ عالم گیر غازی داد ارادت خان خطاب ۱۱۰۸-۷۰ گویا اسکے خطاب پانے کی تاریخ بھی ہے۔ اسی مبارک اللہ واضح کی ایک کافی لمبی چوڑی مہر کی عبارت کتابخانہ سالار جنگ کی فہرست میں درج ہے جس میں اس نے اپنے دادا تک کا نسب مع خطابات وغیرہ بیان کیا ہے: و اما بنعمت ربک فحدث۔ میر مبارک اللہ ارادت خان عالم گیری بن میر اسحٰق ارادت خان شاہ جہانی بن میر محمد باقر ارادت خان واعظم خان

Marfat.com

شاہ جہانی و جہانگیری ۲۰-۱۱۰۸- اورنگ زیب کے ایک اور امیر کی منظوم عبارت والی مہر کا فہرست کتابخانۂ سالار جنگ میں ذکر ملتا ہے جہاں شعر کی یہ قرات دی ہے : از لطف حق چون شد بفخرالدین نصیب امر خاص سلطان جہان اورنگ زیب۔ بظاہر یہ شعر غلط نقل ہوا ہے۔ مہر کا عکس پیش نظر نہ ہونے کی وجہ سے قطعی طور پر کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا لیکن کوئی تعجب نہیں یہ شعر یوں ہو: لطف حق چوں شد بفخرالدین نصیب خاص سلطان جہان اورنگ زیب۔ ایک اور یک شعری عبارت ملاحظہ فرمائیں: تا قیامت باد ز آسیب حوادث در امان۔ خواجہ شمس الدین محمد آصف صاحب قران' یہ بھی سالار جنگ کے ایک مخطوطے پر ہے لیکن فہرست میں سنہ کی عدم موجودگی میں اس صاحب قران کے وزیر کا تعین کرنا مشکل ہے۔ ایک ایرانی صفوی امیر کی مہر بھی اسی کتابخانے کے ایک مخطوطے پر پائی جاتی ہے اس کی بیت یہ ہے:

مرا کہ نقش علی مہر خاتم جان است خطا بم از در او مرتضیٰ قلی خان است

اس عبارت کی قرائت میں فہرست نگار کو سہو ہوا ہے اور اس لیے وہ صاحب مہر کی صحیح نشاندہی نہ کر سکے۔

دیگر افراد کی مہروں کی منظوم عبارتیں یہ ہیں : در ضمیر غلام محی الدین۔ حسبی اللہ جاددان تضمین ۱۰۸۲ گنہ گار و عاجز محمد رفیع: بجز مصطفےٰ راندارد شفیع' وغیرہ۔

کچھ مہروں کی عبارتوں میں مالک مہر کے پیشے کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ مثلاً: بندہ بے مقدار میر جلال کتابدار یا شیخ عظمت اللہ کاتب ۱۱۷۱۔ کچھ مخطوطات پر ان کے کاتب کی مہریں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً خدا بخش لائبریری میں گلشن راز کے کاتب کی مہر جس کی عبارت یہ ہے: سید محمد امیر میرزا عرف ابوالموسوی الرضوی' یا احمد آباد کی درگاہ حضرت پیر محمد شاہ کے کتابخانے کی ایک کتاب کے کاتب کی یہ مہر: بندۂ شاہ ولایت سلمان۔ ترقیمہ میں اس کا پورا نام سلمان ابن شیخ شاہ اردبیلی قلمبند ہوا ہے۔

کچھ مہروں کی عبارتوں میں قرآن شریف کی آیت کے ٹکڑوں یا عربی فقروں سے کام لیا جاتا تھا۔ مثلاً ولقد آتینا ابراہیم ... ۱۰۵۱- ربّ اتمم لنا نورنا واغفر لنا ۱۰۹۰ و ۱۱۰۹ ہدیت من المہدی ۱۱۰۳- الحق واضح ۱۱۰۵ (امیر مبارک اللہ واضح کی مہر)۔ یا معین الضعفاء ۱۱۰۷- یا محمود ۱۱۱۰- انا من حسین وحسین منی ۱۱۱۳- یا محمد ۱۱۲۰ (تاریخ محمدی اور دیگر کتابوں کے مشہور مصنف میرزا محمد بن رستم معتمد خان حارثی بدخشی کی مہر جو حافظ سخاوی کی الضوء اللامع کے ناقص الآخر حصے پر ہے)۔ اول ما خلق اللہ نور محمد ۱۱۳۲- تعز من تشاء ۱۱۳۵ - یا حید رکرار ۱۱۵۵- سبحانہ اعظم ما شانہ ۱۱۵۷- اتخذ اللہ ابراہیم خلیلا ۱۲۰۲- اللھم صل علی محمد افضل الصلوٰۃ

Marfat.com

۱۲۱۹ - ہوالحی الاحد - اللہ لطیف بعبادہ - رب نجنی لمحمد وعلی - یا امام موسیٰ کاظم - ہوالعلی الاکبر - رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ یا لعطا رمن اللہ تعالیٰ وغیرہ -

کچھ مخطوطات پر ان کے کتابخانوں کی مہریں لگی ہوئی ہیں - خراسان ایران کے مشہور عارف شیخ احمد جام کے روضہ کے لیے وقف شدہ کتاب المسلسلات کے مصنف کے شاگرد کے تحریر کردہ ۷۴۲ھ کے نسخے پر ۱۸ جگہ "وقف روضۂ احمد جامی" عبارت والی مہر ثبت ہے - دوسری کچھ اس قسم کی مہروں پر یہ عبارت ہے: از کتب خانۂ مولوی رضی حسن خان بہادر - مہر کتابخانۂ بخشی خان - از کتابخانۂ سید ولایت علی خاں ۱۲۰۹ وغیرہ - ایسی مہروں کی عبارت کبھی سجع کی حامل ہوتی ہے مثلاً: ایں مہر کتب خانۂ زید وحسن است یا رونق صد مہر دفاتر شکن جہر کتب خانۂ شاہ زمن - یہ غالباً شاہان اودھ کے کتابخانے کی مہر ہے -

مہروں کی ایک قسم کا جو تقریباً غیر معروف ہے ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا - کچھ مہروں کی عبارتوں میں انہیں مہر عدم تبدیل کہا گیا ہے - مثلاً اکبر و جہانگیر کے مشہور امیر اور سپہ سالار مرزا عبدالرحیم خان خاناں کی دوسری مہروں کے علاوہ مہر عدم تبدیل عبدالرحیم خان (فہرست نگار نے سنہ نہیں دیا) - مہر عدم تبدیل ہمت خان عالم گیری ۱۵ - ۱۰۸۳ - مہر عدم تبدیل والاجاہ ۱۱۸۵ - ان مہروں کی غرض وغایت کے بارے میں قطعی اور صحیح معلومات نہیں ملتیں - ان کا استعمال کن حالات اور کب کیا جاتا تھا اس کے بارے میں ماہرین مہر شناسی خاموش ہیں مہر عدم تبدیل کے معنی ہیں وہ مہر جو بدلی نہ جا سکے - مخطوطوں پر مثلاً عبدالرحیم خان خاناں کی دوسری مہروں کے ساتھ اس مہر کی موجودگی کوئی خاص صورتحال میں ان کے استعمال ہونے کے التزام کے بالکل منافی ہے - شاید اس معاملے میں حاضرین میں سے کوئی صاحب میری رہنمائی کر سکیں -

مہروں کی عبارت کے خط کے بارے میں بھی چند باتیں گوش گذار کرنے کی اجازت چاہتا ہوں - کتبوں کی طرح بالعموم قبل از مغل عہد کے ہندستان کی مہروں کی عبارت خط نسخ یا خط ثلث میں لکھی جاتی تھی - ان میں اور بیرون ہند کی مہروں میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا تھا جیسا کہ الکشاف کی خواجہ جہان محمود گاوان اور شاہ رخ کی مہروں کے خط پر سے معلوم ہوتا ہے - مغل عہد کی مہریں خط نستعلیق میں ہیں - البتہ ان میں کچھ بطور استثنا نسخ میں بھی پائی جاتی ہیں - مثلاً عبدالحق بن قاسم شیرازی کی مہر جو نہایت خوبصورت نسخ میں بطور طغرہ بنائی گئی ہے - نستعلیق خط والی مہریں بالعموم خطاطی کا اچھا نمونہ مہیا کرتی ہیں اور ان میں حمیدہ بانو بیگم کی منثور عبارت والی مہر تو شاہکار کا درجہ رکھتی ہے -

Marfat.com

تحقیق کے کسی شعبے کی طرح مہروں کے معاملے میں بھی محنت اور جانفشانی ضروری ہے۔ ان کا پڑھنا نہایت دقت طلب اور مشکل کام ہے خاص طور پر اس لیے کہ جگہ کی بہ نسبت عبارت بڑی ہونے کی وجہ سے حروف طغرہ کی طرح آگے پیچھے اور ایک دوسرے پر لکھے جاتے ہیں۔ اس کو صحیح طور پر پڑھنے کے لیے اوّل تو زبان کی استعداد اچھی خاصی ہونی چاہیئے اس کے ساتھ ساتھ تاریخ اور تاریخ سے متعلق علوم سے بھی اچھی واقفیت ہونی چاہیئے۔ سہل انگاری سے کام نہیں چلتا۔ ایک دو مثال آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

ہمارے فاضل دوست پروفیسر ڈاکٹر فرخ جلالی صاحب نے اپنے مقالے میں عبدالرحیم خان خاناں کا ذکر کرتے ہوئے اس کے والد کا نام بیرم علی لکھا ہے (تقسیم شدہ مقالہ صفحہ ۱۱)۔ اس مہر کے عکس میں بیرم کے بعد دعائیہ کلمہ عفی عنہما ہے نہ کہ علی ... یہ کلمہ بالکل صاف ہے اس لیے جلالی صاحب جیسے مخطوطات کے ماہر سے یہ سہو سہل انگاری کے سوا کسی چیز سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح ڈاکٹر انوار الحق صاحب نے اپنے مقالے میں خدا بخش لائبریری کی فہرست مرآۃ العلوم جلد سوم کے حوالے سے کچھ مخطوطات کی مہروں کا ذکر کرتے ہوئے تین مخطوطات پر ایک ہی شخص کے بارے میں مالک مہر کا نام یوسف آل محمد بتایا ہے یہ بادی النظر میں صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اگر پروفیسر صاحب تصحیح قیاسی سے کام لے کر اس شخص کے صحیح نام قائم کرنے کی کوشش کرتے یا کم از کم ان مہروں کو غور سے دیکھنے کی فرصت نکالتے تو اس بظاہر سجع والی عبارت کو صحیح پڑھنے میں زیادہ وقت نہ لگتا اور وہ فوراً اس نتیجہ پر پہنچتے کہ یہ عبارت بندۂ آل محمد یوسف ہے۔ اور مالک مہر کے محمد یوسف نام کا سجع ہے۔ غرض ان معاملات میں احتیاط برتنے کی اشد ضرورت ہے۔

میں نے اپنی معروضات میں اکثر و بیشتر مثالیں سالار جنگ میوزیم کے کتابخانے کی فہرست سے لی ہیں۔ ان میں بہت ہی کم مہروں کے عکس دیئے ہیں۔ ان مہروں کی عبارت پڑھنے میں فہرست نگار مرحوم محمد اشرف صاحب جو میرے بزرگ اور کرمفرما تھے ان سے کافی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ شاید آپ میں سے بہت کم لوگوں کو یہ علم ہو کہ مرحوم تعلیم اور پیشے کے اعتبار سے انجنیئر تھے اور سالار جنگ کے عربی فارسی مخطوطات کی تقریباً ڈیڑھ درجن فہرست مرتب کرنا کارنامہ سے کم نہیں۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ غالباً وہ تنہا فہرست نگار ہیں جنھوں نے یہ التزام کیا ہے کہ وہ مہروں اور ان سے توثیق شدہ تحریروں کا بالالتزام اپنی فہرست میں اندراج کریں۔ دوسرے فہرست نگاروں کو اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔ درگاہ حضرت پیر محمد شاہ کے کتابخانے کی فہرستوں میں اس کی طرف توجہ دی جارہی ہے جو خوشی اور اطمینان کی بات ہے۔

Marfat.com

ترقیمے:

سیمینار کے دوسرے موضوع ترقیمے پر پروفیسر ڈاکٹر محمد انصار اللہ صاحب کا جن کا تبحر علم کسی تعارف کا محتاج نہیں مفصل اور پر از معلوماتی مقالہ آپ حضرات نے سنا، بد قسمتی سے مقالہ پڑھے جانے کے وقت میں جا نہ سکا تھا اس لیے اس سے کماحقہ استفادہ نہ کرسکا۔ اس جامع مقالے کی کاپیاں تقسیم ہو چکی ہیں۔ اس موضوع پر مزید اظہار خیال کرنے کی گنجائش نہیں ہے اس لیے میں یہاں موصوف کے مقالے کے سرسری مطالعہ کے دوران جو باتیں میرے ذہن میں آئی ہیں ان میں سے کچھ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

انصار اللہ صاحب کے مقالے کی جامعیت اور بے انتہا افادیت کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے کچھ بیانات میں اس ناچیز کی ناقص رائے میں اختلاف کی گنجائش ہے۔ اوّل ترقیمہ کے معنی ہی کو لیجئے۔ یہ لفظ مونث ہے ترقیم کا اور ترقیم اسم مصدر ہے رَقَم کا جس کے اصل معنی لغت میں لکھنے اور رقم کرنے کے نہیں ہیں۔ اس کے معنی رنگ برنگ کرنا مزین کرنا خط اور لکیر کھینچنا وغیرہ کے ہیں متن کے اختتام پر اس کا ناقل اس کی کتابت ختم ہونے کی ایک یا زیادہ لفظوں یا جملوں میں جو روداد بیان کرنا چاہتا تھا اس کو متن کے اختتام پر، جس میں بسا اوقات جیسا کہ ملا علی قاری، مولانا عبدالرحمن جامی وغیرہ کی طرح مصنف اس کا سال اور گاہے مقام تصنیف بیان کرتا تھا۔ التباس نہ ہو اس احتیاط کے طور پر وہ لائے تکون کی ہندی شکل کی ایک یا دو لکیروں کی جدولی لکیریں کھینچتا تھا۔ مثال کے طور پر خدا بخش لائبریری کے ابھی جن کا ذکر ہوا وہ الکشاف یا انتخاب بوستان اور دیگر کئی نسخے ملاحظہ فرمائیں۔ پھر لکیروں کا التزام نہ رہا لیکن ترقیمہ اسی طرح الٹے تکون کی شکل والی زمین میں لکھا جاتا رہا۔ بعد میں اس سے بھی صرف نظر ہوا۔ اس حقیقت کی روشنی میں انگریزی لفظ کولوفون کے لیے ترقیمہ کی اصطلاح نہایت ہی موزوں اور برمحل ہے۔ انگریزی میں اس لفظ کے معنی ہیں کتاب کے اختتام پر کسی کتاب یا مخطوطے کے نام، موضوع، مصنف کے نام وغیرہ پر

Marfat.com

مشتمل عبارت کے جو امتیازی صورت میں درج ہوتی تھی۔

انصار اللہ صاحب نے عربی فارسی اردو وغیرہ زبانوں کے زمانے کے تعین کی طرف شروع سے ہی توجہ دینے کی قابل فخر روایات کا ذکر کیا ہے۔ آپ حضرات کے علم میں یہ بات ہو یا نہ ہو یہ روایت ہندستان میں عربی فارسی کے رواج پانے سے سینکڑوں سال قبل موجود تھی۔ سنسکرت اور دیگر زبانوں کے کچھ تو رسالوں کی حجم کے لمبے کتبوں میں جو اعلیٰ درجہ کی شاعری یا نثر کا نمونہ پیش کرتے ہیں ان کا مصنف بالعموم اختتام متن کے بعد اپنا اور کتبہ نصب کرانے والے کا حسب نسب زمانہ وغیرہ بیان کرتا ہے جسے ترقیمہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ نیز کم از کم مغربی ہندستان یعنی راجستھان میں پراکرت راجستھانی اور قدیم گجراتی کے مخطوطات بالخصوص جین پوتھیوں میں ترقیمے پائے جاتے ہیں بلکہ ترقیموں پر ڈاکٹریٹ کی سند کے لیے ریسرچ بھی ہوتا رہا ہے۔

انصار اللہ صاحب نے ترقیمہ کو ان کے مطالب وغیرہ کی روشنی میں پانچ صنفوں میں تقسیم کیا ہے اور مثالیں دے کر ان کی نوعیت اور افادیت پر تفصیل سے بحث کی ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے جو کچھ کہا ہے وہ فی نفسہ صحیح ہے لیکن مفرد اور مرکب ترقیموں جیسی جو اصطلاحیں وضع کی ہیں وہ موشگافی کے زمرے میں آتی ہیں۔ ترقیمہ صرف ترقیمہ ہے چاہے ایک لفظ تم پر مشتمل ہو یا کئی جملوں پر۔ ترقیموں کو ان کی اطلاعات کی کمی بیشی اور نوعیت کے نقطۂ نظر سے ایک سے زیادہ صنفوں میں تقسیم کرنا پیچیدگی کا باعث اور غالباً سعی لاحاصل ہے۔ بہر حال یہ اپنی اپنی ذاتی رائے کا معاملہ ہے۔

انصار اللہ صاحب نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ کاتب زیر کتابت متن کو مکمل کر لینے کے بعد اپنا نام یا دستخط کرتا ہے۔ دستخط جیسے لفظ کے مروجہ معنی جیسی چیز کسی ترقیمہ میں میری نظر سے نہیں گذری۔ مخطوطوں پر ان کے مالک وغیرہ کی یادداشتوں میں بھی دستخط شاذ و نادر ہی دیکھنے میں آئے ہیں۔ انصار اللہ صاحب نے مفرد ترقیموں کی پانچویں مثال یہ دی ہے: "الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ مثنوی مسمی بہ طلسم اعظم چودہ گھنٹہ میں آغاز ہو کر انجام کو پہنچی۔ اس مثنوی کے ناظرین سے یہ امید ہے کہ جب اس مثنوی کو پڑھیں تو مصنف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔" بصورت موجودہ یہ عبارت ترقیمہ کی نہیں بلکہ اختتام متن کی ہے۔ چاہے کتاب کا مصنف کاتب ہی کیوں نہ سہی۔ اس صورت میں بھی کاتب اپنا نام یا لفظ کاتب کو بجائے مصنف کے دعائے خیر کے طالبوں میں درج کرتا۔ غرض یہ عبارت ترقیمہ نہیں بلکہ متن کتاب کے اختتام کے ذیل میں آتی ہے۔

اسی طرح مفرد ترقیموں کی چھٹی صنف، کتاب کی ملکیت کی دو مثالیں بھی غور طلب ہیں:

Marfat.com

(۱) تمام شد۔ مالک این کتاب منشی سید حسن علی ساکن بلگرام (۲) مالک نواب وزیر صاحب (معتمد الدولہ آغا میر)۔ بادی النظر میں ان کتابوں کے مالک کا کاتب یا ناقل سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا مخطوطے کے آخر میں کتاب کے مالک ۔ کاتب سے علیحدہ شخص ، کی تحریریں بیسیوں نسخوں میں ملینگی۔ البتہ اگر مالک کی عبارت کا خط وہی ہے جو متن کتاب کا تو کاتب و مالک ایک ہی شخص ہوگا لیکن اس صورت میں بھی یہ دیکھا گیا ہے کہ وہاں " کاتبہ و مالکہ " فقرے کا استعمال ترقیمے میں ہوتا ہے۔ بصورت دیگر ایسی عبارتوں کو ترقیمہ میں شامل کرنا صحیح نہ ہوگا۔

کتاب کے تعارف کی سرخی کے تحت یہ بیان ملتا ہے : عام طور سے ترقیموں میں کتاب کا نام لکھا ہوا ہوتا ہے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے عربی مخطوطات کے بارے میں یہ کافی حد تک اور فارسی مخطوطوں میں ایک حد تک صحیح ہے ۔ عام طور پر کہنا صحیح نہ ہوگا۔ نیز یہ قول بھی محل نظر ہے کہ بعض کاتب کتاب کا مجمل سا تعارف بھی کرا دیتے ہیں جس میں کتاب کے مصنف کا نام اس کے موضوع اور بعض وقت بنیادی ماخذ کا بھی ذکر ہوتا ہے میرے خیال میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ یہ استثنا کے ذیل میں آتا ہے، جب کاتب مصنف کا شاگرد یا مرید ہو یا اس قسم کی نسبت رکھتا ہو تب ترقیمے میں ان چیزوں کا وہ ذکر کرتا ہے یا اس کی فرمائش پر اس نے کتابت کی ہو۔ اس لیے یہ ترقیمہ نہیں کہی جائیں گی خواہ وہ کتاب کے متن کے اختتام پر تحریر ہوئی ہو۔ انہیں مالک کتاب کی یادداشت کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ مالک نے اگر اپنی اس یادداشت میں کاتب کا نام لیا ہے تو بھی وہ ترقیمہ نہیں کہی جائیگی۔

مرکب ترقیموں کی شق ۲ میں غالباً دو مثالیں درج ہیں۔ پہلی مثال " شیخ ملان حسین مرحوم کے " پر ختم ہوتی ہے اور دوسری مثال جس پر (ب) لکھنا چھوٹ گیا ہے (؟) مالکہ حلیمہ الخ ہے۔ پہلی مثال اگر کاتب متن کے خط میں ہے تو بلا شبہ یہ ترقیمہ ہے جس میں کاتب خود مالک کا نام لیتا ہے۔ لیکن اس عبارت سے یہ کاتب کی نہیں بلکہ خود مالک کی تحریر معلوم ہوتی ہے جس میں وہ کاتب کا نام اس کی ولدیت اور اس کے استاد کی بابت اطلاع بہم پہنچاتا ہے۔ دوسری مثال کی عبارت صاف نہیں ہے۔ اس میں ایک سے زیادہ مالکوں کے نام ملتے ہیں یعنی حلیمہ بنت صبغۃ اللہ عبدالقادر بن شرف الدولہ وغیرہ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تذکرۂ مخطوطات اردو جلد اول میں جہاں سے اس مثال کو نقل کیا ہے یہ عبارت صحیح نقل نہیں ہوئی۔ بہرحال اسے بھی ترقیمہ کہنا صحیح نہیں ہے۔

Marfat.com

دوہرے ترقیموں کی جو اچھی اور معروف پہلی مثال دی گئی ہے وہ بظاہر ناقص یا کم از کم مبہم ہے۔ اول تو اس سے صاف پتہ نہیں چلتا کہ کاتب نے نسخۂ اصلی کے پورے ترقیمہ کو یا اس کے کسی جزو کو اپنے ترقیمہ کا جزو بنا لیا ہے۔ مذکورہ مثال میں جس اصل کتاب کے ترقیمہ کی طرف اشارہ ہے۔ وہ بظاہر ایک نہیں دو کتابوں کے ترقیمے معلوم ہوتے ہیں اکھروتی اور بیوگ ساگر، جب کہ انصار اللہ صاحب اور میرے مرحوم کرمفرما اور دوست پروفیسر سید حسن عسکری کی رائے میں یہ ایک ہی کتاب کا ترقیمہ ہے۔ اس میں پوتھی اکھروتی بزبان ملک محمد جایسی کہا گیا ہے اور بعد میں پوتھی بیوگ ساگر کی عبارت میں سال ہے اور مہینہ کا دن لیکن کاتب کا نام ندارد ہے۔ اگر مخطوطے اور ترقیمے کا خط یکساں ہے تو دونوں کا کاتب ایک ہی شخص ہوگا پھر بھی ترقیمہ کا گنجلکپن اپنی جگہ برقرار رہتا ہے۔ اس ضمن کی دوسری مثال بھی قدرے گنجلک ہے: اس کے پہلے حصّہ کی عبارت جس کو پہلا ترقیمہ تصور کیا گیا ہے وہ یہ ہے: تمت الکتاب چہار چمن شہادت بدست مؤلف روایات شہادت شیخ احمد حسرت ماہ صفر المظفر آخری چہار شنبہ ۱۲۶۶ ہجری اور دوسرا حصہ ہے مالک ایں کتاب حکیم بایزید... ساکن شہر کڑپہ ۱۳۰۰ھ ہجری من نقل کردم تمام شد وقت عصر ماہ رمضان شریف بتاریخ یکم۔ فہرست آصفیہ جہاں سے یہ مثال نقل کی گئی ہے میرے دسترس میں نہیں اس لیے یہ معلوم نہیں کہ چہار چمن کا مصنف کون ہے۔ بادی النظر میں تو اس عبارت کو دیکھ کر ذہن میں یہ بات آتی کہ پہلا حصہ متن کتاب کا اختتام ہے جس میں مؤلف کتاب نے اپنا نام اور سن تالیف بتایا ہے اور دوسرا حصہ اس کا ترقیمہ ہے۔

اسی طرح ایسی تیسری مثال کو بھی دوسرے ترقیمے کا نام دینا غالباً صحیح نہیں ہے۔ پہلی تاریخ ... بگمان غالب ترجمہ شدہ فارسی کتاب کا سن تصنیف ہے۔ گو اس عبارت میں لفظ مرقوم استعمال ہوا ہے اسے ظاہراً کتابت نہیں تالیف و تصنیف مراد ہے۔ اگر یہ سن کتابت بھی ہے تو یہ فارسی ترجمہ شدہ نسخہ کی کتابت کی تاریخ کا ترقیمہ ہے جس کو اردو ترجمہ میں مترجم سید محمد بلگرامی نے اپنے ترقیمے مورخہ ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۱۰ میں شامل کر دیا ہے۔ غرض یہ صرف ایک واحد ترقیمہ ہے اور اسے دو ترقیموں کی صورت قرار دینا صحت سے دور ہوگا۔

مقالے کے آخری حصے میں مخطوطات کو نام ظاہر کرنے کی کوشش کی طرف توجہ دلائی گئی ہے یہ نہایت ضروری اور بروقت ہے لیکن اس کی مثال میں انصار اللہ صاحب سے غالباً سہو ہوا ہے۔ بھگوت گیتا کے بارھویں صدی ہجری کے نصف آخر کے نسخے میں جائے کتابت دار السلطنت لاہور لکھے جانے سے

Marfat.com

انصار اللہ صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس فقرے سے نسخے کی قدامت جتانا کاتب کا مقصد ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ لفظ دار السلطنت لاہور سکھوں کے عہد کی ہی یادگار نہیں ہے بلکہ یہ اکبر کے زمانے سے مستقل طور پر تاریخوں، سکوں وغیرہ میں مستعمل رہا ہے اس لیے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ شاہ عالم ثانی کے ابتدائی زمانے میں جب سکھوں کا زور ہوا تھا تو اسی وقت اس کو دار السلطنت کہا گیا ہوگا۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ترقیمے میں لفظ دار السلطنت کے استعمال کو اس نسخے کی قدامت سے کسی طرح کا بھی تعلق نہیں ہے۔

ان معروضات سے یہ بات ذہن نشین کرنا مقصود ہے کہ مہروں کی طرح بلکہ ایک لحاظ سے اسکے مقابلہ میں زیادہ احتیاط سے کام لے کر متن کے اختتام سے ترقیمہ کو متمیز کر کے اس پر رائے قائم کرنی چاہیئے۔ ورنہ گمراہ کن نتیجے پر پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس معاملے میں اچھے اچھے فہرست نگاروں سے سہو ہوا ہے۔ مثلاً خدا بخش لائبریری کے دیوانِ حافظ کے ایک نسخے کے بارے میں فہرست مخطوطات فارسی کی جلد اول میں شمارہ ۱۵۵ کے تحت تفصیلات درج ہیں۔ اس نسخہ میں ترقیمہ نہیں ہے لیکن متن کے اختتام پر یہ رباعی مرقوم ہے:

مقبول خواص و مشہور انام   خوش لہجہ و موزوں حرکت ناز تمام   در خطبۂ شیراز تمامت تمام
زور آوری محمد حافظ نام۔ فاضل فہرست نگار نے اسکو ترقیمہ قرار دے کر یہ نتیجہ نکالا کہ اس دیوان کی کتابت شیراز میں ہوئی۔ ظاہر ہے انھوں نے کاتب کا نام یا سن کتابت کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ یہ نسخہ شیراز میں لکھا گیا تھا یا نہیں اس سے بحث نہیں لیکن اس کے معنی یہ ہرگز نہیں کہ اس سے اس امر کا ثبوت بہم پہنچتا ہے۔ حقیقت صرف یہ ہے کہ یہ رباعی خواجہ حافظ شیرازی کی مدح میں کسی نے یا اگر رباعی کا خط بھی متن کے خط سے یکسانیت رکھتا ہے تو) خود کاتب نے تحریر کی ہے اور اپنے زعم میں خواجہ کو عقیدت پیش کرنے کی غرض سے اپنی طبیعت کی جولانگری اور زور آوری دکھانے کے لیے قلمبند کی ہے لیکن اس امر کی طرف توجہ نہ دلائے جانے کے نتیجے میں ناظرین اس غلط خیالی میں رہیں گے کہ یہ نسخہ شیراز میں کتابت شدہ ہے۔ میں نے تھوڑی دیر پہلے ضمناً کہا تھا کہ بعض کتابوں میں لاعلی قاری، مولانا عبد الرحمن جامی، حسین واعظ کاشفی وغیرہ جیسے مصنف اپنی کتاب کے آخر میں کتاب کا نام اس کے اتمام اور اختتام کی تاریخ جائے تالیف و تصنیف وغیرہ قلمبند کرتے ہیں۔ ایسے نسخے مصنف کے خود نوشت بھی ہو سکتے ہیں لیکن ان کے مابعد عہد میں کتابت شدہ نسخوں کو ترقیمہ کی عدم موجودگی میں بے احتیاطی سے مصنف کا خود نوشت نسخہ قرار دے دیا جائیگا بالخصوص اس صورت میں کہ مصنف کے خط کی پہچان نہ ہو۔ کتابخانۂ درگاہ حضرت پیر محمد شاہ میں ایسے

Marfat.com

کئی نسخے میری نظر سے گذرے ہیں جو مصنف کے خط میں نہیں نہ ان میں ترقیمہ ہے لیکن ان کے اختتام پر کتاب کا نام درج ہے۔

سالار جنگ میوزیم کی فہرست کی ایک مثال ملاحظہ ہو: قرآن مجید کے ایک نسخے کا یہ ترقیمہ نقل ہوا ہے۔ (عربی مخطوطات جلد دوم ص ۳۰) : قد تشرف و تعزز بتمنیق ہذا الجامع السبحانی عزیز بن محمد بن حسین الحافظ الکاشانی۔ بلغ کتابتی من القرآن اثناو تسعین وستمائۃ وارجو من جزیل نوالہ باتمام الالف۔ فہرست نگار نے اس کے یہ معنی لیے کہ کاتب نے یہ قرآن (شریف کا نسخہ) ۱۰۰۰ھ ہجری کے آخر میں ۶۹۲ھ ہجری میں کتابت شدہ نسخے سے نقل کیا۔ اس اندراج سے ترقیمہ کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا۔ کاتب تو یہ کہہ رہا ہے کہ قرآن کی اس کی کتابت کی تعداد چھ سو بانوے تک پہنچی ہے اور (اللہ) کی عنایات کثیر سے ہزار نسخوں کے اتمام کی امید رکھتا ہوں۔

قبل اس کے کہ میں سیمنار کے تیسرے موضوع پر کچھ کہوں احمد آباد کی درگاہ حضرت پیر محمد شاہ ؒ کے کتب خانے کے کچھ مخطوطات کے ترقیموں کا ذکر کردوں جن سے ہماری تاریخ ماضی کے بعض گوشوں پر روشنی پڑتی ہے۔ یہاں کے کچھ ترقیموں میں کاتب اپنی چار پانچ سے لیکر نو نو پشتوں تک کے آبا و اجداد کا نام لیتا ہے گویا اپنا نسب نامہ پیش کرتا ہے اس کی اہمیت محققوں پر ظاہر ہے۔ امام غزالی کی منہاج العابدین کے ۲۷۸ھ میں کتابت شدہ نسخے کا کاتب فرید ناگوری اپنے جد و اجد مشہور معروف عالم اور مصنف قاضی حمید الدین محمد بن عطا ناگوری تک اپنے اسلاف کے نام لکھتا ہے۔ کبھی اپنے بارے میں کاتب دلچسپ معلومات فراہم کرتا ہے مثلاً کتاب مقیم المسلمین کا کاتب ترقیمہ میں اپنا تعارف اس طرح کراتا ہے: سعید عرف قریشی اولاد خالد بن ولید ساکن ناگور است از سبب زمانہ سازی وقت گذاری کردن والامن متوطن بارہ بکر ولایت سندھ پرگنہ لدہ کاکن تیہ نوراجہ موضع محمد برمکی یا وہ اپنے پیشہ کے بارے میں بھی اطلاع بہم پہنچاتا ہے مثلاً اس منظوم ترقیمہ میں منصور مقوا ساز نامی کاتب اپنے بارے میں لکھتا ہے:

صنعت کار مقوا بکرم شد منظور ــــ دارد امید شفاعت زمحمد منصور، یا ایک کاتب کا نام اس طرح آیا ہے: علی بن محمد بن عبود بن بدر بن عبود مرعی الکثیری نسل الہمدانی والمذہب الشافعی الساکن بلدہ زنوتی یا میر امام علی بن میر ذوالفقار علی ساکن پلہ ضلع میوات پیرزادہ حضرت خواجہ موسی چشت اہل بہشت بمقام احمد آباد ۱۲۶۵ھ مشہور عارف اور گوجری کے شاعر شاہ علی جیو گام دھنی کے ایک غیر معروف رسالہ کے ترقیمہ میں کاتب عبد الرحیم بن شیخ

Marfat.com

محمد یوسف متوطن خورجہ یہ اطلاع بہم پہنچاتا ہے کہ انھوں نے اس نسخے کی ذی القعدہ ۲۵؁ محمد شاہی مطابق ۱۱۴۲؁ ہجری میں قصبۂ تپل سرکار کول مضاف صوبۂ مستقر الخلافۃ اکبرآباد میں اس وقت کتابت کی جب وہ لالہ نول چند اور بھگونت رای قانون گو کے بچوں کی تعلیم کے لیے مامور تھا۔ ایک ترقیمے میں کاتب اپنے اجداد کا نام لکھ کر پانچویں جد کی بابت لکھتا ہے کہ ان کی وفات مدینہ منورہ میں حضرت ذوالنورین کے قبہ کے جوار میں ہوئی۔ ایک ترقیمے میں کاتب جن الفاظ میں اپنے لیے دعا مانگتا ہے وہ دلچسپ ہیں: (ترجمہ) اللہ اس کو اپنے نفسانی عیوب کو دیکھنے کی بصیرت عطا فرمائے، اس کی شام کو صبح سے بہتر بنائے، اس کو جمیع الانام کی جانب بھیجے گئے اپنے حبیب محمدؐ کی شفاعت نصیب کرے اور اپنے والدین اقارب ذوی الارحام کی رضا اور خوشنودی سے نوازے۔

کئی ترقیموں میں اچھا خاصہ تاریخی مواد ملتا ہے جو بالخصوص مقامی تاریخ کیلئے ایک اہم ماخذ کا کام دیتا ہے۔ ان میں ایسی کتابوں کے ترقیمے بھی ہیں جو بادشاہ (اورنگ زیب) کے اردوے لشکر میں دکن کے کچھ مقامات میں قلمبند کی گئیں۔ کچھ مثالیں موجود ہیں۔ احمدآباد میں کتابت شدہ ایک منظوم ترقیمے میں (جو تک بندی سے بھی بدتر ہے) کاتب لکھتا ہے کہ شاہ عالمگیر کے زمانہ میں (جب اس کی کتابت ہوئی) گجرات کے احمدآباد شہر میں صاحب صوبہ مختار خان، دیوان معتمد محمد طاہر، قاضی بدیع الزماں، محتسب نظر بیگ میر عدل سعید، امین میر عزیز اللہ، مفتی عالم علی، صدر محی الدین اور بخشی بہاء الدین تھے۔ نزہت الارواح کی نایاب شرح فاتح الاتراح کے ۱۱؁ جلوس عالم گیری میں کتابت شدہ نسخہ کے ترقیمہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب رنتھنبور کے قلعہ کے خزانچی مہتہ برج راج کی ملکیت میں تھی۔ اس کی کتابت شہر شیرپور میں ہوئی ہے جو تابع شہر رنتھنبور صوبۂ دار الخیر اجمیر میں واقع ہے اور کتابت ارتضا خاں نبیرۂ سید مرتضیٰ خان کے عہد قلعہ داری میں ہوئی ہے۔ ایک کتاب اس کے ترقیمہ کی عبارت کے مطابق میر عنایت اللہ نے میرزا احمد ظفر جیو کے لیے ۷ ارشعبان ۴۶؁ جلوس عالمگیری کے دن جب صاحبزادہ بیدار بخت بہادر بن اعظم شاہ نے قلعہ پنہالہ (نزدیک کوہلاپور، مہاراشٹر) کا محاصرہ کر رکھا تھا تب قلعے کی تلہٹی میں لکھی۔ اسی بادشاہ کے عہد میں ایک ترقیمہ کے مطابق غلام محی الدین بن شیخ محی الدین نے ۱۰ ررمضان ۱۱۰۹؁ کو دکن میں دریاے بھیمرا کے کنارے صوبۂ برہانپور میں شاہی کیمپ میں اڑتالیس دن میں تحریر کی۔ ایسی کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔
بعض ترقیموں میں بجاے کتابت۔ مکان، محلہ، شہر۔ کا ذکر پایا جاتا ہے۔ ایسے ترقیمے شہر کی

Marfat.com

تاریخ کے لیے اہم مواد مہیا کرتے ہیں۔ چند مثالیں دلچسپی سے خالی نہیں ہونگی: حسین واعظ کاشفی کی مشہور تفسیر حسینی (مکہ معظمہ میں) رباط حسن بن عجلان قریب بیت ام ہانی مقابل رکن یمانی لکھی گئی ایک اور ترقیمہ کے مطابق کاتب ابوالخیر نے ایک محضرنامہ جس پر حرم نبوی کے امام، مفتی، مدرس، کاتب وغیرہ تقریباً بارہ پندرہ وابستگان حرم کے امضا ہیں حرم نبوی میں بین المنبر والمحراب لکھا۔ مشہور عربی کتابوں کے مصنف اور عالم شیخ ابراہیم الکورانی کا مکان ایک ترقیمہ کے مطابق مدینہ منورہ شہر کے باہر تھا۔ ایک مخطوطے کے ترقیمے میں ۱۱۰۱ھ میں اس کے جامع درویش پاشا بہ دمشق کے امام کے ہاتھ کی تحریر بتایا گیا ہے۔ ایک مخطوطہ شیراز کے مدرسہ لطف اللہ میں ۱۰۲۵ھ میں لکھا گیا۔ سمرقند کے مدرسہ الغ بیگ اور مدرسہ امیر کبیر شہید درویش محمد ترخان میں دو کتابوں کی کتابت ہوئی۔ یہ تو بیرون ملک کے چند مقامات کتابت ہیں، ہندوستان میں حضرت برہان راز الہٰی کی درگاہ میں مخدوم بہار شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری کے مکتوبات صدی کی کتابت ۱۱۴۶ھ میں ہوئی۔ اسی کتاب کا ایک نسخہ احمد آباد میں شاہ شریف محمد قادری کی درگاہ میں تحریر پذیر ہوا۔ معلوم ہوتا ہے مخدوم بہار گجرات اور خاندیس کے اہل عرفان کے حلقہ میں کافی مقبول تھے۔ احمد آباد کے مشہور عارف وعالم حضرت شاہ عالم بخاری کی مجالس جمعہ میں ان کی تصانیف کا ذکر ہوتا رہتا تھا جیسا کہ جمعات شاہیہ سے پتہ چلتا ہے۔ موخر الذکر نسخے کے بارے میں یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اس کا کاتب حافظ مجاہد بن شیخ نور محمد بن شیخ عبدالحمید حصاری ڈیرہ ہنک تھا جو بظاہر احمد آباد میں نووارد تھا۔ بیرون شہر احمد آباد کے علاقہ احمد پور میں ایک کتاب کی ترقیم ہوئی۔ دوسری ایک کتاب اسی علاقے کے محلہ لادشہ میں قلمبند ہوئی۔ اسی شہر کے روضۂ حضرت شاہ عالم اور روضۂ حضرت شاہ وجیہ الدین میں کتابت شدہ کچھ کتابیں بھی اسی لائبریری میں ہیں۔ خود درگاہ حضرت پیر محمد شاہ میں ان کی وفات کے دو سال کے بعد ان کے مرید خاص محمد ظہور بوہرہ نے ایک کتاب تحریر کی۔ ایک اور ترقیمہ ملاحظہ ہو جو احمد آباد کے مشہور چشتی خاندان کے ایک عارف عالم اور متعدد کتابوں کے مصنف شیخ محمد چشتی کے چالیس رسالوں کے مجموعہ الموسوم بہ اربعون رسائل کا ہے۔ یہ کئی اعتبار سے اہم ہے: قد وقع الفراغ من ھذہ الرسائل الشریف التی عدھا اربعون وھی من تصنیف قطب الاقطاب بلاشک والارتیاب الواصل باللہ الصمد الشیخ محمد قدس سرہ وواصل الینا برہ۔ اختتام نصف الرسایل من نکات الاخوان الی آخرھا علی ید الفقیر الغریب اضعف العباد سید محمد مفلح ولد سید میر سہالوی الکھنوی الاودھی غفر اللہ لہ ولوالدیہ

Marfat.com

واحسن الیہا والیہ وذلک فی المسجد روشن ضمیر بقران مقبرہ منورہ حضرت خواجہ محمد دہار وشیخ حسن جی درواقعہ سید پورہ از پورجات بندر مبارک سورت فی یوم الاثنین وقت تہجد تاریخ .. عشر من شہر المبارک رمضان.. سلک السنہ [الثانی عشر] بعد المایۃ علی الالف من الہجرہ النبویہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا فی عہد سلطان الدنیا واعظم الخواقین محمد شاہ بادشاہ الغازی ادام اللہ تعالی سلطنۃ وکان السنۃ الاثنی عشر من جلوسہ۔

اس کتابخانے میں ایسی کتابیں بھی ہیں جو ان کے ترقیموں کے مطابق خود مصنف کے مکان یا ان کے حضور میں رقم پذیر ہوئیں ۔ مثلاً مشہور گوجری زبان کے شاعر شاہ خوب محمد چشتی کی خود اپنی مثنوی خوب ترنگ کی فارسی شرح امواج خوبی اور ان کی ایک اور فارسی تصنیف حفظ مراتب (غالباً ان کے مرید) شیخ مدو بن شیر محمد نے بالترتیب ۱۰۱۳ھ اور ۱۰۱۴ھ ہجری میں " در حضور میاں جیو" ترقیم کی ۔ ایک اور دلچسپ ترقیمہ میں یہ اطلاع ملتی ہے کہ شہر احمد آباد کی شہر پناہ کے باہر ہیبت پور (اب اس نام کا کوئی محلہ اس شہر کے گرد و نواح میں نہیں ہے) کی مسجد میں مولانا محمد رضا بن غلام محمد بن شیخ احمد بن شیخ سلیمان الکرد الاحمد آبادی مولود شریف میں (یعنی ربیع الاول کے مہینہ کی بارہویں تاریخ کو) خطیب قسطلانی کی المواہب اللدنیہ پڑھتے تھے اور موصوف کے نسخے کی خستہ حالت دیکھ کر کاتب نے اس کی کتابت کی ۔ گجرات کے قدیم پایۂ تخت پٹن میں محلہ گلشن واڑہ میں ایک کتاب لکھی گئی جس کے ترقیمے میں کاتب اپنے پیر و مرشد کا نام بھی بتاتا ہے کچھ ترقیموں میں مقامات کے نئے نام بھی درج ہوتے ہیں مثلاً مظفر آباد عرف کتیانہ ۔ یہ شہر آج بھی اپنے پرانے نام کتیانہ سے مشہور ہے ۔ اس کے مظفر آباد نام کی وجہ تسمیہ کا وہاں کے ایک عربی کتبے سے پتہ چلتا ہے جو گجرات کے سلطان مظفر شاہ دوم کے عہد میں بنا شدہ ایک مسجد پر نصب ہے ۔ درگاہ شریف کے کتب خانے میں کم از کم ایک مخطوطہ ہے جس کے ترقیمہ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ صحاف یا جلد ساز (جو مخطوطات کی متعدد یادداشتوں کے مطابق مخطوطات کا کاروبار بھی کرتے تھے) بھی اہم نسخوں کی نقلیں تیار کراتے تھے ۔ یہ ترقیمہ ۱۹ ربیع الاول ۱۱۰۸ھ میں کتابت شدہ شیخ فریدالدین عطار کی مثنوی مختار نامہ کے ایک کافی اچھے نسخے میں پایا جاتا ہے ۔ اس کے مطابق جلال داؤد حسینی نے یہ نسخہ عبدالکریم صحاف (احمد آباد) کی فرمائش پر لکھا ۔ اس عبدالکریم صحاف کے ہاتھوں فروخت کی گئی دو تین کتابیں اسی کتب خانے میں دستیاب ہیں ۔

ایسے دلچسپ ترقیموں کی بیشمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں لیکن وقت اجازت نہیں دیتا اس لئے

Marfat.com

ترقیمے کا موضوع ایک مخصوص ہیأت کے ترقیمہ کے ذکر پر ختم کرتا ہوں۔ یہ ترقیمہ مرصاد العباد کے نسخہ پر ہے اور خلاف معمول کتاب کے اختتام کے بجائے کتاب کے آخری ورق پر ایک مہر کی طرح پانچ سنٹی میٹر قطر والے دائرے میں لکیریں کھینچ کر نہایت ہی اعلیٰ خط میں لکھا گیا ہے۔

عرض دیدے:

سمینار کا تیسرا موضوع عرض دیدہ ہے۔ اس لفظ سے ہمارے کان ناآشنا ہیں۔ اس لیے اس کے صحیح معنی و مفہوم سے بھی ہم لوگ اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ مخطوطات سے رجوع کرنے والوں کی اکثریت اپنا کام متن سے نکال لینے پر اکتفا کرتی ہے اور مہروں، عرض دیدوں اور ترقیموں کو نظر انداز کرتی رہی ہے۔ اس لیے عرض دیدہ کے معانی کی تفتیش و تحقیق کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ ترقیموں سے تو پھر بھی کبھی کبھار مخطوطے کی قدامت یا کسی ایسے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے سابقہ پڑتا ہے لیکن مہریں اور عرض دیدے مخطوطے سے رجوع کرنے والوں کی توجہ اپنی طرف مبذول نہیں کرپاتے۔ نیز ایک اور وجہ غالباً یہ بھی ہے کہ یہ دشوار خوان اور دقت طلب ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر سید فرخ جلالی صاحب نے عرض دیدوں کے کچھ نمونوں کے عکس اپنے مقالے میں شامل کیے ہیں۔ لیکن اس لفظ کی غرض و غایت اور عرض دیدوں کے بارے میں کوئی تفصیلات نہیں دیں نہ عکس والے عرض دیدوں پر کوئی روشنی ڈالی۔ ہو سکتا ہے مقالہ پیش کرتے وقت انھوں نے ان چیزوں پر روشنی ڈالی ہو لیکن میری عدم موجودگی کی وجہ سے مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔

عرض دیدہ کے معنی ہیں کسی مخطوطہ کو معائنہ کے لیے پیش کیے جانے کی یادداشت۔ عرض کردن کے معنی ہیں ملاحظہ کے لیے پیش کرنا۔ اس معنی سے ہمارے کچھ دوستوں نے یہاں اختلاف کیا ہے لیکن میری ناچیز رائے میں اس کے یہی معنی ہیں۔ مغلوں کے شاہی کتابخانہ نامی رسالے کے مصنف شیخ عبدالعزیز نے بھی اپنی اس انگریزی کتاب (لاہور ۱۹۶۷) کے صفحہ ۴ پر عرض دیدہ کے معنی مخطوطے کے ملاحظہ کیے جانے کی یادداشت دیئے ہیں۔ موصوف نے بھی اس کتاب میں اس معنی کو چھوڑ کر عرض دیدہ کے بارے میں مزید کچھ نہیں کہا ہے۔ عرض دیدہ کے یہی معنی ہونے کی ایک قوی دلیل یہ بھی ہے کہ کچھ جگہ مخطوطہ پر عرض دیدہ کے ساتھ یا اس کے بجائے 'ملاحظہ شد' کا فقرہ استعمال

Marfat.com

ہوا ہے۔ بادشاہ کے لیے ملاحظہ کیے جانے کی یادداشت میں احتراماً عرض دیدہ کا فقرہ اختیار کیا گیا۔ بہر کیف یادداشت اس وقت لکھی جاتی تھی جب کوئی مخطوطہ کتابخانہ کا داروغہ یا کتابدار بادشاہ یا امیر یا ذی حیثیت مالک کتابخانہ کو ملاحظہ کے لیے پیش کرتا تھا یا خود کتابدار یا کتابخانے کا داروغہ وغیرہ اس کا معائنہ کرتا تھا۔ یادداشت ان الفاظ پر مشتمل ہوتی تھی: بتاریخ فلاں شہر فلاں سنہ فلاں (جو سنہ الٰہی ہوتا تھا اور یہ سنہ جلوس کا مرادف تھا۔ تیرہویں صدی میں سنہ ہجری بھی لکھا جانے لگا) ان عرض دیدوں کے ساتھ کبھی کتاب کو ایک شخص کی تحویل سے لیکر دوسرے کی تحویل میں دی جاتی تو اس کی بھی یادداشت لکھی جاتی۔ ایسے کچھ تحویلداروں کے نام ڈاکٹر فرخ جلالی صاحب نے اپنے مقالے میں عرض دیدوں کا ذکر کیے بغیر کیا ہے۔ ان کی فہرست مختصر ہے اس میں کئی نامی کتابداروں اور تحویلداروں کے نام کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ جہانگیر کے کتابخانے کا کتابدار عبدالحق بن قاسم شیرازی غالباً شاہجہاں کے عہد تک اسی اسامی پر بحال رہا اور شاہجہاں کے ۱۰۴۸ھ میں امانت خان کے خطاب سے سرفراز ہوا اور پھر ۱۰۵۰ھ کے لگ بھگ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد اپنی بسائی ہوئی سرائے امانت خان میں جا کر سکونت اختیار کی اور وہیں ۱۰۵۳ یا ۱۰۵۵ھ میں انتقال کے بعد مدفون ہوا۔ شاہجہاں کے دیگر کتابداروں میں چند نام یہ ہیں: عبدالرشید دیلمی (ایران کے مشہور خطاط میر عماد قزوینی کا ہمشیرزادہ)۔ اکبر و جہانگیر کے مشہور خطاط عارف اور شاعر میر عبداللہ مشکیں قلم ترمذی نعمت اللہی کے صاحبزادے میر محمد صالح کشفی۔ عنایت خان شاہجہانی، اعتماد خان شاہجہانی، محمد عارف، محمد صادق وغیرہ اور دیگر عہد آخر کے کتابداروں کے نام مہروں کے سلسلے میں بتائے جا چکے ہیں۔ تحویلداروں میں یہ نام ملتے ہیں: عبدالحی، خواجہ عنبر، خواجہ دولت، ملا داؤد، خواجہ دلاور، محمد عابد، محمد مظفر حاجی خسرو، سید حاجی، محمد وارث، میر محمد باقر، معین الدین، علاء الدین وغیرہ۔ یہ چند نام صرف مخطوطات کے عرض دیدہ والے چند اوراق کے شائع شدہ عکس سے یا معاینہ کے دوران ہمارے سامنے آئے ہیں ورنہ ان کی فہرست کافی طویل ہو سکتی ہے۔

عرض دیدوں کا پڑھنا اتنا مشکل نہیں جتنا ایک ہی صفحہ پر تحریر شدہ متعدد عرض دیدوں کی صحیح ترتیب قائم کرنے کا کام۔ اس امر میں اشکال کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان میں سن جلوس کے ساتھ بادشاہ کا نام درج نہیں ہوتا اور کتابدار عرض دیدوں کو جہاں خالی جگہ پائی وہاں قلمبند کر دیتا ہے۔ یہی حال انکی مہروں کا ہے بسا اوقات یہ معلوم کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کونسی مہر کا تعلق کس یادداشت سے ہے۔ اس لیے عرض دیدوں کے زمانے کے تعین میں احتیاط برتنے کی ضرورت ہے۔ مہر کی عدم موجودگی میں یہ کام اور زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

کتابخانوں کی فہرست میں زیادہ سے زیادہ عرض[۱] دیدوں کی موجودگی کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ ان کے متن کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں دی جاتی۔ عرض دیدوں کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک قسم کی یادداشت ہے جو شاہی کتابخانے کی کارگزاری پر کافی روشنی ڈالتی ہے۔ اس لیے کتابخانے کی فہرست کے مرتب کو چاہیئے کہ اگر ان کے کتابخانے میں شاہی کتابخانے کے مخطوطات ہوں تو ان کی تمام تفصیلات بہ شمول عرض دیدوں کے اپنی فہرست میں درج کرنے کا التزام کریں۔

Marfat.com

یادداشتیں :

اب میں سمینار کے موضوع سے ہٹ کر لیکن مخطوطہ شناسی کے لئے نہ ہی بلکہ ایک طرح سے دیکھا جائے تو زیادہ اہم جزو مخطوطہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانے کی اجازت چاہتا ہوں میری مراد وہ تحریریں ہیں جو ایک یا دوسرے قسم کی یادداشت کے طور پر مخطوطہ کے سرورق، آخری ورق یا درمیان کے اوراق پر یا اس کے ساتھ کچھ سادہ کاغذ مجلد کر کے ان پر لکھی گئی ہیں۔ اس اہم موضوع کو جس کا مہروں سے گہرا تعلق ہے، پتہ نہیں کیوں موضوع سمینار میں شامل نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ اس سے قبل عرض کر چکا ہوں اکثر و بیشتر مہریں ان تحریروں یا یادداشتوں پر علامت دستخط کے طور پر ثبت کی جاتی تھیں۔ اس لیے موضوع سمینار سے خارج ہونے کے باوجود ان کی نوعیت اور افادیت مسلمہ پر ایک طائرانہ نظر ڈالنا نامناسب نہ ہوگا۔ ان کے لیے میرے علم میں انگریزی میں کوئی مخصوص اصطلاح موجود نہیں ہے نہ اردو میں۔ انگریزی میں عام طور پر اس کے لیے انڈارسمنٹ (Endorsment) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اس کے لغوی معنی ہیں کسی بھی سند قرارنامہ یا دستاویز پر دستخط اور ہدایات وغیرہ کی تحریر۔ اس کے لیے زیادہ موزوں اصطلاح کی آپ حضرات کی جانب سے نشاندہی کی جائے تو اس پر اظہار خیال کر کے بہ اتفاق رائے اُس اصطلاح کو اختیار کیا جائے۔

مخطوطات کی یادداشتیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک تو وہ ہے جس میں مالک اس مخطوطے کی ملکیت جتاتا ہے اور اپنی مہر لگا کر اس تحریر کی توثیق و تصدیق کرتا ہے۔ کبھی وہ صرف ایک لفظ "مالکہ"

Marfat.com

(اس کا مالک ہے) یا کبھی "اس کا مالک فلان بن فلان ہے" لکھ کر اس کے نیچے اپنی مہر لگاتا ہے۔ ان مالکوں میں جس کی فرمایش یا کہنے پر کتاب لکھی گئی ہے وہ شخص یا خود کاتب یا اصل مالک کا وارث یا خریدار یا کوئی بزرگ یا رشتہ دار یا دوست جن کو کتاب ہدیہ کے طور پر پیش کی گئی ہے وہ شامل ہیں اس کا ذکر مالک یا دوسرے طریقے سے مالک مخطوطہ کرتا ہے۔ کاتب نے اگر اسے اپنے لیے لکھی ہے تو وہ ترقیمہ میں کاتبہ ومالکہ (اس کا کاتب اور مالک فلان ..) لکھ کر اپنی ملکیت کا اعلان کرتا ہے گو کبھی کبھار وہ سرورق پر بھی "مالکہ بالرقیم" لکھ کر اپنی ملکیت جتاتا ہے۔ وراثت میں آئی ہوئی کتاب کا مالک "مالکہ بالارث" یا تفصیلی نوٹ لکھتا ہے۔ تقریبًا علمی دنیا میں غیر معروف گجرات کے ایک عالم شاعر عربی اور فارسی کی متعدد کتابوں کے مصنف اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے شاگرد اور خلیفہ مولانا شیخ سلیمان بن محمد الکرد الخراسانی الدہلوی الاحمد آبادی اور ان کے بیٹے اور گجرات کے مشہور و معروف اساتذہ میں سے ایک مولانا شیخ احمد بن سلیمان کے مدرسہ کردیہ احمد آباد کی وراثت میں آئی ہوئیں دو ایک کتابیں درگاہ حضرت پیر محمد شاہ کے کتابخانے میں دستیاب ہیں۔ ان پر غالبًا مولانا احمد بن سلیمان کی بیٹی فاطمہ بیگم اور ان کے برادر زادے محمد رضا بن غلام محمد جن کی متعدد یادداشتوں والی کتابیں اسی کتابخانہ میں موجود ہیں ان کی مہریں اور یادداشتیں ہیں جن میں اس کتاب کے فاطمہ بیگم کے حصے میں اور ایک دوسری کتاب کو "اپنی والدہ" کے حصے میں آنے کا ذکر ملتا ہے۔ اسی کتابخانے کی ایک اور کتاب شریف النسا رخانم کے حصے میں آئی جو انھوں نے کسی وزیر (وزارت پناہ) کے ہاتھ فروخت کی۔ وزارت پناہ کا نام اور اس کی مہر مٹادی گئی ہے۔ اورنگ زیب کے قاضی عسکر اور گجرات کے مشہور محدث عالم اور مصنف صاحب مجمع بحار الانوار مولانا محمد بن طاہر بوہرہ پٹنی کے پوتے قاضی القضاۃ عبدالوہاب کے کتابخانے کی کئی کتابیں ہیں جو ان کے بیٹوں اور پوتوں تک پہنچیں۔ گجرات کے شہر بھڑوچ کے شہر قاضی احمد حسین رضوی شیرازی کی یادداشتوں کے مطابق کچھ کتابیں ان کو ان کے عم محترم سید مرتضیٰ سے، ۲ شعبان وغیرہ تاریخوں میں ملی تھیں۔

اسی طرح مالکہ بالشراء الصحیح الشرعی کی متعدد تحریریں ملتی ہیں۔ ان خرید و فروخت کی یادداشتوں میں کبھی جائے خرید قیمت، جن حالات میں کتاب خریدی گئی وغیرہ کی بابت بھی اطلاع ملتی ہے۔ ان بکی ہوئی کتابوں میں شاہی کتابخانوں کے نسخوں کی تعداد کم نہیں۔ احمد آباد کے محمد ابوبکر نامی بارہویں صدی ہجری کے اوائل کے علم حدیث کے ماہر غالبًا تاجر پیشہ تھے اور تجارت کے سلسلے میں شاہجہاں آباد دہلی اور

Marfat.com

دار السلطنت لاہور بھی جایا کرتے تھے۔ چنانچہ احمد آباد کے علاوہ ان دو مقامات سے خریدی ہوئی ان کی کئی کتابیں درگاہ شریف کے کتابخانے میں محفوظ ہیں جن پر ان کی تحریر مع تاریخ وجائے خرید وغیرہ درج ہے۔ ایسی ایک کتاب حافظ شمس الدین محمد سخاوی کی الضوء اللامع لاہل القرن التاسع کے ایک ناقص الآخر جزو کا خود نوشت نسخہ ہے جو انھوں نے شاہ جہاں آباد میں تاریخ محمدی اور دیگر کتابوں کے مصنف میرزا محمد بن میرزا رستم معتمد خان بن دیانت خان الحارثی البدخشی) سے خریدا تھا۔ خود میرزا محمد نے اسے خود اپنی یادداشت کے مطابق ایک سال قبل شاہ جہاں آباد عرف دہلی جدید میں خریدا تھا اسی طرح محمد ابوبکر نے کتاب المقنع فی مرسوم المصحف لاہور میں ۱۱۲۳ ہجری میں شاہ عالم بہادر شاہ اول کی وہاں آمد کے دنوں میں خرید کی تھی۔ المرغینانی کی کتاب الہدایہ مکتوبہ ۸۴۷ ہجری بمقام موکانک (بیرون ہند۔ ارکان ؟) پر کم از کم چار مالکوں کی تحریریں ہیں۔ ایک ہیں عبدالکریم القطبی (گجرات کے مشہور عارف اور مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے پوتے حضرت برہان الدین محمد قطب عالم کی اولاد اپنے آپ کو قطبی عرف سے یاد کرتی ہے اور ان کے اپنے بیٹے حضرت سراج الدین محمد شاہ عالم جن کے اخلاف میں چھ سات پشتوں تک محدث یا مفسر یا مصنف یا شاعر وغیرہ گذرے ہیں جس کا نظیر ہونے کا شرف بھی عالم اسلام میں صرف ایک ہی خاندان اور وہ بھی احمد آباد کے چشتی خاندان کو حاصل تھے حضرت شاہ عالم کی اولاد اپنے آپ کو حضرت قطب عالم کے دوسرے بیٹوں سے میز کرنے کے لیے شاہی عرف اپنے نام کے ساتھ لکھتی ہے) دوسرے ایک مالک عبدالواسع بن پیر محمد نے کتاب مذکور کے نصف آخر کو پانچ روپیہ میں خریدا تھا، تیسرے مالک شیخ عبدالحکیم بن جمال اللہ بن خاتم الفقہاء والمحدثین شیخ عبدالکریم بن شیخ لاد محمد الہاشمی نے لکھا ہے کہ انھوں نے (غالباً پوری کتاب) اس کے مالک کے ورثا سے ۲۵ روپے میں خریدی۔ چوتھے اور آخری مالک احمد آباد کے مشہور مسلم خاندان ولی اللہ کے بانی شیخ ولی اللہ کے بیٹے محمد عماد الدین ہیں جن کی مہر والی درجنوں کتابیں اس خاندان کی طرف سے کتابخانہ میں وقف کی گئی ہیں۔ اسی کتابخانہ میں شرح مقدمہ ابی اللیث سمرقندی موسوم بہ التوضیح مصنفہ مصطفیٰ بن زکریا بن الدغش الکرمانی کا ۱۶ رجب ۹۷۲ھ کا مکتوبہ نسخہ ہے۔ یہ سب سے پہلے غالباً مکہ مکرمہ میں مشہور عالم وفاضل اور مصنف ملا علی قاری کی ملک میں رہا، جیسا کہ اس کے سرورق پر ان کی یادداشت مورخہ ۹۷۸ ہجری سے پتہ چلتا ہے۔ اس کے آخری ورق پر ترقیمہ کے نیچے ان کی دوسری ایک تحریر ہے۔ اس کے مطابق موصوف نے

Marfat.com

کتاب مذکور کا مطالعہ کیا اور اسے اوّل سے آخر تک غور سے دیکھا۔ اس کے بعد یہ کتاب غالبًا بالترتیب سید محمد عبدالباقی بن حسن المکی الحنفی، حسن بن علی کنجدہی المکی الحنفی اور (سنہ ۱۰۵۱ھ میں) حسن علی العطائی الساکن بجوار سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس رہی۔ ایک اور شخص کے مطالعے میں یہ کتاب رہی ہے لیکن اس کا نام ورق پھٹ جانے کی وجہ سے معلوم نہ ہو سکا۔

اس لائبریری میں کئی کتابیں ہیں جو کہ مکہ معظمہ میں لکھی اور خریدی گئیں اور کئی مالکوں کے پاس ہوتے ہوئے یہاں پہنچیں۔ اس سلسلے میں ایک دلچسپ یادداشت سے مجبوری کی حالت میں کتاب فروخت کرنے کا پتہ چلتا ہے۔ قاضی القضاۃ شیخ عبدالوہاب نے امام فخرالدین زیلعی کی تبیین الحقائق کا نسخہ اس کے مالک شیخ حسن بن شیخ علی سے ایام قحط میں پانچ روپے میں خریدا تھا۔

عارضی طور پر ملکیت جتلانے کی بھی کچھ یادداشتیں ملتی ہیں۔ مثلاً ایک کتاب میں ۱۷ رجمادی الاول ۱۱۰۴ ہجری کو اس کے خواجہ محمد کو عاریۃً دئے جانے کی تحریر ملتی ہے۔

کچھ کتابیں مالک کو ہدیہ یا ہبہ یا تواضع کے طور پر ملی ہیں۔ مولانا روم کی مثنوی کے تنقیدی متن "نسخۂ ناسخۂ نسخہ ہای سقیمۂ مثنوی" کا ایک نسخہ اس کے مرتب شیخ عبداللطیف عباسی نے اپنی مہر اور تحریر سے "بجہت یادگار" سیادت پناہ محمد قاسم بن حسین مروی کی خدمت میں گذرانا تھا۔ اس نسخہ پر میر محمد قاسم کی بھی مہر ہے۔ ان کے وارثوں سے یہ نسخہ محمد انور نے اوایل محرم ۱۰۹۵ھ ہجری میں خریدا اور اس کے بعد اوایل رمضان ۱۱۳۰ھ ہجری میں عبدالرحمن بن شیخ سینوری نے اسے خریدا مذکور الصدر سید جعفر بدر عالم بن صدر الصدور سید جلال مقصود عالم شاہی رضوی نے شاہ وجیہ الدین علوی کے ارشد تلامذہ عبدالعزیز بن ولی محمد خالدی قریشی ٹھٹی کی خود نوشت شرح فتوح الغیب کا نسخہ مصنف کے حفید کو جو خود اپنی یادداشت میں اپنے آپ کو ان کا ہمشیرزادہ بتاتا ہے وہ احمد الفاروقی کو ہبہ کیا۔ اسی کتابخانہ میں الاشباہ والنظایر کا وہ نسخہ ہے جو مصنف کے اپنے نسخے سے منقول ہے اور جو کسی وقت قاضی القضاۃ قاضی عبدالوہاب کی ملک میں رہا ہے۔ اسے میاں محمد صاحب جیو نے ۱۹ رصفر ۱۲۹۶ھ میں حویلی محمد عارف میں حضرت قاضی سید میاں کو پیش کیا۔ ہبہ کی ایک دلچسپ یادداشت کا خلاصہ ملاحظہ ہو: عبدالصمد بن طاہر بن محبوب الصغانی المری نے وجہ حلال سے حاصل کی گئی کتاب جو ان کے تصرف شرعی میں تھی حالت صحیح

Marfat.com

میں عالی جناب سید احمد بن سید رفیع الدین بن سید جلال الدین بن سید احمد بن سید جعفر الحسینی (یہ احمد آباد کے مشہور سادات شیرازی کا خاندان ہے) کو حضرت قطب الاقطاب غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی روح کو خوش کرنے کے لیے ہبہ کی ہے۔ یہ ہبہ نامہ واہب عبدالصمد نے اپنے قلم سے نہیں لکھا بلکہ ان کے حکم سے یہ تحریر کیا گیا۔

درگاہ لائبریری میں مخزونہ دیگر کچھ مخطوطات کی یادداشتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی خرید و فروخت دلال یا صحاف یا جلد ساز کے ذریعے عمل میں آتی تھی مثلاً محمد حیات بن عبدالملک شاہی نے رسالۂ مکیہ ۱۱۵۴ھ میں مذکور الصدر عبدالکریم سے خریدا تھا۔ یا ۱۱۵۸ھ میں محمد اسحٰق بن مولانا جعفر نے فارسی ترجمۂ نصاب الاحتساب المسمی بہ المسائل النوریہ کا نسخہ شہر سورت میں میاں محمد صحاف گجراتی سے قیمتہً حاصل کیا تھا۔ شرح فصوص الحکم کا ۹۸۳ ہجری کا تحریر شدہ نسخہ حسن بن محمد بن احمد بن حکیم الملک جیلانی نے سورت شہر میں عبدالسلام صحاف سے خریدا۔ کنز الدقایق کا فارسی ترجمہ قاضی موسیٰ صحاف ملتانی سے ۴ روپے ۲۴ پیسے میں سعد اللہ نامی شخص نے خریدا تھا اور اسی نسخہ کو تیرہویں صدی ہجری میں عبدالکریم نے حاصل کیا۔

ان یادداشتوں سے گویا مخطوطات کے سفر کی نہایت دلچسپ داستان مرتب کی جا سکتی ہے ان میں غالباً سب سے زیادہ دلچسپ قصہ گجرات کی تاریخ مآثر محمود شاہی (جو ۱۹۸۷ء میں بڑودہ یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ کے محمود شاہی کے غلط نام سے شائع کی ہے) اور اس کے ذیل، ذیل مآثر محمود شاہی کے ایک ہی کاتب کے قلم سے تحریر شدہ اور ایک ہی جلد میں مجلد نسخے ہیں۔ ان کی کتابت سن تصنیف کے تقریباً ساٹھ ستر سال بعد مکہ مکرمہ میں ۹۸۴ ہجری میں ہوئی۔ پھر معالی جناب ہدایت انتساب شاہ ابو تراب [شیرازی جو اکبر کی جانب سے میر حج کو گئے تھے اور ۹۸۷ھ ہجری میں مکہ معظمہ سے قدم رسول لائے تھے۔ غالباً اس وقت یہ مجلد بھی اپنے ساتھ لائے ہوں گے] نے عبدالرحیم خان خاناں کو تحفۃً پیش کیا۔ پھر یہ کتاب گجرات کے گورنر خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی تحویل میں آئی جب خان اعظم بغیر اکبر کی اجازت گجرات سے حجاز کے لیے روانہ ہوئے تو انھوں نے ۱۰ رجمادی الثانی ۱۰۰۱ھ ہجری میں پتن سومناتھ میں جو ضلع جوناگڑھ میں واقع ہے میر عبدالرزاق معموری کو عطا کی۔ اس کے بعد کسی وقت پھر وہ حجاز پہنچی جہاں آج مدینہ منورہ میں عارف بے حکمت کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ یہ سب تفصیلات مخطوطے پر خان خاناں اور

Marfat.com

میر عبدالرزاق معموری کی یادداشتوں میں بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح کتاب احادیث النبی صلعم یعنی علامہ جلال الدین سیوطی کی اللآلی المنتثرہ مکتوبہ ۱۳ رجادی الثانی ۱۰۱۶ھ ہجری ۱۰۲۸ھ ہجری میں ایک شخص بنام ریحان بن عبداللہ کی ملک میں تھی اسے بندر مخا (عدن) میں ایک دلال سے سید محمد شریف بن سید عبدالقادر القادری نے ۱۰۳۷ھ میں خریدا۔ آٹھ سال بعد ۱۰۴۵ھ میں سید محمود القادری نے اس کتاب کو گجرات کے اس زمانے کے مشہور بندر دیب (دیو) میں محمد شریف بن یوسف کو ہدیہ کے طور پر دی۔ ۹ ربیع الثانی ۱۰۶۶ھ ہجری میں تحریر شدہ ایک یادداشت کے مطابق اس میں ۴۶۶ احادیث کی تحقیق کی گئی۔ اس درمیان حسین الاحمدی الحسینی نے اس کو خریدا۔ ایک اور صاحب محمد حسین بن فدا حسین کی مہر سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ دن ان کی ملک میں بھی رہی پھر سنہ ۸ جلوس عالم گیری ۱۰۷۸ھ ہجری یا اس کے بعد کسی وقت یہ قاضی شرع شریف ابراہیم کے پاس آئی۔ پھر ۳۶ سنہ جلوس عالم گیری مطابق ۱۱۰۶ھ میں یا اس کے بعد کسی وقت یہ اورنگ زیب کے شاہی کتابخانے میں داخل جمع ہوئی جیسا کہ اس کے کتابدار فضائل عالم گیری کی مہر سے ظاہر ہے۔ اس شاہی کتابخانے کی یہ کتاب آج احمد آباد کی اس درگاہ لائبریری میں ہے۔ اسی طرح مشہور کتاب مرصاد العباد کے ایک اعلیٰ خوشخط نسخے کی داستان اس کی یادداشتوں میں بکھری پڑی ہے۔ ایک صاحب خادم الفقراء عبدالملک الحسینی نے ۱۰۱۱ھ میں برہان پور میں اس کی کتابت کروائی، غالباً بادشاہ وقت کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے بہرحال اسی سال کے یکم شوال کو یہ شاہی کتابخانے کی زینت بنی۔ پھر ۱۰۵۱ھ میں آقای عربا شیرازی (مشہور خطاط میر محمد مومن عرب شیرازی) نے دارالسلطنت اکبر آباد میں محمد حسین نامی شخص کی وساطت سے خریدا۔ ۷ شوال ۶ سنہ جلوس ہمایوں (عالمگیری مطابق ۱۰۷۴ھ) میں علی اصغر خویش آقای عربا مذکور کے مستقر الخلافہ آگرہ سے بھیجے جانے پر ۲۷ شوال سنہ مذکور میں دارالفتح اجین میں اورنگ زیب کے ملاحظہ سے گذری (عرض دیدہ شد) ۸ سنہ جلوس کے شوال کے آخری دن بھی ملاحظہ کی گئی۔ پھر مغل شاہی کتابخانے کی اس کتاب کو ۲۱ جمادی الاول ۳۳ سنہ جلوس عالم گیری مطابق ۱۰۹۱ھ میں شاہ جہاں آباد میں شیخ کالے کتابفروش سے سلطان حاجب شاہ جہانی نے اس کو خریدا اور پھر صرف چھ دن کے بعد حافظ یعقوب سے اسے کسی شخص نے خریدا۔

ان مثالوں سے پتہ چلتا ہے کہ آج کی طرح اس زمانے میں بھی تو یہی تھا کہ شاہی کتابخانوں کی کتابیں بھی سرقہ ہو کر خرید و فروخت کے لیے بازار میں آجاتی تھیں۔ وتلک الایام نداولہا بین الناس۔

Marfat.com

کچھ کتابوں پر ان کے وقف کیے جانے کی یادداشت اور مہریں ملتی ہیں مثلاً شمایل ترمذی کا نسخہ حضرت شاہ عالم صاحب کے سلسلے میں بیعت عبدالکریم الشاہی المحمدی نے ۱۱۴۳ھ ہجری یا اس کے کچھ وقت بعد خرید کر کے ان کے ہی مدرسہ کے طلباء کے استفادے کے لیے وقف کیا۔ کتاب الفوائد والصلوٰۃ العوائد نامی کتاب محمد ماہ بن زین العابدین رضوی نے نواح برہانپور میں اردوے معلیٰ میں ۱۱۲۰ھ ہجری میں خانقاہ حضرت عباس کے لیے وقف کی۔ سالار جنگ کے کتابخانے کے ایک مخطوطے پر زین العابدین بن سید مزمل رضوی خادم درگاہ شاہ عباس ۱۰۹۴ھ کی عبارت میری نظر سے گذری ہے۔ ظاہراً درگاہ پیر محمد شاہ والی کتاب کے واقف محمد ماہ ان زین العابدین صاحب کے بیٹے ہیں۔ ایک اور کتاب شرف العلم والعلما کا ۹۸۰ھ میں کتابت شدہ نسخہ سید شریف الدین حسین نے چورگڑھ کی مسجد میں اس شرط پر وقف کیا کہ کوئی اسے مسجد کے باہر نہ لیجائے۔ اور صرف مسجد میں بیٹھ کر اس سے استفادہ کرے۔

درسی اور دیگر کتابوں کی اپنے والد یا استاد کے ساتھ قرأت کرتے ہوئے کتابت کرنے، مقابلہ کرنے وغیرہ کی یادداشتیں متعدد نسخوں میں جابجا وقت کی قید کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔ ان حضرات میں صرف شیخ حمید الدین صوفی سعیدی ناگوری، احمد آباد کے استاد اجل شیخ نور الدین محمد الصدیقی (جنکے لیے شیخ محمد اکرم الدین، شیخ الاسلام خان صدر صوبۂ گجرات نے ۱۱۰۸ھ ہجری میں مدرسہ ہدایت بخش بنوایا تھا اور جس کی شاندار عمارت اور مسجد ابھی چندہی سال پہلے تک موجود تھی) اور ان کے بیٹے محمد صالح المعروف بہ پیر بابا، محمد رضا بن غلام محمد بن احمد بن مولانا سلیمان الکرد الاحمد آبادی وغیرہ کے نام لینے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں اصول الطریقہ مصنفہٗ شیخ حمید الدین صوفی سوالی ناگوری کے واحد نسخۂ درگاہ لائبریری کے طویل یادداشت نما ترقیمہ میں ایک عجیب سی مگر دلچسپ چیز نظر آتی ہے۔ محمود الملقب بہ فرید (یعنی فرید الدین محمود) جنھوں نے اس کتاب کی اپنے جدامجد کے ساتھ قرأت کرتے ہوئے کتابت کی ہے منجملہ اور باتوں کے کہتے ہیں کہ ان کو اس کتاب کی اجازت ۸ ذی قعدہ ۷۲۵ھ میں ملی۔ پھر ۱۸ ذی القعدہ چہارشنبہ کو ان کے جد محترم نے بارہا تلقین اور تاکید کی کہ خبردار اس کتاب کو اچھی طرح سے رکھنا اور کسی کو دکھانا بھی نہیں کہ لوگ اسکو پیشوا بنا کر دنیا حاصل کرینگے اور اس کو اپنا طعمہ بنائینگے ہمارے صوفیائے کرام کے اس موقف کا غالباً نتیجہ ہے کہ ان کے ملفوظات اور تصنیفات کے قدیم یا قریب العصر نسخے بہت کم دستیاب ہوتے ہیں۔ مثلاً گجرات کے سہروردیہ خاندان کے مشہور پیشوا حضرت شاہ عالم کے ملفوظ

Marfat.com

کنوز محمدی کا نسخہ خود ان کے سجادہ صاحب کے ہاں موجود نہیں۔ اس کی ہمہ گیر افادیت کا اندازہ ان کے جانشین اور عالم و شاعر سید نظام الدین محمد مقبول عالم المتخلص بہ جلالی کی جمعات شاہیہ کتاب کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔ خود جمعات شاہیہ کی سات میں سے صرف چار جلدوں کے وجود کا ابھی تک پتہ چلا ہے۔ انکے پوتے سید جعفر بدر عالم جن کا اس مقالے میں بار بار ذکر آیا ہے ان کی منجملہ اور تصنیفات کے ایک روضات شاہیہ چوبیس ضخیم جلدوں میں ہے۔ اس کی ایک دو سال قبل تک صرف ایک ناقص الوسط اور ناقص الآخر جلد کا علم تھا۔ اب کراچی کے جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں بھی ایک نسخہ کے وجود کا پتہ چلا ہے۔ روضات شاہیہ کے ناقص نسخے کو دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا ہے اس سے اس کا تاریخ تصوف و فارسی و عربی و گوجری ادب کی تاریخ کے لیے ایک نہایت اہم ماخذ ہونے کا دعویٰ وثوق کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ جعفر بدر عالم کے دو فارسی دیوانوں میں سے ایک کا بھی وجود نہیں۔

مقابلہ کے سلسلے میں درگاہ لائبریری کی کتاب مبارق الانوار فی شرح مشارق الانوار کے سن ۸۷۵ھ کے مکتوبہ نسخے کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ آخری صفحے کی یادداشتوں سے ہمارے علم میں یہ بات آتی ہے کہ اس کا "تذاکرہ" مدرسۂ بنوی پاشا میں (شہر کا نام نہیں دیا) پہلی مرتبہ ۱۰۱۹ھ میں اور دوسری مرتبہ مدرسۂ نشانجی پاشا میں ۱۰۲۳ میں ہوا اور تیسری مرتبہ محمود بن [نام جلد بندی میں کٹ گیا ہے] نے مولانا علی آفندی اترہ (؟) مصری کے ساتھ ۱۰۳۴ھ میں مقابلہ کیا۔

یہاں بعض دیگر یادداشتوں کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ درگاہ لائبریری میں متعدد نسخے محمد بن غلام محمد مذکور الصدر کے مطالعے میں رہے ہیں۔ ان میں سے کئی کا انھوں نے مقابلہ بھی کیا ہے۔ محمد رضا نے اس بات کا ایک حد تک التزام کیا ہے کہ مخطوطے کے ساتھ مجلد سادہ اوراق پر مستند کتابوں سے ماخوذ متن کتاب یا شرح کے مصنف کا پورا حال قلمبند کریں اور موقعہ اور محل کی مناسبت سے یعنی اگر حزب البحر یا دلایل الخیرات جیسی کتاب ہو تو دعاؤں کے طریقے، مقابلہ کرنے کی تفصیلات وغیرہ بھی قلمبند کریں۔ ایسی یادداشتوں کی افادیت ظاہر ہے اور ایسے مقابلہ نسخوں کی اہمیت بھی۔ محمد رضا نے اپنے پردادا مولانا سلیمان الکرد الاحمد آبادی کی درگاہ لائبریری میں موجود دو ایک کتابوں کی خود نوشت ہونے کی تصدیق بھی کی ہے اور یہاں کی مولانا سلیمان کی ایک کتاب پر اور ٹونک راجستھان میں مولانا ابوالکلام آزاد عربی و فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ایک کتاب پر اور کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں ان کی

Marfat.com

شواہدالحسنات کے واحد نسخے پر چار پانچ صفحات پر شاہ وجیہ الدین صاحب علوی کی اولاد میں کبیر محمد نامی ایک فاضل کی شرکت میں مولانا سلیمان کے مختصر حالات اور ان کی مختلف موضوعات پر تقریباً بیس ۲۰ تصنیفات کا بیان کیا ہے۔

یہ تحریریں اور یادداشتیں اپنی علامت دستخط والی مہروں کے مالکوں کے بارے میں وہ مزید اطلاع فراہم کرتی ہیں جو مہر کی عبارت سے حاصل نہیں ہوتی۔ مثلاً اورنگ زیب کے ایک امیر کی مہر کی عبارت ہے: صبغۃ اللہ مرید شاہ عالم گیر ۲۳-۱۰۹۱۔ اس شخص سے تاریخ کے صفحات نا آشنا ہیں۔ اس کی اس مہر سے تصدیق شدہ تحریر میں اس کا پورا نام عبدالمحمد صبغۃ اللہ الحسینی الرضوی ملتا ہے ایسی دیگر مثالیں مغل شاہزادوں کی مہروں کے سلسلے میں عرض کر چکا ہوں کہ کیسے میرزا خورم بخت وغیرہ کا پورا نام ان کی مہر کے ساتھ والی تحریروں سے معلوم ہوا۔

ایک مخطوطے پر مشہور عالم اور مصنف قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا نوٹ بھی قابل توجہ ہے۔ انھوں نے یہ نوٹ درگاہ لائبریری کی کتاب الاشارہ الی سیر المصطفیٰ پر مدرسۂ شرقیہ جونپور میں بروز بدھ ۱۰ ار ربیع الاول ۸۳۸ھ میں لکھا تھا۔ ایک یادداشت سے مثنوی مولانا روم کے ایک نسخے سے ایک فال نکالے جانے کی اطلاع ملتی ہے۔ غالباً ایک عینی شاہد جمال الدین نے اس یادداشت میں بتایا ہے کہ شاہ جہاں کے بیٹوں کی خانہ جنگی کے دوران شاہ شجاع کی فوج اور شاہی فوج بہ سرکردگی سلیمان شکوہ بن داراشکوہ جب بنارس کے پاس دریائے گنگا کے اس پار بہادر پورہ میں ڈیرہ ڈالے ہوئے تھی اور جنگ دوسرے روز ہونے والی تھی تو مثنوی کے اس نسخے سے فال نکالی گئی اور اس کے دفتر پنجم کے پچاسویں صفحہ کی حکایت نکل آئی جس کے مطابق شاہی فوج کو فتح عظیم حاصل ہوئی۔ اس یادداشت میں شاہ شجاع کے لشکر وغیرہ کی تفصیلات بھی درج ہیں جو تاریخی اہمیت کی حامل ہیں۔

سید جعفر بدر عالم شاہی رضوی کی ایک یادداشت سے مقام بنبان کے صحیح املا کا پتہ چلتا ہے۔ بنبان کی نسبت والے گجرات کے محدثین، علما فضلا، امرا و وزراء کے ذکر سے گجرات کی تاریخ آشنا ہے لیکن اس مقام کے صحیح املا کے بارے میں موجودہ دور کے تاریخ دانوں اور سکہ شناسوں میں اختلاف ہے۔ بنبان تیرہویں صدی کے نصف اول میں موجودہ ملتان بھاولپور کے علاقے میں ایک غیر معروف خاندان کا پایۂ تخت تھا اور ان کے یہاں کے دارالضرب کے سکوں پر اس کا نام بھی ملتا ہے لیکن اس نام کو مختلف طریقوں پر

Marfat.com

لکھا ہے مثلاً بنبان، بینبان، ببنان وغیرہ۔ بدر عالم کی نویں صدی کے مشہور ایرانی شاعر آذری کی جو شاہان بہمنی کے دربار دکن میں بھی آ چکا ہے مشہور کتاب جواہر الاسرار کے ۱۰۵۲ ہجری میں تحریر شدہ نسخے پر کئی تحریریں ہیں۔ جس میں اس کتاب کی کتابت کے اغلاط وغیرہ پر رائے زنی بھی کی ہے اور اپنے اور اپنے دادا جلالی کے اشعار بھی موقعہ و محل پر حاشیہ میں نقل کیے ہیں۔ لیکن ان میں سب سے اہم یادداشت وہ ہے جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ ان کے بنبان کے چوتھے سفر کے درمیان یہ کتاب ان کے مطالعے میں رہی۔ اس یادداشت سے نہ صرف بنبان کا صحیح املا معلوم ہوا، بلکہ یہ نہایت اہم اطلاع بھی ملی کہ حضرت شاہ عالم کے سجادہ (اور شاید دوسرے بنبانی مرید اپنے جد امجد اور پیر سید جلال بن حسین مخدوم جہانیان جہانگشت کے روضہ کی زیارت کے لیے اچہ واقع ضلع بہاولپور پنجاب پاکستان) جاتے تھے اور ان کا گذر بنبان سے ہوتا تھا۔ بنبان کی جائے وقوع کے بارے میں ہمیں قطعی اطلاع نہیں ہے۔ اس نوٹ سے اس کے تعین کا قرینہ ملتا ہے کہ یہ احمد آباد سے یا دہلی سے اچہ جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا ہوگا لیکن چونکہ بدر عالم کے جد سید مقبول عالم جلالی نے جمعات شاہیہ میں ایک جگہ یہ لکھا ہے کہ بنبان ملتان اور قندھار کے درمیان واقع ہے اس لیے قرین قیاس یہی ہے کہ بدر عالم گجرات سے سندھ ہوتے ہوئے اچہ جاتے ہوں گے۔

درگاہ لائبریری میں کم از کم دو کتابوں پر ایسی یادداشتیں ملتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ گجرات کے دسویں صدی ہجری کے مشہور و معروف عالم اور مصنف شاہ وجیہ الدین صاحب علوی کا ان کے شہر احمد آباد کے محلہ خانپور میں واقع رہائش گاہ پر قائم کردہ مدرسہ کم از کم بارہویں صدی ہجری تک بدستور قائم تھا اور اس کے طلبا بھی اپنے نام کے ساتھ دور حاضر کی مروج قاسمی ندوی مظاہری اصلاحی عمری وغیرہ نسبتوں کی طرح وجیہی نسبت کا استعمال کرتے تھے۔ بیرون گجرات کے ایک طالب علم نے حاشیۂ جرجانی علی قطبی کے نسخے پر یادداشت میں پورا نام اور نسبت اس طرح قلمبند کی ہے: محمد فاضل بن جلال الدین شبہادل الگجراتی الاحمدآبادی الوجیہی الخانپوری۔

کئی تحریروں میں بالخصوص شاہی کتابخانوں کے مخطوطات کی یادداشتوں میں مخطوطات کے کاغذ کی قسم، قطع و حجم، خط، قیمت وغیرہ کی بابت تفصیلات درج کرتے تھے کبھی کتابت کی اجرت کا بھی ذکر ملتا ہے مثلاً درگاہ لائبریری کی شرح فصوص الحکم لداؤد بن محمد القیصری الرومی کی ایک یادداشت میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۱۶ھ میں اس کے ۲۲ جزو لکھوائے گئے... روپیہ و ہشت آنہ و فی روپیہ ہزار بیت۔

Marfat.com

امریکہ کے لاس انجلس کاؤنٹی میوزیم آف آرٹ میں گلکنڈہ حیدر آباد کے قطب شاہیوں کی منظوم تاریخ نسب نامۂ نزی کے مذکورۂ بالا دارالسلطنت حیدر آباد میں اسی زمانہ میں ترتیب یافتہ مصور نسخے پر شاہی کتابخانہ کے ناظم کی یادداشت میں تعداد ابیات [۱۹۲۰] کے علاوہ "یادداشت خرچ تواریخ" کے تحت کاغذ، کاتب اور جدول پر جو لاگت آئی اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔

ان تحریروں میں متن کتاب یا کتاب سے غیر متعلق چیزیں بھی پائی جاتی ہیں مثلاً قطعات تاریخ ولادت اور فوت، تاریخ کدخدائی (ایک میں کاتب نے اپنی شادی کی تاریخ کا قطعہ تحریر کیا ہے)، طبی نسخے، چٹنی وغیرہ بنانے کے نسخے وغیرہ۔

ان مثالوں سے بخوبی واضح ہو گیا ہوگا کہ ان یادداشتوں سے ہماری زندگی کے مختلف شعبوں اور ہمارے ماضی کی تاریخ کے بعض تاریک گوشوں پر اچھی خاصی روشنی پڑتی ہے۔ اس لیے فہرست نگاروں کا فرض ہے کہ اپنی فہرست میں ہر مخطوطے کی ایسی اہم یادداشتوں کی نشاندہی اور ان کی تفصیلات بھی درج کریں بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے اعلیٰ درجہ کے نصاب تعلیم میں مخطوطہ شناسی کو ایک اہم مضمون کی حیثیت عطا کریں اور اس کے لیے پروفیسر اے جے آربری کی اربک پیلیوگرافی، عربی خط شناسی جیسی ہندستان کی مختلف لائبریریوں کے قدیم مخطوطات کے خط کے نمونے، مہریں عرض دیدے ترقیمے وغیرہ سے نصابی کتابیں تیار کریں۔ نیز ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری دانشگاہوں اور کالجوں کے عربی فارسی اردو کے شعبوں میں ڈاکٹر کی ڈگری کے لیے ان چیزوں سے متعلق موضوعات کی طرف اپنے ریسرچ اسکالروں کو ترغیب دلائیں تاکہ یہ مخطوطات متن کے علاوہ جن تاریخی اور دیگر قسم کی اطلاعات کے حامل ہیں وہ زیادہ سے زیادہ مقدار میں علمی دنیا کے سامنے آئیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

••

Marfat.com

ڈاکٹر محمد انصار اللہ
شعبہ اردو
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

مہریں

خطوط/دستاویزوں پر مہریں ان کے سچے اور اصلی ہونے کا اطمینان دلاتی ہیں۔ مہریں تعارفی خط کا بھی کام کرتی ہیں۔ ایک سے زاید مقاموں پر من وعن یکساں نشان یا علامت بنا دینے کے خیال نے انسانوں کو مہر کی ایجاد کی راہ دکھائی تھی گویا مہر ایک ایسا نقش یا نشان تھا جو ایک سے زاید چیزوں کی کسی ایک ذات (= شخص جماعت، ادارہ یا مقام) سے وابستگی کو ظاہر کرتا تھا۔ مہر سے شناخت یا اظہار تعلق مقصود ہوتا تھا، البتہ اب عموماً یہ ملکیت کی مظہر ہوتی ہے۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں چیز پر مُہر لگا دی گئی تو مُراد یہ ہوتی ہے کہ اپنی رضامندی یا اتفاق رائے کی تصدیق کردی گئی یا اب وہ چیز قطعی طور پر فلاں شخص کی ملکیت میں داخل ہوگئی اور صاحب مُہر نے اس چیز کو پوری طرح اپنے اختیار اور تصرف میں لے لیا ہے یا اب اس میں کمی بیشی کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے۔

مُہر سے مقصود چونکہ پہچان، شناخت یا تصدیق ہوتی ہے، معمولاً کوشش یہی ہوتی ہے کہ مہر میں ایک امتیازی شان ضرور موجود ہو۔ اس کوشش اور خواہش نے مہروں کی صورت، نقش اور اندراج میں طبعِ انسانی کی طرح تنوّع اور بوقلمونی کی کیفیت پیدا کردی ہے۔ مہریں مثلث، مربع، مستطیل، مدور اور بیضاوی وغیرہ مختلف اور متعدد صورتوں کی ہوتی ہیں اور ان کا مطالعہ فکر انگیز اور نتیجہ خیز بھی ہوسکتا ہے۔

مُہر کے نشان (= چھاپ، نقش یا اندراج) کبھی کھود کر گہرے بنائے جاتے ہیں اور کبھی اردگرد سے کاٹ کر اُن کو ابھار دیا جاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں کھودنے کا عمل ہوتا ہے، اسی لیے اصطلاحاً اس کو "مُہر کنی" کہتے ہیں۔ مہر کھودنے کا عمل کب شروع ہوا، اِس بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے البتہ قدیم ترین مُہر جس کا ذکر ملتا ہے "مُہر سلیمانی" ہے۔ کہتے ہیں کہ اس پر "نقشِ اسمِ اعظم" کندہ تھا جس کی برکت سے جنات بھی مسخر ہوگئے تھے۔ ظاہراً مہر کنی کو بھی بہت قدیم زمانے میں فن کا درجہ حاصل ہوگیا تھا۔ اس فن سے

Marfat.com

متعلق کتابیں لکھنے کا سلسلہ بھی بہت پہلے شروع ہوا ہوگا۔ راقم کے علم میں عہد شاہجہانی کی ایک کتاب "کنز الکتاب[۱] (منظوم)" ہے جو "در فن مہرکنی" ہے۔ اس کا مولف کوئی شاعر رحمتی تخلص ہے۔ اس نے یہ کتاب، ۱۰۵۷ھ / ۱۶۴۷ء میں مکمل کی تھی۔ یقین ہے کہ اس سے پہلے بھی بعض کتابیں لکھی گئی ہوں گی۔

ا۔ شخصی مہریں : شیخ امام بخش ناسخ کا یہ مصرع مشہور ہے کہ ؎

"گم ہو وہ نگیں جس پہ کھدے نام ہمارا"

اور لغت میں ہے[۲]: "مُہر = چھاپ، خاتم، کسی چیز پر کھدا ہوا نام"۔ چنانچہ شخصی یا ذاتی مہروں کے لیے متعلق شخص یا فرد کے نام کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل رہتی ہے اور یہ نام :

(الف) خود اُس شخص کی تحریر میں بھی ہو سکتا ہے۔ بعض پُرانی مطبوعات پر راقم نے ایسی مہریں دیکھی ہیں البتہ اس وقت وہ دسترس میں نہیں ہیں۔ غور کریں تو اِس قسم کی مہروں کی افادیت دوہری ہے۔ ان کے واسطے سے صاحب مہر کی تحریر (= اندازِ خط) کا مختصر ہی سہی لیکن ایک نمونہ سامنے آجاتا ہے۔ اس نمونے سے جو فواید حاصل ہو سکتے ہیں۔ اُن کے بیان کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔

(ب) کسی خوشنویس کا لکھا ہوا ہو۔ کتبخانوں میں محفوظ (مطبوعا اور قلمی) تحریروں پر ثبت شدہ مہروں میں عام طور سے دوسری صورت ہی دیکھنے میں آتی ہے۔

مُہر پر کوئی شخص اپنا نام اپنی پسند، مزاج یا کسی ضرورت اور مقصد کے مطابق ہی لکھواتا ہے اور اسی وجہ سے اُس نقش میں نئی نئی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۱۔ کچھ لوگ صرف اصل نام (= ہر قسم کے القاب وغیرہ کے بغیر) لکھوالینا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ مثلاً دیوان[۳] ثاقب کے نسخۂ لاہور پر ایک مہر "دیوان سنگھ" کی لگی ہے۔ اور دیوان کلیم کاشانی پر[۴] "مولاداد" اور "کشندیال" کی مہریں ثبت ہیں۔

۲۔ بعض لوگ اپنے نام کو مختصر بھی کر لیتے ہیں جیسے دیوان[۵] عاقل پر غضنفر علی خان کی جو مہر ثبت ہے اس میں ان کا نام صرف "غضنفر" لکھا ہے۔

۳۔ کچھ لوگ نام کے ساتھ ایسے کلمات بھی شامل کر لیتے ہیں جن سے اُن کی حیثیت اور کیفیت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ بعض مثالیں یہ ہیں :

(الف) مثنوی معنوی کے ایک نسخے پر لگی ہوئی مہر کا نقش یہ[۶] ہے : "طالبعلم عبدالقادر"۔

Marfat.com

(ب) شمع و پروانہ کے مخطوطے پر تین مہریں ثبت ہیں۔ ان کے اندراج یہ[8] ہیں :

(۱) سید علی حسین مرید عالمگیر بادشاہ

(۲) محمد مقیم الحسینی مرید عالمگیر بادشاہ

اور (۳) عارف شد مرید شاہ جہاں بادشاہ

۴۔ کبھی صاحبِ مُہر اپنے نام کے ساتھ خطابات، اعزازات اور امتیازات کو بھی شریک کرلیتا ہے جیسے :

(۱) "خان بہادر حکیم رحمان علیخان"

اور (۲) سعد[9]الدولہ شریف الملک سید علی محمد خان بہادر انتظام جناب؟ الموسوی البخاری

۵۔ کبھی نام کے ساتھ ایک دو (یا زاید) بامعنی کلمے بھی شامل کر لیے جاتے ہیں۔ ان کی عموماً دو صورتیں دیکھنے میں آئی ہیں۔

(الف) یہ کلمات نام کے ساتھ مل کر بامعنی فقرے یا عبارت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ جیسے مثنوی معنوی کے ایک مخطوطے پر یہ مہر ثبت ہے[10]:

بسم اللہ و بحمد اللہ الداعی شیخ عبد القادر قادری الرفاعی۔

(ب) نام کا سجع بن جاتا ہے۔ جیسے :

(۱) صیدیہ کے نسخے پر یہ مُہر ہے[11] : ز نور نبوت شد انور علی۔

(۲) رسالہ در بیان حدوث وقدم پر مظفر حسین کی مہر کے الفاظ یہ[12] ہیں :

'بر اعدائے دیں شد مظفر حسین'

۶۔ اپنی مُہروں پر بعض سعادتمند اپنی ولدیت بھی لکھواتے رہے ہیں مثلاً شرحِ اربعین کے نسخے پر مُہر میں[13] ہے :

کمترین آفاق سید یعقوب بن سید اسحاق ۱۰۷۵

۷۔ امرا و سلاطین کے متوسل اپنی مہروں پر اپنے آقائے نعمت کا نام بھی فخریہ لکھواتے رہے ہیں چنانچہ

(الف) بادشاہنامے کے مخطوطے پر یہ دو مُہریں ثبت ہیں[14] :

Marfat.com

(۱) فدوی فضایل خان خانہ زاد بادشاہ عالمگیر غازی۔

(۲) زین العابدین بندۂ بادشاہزادہ محمد اعظم۔ ۱۰۹۱

(ب) رسائل احمد جلال الدین کے مخطوطے پر یہ مہر لگی ہوئی ہے[15]:

علی مظفر خان فدوی محمد شاہ بادشاہ غازی۔ ۱۱۳۳ھ

۸۔ بعض لوگوں نے اپنی زندگی کے کسی اہم واقعہ کا مذکور بھی مختصراً اپنی مہر پر کندہ کرایا ہے۔ اس مقصد کے لیے نثر و نظم دونوں کا استعمال کیا گیا ہے مثلاً ارادت خاں کی دو مہریں اس طرح تھیں:

(الف) منظوم[16] سے زارادت بر عدو دیں شدم چوں فتح یاب ٭ شاہ عالمگیر غازی داد ارادت خاں خطاب

(ب) منثور[17]۔

وَاَمَّا بنعمۃ رَبِّکَ فحَدِّث۔ میر مبارک اللہ ارادت خاں عالمگیر شاہی بن میر محمد اسحٰق ارادت خاں شاہجہانی بن میر محمد باقر ارادت خاں واعظم خاں شاہجہانی ــــــــــ و جہانگیر شاہی۔ ۱۱۰۸ھ

سطور بالا سے ظاہر ہے کہ مہروں پر عبارتیں کندہ کرانے میں صاحب مہر پوری طرح مختار ہوتا ہے۔ وہ عبارتیں نثر میں بھی ہوتی ہیں اور نظم میں بھی، طویل بھی ہو سکتی ہیں اور نہایت مختصر بھی۔ کبھی کبھی مہر کا نقش محض ایک کلمہ پر بھی مشتمل ہوتا ہے۔

۲۔ شاہی مہریں: ۱۔ عام لوگوں کی مہروں کی طرح سلاطین کی مہروں کے اندراج بھی کم و بیش ہر طرح کے ہوتے تھے البتہ اتنا فرق معلوم ہوتا ہے کہ توصیفی کلمات کے بغیر بھی وہ بہت مختصر نہیں ہوتے تھے، مثال کے طور پر اورنگ زیب کے نام کی ایک مہر کا نقش[18] یہ تھا: "محمد اورنگ زیب شاہ عالمگیر"

۲۔ بزرگان مذہب سے عقیدت اور تعلق خاطر نے بادشاہوں کی مہروں کے اندراج کو بھی کبھی کبھی وہی صورت دیدی ہے جو متوسلین شاہی کی مہروں کے فقروں کی ہوتی تھی مثلاً سلطان گولکنڈہ کی ایک مہر کے الفاظ[19] یہ ہیں: بندۂ شاہ نجف سلطان محمد قطب شاہ

۳۔ سلاطین گولکنڈہ کی مہروں کے اندراج شعر کی صورت میں بھی تھے مثلاً

(الف) کسے[20] کہ نقش نگیں ساخت مہر آل مقیم ٭ بود سپہر کرم قطب شاہ ابراہیم

(ب) العبد[21] محمد قلی قطب شاہ:

Marfat.com

از حکم بادشاہ جہاں آفریں شدہ ملک جہاں اگر مرا زیرِ نگیں شدہ

(ج) مہر سلیماں زحق گشتہ میسر مرا نقش نگین دل است حیدر صفدر مرا

العبد سلطان محمد قطب شاہ

۳۔ اداروں کی مہریں : شخصی مہروں کی طرح اداروں کی مہروں میں بھی متعلق ادارے یا انجمن (= جماعت) کے نام کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی ایسی بات (= علامت) بھی مذکور ہو جس سے اس ادارے کی شناخت کی جاسکتی ہو تو بہتر ہے مثلاً مقام جہاں وہ واقع ہے یا اس ادارے کے مالک یا بانی کا نام وغیرہ۔ عام طور پر تحریریں خواہ وہ مطبوعہ ہوں یا قلمی کتبخانوں میں ہی محفوظ ہوتی ہیں اس لیے یہاں ان مُہروں کا ذکر کیا جاتا ہے جو مختلف کتابخانوں سے متعلق ہیں۔

(۱) معمولاً کتابخانوں کی مہروں کا نقش دو لفظوں سے کم پر مشتمل نہیں ہوتا ہے لیکن ان دو لفظوں میں بھی بانی یا مالک کے نام کا اظہار ہو سکتا ہے مثلاً سلطان گولکنڈہ محمد قطب شاہ کی مہر کے الفاظ[۲۲] یہ تھے :

"کتبخانۂ محمدی"

بعض وقت الفاظ زیادہ بھی آتے ہیں مثلاً ایک مُہر کا نقش یہ[۲۳] ہے :

"کتابخانہ حضرت فاضل الدین بٹالوی۔

ان کے برخلاف سرکار نظام حیدرآباد کے کتبخانے کی مہر کے الفاظ یہ تھے[۲۴] :

"کتابخانۂ خاص حضور پُرنور"

اِن کلمات سے کتابخانے کی شناخت نہیں کی جاسکتی ہے۔

(۲) بعض مہروں سے کتابخانے کی جائے وقوع کا بھی پتہ چل جاتا ہے[۲۵] مثلاً :

"احمدی کتابخانہ، شیراز ۱۲۲۹"

(۳) شخصی مہروں کی طرح بعض اداروں کی مہروں کے اندراج عبارت کی صورت میں بھی ہوتے ہیں چنانچہ مثالیں یہ[۲۶] ہیں:

(الف) من کتب خانہ بندہ غالب علی خاں شہباز جنگ۔

(ب) امیر عبدالرحمٰن کے کتابخانے کی مہر کا نقش یہ ہے :

مہر کتابخانہ مبارکہ دولت خداداد افغانستان

Marfat.com

۴۔ شاہان اودھ نے گولکنڈہ والوں کی روش کے مطابق اپنے کتبخانوں کے لیے منظوم مہریں بنوائی تھیں۔ وہ اس طرح ہیں :

(الف) مہر غازی الدین حیدر شاہ زمن[۲۸] ؎

رونق صد مہر دفاتر شکن مہر کتبخانۂ شاہِ زمن

(ب) مہر نصیر الدین حیدر سلیمان جاہ[۲۹] ؎

خوش است مہر کتبخانۂ سلیماں جاہ بہ ہر کتاب مزین چو نقش بسم اللہ

(ج) مہر محمد علی شاہ ؎

زہے مہر سلطان والا جناب کہ زیبا بود بر جبینِ کتاب

(د) مہر امجد علی شاہ[۳۰] ؎

ناسخ ہر مہر شد چوں شد مزین بر کتاب خاتم امجد علی شاہِ زماں عالی جناب

(ہ) مہر واجد علی شاہ[۳۱] ؎

خاتم واجد علی سلطان عالم بر کتاب ثابت و پُر نور بادا تا فروغِ آفتاب

۵۔ امرا کے کتبخانوں کی مہروں میں حسب موقع و ضرورت متعلق تحویلدار وغیرہ کے نام بھی منقوش ہوتے تھے مثلاً برہان قاطع کے ایک نسخے پر یہ مہر ہے[۳۲] :

"منکا بیگ خاں تحویلدار کتابخانہ"

۶۔ **مبہم مہریں** : مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں پر اکثر ایسی مہریں بھی دیکھی جا سکتی ہیں جن میں نہ صاحب مہر کا نام ہوتا ہے، نہ کسی کتابخانے کا اور نہ کسی کتاب کا۔ ان مہروں کی بھی چند صورتیں خاص معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ بعض مہروں کے اندراج متعلق کتاب کے موضوع یا مشمولات سے مطابقت یا مناسبت رکھتے ہیں۔ اس کی صورت غالباً یہ ہو کہ صاحب مہر نے اپنی دلچسپی کے موضوع کے تعلق سے مہر بنوائی ہو گی۔ پھر چونکہ اس نے اپنے مخصوص مزاج کے مطابق کتابیں فراہم کی ہوں گی۔ مہر کا اندراج خود بخود ان کتابوں کے مناسب ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر "معدن الشفائے سکندر شاہی" کے ایک مخطوطے پر یہ مہر ثبت ہے[۳۳]: "ھُوالشافی"۔ موضوعات سے متعلق اس قسم کی مہروں کی افادیت محدود ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا چلن بھی عام نہیں ہو سکتا تھا۔ یوں بھی ہر کتاب کے مشمولات کی مناسبت سے مہریں بنوانا کوئی بہت معقول بات معلوم نہیں ہوتی ہے۔

Marfat.com

کنوز محمدی کا نسخہ خود ان کے سجادہ صاحب کے ہاں موجود نہیں۔ اس کی ہمہ گیر افادیت کا اندازہ ان کے جانشین اور عالم و شاعر سید نظام الدین محمد مقبول عالم المتخلص بہ جلالی کی جمعات شاہیہ کتاب کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔ خود جمعات شاہیہ کی سات میں سے صرف چار جلدوں کے وجود کا ابھی تک پتہ چلا ہے۔ انکے پوتے سید جعفر بدر عالم جن کا اس مقالے میں بار بار ذکر آیا ہے ان کی منجملہ اور تصنیفات کے ایک روضات شاہیہ چوبیس ضخیم جلدوں میں ہے۔ اس کی ایک دو سال قبل تک صرف ایک ناقص الوسط اور ناقص الآخر جلد کا علم تھا۔ اب کراچی کے جامعہ ہمدرد کی لائبریری میں بھی ایک نسخہ کے وجود کا پتہ چلا ہے۔ روضات شاہیہ کے ناقص نسخے کو دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا ہے اس سے اس کا تاریخ تصوف و فارسی و عربی و گوجری ادب کی تاریخ کے لیے ایک نہایت اہم ماخذ ہونے کا دعویٰ وثوق کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ جعفر بدر عالم کے دو فارسی دیوانوں میں سے ایک کا بھی وجود نہیں۔

مقابلہ کے سلسلے میں درگاہ لائبریری کی کتاب مبارق الانوار فی شرح مشارق الانوار کے سن ۸۷۵ھ کے مکتوبہ نسخے کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ آخری صفحے کی یادداشتوں سے ہمارے علم میں یہ بات آتی ہے کہ اس کا "تذاکرہ" مدرسۂ ہندوی پاشا میں (شہر کا نام نہیں دیا) پہلی مرتبہ ۱۰۱۹ھ میں اور دوسری مرتبہ مدرسۂ نشانجی پاشا میں ۱۰۲۳ میں ہوا اور تیسری مرتبہ محمود بن [نام جلد بندی میں کٹ گیا ہے] نے مولانا علی آفندی اترہ (؟) مصری کے ساتھ ۱۰۳۴ھ میں مقابلہ کیا۔

یہاں بعض دیگر یادداشتوں کا ذکر بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ درگاہ لائبریری میں متعدد نسخے محمد بن غلام محمد مذکور الصدر کے مطالعے میں رہے ہیں۔ ان میں سے کئی کا انھوں نے مقابلہ بھی کیا ہے۔ محمد رضا نے اس بات کا ایک حد تک التزام کیا ہے کہ مخطوطے کے ساتھ مجلد سادہ اوراق پر مستند کتابوں سے ماخوذ متن کتاب یا شرح کے مصنف کا پورا حال قلمبند کریں اور موقعہ اور محل کی مناسبت سے یعنی اگر حزب البحر یا دلایل الخیرات جیسی کتاب ہو تو دعاؤں کے طریقے، مقابلہ کرنے کی تفصیلات وغیرہ بھی قلمبند کریں۔ ایسی یادداشتوں کی افادیت ظاہر ہے اور ایسے مقابلہ نسخوں کی اہمیت بھی۔ محمد رضا نے اپنے پردادا مولانا سلیمان الکرد الاحمد آبادی کی درگاہ لائبریری میں موجود دو ایک کتابوں کی خود نوشت ہونے کی تصدیق بھی کی ہے اور یہاں کی مولانا سلیمان کی ایک کتاب پر اور ٹونک راجستھان میں مولانا ابوالکلام آزاد عربی و فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ایک کتاب پر اور کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال میں ان کی

Marfat.com

چل سکتا ہے اور کتابوں کے سفر سے بھی بعض علمی مسائل پر نتیجہ خیز روشنی پڑ سکتی ہے۔

راقم نے بعض کتبخانوں کے کیٹلاگوں میں مہروں کی فہرستوں کا شمار کیا تو ذیل کی صورت سامنے آئی ہے:

	نام کیٹلاگ	کل مہریں	مہریں جن پر سال درج ہے	قدیم ترین مہر کا سال
۱	گنجینۂ آذر	۸۷	۴۹	۱۰۶۳ھ
۲	حبیب گنج (فارسی نظم)	۷۷	۳۱	۸۸۱ھ
۳	حبیب گنج (اسلامیات وغیرہ)	۹۴	۴۴	۱۰۷۵ھ
۴	سالارجنگ جلد ۱	۱۴۳	—	—
۵	ایضاً " ۲	۶۴	—	—
۶	ایضاً " ۳	۷۹	۹	۱۰۷۰ھ
۷	ایضاً " ۴	۲۱۷	۸۸	۹۴۱ھ
۸	ایضاً " ۵	۱۸۶	۸۸	۱۰۴۲ھ
۹	ایضاً " ۶	۴۴	۴	۱۰۸۶ھ
	کل	۹۹۱	۳۱۳	

ان اعداد و شمار سے اتنی بات غالباً اعتماد کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ ایسی مہروں کا تناسب جن پر سال بھی درج ہو، ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہے۔

مہروں پر جیسا کہ اوپر کے نقشے سے بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے معمولاً ہجری سال لکھا جاتا رہا ہے۔ جن کتبخانوں کی فہرستیں میری نظر سے گذری ہیں، ان میں سب سے قدیم مہر ۸۸۱ھ کی ہے۔ لیکن اس بارے میں شبہ کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں ہے کہ اس سے بہت پہلے سے مہروں پر ہجری سال لکھوایا جاتا رہا ہوگا۔ گمانِ غالب ہے کہ مغل سلاطین کے وقت سے مہروں پر سالِ جلوس کے لکھوانے کا بھی چلن ہوا (اس سے پہلے کی مہریں راقم کی نظر سے نہیں گذری ہیں) مثال کے طور پر شاہنامہ کے ایک نسخہ پر ثبت شدہ مہر

Marfat.com

کے الفاظ یہ ہیں۔[۳۹]

فدوی کاظم علی خان بہادر ۴ سنہ بادشاہ شاہ عالم غازی

معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ مابعد میں دوسرے سنین کے لکھوانے کا بھی رواج ہو گیا تھا مثلاً :

(الف) ناموس اکبر کے نسخے پر عیسوی سال کی مہر اس طرح ثبت[۴۰] ہے :

العبد ولیم جیمز ۱۷۷۵ء

اور (ب) تاریخ شمشیر خانی پر بکرمی سنبت کی مہر اس طور پر لگی ہے[۴۱] :

کدار ناتھ ۱۸۸۹ ب

یہ کہنا بھی فی الوقت ممکن نہیں ہے کہ مہروں پر ان سنوں کے لکھوانے کا سلسلہ کب اور کن حالات میں شروع ہوا تھا۔

ہندوستان میں اور بھی کئی سنوں کا چلن ایک مدت سے ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ مہروں پر بھی وہ لکھے گئے ہوں گے لیکن فی الوقت راقم کو ایسی مہریں دستیاب نہیں ہو سکی ہیں۔

عام یہ ہے کہ مہروں پر کوئی ایک ہی سنہ لکھوایا جاتا ہے لیکن شوقین خوش مذاق اپنی مہروں پر کبھی ایک سے زاید سنہ بھی لکھواتے رہے ہیں چنانچہ بعض مثالیں یہ ہیں :

۱۔ فتوح الحرمین کے ایک قلمی نسخے کی مہر کے الفاظ ہیں[۴۲] :

میر عسکر خانہ زاد عالمگیر ۳۷ بادشاہ (۳۷ سنہ جلوس عالمگیری ۱۱۰۵ھ)

اور ۲۔ دیوان سابق کے مخطوطے پر ایک مہر کا اندراج اس طرح[۴۳] ہے :

عسکر علی خاں فدوی سلیمان اقتدار محمد شاہ ۲۹ بادشاہ غازی (۲۹ سنہ جلوس محمد شاہی = ۱۱۶۰ھ)

خیال ہے کہ بادشاہ کے پہلے سالِ جلوس کو معمولاً ہندسے میں نہیں لکھتے تھے چنانچہ لیلیٰ مجنوں کے مخطوطے پر جو مہر لگی ہے اس میں ہے[۴۴] :

خان فدوی شاہ عالم بادشاہ غازی سنہ احد (سنہ احد جلوس شاہ عالم = ۱۱۱۹ھ) دوسرے برسوں کو بھی لفظوں میں لکھا گیا ہے لیکن اکثر ہندسوں میں بھی ان کا اندراج ملتا ہے۔

بعض سلاطین نے اپنے سالِ جلوس میں تبدیلی بھی کی ہے۔ مورخ کو اس پہلو پر بھی نظر رکھنی ضروری ہے اس کی دو مثالیں قابلِ ذکر ہیں۔

Marfat.com

۱۔ محمد شاہ کو سادات بارہہ نے ۱۱۳۱ھ میں تخت پر بیٹھا دیا تھا۔ دو برس کی مدت میں بادشاہ نے سادات سے رہائی حاصل کی اور پھر اپنا جشنِ جلوس ۱۱۳۳ھ میں منایا تھا۔

۲۔ نواب غازی الدین حیدر والی لکھنو ۱۲۳۴ھ میں بادشاہ ہوئے لیکن انھوں نے اسی سال کو لیک سکہ پر اپنا پانچواں سالِ جلوس بھی ظاہر کیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ ۱۲۲۹ھ میں مسند نشین ہوئے تھے۔

(۳)

کسی کتاب، دستاویز یا کسی اور تحریر پر مہروں کے ثبت کیے جانے کی تین صورتیں دیکھنے میں آئی ہیں۔

۱۔ معمولاً قدیم قلمی یا مطبوعہ کسی تحریر یا کتاب پر کوئی جدید مالک یا قاری اپنی مہر ثبت کرتا ہے۔ اس صورت میں اس تحریر یا کتاب کا زمانۂ کتابت لازماً مہر میں مندرج سال سے پہلے کا ہونا چاہیے۔ مثلاً عکس نمبر ۱ میں مہر کا سال ۱۲۴۲ھ ہے۔ یہ مُہر نسخے کے مالک کی ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ کتابت کا کام مکمل ہو جانے کے بعد ہی مخطوطہ مالک کی تحویل میں آیا ہوگا یعنی کتابت کا زمانہ پہلے کا ہوگا۔ صدیوں پُرانے مخطوطات پر بھی جدید دور کی مہر ثبت ہو سکتی ہے۔

۲۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص نے جو مُہر بنوائی ہے، اس کو وہ تا حیات، یا پھر نئی مُہر بنوانے تک استعمال کرتا رہتا ہے۔ اس صورت میں وہ مہر ایسی تحریروں یا کتابوں پر بھی ثبت کی جائے گی جن کی کتابت مہر بننے کے بعد عمل میں آئی ہے۔ مثلاً یہ مہر:

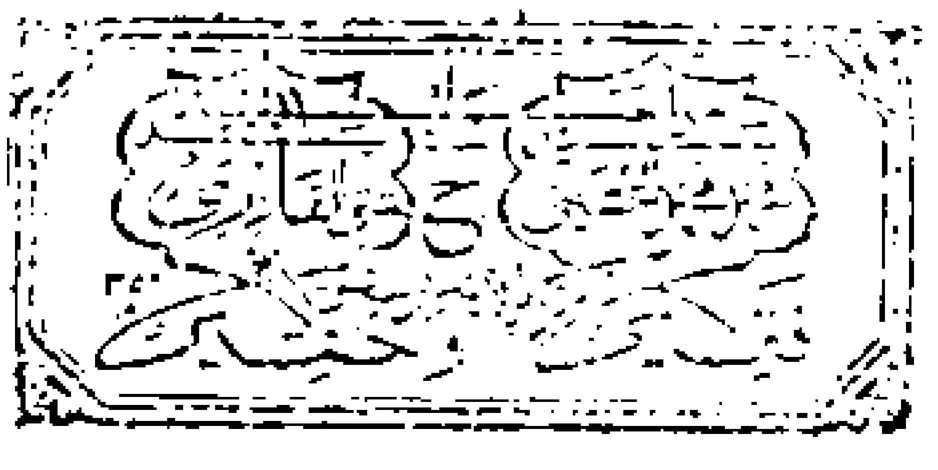

بہت بعد تک کی تحریروں پر ثبت کی جاتی رہی ہے چنانچہ راقم کے پاس بھی ایسی تحریریں موجود ہیں۔

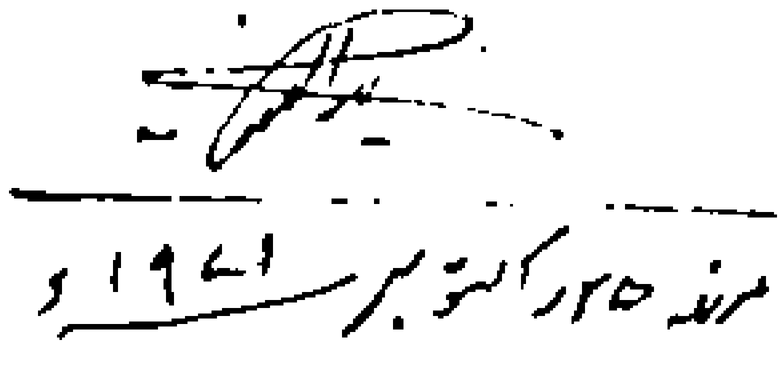

معمولاً ایک مہر نئی مہر کے بن جانے یا صاحب مہر کے انتقال کر جانے کے بعد کام میں نہیں لائی جاتی ہے، اس لیے اس کے استعمال کی ایک مدت کا قیاس کیا جا سکتا ہے اگرچہ استثنائی صورت میں کبھی سہواً اور کبھی بہ ضرورت بعد میں بھی اس کا استعمال خلافِ قیاس نہیں ہے۔

۳۔ صاحب حیثیت شخص یہ بھی کر سکتے ہیں کہ ہر سال کی، یا کسی مخصوص واقعہ سے متعلق سال کی نئی مہر بنوالیں۔ معمولاً اس صورت میں صاحب مہر کی خواہش اور کوشش بھی یہی ہوتی ہے کہ پرانی مہر کام میں نہ لائی جائے، لیکن امکان ہمیشہ یہ بات کا رہتا ہے اس لیے تاوقتیکہ یہ بات متیقن نہ ہو جائے کہ صاحبِ مہر

Marfat.com

التزاماً پرانی مہروں کو ضائع کر دیتا رہا ہے، امکان سے صرفِ نظر نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی[۴۵] مقام پر 'کشائش نامہ بہبود' کے نسخہ مکتوبہ ۹ سنہ جلوس شاہ عالم ثانی (= ۱۱۸۲ھ) کا ذکر مناسب ہے جس پر ۱۱۸۲ھ کی مہر ثبت ہے۔

آخر میں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ مہریں جعلی بھی بن سکتی ہیں بلکہ بنتی ہیں اور تا وقتیکہ جعلی یا نقلی مہر بنانے والے سے کوئی بہت بدیہی غلطی نہ ہو گئی ہو، اس جعل سازی کی شناخت ممکن نہیں ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں فی الوقت یہی تجویز پیش کی جا سکتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ مہروں کے عکس فراہم کر کے ان کا ایک مفصل کیٹلاگ تیار کر لیا جائے۔

مہروں کی ثقاہت کا تعین کرنے کے لیے جن مختلف پہلوؤں پر توجہ کی جانی چاہیئے۔ یہ ہیں :

۱۔ مہر کی صورت ــــ مہریں اقلیدس کی مختلف شکلوں کے علاوہ تاج، ستارہ اور مکان وغیرہ کی صورت کی بھی بنوائی جاتی رہی ہیں۔ غالباً یہ متعین کرنا کہ کس زمانے یا علاقے میں عموماً کس شکل کا چلن رہا ہے آسان بات نہیں ہے البتہ معروف شخصیتوں کی پسندیدہ ایک یا زاید شکلوں کا اندازہ کر لینا بہت مشکل نہیں ہے۔

۲۔ مہر کا اندراج اور اندازِ خط و تحریر ــــ بظاہر مختلف جگہوں پر اور وقتوں میں مہروں پر کندہ کیے جانے والے کلموں اور فقروں کا مخصوص انداز رہا ہو گا۔ اسی طرح تحریر کے طرز اور حرفوں کی ساخت میں بھی موقع بہ موقع تبدیلی ہوتی رہی ہے۔ اس قسم کی تبدیلیوں سے بھی نام بر آوردہ اشخاص کی مہروں کی ثقاہت کی تعیین میں مدد لی جا سکتی ہے۔

۳۔ اندراجات کا مطالعہ اور تجزیہ ــــ اس مقصد کے لیے تذکروں اور تاریخ کی کتابوں وغیرہ سے مدد لی جانی چاہیئے۔ ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں :

(الف) مولانا آزاد لائبریری میں 'مثنوی شیریں خسرو' کے نسخہ مکتوبہ ۹۲۰ھ/۱۵۱۴ء کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ[۴۶]:

> 'پہلے صفحہ پر' جلال الدولہ مہدی علی خان بہادر' کی ۱۲۱۳ھ کی مہر ثبت ہے۔ اس کے نیچے کسی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب ۲۴ جمادی الاول ۱۲۳۹ھ کو صاحب مہر کے کتبخانے میں داخل کی گئی اور 'لالا نندرام کتابدار' کے حوالے کی گئی۔"

کہا جا سکتا ہے کہ صاحب مہر کو کتاب زمانۂ مابعد میں دستیاب ہوئی تھی البتہ کتابدار کے پاس یا خود صاحب مہر کے پاس پرانی مہر موجود تھی۔ وہی کتاب پر ثبت کر دی گئی لیکن مشکل یہ ہے کہ مہر میں جو سنہ لکھا ہوا ہے

Marfat.com

اس وقت جلال الدولہ (صاحبِ مہر) کی عمر بہ مشکل دو برس کی رہی ہوگی۔ ہمعصر تذکرہ نویس شیخ غلام ہمدانی مصحفی نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"نواب[۴۷] جلال الدولہ مہدی علی خاں بہادر شجاعت جنگ ... عمر جناب بست و پنج سالہ خواہد بود۔"

یعنی ان کا سالِ ولادت ۱۲۱۱ھ کے قریب ہوگا۔ خطابات دو برس تو کیا، شیر خوارگی کے عالم میں بھی عطا ہوتے ہیں لیکن دو برس کی عمر میں مُہر کا بنوا لینا خلافِ قیاس معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ اس مہر کا سال ۱۲۱۳ھ ہونا ممکن نہیں معلوم ہوتا ہے۔

(ب) مثنوی معنوی مولانا روم کے دفترِ پنجم کے ایک نسخے پر یہ مہر لگی ہے[۴۸]:

"خواجہ معین الدین ہند اولی عطائے رسول"

اول تو مولانائے روم (متوفی ۶۷۲ھ) کا زمانہ خواجہ معین الدین کے بعد کا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس مہر کا تعلق حضرت خواجہ سے نہیں ہو سکتا۔ یہ کسی عقیدت مند کی مہر ہوگی۔

(ج) معدن الشفا سکندر شاہی کے ایک مخطوطے پر یہ مہر ہے[۴۹]:

"عبدہٗ فضل علی ۱۲۶۸ھ"

اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ نسخے کی کتابت ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء سے پہلے کسی وقت کی گئی ہوگی یہ نتیجہ صحیح ہے یہ بات ہرگز یقینی نہیں ہے۔ برعکس صورت بھی ہو سکتی ہے۔

●●

Marfat.com

حواشی

١۔ فرہنگ آصفیہ، ج ۴، ص ۴۹۲
٢۔ شیرانی، ج ۳، ص ۵۵۹ تا ۵۶۰
٣۔ فرہنگ آصفیہ، ج ۴، ص ۴۹۱
۴۔ گنجینۂ آذر، ص ۳۴۲
۵۔ ایضاً، ص ۳۷۲
۶۔ آزاد، ص ۲۰۵
۷۔ آزاد، ص ۳۷
۸۔ سالار، ج ۵، ص ۳۹
۹۔ گنجینۂ آذر، ص ۲۸۳
١٠۔ آزاد، ص ۳۷
١١۔ جیب گنج، ص ۲۷
١٢۔ ایضاً، ص ۳۶
١٣۔ ایضاً، ص ۱۴
١۴۔ ایضاً، ص ۲۶۰
١۵۔ ایضاً، ص ۶۰
١۶، ١۷۔ سالار، ج ۵، ص ۲۴۷
١٨۔ آزاد، ص ۳۷
١٩۔ سالار، ج ۵، ص ۹
٢٠۔ آزاد، ص ۳۱
٢١۔ ایضاً، ص ۹۰
٢٢۔ سالار، ج ۵ ص ۸۰
٢٣۔ گنجینۂ آذر، ص ۴۴۰
٢۴۔ سالار، ج ۴، ص ۲۴۳
٢۵۔ سالار، ج ۴، ص ۲۷
٢۶۔ آزاد، ص ۱۲۲
٢۷۔ سالار، ج ۴، ص ۱۲۹
٢٨۔ سالار، ج ۵، ص ۱۱
٢٩۔ آزاد، ص ۴۹، ۹۲
٣٠۔ آزاد، ص ۲۰۷
٣١۔ جیب گنج، ص ۲۳۰
٣٢۔ گنجینۂ آذر، ص ۱۱۴
٣٣۔ جیب گنج، ص ۲۳۰

Marfat.com

۳۴- سالار، ج ۴ ص ۱۲۹
۳۵- سالار، ج ۱ ص ۲۵
۳۶- سالار، ج ۴ ص ۲۸۶
۳۷- سالار، ج ۱ ص ۲
۳۸- حبیب گنج، ص ۳۰۹
۳۹- گنجینۂ آذر، ص ۲۷۰
۴۰- سالار، ج ۲، ص ۲۳۰
۴۱- گنجینۂ آذر، ص ۲۹۶
۴۲- سالار ج ۵ ص ۲۴
۴۳- سالار ج ۵ ص ۱۹۸
۴۴- سالار ج ۵ ص ۱۶
۴۵- شیرانی ج ۳ ص ۴۳۱
۴۶- حبیب گنج، ص ۱۸
۴۷- ریاض الصفحا ص ۲۸۳
۴۸- گنجینۂ آذر، ص ۲۹۹
۴۹- حبیب گنج، ص ۲۳۰

Marfat.com

ماخذ

۱۔ آزاد = Catalogue of Manuscripts in the Maulana Azad Library, Aligarh Muslim University, Aligarh Volume-I, Habibganj Collection (Persian)Part-I by M.H. Qaisar 1981.

۲۔ حبیب گنج = Catalogue of Manuscripts in the Maulana Azad Library, Aligarh Muslim University, Aligarh Volume-II by M.H. Qaisar Amrohi 1985.

۳۔ سالار = A Concise Descriptive Catalogue of the Persian Manuscripts in the Salarjung Museum and Library by Muhammad Ashraf - Hyderabad 1969.

۴۔ ریاض الفصحا ۔ مولفہ شیخ غلام ہمدانی مصحفی مرتبہ مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو ہند،

۵۔ شیرانی = فہرست مخطوطات شیرانی مرتبہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین، ادارہ تحقیقات پاکستان دانشگاہ پنجاب، لاہور ۔

۶۔ فرہنگ آصفیہ = خان صاحب مولوی سید احمد دہلوی ۔ نیشنل اکاڈمی دہلی ۱۹۰۴ء

۷۔ گنجینۂ آذر = فہرست نسخہ ہائے خطی فارسی کتابخانہ دانشگاہ پنجاب لاہور، گنجینۂ آذر تالیف سید خضر عباسی نوشاہی اسلام آباد ۔ ۱۹۹۶ء

●●

Marfat.com

ترقیمہ

'ترقیمہ' لکھنے اور رقم کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ کسی شخص نے جو کچھ لکھا ہے، اُس کے بارے میں اُسی مقام پر اُسی شخص کا کچھ لکھنا اصطلاح میں "ترقیمہ" کہلاتا ہے۔ اسی بات کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ کسی کتاب یا تحریر کو پورا لکھ لینے کے بعد، اُسی کتاب یا کاغذ پر، اُس سے متعلق اُس کا کاتب جو فقرہ، جملہ یا عبارت، نثر یا نظم میں یادگار، یادداشت یا اطلاع کے طور پر لکھ دیتا ہے اُسی کو "ترقیمہ" کا نام دیا جاتا ہے۔ کتاب یا مسوّدہ کا لکھنے والا اس کے مطالب کا محض ناقل ہے یا اس کا مصنف بھی ہے، اس سے معاملے کی نوعیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

جو کچھ لکھا جاتا ہے، اس کے بارے میں کوئی بات (= اطلاع) لکھنی کاتب (= لکھنے والے) کے فرایض میں شامل نہیں ہے، اِس لیے ہر تحریر کے ساتھ ترقیمہ کا ہونا لازم نہیں ہے۔ تخمینہ کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ کوئی پچیس فیصد مخطوطات ترقیمہ سے خالی ہوتے ہیں۔

کاتب اپنے کام (مراد اُس متن سے ہے جو اُس نے لکھا ہے خواہ وہ کوئی مربوط و منضبط کتاب ہو یا کوئی مکمل تحریر ہو) کے بارے میں ایک یا زاید اطلاعات قلمبند کرنے کے معاملہ میں آزاد ہے۔ معمولاً ترقیمہ میں جو اطلاعات فراہم کی جاتی ہیں وہ کئی طرح کی ہو سکتی ہیں۔ بعض یہ ہیں:

ا۔ اس بات کا اظہار کہ جس متن کی کتابت کی جا رہی تھی وہ پورا پورا لکھا جا چکا ہے، اِس کے لیے ایک یا دو لفظ بھی کافی ہو سکتے ہیں اور طویل عبارت بھی ہو سکتی ہے۔

(الف) ایک لفظ اِس قسم کا ہو سکتا ہے۔

فقط، تمت، سماپت، اِتی، وغیرہ

(ب) دو لفظوں کا مجموعہ اس طور پر آتا ہے:

تمام شد، ختم شد، انجام یافت، باتمام رسید، وغیرہ

Marfat.com

معمولاً "تمت تمام شد" یا اسی قسم و معنی کا کوئی فقرہ لکھنے کا چلن ہے۔ ان کلمات کے لکھنے سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ کتابت شدہ متن اسی مقام پر مکمل ہو گیا ہے۔

اب اس کے بعد لکھنے کے لیے یا تو کچھ اور ہے ہی نہیں یا اگر ہے تو اُس کا اُس متن سے جس کے مکمل ہو جانے کا اظہار کیا جا رہا ہے، کچھ تعلق نہیں ہے۔

ترقیمہ کے اُن کلمات کے لیے جن سے کتابت شدہ متن کے اختتام یا اتمام کا اظہار ہوتا ہے، "خاتمہ" (Colophon) کا لفظ بھی استعمال میں آیا ہے، اس لیے یہ وضاحت ضروری ہے کہ ترقیمہ اور خاتمہ ایک دوسرے کے مرادف نہیں ہیں۔ ترقیمہ جیسا کہ مذکور ہوا بہت وسیع المعنی اصطلاح ہے۔ خاتمہ یا تتمہ اس کی ایک شق یا جُزو کی حیثیت رکھتا ہے۔

۲۔ زیرِ کتابت متن کو مکمل کر لینے کے بعد خاتمہ کے ساتھ (اور کبھی اس کے بغیر بھی)، کاتب اپنا نام لکھ کر یا دستخط کر کے بھی متن کی تکمیل کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے اس عمل سے یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ قاری کو کاتب کے نام کا علم ہو جاتا ہے۔ نام کبھی مکمل لکھا جاتا ہے اور کبھی اس کو مختصر بھی کر لیتے ہیں۔ دستخط کبھی واضح ہوتی ہے اور کبھی غیر واضح بھی ہوتی ہے۔

۳۔ عربی، فارسی اور اُردو وغیرہ زبانیں اس بات پر فخر کر سکتی ہیں کہ ان میں تحریروں وغیرہ کے زمانے کے تعین کی طرف بہت شروع سے توجہ رہی ہے۔ لکھنے کے کام کو پورا کر لینے کے بعد کاتب کبھی تکمیل کا سال یا اُس کی تاریخ لکھ دیتا ہے۔ اس سے بھی یہی ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ کتابت کا عمل اب مکمل ہو گیا۔ اس کی مثالیں یہ ہیں :

(الف) ۱۔ تمت تمام شد ۱۱۹۰ھ

(ب) ۲۔ تمت تمام شد، بابت ۱۲۵۳ھ

(ج) ۳۔ تمت بالخیر، ۱۰ ربیع صفر ۱۲۵۴ھ

۴۔ متن کی تسوید کے بعد کبھی ترقیمہ کے طور پر کتاب کا نام یا کتابت شدہ تحریر کا عنوان بھی لکھ دیا جاتا ہے، اس طرح :

(الف) ۴۔ تمام ہوا یہ رسالہ تبدیل تن کا

(ب) ۵۔ تمت تمام شد ایں قصۂ سیہ پوش

Marfat.com

۵۔ ترقیمے میں کتابت کے سبب کا بیان بھی کیا جا سکتا ہے مثلاً ' بپاسِ خاطرِ عزیزے نقل کردم" یا" برائے برادرم نوشتہ شد" وغیرہ۔ کبھی کاتب اُن حالات کا ذکر بھی کر دیتا ہے جن سے کتابت کے دوران وہ دوچار رہا ہے مثلاً:

" فقیرِ بے حاصل ... سیہ کار صادق علی مرزا معدوم الاحوال پریشاں خاطر و شکستہ روزگار بموجب فرمایش خان مہربان سراپا لطف و احسان حافظ نظارت خاں سلمہ الرحمان ... دیوان مرزا رفیع السودا ... درعین ہنگامہ شاہ درانی و مرہٹہ ... از کمال پریشانی کہ اسباب کتابت درست نہ داشت' از بے حواسی ضرورتاً ... تحریر نمود۔"

۶۔ ترقیمہ میں کبھی دعائیہ کلمات شامل کر لیے جاتے ہیں اور کبھی دعاؤں وغیرہ کی درخواست پر مشتمل جملے یا شعر بھی لکھے جاتے ہیں مثلاً۔

(الف) الٰہی گنہ کو پڑ نہار کے بخش تو کنہ کو لکھنہار کے

(ب) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تمت تمام شد، کارِ من نظام شد، نوشتۂ محمد عارف۔

یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ کسی بھی ناقص الآخر تحریر کے بعد معمولاً ترقیمہ موجود نہیں ہوتا ہے۔ البتہ امکان اس بات کا ہے کہ کسی ناقص الآخر مخطوطے کا مطالعہ کرنے والا اپنی یادداشت کے طور پر اس مخطوطے کے بارے میں کوئی نقرہ یا جملہ یا طویل عبارت لکھ دے۔ ظاہر ہے کہ یہ اندراج ترقیمہ کی ذیل میں نہیں آئے گا۔ ترقیمہ کے لیے لازم ہے کہ وہ تسوید متن کے ساتھ ہی لکھا جائے۔ سلسلۂ کتابت منقطع ہو جانے کے بعد جو کچھ لکھا جائیگا خواہ وہ براہ راست مخطوطے کی کتابت ہی سے متعلق ہو اور اس کا لکھنے والا متن کا کاتب ہی ہو، وہ اندراج ترقیمہ نہیں ہوگا۔

سطور بالا میں ترقیمہ کی جو مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں ان سے تکمیل کے علاوہ متن کے بارے میں صرف ایک اطلاع حاصل ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے ہم ان سب کو' مفرد ترقیمہ" کہہ سکتے ہیں۔ یہ خیال کر لینا صحیح نہیں ہے کہ مفرد ترقیمے لازماً مختصر ہی ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی تو یہ کافی طویل بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ترقیمہ نثر ہی میں لکھا جائے۔ بعض کاتب موزوں طبع بھی ہوئے ہیں اور انھوں نے ترقیمے کی عبارت کو نظم کے سانچے میں ڈھال دیا ہے۔ کتابت شدہ متن کی جو زبان ہے، ترقیمہ کا اُسی زبان میں لکھا جانا بھی ضروری نہیں ہے۔ بعض کاتبوں نے ترقیمہ کے لیے دوسری زبان کا بھی استعمال کیا ہے۔ مختلف صورتوں

Marfat.com

میں مفرد ترقیموں کی عبارتوں کے نمونے درج ذیل ہیں :

۱۔ خاتمۂ متن (الف[۹]) تمت تمام شد کارِ من نظام شد

(ب[۱۰]) تمت کیا اسے تمام حق تھے بولیا حق کلام

۲۔ کاتب کا تعارف (الف[۱۱]) کتبہٗ عاصی بندۂ جبار سید عبدالغفار

(ب[۱۲]) تمت تمام شد کارِ من نظام شد کاتب الحروف فقیر عبدالملک

۳۔ زمانۂ کتابت ــــــ کاتب کبھی وقت، روز، تاریخ اور ماہ و سال وغیرہ لکھنے کا اہتمام کرتا ہے اور کبھی محض سال یا دن وغیرہ کے لکھنے پر ہی اکتفا کر لیتا ہے مثلاً :

(الف[۱۳]) بتاریخ غرہ ماہ رجب المرجب ۱۲۸۷ھ

(ب[۱۴]) تمت بالخیر والعافیت بالضرورت بعون الملک الوہاب الغفور

تمت تمام شد، شہر ربیع ــ ۱۲۳۸ھ

۴۔ نام کتاب (الف[۱۵]) تمت تمام شد کتاب یوسف زلیخا۔

(ب[۱۶]) شکر اللہ تعالیٰ کہ اس کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی یہ کتاب

ہدایت المومنین کی تمام ہوئی۔

۵۔ کتابت کا سبب احوال وغیرہ (الف[۱۷]) تمام شد بخاطر فاضل بیگ نوشتہ است۔

(ب[۱۸]) مطبوعہ مطبع مخزن الاخبار مدراس کو دیکھ کر لکھا۔

۶۔ کتاب کی ملکیت ــــــ ترقیمہ میں متن کی تکمیل کے بعد کاتب اس بات کی وضاحت کر سکتا ہے کہ اس نسخے کا مالک کون شخص ہے مثلاً :

(الف[۱۹]) تمام شد، مالک ایں کتاب منشی سید حسن علی ساکن بلگرام

(ب[۲۰]) تمت تمام شد، مالک نواب وزیر صاحب

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ملکیت یا خریداری سے متعلق کوئی اندراج اگر خاتمہ سے متصل اور متن کے اصل کاتب کے قلم سے نہیں ہے تو اسے ترقیمہ کی ذیل میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

Marfat.com

۲

قطعیت پسند طبیعتوں نے مفرد ترقیموں کے ابہام کو دور کرنے کی کوشش میں جزئیات کو قلمبند کردینے کے سلسلے کو وسعت دی۔ اس کوشش نے ترقیموں کی افادیت میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔

۱۔ خاتمہ متن کی ذیل میں کئی امور کا بیان کیا جاتا ہے مثلاً کاتب خود اپنا تعارف کراتا ہے۔ کتابت کے دوران وہ جس قسم کے معاملات و مسائل سے دوچار رہا ہے ان کا ذکر کرتا ہے۔ کتابت کے کام میں جو مدت صرف ہوئی اس کا تذکرہ اور یہ مذکور کہ تسوید کے عمل کے مکمل ہو جانے کے بعد نظر ثانی کی صورت بنی یا نہیں جس نسخے سے یہ نقل تیار کی گئی ہے، اس کی نوعیت کا بیان وغیرہ۔ ان تفصیلات کا ترقیمہ میں مذکور ہونا ضروری نہیں ہے لیکن ان کا ذکر اکثر ملتا ہے مثلاً:

(الف[۲۱]) بدست خام و قلم خام و مرکب رفتہ از کام و بکاغذ مختلف الاوراق صورت اختتام یافت۔

(ب[۲۲]) لکھی مثنوی یہ بہ جلدی تمام   کریں تا مطالعہ سبھی خاص و عام

۲۔ کاتب کی شخصیت بھی کسی مخطوطے کے زمانے اور قدر و قیمت کے تعین میں معاون ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ترقیمے میں اپنے بارے میں کاتب جو اطلاعات فراہم کر دیتا ہے ان کی بہت اہمیت ہوتی ہے مثلاً اپنے باپ دادا کا نام، وطن اپنی اور ان کی حیثیت اور مقام کتابت وغیرہ۔ اس کی بعض مثالیں یہ ہیں:

(الف[۲۳]) تمت تمام شد بقلم عبداللطیف خاں از کاسگنج ضلع ایٹہ پرگنہ بلرام

(ب[۲۴]) کاتب الحروف فقیر الحقیر المحتاج الی اللہ الحمید عبداللہ شاہ ولد الہداد شاہ

(ج[۲۵]) از ابوالحسنات حکیم ایوب حسن بیدل فاروقی صدر دار الحسنات میرکوٹ سہارن پور، سابق صدر شعبۂ عربی و فارسی و اردو محکمۂ تعلیمات عظیم ترمیسور

۳۔ زمانۂ کتابت۔ بعض ترقیموں میں روز و ماہ و سال کے ذکر کے علاوہ اتمام کے وقت کا بھی مذکور ہوتا ہے اور بعض میں ایک سے زاید کلنڈروں کے مطابق ماہ و سال کا اندراج کیا جاتا ہے۔ کبھی مقام کتابت کا بھی اظہار کر دیا جاتا ہے چنانچہ ذیل کی مثالوں میں ہے:

(الف[۲۶]) تمت تمام شد کار من نظام شد المرقوم نہم ماہ ذیقعدہ ۱۲۶۴ھ روز شنبہ بہ وقت یک و نیم پاس روز برآمدہ۔

Marfat.com

(ب[۲۷]) تمام ہوئی یہ کتاب بعون اللہ تعالی بہ تاریخ ہفدہم شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۵۹ ھ مطابق سنہ ۱۸۴۳ء در بندر معمورۂ بمبئی۔

(ج[۲۸]) الحمد للہ کہ بفضل ایزد متعال ایں نسخہ نہم محرم الحرام ۱۲۲۴ھ موافق ۳ سنہ جلوس مبارک حضرت بادشاہ جمجاہ (اور بہت سے القاب و آداب) حضرت معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمین برہٗ و احسانہ صورت اختتام پذیرفت۔

اردو، فارسی کے مخطوطات پر جن کلنڈروں کے مطابق سنین کا اندراج دیکھنے میں آتا ہے ان میں سے بعض یہ ہیں: سنہ جلوس، سال ہجری، عیسوی بکرمی (= عیسوی سے ۵۷ برس زائد)، شک سنبت (= عیسوی سے ۷۸ سال کم)، فصلی وغیرہ۔

(الف[۲۹]) ذخیرۂ شیرانی میں غالباً سب سے قدیم نسخہ اخلاق ناصری کا ہے جو "مکتوبہ بزرجمہر بن محمد حبشی الطوسی بہ سال ۶۶۲ ھ" ہے۔

(ب[۳۰]) عیسوی سنین کے لکھنے کا چلن بہ گمان غالب انیسویں صدی کی ابتدا میں ہوا تھا چنانچہ ذخیرۂ شیرانی میں دستور السیاق کا ایک مخطوطہ ہے جس پر کتابت کی تاریخ ۲ جون ۱۸۰۱ء لکھی ہوئی ہے۔

(ج[۳۱]) ذخیرۂ شیرانی میں ہی کشائش نامہ بہبود کا مخطوطہ ۱۱۸۲ فصلی (مطابق ۱۱۹۱ھ / ۱۷۷۴ء) کا لکھا ہوا موجود ہے۔

(د) فارسی کے مخطوطات پر بکرمی سنبت کے لکھے جانے کا چلن عالمگیر ثانی کے وقت میں عام ہو گیا تھا۔ چنانچہ ذخیرۂ شیرانی میں ایک نسخہ[۳۲] "فتوحات عالمگیری مکتوب ۱۸۱۳ بکرمی (= ۱۷۵۶ء) بہ عہد عالمگیر ثانی" محفوظ ہے۔

(ہ) شرح زیج الغ بیگ کے ایک نسخے کا خاتمہ اس طرح ہے:

"[۳۳]تاریخ تالیف ہذا الکتاب بالسنین الہجریہ ۹۱۹، بالسنین الیزدجردیہ ۱۹۲، بالسنین الجلالیہ ۴۴۹، بالسنین الرومیہ ۱۸۲۴ ... قد فرغ من تسویدہ فی سنہ ثلث وتسعین بعد الالف، العبد الاقل محمد اصطہباناتی ... "

Marfat.com

مختلف سنین سے متعلق معلومات کے لیے فارسی اور اردو میں تقویمیں بھی تیار کی جانے لگی تھیں چنانچہ ایک یہ ہے :

"رسالہ تقویم در بیان تاریخ فصلی شمسی، بکرمی عیسوی داؤدی ہجری و ترکی وغیرہ مولف محمد غیاث الدین بہ سال ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۸۲۶ء"[۳۴]

۴۔ کتاب کا تعارف ۔۔ عام طور سے ترقیموں میں کتاب کا نام لکھا جاتا ہے لیکن بعض کاتب اس کا مجمل سا تعارف بھی کرا دیتے ہیں۔ اس تعارف میں کتاب کے مصنف کا نام، موضوع اور بعض وقت بنیادی مباحث کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ کبھی کبھی تعارف کی ذیل میں کاتب اپنی رائے بھی شامل کر دیتا ہے۔ بعض مثالیں یہ ہیں :

(الف)[۳۵] ایں رسالہ شریف و نسخہ لطیف فن تصنیف حضرت شریف علی شاہ قادری مدظلہ العالی قدس سرہٗ۔

(ب[۳۶]) تاریخ باغ ارم از حکیم محمد یحییٰ صاحب المتخلص ندرت فرزند قاضی القضات حکومت مدراس مصطفا علی خان بہادر گوپامئوی جعل الجنۃ مثواہ (اسمیں خود کاتب کا نام مذکور نہیں ہے)

۵۔ کتاب کی ملکیت ۔۔ مخطوطے کے مالک کی ولدیت، سکونت اور حیثیت کے علاوہ اس کے ساتھ کاتب کے معاملات وغیرہ کا بھی مذکور ترقیمے میں ہو سکتا ہے مثلاً :

(الف)[۳۷] مالک ایں کتاب شیخ نصیر الدین ولد قاضی محمد فیض اللہ کسے اگر دعویٰ کند باطل و غلط است۔

(ب[۳۸]) ملک الفقیر الحقیر الواثق برب المجیر ابن المرحوم شیخ علی ٹمکر۔

۶۔ سبب تالیف و کتابت سے متعلق بھی ترقیموں میں مختلف نوعیت کی تفصیلات درج ہوتی ہیں مثلاً :

"[۳۹] الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ مثنوی مسمیٰ بہ طلسم اعظم چودہ گھنٹے میں آغاز ہو کر انجام کو پہنچی۔ اس مثنوی کے ناظرین سے یہ امید ہے کہ جب اس مثنوی کو پڑھیں تو مصنف کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں۔

Marfat.com

(۴)

مخطوطات کی فہرستوں کے تفصیلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مفرد ترقیموں کا، خواہ وہ مفصل ہوں یا غیر مفصل چلن عام نہیں رہا ہے۔ عام طور سے جو ترقیمے ہمارے سامنے آتے ہیں ان سے متن کے بارے میں ایک سے زاید اطلاعات حاصل ہوتی ہیں۔ اس لحاظ سے ان کے لیے "مرکب ترقیمے" کی اصطلاح مناسب معلوم ہوتی ہے۔ اطلاعات کی نوعیتوں کی مثالیں اوپر پیش کی جا چکی ہیں۔ مرکب ترقیموں سے جو اطلاعات حاصل ہوتی ہیں عموماً زیادہ مفصل واضح اور قطعی ہوتی ہیں۔ چنانچہ درج ذیل مثالوں سے ظاہر ہے:

۱۔ کاتب کے بارے میں تفصیلات (الف[۴۰]) راقم کتاب مصنف رسالہ ہذا مرزا اکبر علی خاں متخلص بہ گل ابن نواب رضا بیگ خاں مرحوم ولد افتخار الدولہ بہادر نواب محمد بیگ خاں فیروز جنگ ہمدانی بتاریخ ششم ربیع الاول ۱۲۵۷ ہجری تمام شد۔

(ب[۴۱]) خط بدست نقیر حقیر مسکین امیر علی والد محمد غالب ساکن موضع جلیلی تعلقہ ابراہیم پٹن ملازم سرکار نواب افضل الدولہ بہادر متعلق سیدی عبداللہ خان بہادر متعین در حویلی نوصمام الملک بہادر عقب کبوتر خانۂ بادشاہی نوشتہ در حویلی مذکور تحریر یافتہ شد قریب نماز ظہر روز سہ شنبہ بتاریخ دوئم ماہ محرم الحرام ۱۲۷۹ ہجری بفضلہ تعالیٰ باتمام رسید۔ اگر کسے دعویٰ کند دروغ است۔ فقط۔

۲۔ زمانۂ کتابت (الف[۴۲]) تمام شد قصہ گریہ بتاریخ بست و ششم رجب سنہ ابوظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ ملکہ سلطنت، مطابق [۱۲۵۶ھ] موافق ۶ راکتوبر ۱۸۳۹ء روز شنبہ بوقت چہار گھڑی روز باقیماندہ صورت انجام یافت۔

(ب[۴۳]) فقط تمام شد، کار من نظام شد، تمام گردید نسخہ گل بکاولی

Marfat.com

در عہد سلطنت ... حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی بہادر
شاہ بادشاہ غازی تحریر بتاریخ ۱۶ ر رمضان المبارک ۱۲۶۱ھ
ومطابق ۱۳ ر جنوری ۱۸۴۶ء ومطابق ... سدی ...
سمت ۱۹۰۲ بروز سہ شنبہ بوقت یکپاس شب برآمدہ بربالا
خانہ بدستخط خام عاصی پُرمعاصی نیازمند سدانند برائے خاطر
دوست عزیز ازجاناں کدار ناتھ وجگن ناتھ دجوالا ناتھ و
برائے خواندن خود بمقام دہلی در ہنگامِ امید پرورش صورت
اختتام یافت، اگر کسے دعویٰ گرفتن کند در محلِ ہم سراں
کاذب و باطل گردد۔

۳۔ کتاب (یا مخطوطے) کے بارے میں: (الف[۴۴]) یہ وقایعِ عمری مدار المہام سرکار عالی مرتبہ محمد نظام الدین ابن
محمد رکن الدین خاں بہادر مرحوم محمد نظام الدین خاں مغفور
منصبدار و تحصیلدار تعلقہ مدھولی ضلع ناندیڑ اختتام پایا فقط
مرقوم ۲۹ محرم الحرام ۱۳۰۴ ہجری۔

۴۔ ملکیت کتاب سے متعلق (الف[۴۵]) اس کا مالک شیخ داود میاں مکھن لشکر کے نایک۔ اگر کوئی اس
پر دعویٰ کرے گا تو اس کا دعویٰ باطل ہووے گا اور اس کا
نوشتہ کرنے والا مُلّا شیخ اسماعیل ولد شیخ مصطفا مرحوم کے
اور استاد شیخ ملّاں حسین مرحوم کے۔

(ب[۴۶]) مالکہ حلیمہ بنت صبغۃ اللہ بن محمد غوث بن ناصر الدین محمد
عفا اللہ عنہم غلام محمد شرف الدولہ بہادر، مالکہ، عبدالقادر
بن شرف الدولہ۔

۵۔ سبب کتابت وغیرہ (الف[۴۷]) ایں کتاب برخورداری بیگم جانی طال اللہ عمرہا وقدرہا بقلم
محمد اشرف الدین عرف دامومیاں خطیب پرگنہ بودھن۔

(ب[۴۸]) کاتب الحروف محمد غلام احمد الدین حسین محتسب بجسب

Marfat.com

فرمایش مسماۃ قادری بی بی دختر حافظ عبدالسلام پیش امام
مرحوم بتاریخ ششم شہر جمادی الثانی ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۲۷۶ھ
فصلی روز سہ شنبہ بقلم آورد۔

۶۔ منقول عنہ کا حوالہ، تصحیح وغیرہ (الف[۴۹]) ایں رسالہ وجودیہ تمت تمام شد کتبہ اسمٰعیل شاہ قادری از کتاب وجودیہ، برائے مرتضیٰ بھائی نوشتہ

(ب[۵۰]) تمت الکتاب روضۃ الاطہار بعون خالق کردگار بتاریخ نوزدہم شہر رجب المرجب ۱۲۳۰ ہجری قدسی تمام برائے خواندن خود نوشتہ، صحیح نمودہ شد۔

(ج[۵۱]) الحمدللہ کتاب تقویۃ الایمان تصنیف مولانا و سیدنا العالم الزاہد الحافظ الحاج الغازی الشہید مولانا محمد اسماعیل دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح کی ہوئی مولوی زین العابدین صاحب کی بخط بدنمط نظام الدین اخوان زادہ کے ۱۲۶۳ ہجری میں رجب کی اکیسویں تاریخ تمام ہوئی۔

۷۔ کاتب کی رائے وغیرہ (الف[۵۲]) تمام شد قصہ اوّل (نوطرز مرصع)، بخط بدخط بندہ شیونارائن بپاس خاطر لالا صاحب کرمفرما منظہر محاسن خوبی بالالا کدارناتھ صاحب در مقام پٹیالہ بتاریخ دوم شہر جمادی الاول ۱۲۴۴ھ مطابق بھاگن سدی تیج زینت نگارش یافت۔ فھو ھذا۔ خاطر زبان دانان اردو خوش کلامان سنجیدہ گو باد کہ مصنف ایں قصہ شاعر مستعد و صاحب استعداد معلوم می شود مگر از زبان اردو سرمو آگاہی نداشت۔ بعبارتے کہ نوشتہ ہست از زبان اردو ہزار فرسنگ تفاوت دارد۔ ایں تشبیہات و تمہیدات در زبان فارسی زیبا است نہ کہ در زبان گفت و گو و روزمرہ مسلمان و ہندو تعین ہست ... انگریز ہم ایں زبان را نہ

Marfat.com

پسندیدہ باشید وکسے نخواہد پسندید۔ ایں قصہ راشخصے دیگر بہ زبان اُردو بہ محاورۂ دلجو صاف صاف خوب نوشتہ ہست و در کلکتہ آں را رواج شدہ و در چھاپہ مسطور گردیدہ مشہور ومعروف گردیدہ است۔ ایں عزیز بطور قصہ خوانان بازاری ایں حکایت را نہایت طوالت دادہ است ہرگز بہ زبان اردو مناسبت نہ دارد، برائے اطلاع نوشتہ شد۔

(ب۵۳) نسخہ مذہب عشق معروف بہ گل بکاولی تصنیف سید مشیر علی خاں المتخلص افسوس در دیباچہ نام مصنف نہال چند لاہوری است۔ راقم اس قصے کا سید فدوی علی خاں بخش دیوے خدا اس کے گناہوں کو بیچ تاریخ غرہ شعبان المعظم سنہ بارا سو اکاون ہجری نبوی کے یہ قصہ بجز انصرام پایا۔ اگرچہ تحریر سے اس قصے کی چنداں خواہش نہ تھی بلکہ تضییع اوقات کیا، اس واسطے کہ اگر کوئی کتاب دین وحکمت کی لکھتا تو برادرانِ دینی کو اس سے فائدہ ہوتا اور آپ جنات میں داخل ہوتا۔ اما نظر برانیکہ کتابخانے میں عاصی کے کتنے جلد قصہ ہاے عشق اکثر عشاقانِ سلف کے فراہم کیے ہوئے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے موجود ہیں یہ بھی اگر شریک ان میں ہو تو بہتر ہے اس لیے محنت تحریر اپنے پر گوارا کر کر بہ جلدی ترقیم کیا باللہ التوفیق۔

اوپر ترقیموں کی جو مثالیں نقل کی گئی ہیں ان سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ کاتب ایک عام شخص ہوتا ہے اور اس کی راے یا اطلاع غیر صحیح اور غلط بھی ہو سکتی ہے۔ بعض کاتب کم علم بلکہ صرف حرف شناس ہوتے ہیں۔ ان کی عبارت میں ہر قسم کا سقم ہو سکتا ہے، اس لیے ترقیمے کے ہر اندراج پر لفظاً لفظاً اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بعض وقت عبارت کے سقم کی وجہ سے مفہوم میں فرق بھی پیدا ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

مذکورہ مثالوں سے اس خیال کی بھی پوری طرح تغلیط ہو جاتی ہے کہ ترقیمے ایک دو سطروں پر ہی محیط ہوتے ہیں۔ مفرد ترقیمے بلاشبہ عموماً مختصر ہوتے ہیں لیکن مرکب ترقیمے بعض وقت بہت طویل بھی ہو سکتے ہیں، اور ان سے متن کے بارے میں ہی نہیں، متعلق مسایل کے بارے میں بھی بہت مفید اور نتیجہ خیز اطلاعات حاصل ہو سکتی ہیں۔

یہ ذکر آچکا ہے کہ ترقیمے نظم و نثر دونوں صورتوں میں ملتے ہیں۔ منظوم ترقیمے بھی بہت طویل ہو سکتے ہیں چنانچہ ایک مثال یہ ہے ؎

کیا[۵۳] ہوں نقل روضے کی تمامی — یہ تصنیف ولی الفاظ نامی
اگیارہ سو اوپر ستر تھی ہجری — ہوا مرقوم روضہ وقت فجری
جمادی الآخر اس مہینے کے درمیاں — دو شنبہ ہی نویں کو ختم ہے جاں
لکھا غیبی نے رکھ کر ہوش او رراے — ولے لکھتے و پڑتے ہوش اڑ جائے
کہ سر ہو پاوں تک درد شہیداں — بھر یا ہے غم اما مین سب شہیداں

جو مجلس کے سنن ہار ہو ر پڑہنہار
تحیت خواہ نخواہ بھیبں بہ تکرار

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ فارسی اور اردو کے مخطوطوں پر بھی کاتبوں نے فارسی اور اردو کے علاوہ دوسری مختلف زبانوں میں بھی ترقیمے لکھے ہیں چنانچہ ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے :

ا۔ کتاب اردو، ترقیمہ بزبانِ عربی۔

(الف[۵۴]) کتاب صرفِ اردو :

" قد وقع الفراغ بید الاضعف العباد عبد القادر ابن شیخ محمد حسینی فی یوم السبت وقت الاشراق سنہ ۱۲۴۳ھ ہجریہ نبویہ تاریخ ۴ شہر ربیع الاول۔

(ب[۵۵]) مطلع الارشاد (اردو)

" تم ھذا المولود الشریفہ المسمّٰی بمطلع الارشاد فی وقت الضحٰی یوم اربعۃ الاثنی التاریخ تسعۃ عشر ربیع الاولیٰ سنہ من ھجرۃ النبویۃ

Marfat.com

الف ومایة وثمانین وتسعة الف هذا المولود الشریف سید علی بن سید شریف ابن سید علی ابن سید ید اللّٰہ قدس اللّٰہ سرّہم العزیز الکاتب ابوالموید خادم السادات ہ اللّٰھم اغفر لناظمہ ولسامعہ ولکاتبہٗ من المومنین بفضلک وکرمک یا اکرم الاکرمین برحمتک یا ارحم الراحمین آمین ثُمّ آمین یارب العالمین ہ تمت تمام شد۔

۲۔ کتاب اردو، ترقیمہ بہ زبان فارسی :

(الف۵۷) عروس المجالس (اردو) :

تمام شد این قصّہ عروس المجالس حضرت محمد مصطفا علیہ الصلوٰۃ والسلام روز یک شنبہ بتاریخ سوم ماہ جمادی الاول بہ وقت ظہر ۱۲۴۵ ہجریہ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم قلمی نوشتہ شد۔

۳۔ کتاب اردو، ترقیمہ بہ زبان عربی فارسی آمیز

(الف۵۸) پنچھی باچھا (اردو)

تمت الکتاب بعون اللہ الملک الوہاب از امداد رسول الثقلین تحریر یافت بہ روز دوشنبہ تاریخ ۱۲ شہر ذی قعدہ ۱۲۴۲ھ۔ راقم الحروف عظیم الدین۔ اگر کسے دعویٰ کند باطل است

۴۔ کتاب اردو، ترقیمہ بہ زبان اردو

(الف۵۹) مذہب عشق (اردو)

یہ کتاب ترجمہ بکاولی مذہب عشق نام ہفتے کے روز تین پہر کے وقت اُنتیسویں جمادی الاول کی ۱۲۵۸ ہجری مطابق گیارہویں جولائی کی ۱۸۴۲ عیسوی میں عاصی کمترین خاکپائے منشیانِ قدیم وجدید منشی محمد عمر ولد عبدالرحمن دلیس ڈیوٹی کے ہاتھ سے شہر مچھلی بندر کے درمیان انگریز یالم کے بیچ تحریر پائی۔

۵۔ کتاب اردو، ترقیمہ بہ زبان ہندی سنسکرت آمیز بخط اردو :

(الف۶۰) سریمد بھاگوت، دسم اسکند (اردو)

اتہ سری مدھیا دسم اسکندھ شُبھم سَماپتم۔ ۹ اگست ۱۹۱۷ء کو بمقام پٹہ راجپوتانہ محلہ بیچے پاڑہ رامپورہ میں یہ پستک پنڈت کشن لال جی صاحب کی پستک سے نقل کی گئی۔

Marfat.com

بقلم گردھاری لعل۔

۴۔ کتاب اردو، ترقیمہ بہ زبان سنسکرت :

(الف[۴۱]) بھگوت گیتا، ترجمہ بہ زبان فارسی و اردو مع اصل سنسکرت متن ترقیمہ بخطِ اردو ایتی۔ سری بھگوت گیتا سوپ نکھت سو برہم بدیا یانگ شاستری سری کرشن ارجن سنبادے موکھ سنیاس جوگ نام آشٹادشو دھیایہ۔

(ب[۴۲]) سندر سنگار (اردو)

اتی سریمن مہاکب راج پر جیتم شُدر سنگھار سماپتہ سہو ستو۔

اردو کی تاریخ میں کئی شاعر اور نثار سات بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ زبانوں کے جاننے والے ہوئے ہیں۔ ویسے بھی یہ سامنے کی بات ہے کہ اردو کے صاحبان علم فارسی عربی کے علاوہ ترکی پھر انگریزی اور اب ایک مدت سے ہندی سے واقف رہے ہیں۔ بعض لوگ مختلف علاقائی زبانوں مثلاً پشتو، پنجابی، کشمیری بنگالی وغیرہ کے بھی جاننے والے ہوئے ہیں۔ سطورِ بالا میں جو مثالیں پیش کی گئی ہیں ان کی موجودگی میں یہ خیال کر لینے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اُردو کے کاتبوں نے ان مختلف زبانوں میں بھی ترقیمے نہیں لکھے تھے۔ راقم سطور کے لیے اپنی کم سامانی اور کم علمی کا اعتراف لازم ہے کہ فی الوقت اِس بارے میں کوئی قطعی بات کہنا اس کے لیے ممکن نہیں ہے۔ البتہ صاحبانِ علم و فراست کی خدمت میں غالب کا یہ مصرع نذر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ع : "صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے"

اس نہج پر یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ متقدمین میں سے بیشتر کاتب صاحبان علم و فضل ہوتے تھے۔ ان کے لکھے ہوئے ترقیمے بھی علمی اعتبار سے وقیع اور قابل قدر ہوتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ کتابت بھی فنون شریفہ میں سے ہے۔ یہ فن نہ صرف شاہ پسند رہا ہے بلکہ بادشاہوں نے خود بھی اسکو اختیار کیا ہے۔ سلطان ناصر الدین کے لیے تو مشہور ہی ہے کہ ان کی بسر کتابت پر تھی۔ شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب نے بھی اس فن کے نہایت قابلِ تحسین نمونے یادگار چھوڑے ہیں۔ سلطان عالم واجد علی شاہ نے بھی خطاطی کے ہنر میں اپنے کمالات کا خوب خوب اظہار کیا ہے۔

ہر کمالے راز والے کے بمصداق کتابت نے بھی فن کے درجے سے گذر کر ذریعۂ معاش اور پیشہ کی حیثیت اختیار کر لی تو آبروئے شیوۂ اہلِ ہنر بھی باقی نہیں رہ گئی۔ اِدھر ایک مدت سے بعض ترقیموں

Marfat.com

کی زبان ناپختہ اور طرز بیان نہایت ناقص ہوتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ترقیموں کا انداز خط و تحریر بھی عموماً بہت سرسری اور کبھی کبھی خراب بھی ہوتا ہے۔ زبان و بیان کی خامی اور کوتاہی کی وجہ تو پھر بھی سمجھ میں آجاتی ہے۔ لیکن تحریر کی خرابی کی کوئی معقول وجہ معلوم نہیں ہوتی، سوائے اس کے کہ کاتب خود بھی اس کے لکھنے میں بے پروائی سے کام لیتا ہے۔ یہ صورتحال افسوسناک ہے۔

مندرجات پر نگاہ کریں تو بادی النظر میں ترقیموں کی تین صورتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱۔ ناقص ترقیمے: یہ وہ ترقیمے ہیں جن میں فراہم کردہ اطلاعات کسی اعتبار سے نامکمل یا ناقص ہوتی ہیں۔ چنانچہ ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے۔

(الف[۶۳]) تاریخ پانزدہم ماہ ربیع الاول روز یکشنبہ بوقت عصر مرتب شد، کاتب فقیر مسکین سید مصطفا۔

(ب[۶۴]) تمت تمام شد کاتب الحروف فقیر حقیر نور محمد است در ماہ سفر (= صفر) بتاریخ بیست چہارم اتمام شد۔

ان دونوں مثالوں میں کمی یہ ہے کہ سال ظاہر نہیں کیا گیا ہے:

(ج[۶۵]) تمت تمام تاریخ سہ شنبہ ۱۲۶۲ھ مالک محمد صالح پلنگ

اس میں نہ تاریخ ہے، نہ مہینہ۔ اس کے علاوہ ایک اور بڑی کمی یہ ہے کہ کاتب نے خود اپنا نام بھی نہیں لکھا ہے۔

۲۔ کامل ترقیمے: ایسے ترقیمے جن میں مکمل اطلاعات درج کی گئی ہوں مثلاً

(الف[۶۶]) تمت تمام شد رسالہ شریفہ مسمّٰی بہ تقویۃ الایمان من تصنیف مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سلمہ اللہ الجلیل الواہب بتاریخ ہفتم شہر ربیع الآخر ۱۲۴۴ھ ہجری بمطابق ۱۲۳۶ فصلی یوم جمعہ بخط ناقص بندۂ خدا محمد سلیم اللہ برائے استفادۂ خود و دیگر برادران مومن اہل سنّت و جماعت ترقیم یافت ؎

ہر کہ خواند دعا طمع دارم زاں کہ من بندہ گنہگارم

(ب[۶۷]) تمت تمام شد دیوان میر تقی بتاریخ بیست و نہم شہر شوال روز پنجشنبہ ۲۰ سنہ جلوس شاہ عالم مطابق ۱۱۹۲ھ بحسب فرمایش میاں شکر اللہ من مقام دار الخلافہ شاہجہان آباد بخط احقر العباد بندہ رادھا کشن کاتب تحریر یافت۔

Marfat.com

۳۔ دوہرا ترقیمہ ۔۔ جس نسخے کی نقل تیار کی جا رہی ہے، کبھی شعوری طور پر اور کبھی محض سہواً کاتب (= ناقل) اُس کے ترقیمے کو چند کلمات کے اضافے کے ساتھ نقل کر لیتا ہے اور اس طرح نسخۂ اصلی کے پورے ترقیمے یا اُس کے کسی جُز کو اپنے ترقیمے کا جُزو بنا لیتا ہے۔ اس عمل میں بظاہر معمولاً کسی بدنیتی کو دخل نہیں ہوتا ہے۔ ترقیمے کی اس مرکّب صورت کے لیے "دوہرے ترقیمے" کی اصطلاح مناسب معلوم ہوتی ہے۔ دوہرے ترقیمے کمیاب نہیں ہیں چنانچہ ذیل میں ان کی مثال پیش کی جاتی ہے:

(الف[۶۸]) تمت تمام شد۔ نسخہ تاریخ نادری مطابقتہ باصلہا لفظ بہ لفظ، نقطہ بہ نقطہ باہتمام مولوی عبدالرحمٰن مطبع عمدۃ الاخبار مدرسہ بریلی میں چھپا، دہم دسمبر ۱۸۴۷ء تمام شد نسخہ تاریخ نادری بتاریخ ۲۸ ماہ اکتوبر ۱۸۶۴ء روز جمعہ بوقت چہار گھڑی روز برآمدہ بخطِ بے ربط بندہ منشی لعل بنا بر برخوردار سعادت بدامن ؟ لچھمن نراین تحریر یافت۔

اس میں پہلا جُز نسخۂ مطبوعہ کا "خاتمۃ الطبع" جسے کاتب نے اپنے ترقیمہ کے ساتھ نقل کر لیا ہے۔

(ب[۶۹]) الحمد للہ والمنہ رسالہ ہذا بتاریخ بیست و نہم شہر شوال المکرم ۱۲۵۹ھ ہجری نبوی در مطبع جامع الاخبار باہتمام خیرخواہ خلق اللہ سید رحمۃ اللہ برائے استفادۂ مبتدیانِ فن عروض بطبع درآمدہ، تمت بالخیر این رسالۂ تقویم الاشعار بتاریخ بیست و نہم شہر ربیع الاول ۱۲۷۵ھ باتمام رسید

ہر کہ خواند دعا طمع دارم　　　　زانکہ من بندۂ گنہگار

(ج[۷۰]) تمام شد پوتھی اکھروتی بزبان ملک محمد جائسی کتاب ہندی کتاب الملک د کاتبِ حروف فقیر حقیر محمد مقیم ساکن پتہ نندالواں خاص عملہ پرگنہ نظام آباد بہ سرکار جونپور صوبہ الہ آباد بوقت ظہر یوم جمعہ ز کے (؟)، شہر ذوالقعاد در موضع خاص ڈیہ مقام کنورہ عملہ پرگنہ نگوں سرکار مسطور استا تحریر یافت زیادہ گفتار نوشتن اظہار نیست۔ پوتھی بیوگ ساگر بزبان ہندوی انصرام شدہ فی التاریخ ذوالقعاد (ذوالقعدہ) سنہ ۱۰۹۱ نوشتہ خانہ زاد مالک نگانوں نندالوں یا بتاریخ بیستم روز جمعہ ز کے تیار تمام (؟)

اس ترقیمہ سے بحث کرتے ہوئے پروفیسر سید حسن عسکری نے فرمایا ہے کہ کاتب محمد مقیم نے ۱۰۹۱ھ کے مکتوبہ نسخے سے یہ نقل عہد شاہجہانی میں تیار کی تھی۔ اس خیال کی تائید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ اکھروتی کے ذکر میں

Marfat.com

اس نے "مسطوراست" لکھکر قدیم نسخے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر "تحریر یافت" میں اپنے عمل کا بیان کیا ہے۔ اسی طرح اس نے بیوگ ساگر کے نسخے کو بھی "انصرام شدہ" کہا ہے البتہ خود اپنے کام کی تکمیل کا سال قلمبند نہیں کیا ہے۔

(د) تمت الکتاب چارچمن شہادت بدست مولف روایات شہادت شیخ احد حسرت ماہ صفر المظفر بروز آخری چہار شنبہ ۱۲۶۶ھ ہجری مالک ایں کتاب حکیم بایزید خاں ولد حکیم کلو خاں ساکن شہر کڑپہ ۱۳۰۰ھ ہجری من نقل کردم تمام شد وقت عصر ماہ رمضان شریف بتاریخ یکم۔

اس ترقیمے میں بھی اپنے کام کی تکمیل کے ساتھ مولف کے نسخے کی تکمیل کا سال بھی لکھ دیا گیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض وقت دوہرے ترقیموں کے مندرجات گنجلک اور عسیر الفہم بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کی افادیت میں کلام نہیں ہے۔

۵

یہ ذکر آچکا ہے کہ ترقیموں کے اندراجات لازماً اغلاط سے پاک نہیں ہوتے ہیں۔ ان میں بھی ہر قسم کی غلطیوں کا امکان رہتا ہے۔ کبھی تو یہ محض سہو قلم ہوتا ہے اور کبھی ناقص اور نامعتبر ذرایع پر اعتماد کے نتیجے میں بھی ایسا ہوتا ہے لیکن زیادہ گمراہ کن صورت وہ ہوتی ہے جب عمداً کسی وجہ سے کاتب غلط بیانی کرتا ہے۔ ان مختلف صورتوں کی مثالیں درج ذیل ہیں:

(الف) انجمن ترقی اردو (پاکستان) کراچی میں سنگھاسن بتیسی کے دو مخطوطے بتائے گئے اور دونوں کے ترقیمے میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں ہے۔ دونوں کے ترقیمے کی عبارت یہ ہے:

تمت تمام شد بتاریخ چہارم جمادی الثانی ۱۲۱۲ھ کاتب محمد رحمت اللہ خاں۔

ایک دن میں ایک ہی نسخہ مکمل ہو سکتا ہے (کاربن کاپی ہو تو اور بات ہے)۔ بظاہر اس میں کچھ غلطی ضرور ہے۔

(ب) الکتبہ الحقیر... عباس حسین ... غفر ذنوبہ من حیث الغفران... مرزا عباس حسین تلمیذ مصنف ہذا۔ المرقوم فی التاریخ... ۱۳۲۲ھ ہجرۃ المقدسہ المطابقہ شہر پور ۱۳۲۳ھ فصلی۔

Marfat.com

۱۲۲۲ھ سال ۱۲۲۳ فصلی سے مطابق نہیں ہے۔ کسی ایک سال کے لکھنے میں غلطی ہوگئی ہے۔[115]

(ج) الحمد للہ کہ سمر و داد در سطور مہملہ اصل مسودہ و مصحح محروم علم و کمال صدر عالم
صدر لکھا ہوا در عہد والا مہد میر واعظ مورد عدل و کرم وحید الملک سعید الدولہ نواب
سعادت علی خان بہادر فرمانروائے سلطنت لکھنؤ ملک اودھ اید اللہ ملکہ و دولتہ،
حوالہ کلک مہملہ سلک ہوا۔ بست و پنجم ماہ صفر ۱۲۲۰ھ۔

اس کتاب قصہ سمر و داد کا سال تصنیف یہ ہے ؎

مصرع سال اِس کا لکھ صدر اس طرح : سو سرور دل رسالہ عمدہ صدر = ۱۲۲۰

دوسرے مصرع سے ۱۲۷۵ کے عدد حاصل ہوتے ہیں۔ ترقیمے میں بھی ایک سے زیادہ غلطیاں ہیں یعنی (۱) سعادت علی خاں کے زمانے میں لکھنؤ میں سلطنت قائم نہیں ہوئی تھی۔ اس زمانے میں وہاں سلطنت کے قیام کا غالبًا خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ (۲) سعادت علی خاں کے القاب مختلف تھے۔ اس ترقیمے میں جو لکھے ہیں اُن کا معمولاً چلن معلوم نہیں ہوتا۔ (۳) خود صدر عالم صدر کا مذکور کسی قدیم تذکرے میں دیکھنے میں نہیں آیا ہے۔

(د) پروفیسر سید مسعود حسن رضوی ادیب نے میر احسن خلق کی کتاب 'طب احسن' کے ایک مخطوطے کا ترقیمہ اس طرح نقل کیا ہے :

'در عہد... بادشاہ جمجاہ غازی الدین حیدر بہادر ... تحریر یافت و در یکہزار و دو صد و سی و سہ سال ہجری در بیان پنج باب اتمام یافت۔"

غازی الدین حیدر کی تاجپوشی ۱۸۔ ذی الحجہ ۱۲۳۴ھ کو عمل میں آئی تھی۔ تاریخ کا مصرع یہ ہے ع

ماہ ذی الحجہ شنبہ با ہژدہم ۱۲۳۴ھ

اس سے پہلے ان کو 'بادشاہ جمجاہ' نہیں لکھا جا سکتا تھا۔ ترقیمے کی غلطی ظاہر ہے۔

(ہ) مجموعہ عرفانی فی شرح مجموعہ سلطانی مکتوبہ درویش محمد بہ سال ۱۰۹۲ بکرمی در لاہور۔

اس کے بارے میں فہرست کے مرتب نے لکھا ہے :

'ایں تاریخ شاید صحیح نہ باشد چوں از لحاظ کاغذ و خط وغیرہ ایں نسخہ مال اواخر قرن دوازدہم ہجری بہ نظر می رسد۔"

کاتب بھی انسان ہوتا ہے اور اُس سے غلطیوں کا سرزد ہو جانا کسی طرح بھی خلافِ قیاس نہیں ہے۔

Marfat.com

مناسب یہ ہے کہ ترقیمے کے اندراجوں پر بھی احتیاط سے نظر کر لی جائے۔

ترقیموں میں جعلسازیوں کے امکان سے انکار کرنا بھی درست نہیں ہے۔ کبھی کبھی مخطوطے کو زیادہ وقیع اور اہم ظاہر کرنے کے لیے اس پر کوئی قدیم سال لکھ دیتے ہیں یا کسی قدیم واقعہ کو ترقیمے کی عبارت میں داخل کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ ترقیمے میں لکھے ہوئے سال کو کھرچ کر یا کسی اور طریقے سے مٹا دیتے ہیں۔ یہ دونوں صورتیں نہایت ناپسندیدہ اور مذموم ہیں۔ ان سے مخطوطے کی قدر و قیمت بہت کم ہو جاتی ہے۔ سری بھاگوت کے ایک مخطوطے کا ترقیمہ اس طرح ہے :

" باتمام رسید نسخہ متبرکہ سری بھگوت گیتا درسمت مطابق سنہ ہجری در دار السلطنت لاہور حرسہا عن الآفات باہتمام رسید۔"

اس میں کاتب نے تین سنہ لکھے تھے اور ان سب کو کھرچ کر مٹا دیا گیا ہے۔ ایک جگہ صرف یہ لکھا ہے :

" در ماہ مبارکہ بیساکھ"

کتابت کی تاریخ درج نہیں ہے۔ نسخہ کی زبان (اردو) کافی صاف ہے اور وہ اٹھارہویں صدی عیسوی سے پہلے کی معلوم نہیں ہوتی۔ شاہ عالم ثانی کے زمانے میں پنجاب میں سکھوں کا زور ہوا تھا۔ اسی وقت لاہور کو " دار السلطنت" کہا گیا ہوگا (جہانگیر وغیرہ کے زمانے میں اتنی صاف اردو نہیں لکھی جا رہی تھی۔ اس لیے اُس کا خیال کرنا صحیح نہیں ہوگا) قیاساً یہ مخطوطہ شاہ عالم ثانی کے آخر وقت میں لکھا گیا ہوگا۔

اس تفصیل سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ ترقیمے میں جو سالِ کتابت لکھا ہوا ہوتا ہے اس کی تائید یا تردید کے لیے ترقیمے کے دوسرے اندراجات کے علاوہ تحریر کے انداز، کاغذ اور روشنائی پر بھی نظر کی جانی چاہیے۔

●●

Marfat.com

حواشی

۱۔ اردو مخطوطات انجمن ج ۶، ص ۲۲۱
۲۔ آصفیہ ج ۱، ص ۳۶۶
۳۔ آصفیہ ج ۱، ص ۲۷۹
۴۔ تذکرہ مخطوطات ج ۱، ص ۲۰۰
۵۔ ایضاً ج ۱، ص ۲۱۰
۶۔ مخطوطہ مملوکہ مولانا آزاد لائبریری۔ حبیب گنج کلکشن
۷۔ تذکرہ مخطوطات ج ۱، ص ۳۴
۸۔ ایضاً ج ۱، ص ۲۲
۹۔ ایضاً ج ۱، ص ۲۶۰
۱۰۔ ایضاً ج ۱، ص ۵۵
۱۱۔ ایضاً ج ۱، ص ۲۴۱
۱۲۔ ایضاً ج ۱، ص ۱۴۴
۱۳۔ ایضاً ج ۱، ص ۱۷۷
۱۴۔ ایضاً ج ۱، ص ۲۲۴
۱۵۔ اردو مخطوطات انجمن ج ۵، ص ۱۸۵
۱۶۔ تذکرہ مخطوطات ج ۱، ص ۱۸۰
۱۷۔ ایضاً ج ۱، ص ۲۹۹
۱۸۔ اردو مخطوطات انجمن ج ۳، ص ۴۶
۱۹۔ ایضاً ج ۳، ص ۷۳
۲۰۔ معتمد الدولہ ص ۱۳۰
۲۱۔ دہلی کے مخطوطات ص ۲۰۴
۲۲۔ تذکرہ مخطوطات ج ۱، ص ۱۹۱
۲۳۔ دہلی کے مخطوطات ص ۱۰
۲۴۔ مخطوطات جامع مسجد بمبئی ص ۱۹۳
۲۵۔ دہلی کے مخطوطات ص ۳۳
۲۶۔ تذکرہ مخطوطات ج ۱ ص ۱۹۲
۲۷۔ مخطوطات جامع مسجد بمبئی ص ۲۰۰
۲۸۔ جائزہ مخطوطات ج ۱، ص ۱۰۰ تا ۱۰۱
۲۹۔ شیرانی ج ۲، ص ۳۲۶
۳۰۔ ایضاً ج ۳، ص ۴۵۹
۳۱۔ ایضاً ج ۳، ص ۴۳۱
۳۲۔ ایضاً ج ۱، ص ۴۷
۳۳۔ نسخہ ہائے خطی بمبئی ص ۱۲
۳۴۔ شیرانی ج ۳ ص ۵۲۶ تا ۵۲۷
۳۵۔ مخطوطات جامع مسجد بمبئی ص ۲۵۱

Marfat.com

۳۶۔ تذکرہ مخطوطات ج ۵، ص ۲۰۹
۳۷۔ اردو مخطوطات انجمن ج ۵، ص ۳۵
۳۸۔ مخطوطات جامع مسجد بمبئی ص ۲۴۲
۳۹۔ تذکرہ مخطوطات ج ۱، ص ۱۸۰
۴۰۔ دہلی کے مخطوطات ص ۱۹۵
۴۱۔ جائزہ مخطوطات ج ۱، ص ۶۶
۴۲۔ دہلی کے مخطوطات ص ۷۲
۴۳۔ جائزہ مخطوطات، ج ۱، ص ۱۰۲۷ تا ۱۰۲۸
۴۴۔ آصفیہ ج ۱، ص ۲۱۹
۴۵۔ مخطوطات جامع مسجد بمبئی ۲۸۵ تا ۲۸۶
۴۶۔ تذکرہ مخطوطات ج ۱، ص ۱۴۲
۴۷۔ ایضاً ج ۱، ص ۲۱۸
۴۸۔ ایضاً ج ۱، ص ۱۷۵
۴۹۔ اردو مخطوطات انجمن ج ۲، ص ۲۰۸
۵۰۔ آصفیہ ج ۱، ص ۱۹۳
۵۱۔ دہلی کے مخطوطات ص ۲۰۰
۵۲۔ جائزہ مخطوطات ج ۱، ص ۹۷۲ تا ۹۷۳
۵۳۔ تذکرہ مخطوطات ج ۱، ص ۱۱۶ تا ۱۱۷
۵۴۔ ایضاً ج ۱، ص ۵۹
۵۵۔ مخطوطات جامع مسجد بمبئی ص ۱۸۱ تا ۱۸۲
۵۶۔ اردو مخطوطات انجمن ج ۵ ص ۲۸۵ تا ۲۸۶
۵۷۔ مخطوطات جامع مسجد بمبئی ص ۲۶۶
۵۸۔ ایضاً ص ۲۱۲ تا ۲۱۴
۵۹۔ تذکرہ مخطوطات ج ۱، ص ۳۱۸
۶۰۔ دہلی کے مخطوطات ص ۱۳۹
۶۱۔ مخطوطۂ قومی عجایب گھر، لاہور
۶۲۔ مخطوطات جامع مسجد بمبئی ص ۱۱۵
۶۳۔ اردو مخطوطات انجمن ج ۶، ص ۱۸
۶۴۔ ایضاً ج ۳، ص ۹۹
۶۵۔ مخطوطات جامع مسجد بمبئی ص ۲۸۴
۶۶۔ جائزۂ مخطوطات ج ۱، ص ۱۳۰
۶۷۔ تذکرہ مخطوطات ج ۱، ص ۱۱۰
۶۸، ۶۹۔ مخطوطات مملوکۂ راقم
۷۰۔ معاصر ج ۴، ص ۹۲ تا ۹۴
۷۱۔ آصفیہ ج ۱، ص ۱۷۲
۷۲۔ اردو مخطوطات انجمن ج ۵، ص ۱۰۲، ۱۰۴
۷۳۔ آصفیہ ج ۱، ص ۱۷۴
۷۴۔ آصفیہ ج ۱، ص ۱۲۵
۷۵۔ سعادت علی خاں کے مروجہ القاب یہ معلوم ہوتے ہیں: "نواب ناظم الملک" (کلیات انشا)، "یمین الدولہ ناظم الملک نواب سعادت علی خاں بہادر مبارز جنگ" (نادر العصر)
۷۶۔ لکھنویات ادیب ص ۲۸۵ تا ۲۸۶
۷۷۔ نواب سید حیدر علی خاں (گوالٹولی کانپور) کے مملوکۂ "قران السعدین" کے مخطوطے کا ترقیمہ یہ ہے:

Marfat.com

وتمت تمام شد نسخہ قران السعدین بتاریخ
پانزدہم ۱۵ شہر ربیع الثانی ۱۲۳۴ھ ہجری
بروز پنجشنبہ در بلدہ لکھنؤ در عہد وزارت رفعت
الدولہ رفیع الملک نواب غازی الدین حیدر
خان بہادر شہامت جنگ بدستخط عاصی ہیچمداں
اضعف من عباد اللہ صورت اختتام و پیرایہ
نظام یافت ؎

ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندہ گنہگارم

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ذی الحجہ ۱۲۳۴ھ میں تاجپوشی سے پہلے غازی الدین حیدر کو "نواب" کہا جاتا تھا اور ان کے ساتھ "بادشاہ جمجاہ" نہیں لکھا جاتا تھا۔

۷۸۔ شیرانی ج ۲، ص ۳۰۲

Marfat.com

ماخذ

اردو مخطوطات انجمن = مخطوطات انجمن ترقی اردو (اردو) جلد ۲، ۳، ۵، ۶
مرتبہ: افسر صدیقی امروہوی۔ انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی۔
آصفیہ = کتبخانۂ آصفیہ کے اُردو مخطوطات جلد۔ ا
مرتبہ: نصیر الدین ہاشمی مطبوعہ حیدر آباد
تذکرہ مخطوطات یعنی ادارۂ ادبیات اردو کی قلمی کتابوں کا تفصیلی جائزہ جلد۔ ا،۵
مرتبہ: ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ ترقی اردو بیورو، نئی دہلی۔
جائزۂ مخطوطات اردو مرتبہ: مشفق خواجہ
حبیب گنج کلکشن =
شیرانی = فہرست مخطوطات شیرانی
مرتبہ: ڈاکٹر محمد بشیر حسین ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاہ پنجاب، لاہور، جلد ۲،۴
دہلی کے اُردو مخطوطات کی وضاحتی فہرست
مرتبہ: ڈاکٹر صلاح الدین انجمن ترقی اردو (ہند) دلّی
لکھنویات ادیب۔ مرتبہ ڈاکٹر طاہر تونسوی مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی لاہور۔
مخطوطات جامع مسجد بمبئی = کتبخانۂ جامع مسجد بمبئی کے اردو مخطوطات
مرتبہ: ڈاکٹر حامد اللہ ندوی۔ موڈرن پبلشنگ ہاؤس نئی دہلی۔
معاصر (مجلہ) پٹنہ حصہ ۴
معتمد الدولہ آغا میر۔ مرتبہ ڈاکٹر محمد انصار اللہ۔ غالب انسٹی ٹیوٹ، نئی دہلی۔
تواریخ نادر العصر، مولفۂ منشی نولکشور، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ
نسخہ ہائے خطی بمبئی = فہرست نسخہ ہای خطی فارسی بمبئی کتابخانہ موسسۂ کاما، گنجینۂ، منچی مولفۂ ڈاکٹر سید مہدی غروی۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد

••

Marfat.com

عرض دیدہ وغیرہ

۱۔ **عرض دیدہ** — فارسی اور اُردو کے (مطبوعہ اور قلمی) نسخوں پر مُہروں کے نقش اور ترقیموں کی عبارتوں کے علاوہ اور بھی کئی طرح کے اندراج دیکھے جاسکتے ہیں۔ 'عرض دیدہ' کی ترکیب بھی اسی سلسلے کی ہے۔

(الف) کتبخانۂ سالار جنگ حیدر آباد کے "تاریخ سلطان محمد قطب شاہ" کے مخطوطے پر شاہجہاں کی یہ تحریر موجود ہے[1]:

'... در ۱۱ سنہ جلوس مبارک داخل کتابخانۂ این نیازمند درگاہ الٰہی شد۔ حررہ شاہجہاں ابن جہانگیر بادشاہ۔"

اس کے نیچے بائیں طرف یہ اندراج ہے:

" ۱۹ ربیع الثانی ۳۱ سنہ عرض دیدہ شد۔"

اور اس کے نیچے متعلق شاہی منصبدار کی مہر ثبت ہے۔ ان اندراجوں سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱۔ ۱۱ سنہ جلوس (= ۱۰۴۹ھ) میں بادشاہ کے لاحظے کے بعد یہ نسخہ" داخل کتابخانہ" ہوا تھا۔ اس سے 'تملیک و تحویل' کے زمانے کا پتا چلتا ہے۔

۲۔ ۳۱ سنہ جلوس (= ۱۰۶۸ھ) یعنی شاہ جہاں کی بادشاہت کے آخری سال میں متعلق منصبدار نے اپنی مہر کے ساتھ تاریخ وماہ وسال کا اندراج کیا ہے۔ اس اندراج سے بہ گمانِ غالب 'جائزہ" کے مفہوم و محل کا پتا چلتا ہے۔ دونوں اندراجوں کا موقع اور مفہوم مختلف ہے۔

(ب) لاہور کے ذخیرۂ شیرانی میں 'یوسف و زلیخا" کے مخطوطے پر یہ تحریر[2] ہے: 'عرض دیدہ شد" بتایا گیا ہے کہ یہ شہنشاہ جہانگیر کی تحریر ہے۔

ان دونوں مثالوں سے ظاہر ہے کہ 'عرض دیدہ" شاہی متوسلین ہی نہیں خود بادشاہ بھی لکھتے

Marfat.com

رہے ہیں۔ بہ گمانِ غالب یہ ترکیب متقدمین سلاطین مغلیہ کے زمانے میں وضع کی گئی تھی اور جائزے کے وقت کتاب کو ملاحظہ کرنے کے بعد بادشاہ (= مالک کتابخانہ) یا کتابدار (= کتابخانے سے متعلق کوئی عامل) "عرض دیدہ" لکھ دیتا تھا۔

(ج) کتبخانۂ خدابخش پٹنہ میں محفوظ جن دو نسخوں پر اس اندراج کی ڈاکٹر عابد رضا بیدار نے نشاندہی کی ہے ان میں سے ایک "جہانگیر نامہ" ہے جو قطب شاہی سلاطین کے کتبخانے میں ملا تھا۔ اس پر دو "عرض دیدہ" ہیں اور دونوں شمالی ہند میں (بہ عہد محمد شاہ بادشاہ) لکھے گئے تھے۔ دوسرا مخطوطہ دیوانِ حافظ کا ہے جو ہمایوں کے کتبخانے میں بھی رہ چکا تھا۔ اس پر سات "عرض دیدہ" ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی بہت قدیم معلوم نہیں ہوتا ہے۔ ذیل کے دو اندراج ایک ہی تاریخ کے ہونے کی وجہ سے توجہ طلب ہیں:

ہفدہم ماہ جمادی الثانی ۱۱۴۱ھ عرض دیدہ تحویل محمد باقر شد

اور: ۱۷۔ جمادی الثانی ۱۱۴۱ھ تحویل محمد باقر شد

ان سب پر نگاہ کریں تو خیال ہوتا ہے کہ "عرض دیدہ" لکھنے کا چلن عموماً شمالی ہند میں رہا ہے اور زیادہ رواج غالباً شاہجہاں کے وقت سے ہوا۔ اگرچہ محمد شاہ کے دور میں بھی اس کے لکھے جانے کا سلسلہ جاری تھا، تعجب اس پر ہے کہ زبان اردو کے کسی مخطوطے پر یہ اندراج دیکھنے میں نہیں آیا۔ دیوانِ حافظ کے مندرجہ بالا اندراجوں سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ "عرض دیدہ" کا کسی نہ کسی درجے میں "تحویل" سے تعلق ہے۔ اس سے یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ یہ ترکیب "جائزہ" کے عمل سے متعلق ہے۔

جن مخطوطات پر "عرض دیدہ" کا اندراج ملتا ہے، کسی بھی کتبخانے میں ان کی تعداد دو چار فیصد سے زیادہ معلوم نہیں ہوتی ہے۔ قیاس کہتا ہے کہ دستاویزوں اور عرضداشتوں پر بھی یہ اندراج ہو سکتا ہے لیکن تا حال اس تک راقم کی رسائی نہیں ہو سکی ہے۔

۲۔ **تحویل نامہ** — یہ بھی مروّجہ اصطلاحات میں سے ہے۔ اس سے وہ فقرہ یا عبارت مراد ہوتی ہے جس میں کسی چیز یا کتاب کے ایک مالک کے پاس سے نکل کر دوسرے مالک کی تحویل میں جانے کا پتا چلتا ہو۔ بعض مخطوطوں پر ایسے اندراجوں میں لفظ "تحویل" شامل ہوتا ہے۔ لیکن معمولاً اس لفظ کا لایا جانا ضروری نہیں ہے، تحویل کے مفہوم کا ادا ہو جانا کافی ہے۔

Marfat.com

تحویل میں آنے کی کوئی بھی صورت تحویل نامے میں مذکور ہو سکتی ہے مثلاً کتابت کے مکمل ہو جانے کے بعد مخطوطے کا موصول ہونا، جائزے کے بعد کتبخانے کے کارکن تک کسی کتاب کا پہنچنا، کسی شخص سے مستعار لیا جانا یا جس نے مستعار لیا تھا' اس سے واپس ملنا وغیرہ۔ اسی طرح مالک کی تبدیلی کی بھی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً فروخت یا ہدیہ کیا یا تحفہ میں دیا یا خرید لیا وغیرہ۔

تحویل نامے کی ایک اچھی مثال دیوان حافظ کے ایک نسخے کا یہ اندراج[۴] ہے کہ:

• اللہ اکبر — یکم آذر سنہ ۱۴ داخل کتابخانۂ ایں نیازمند درگاہ الٰہی شد' در دار الخلافہ آگرہ در۔ہ، نور الدین جہانگیر ۱۰۱۴ھ ابن اکبر بادشاہ در کتابخانۂ پدرم از عموی من حکیم میرزا رسیدہ"

یعنی اکبر کا کتابخانہ پہلے سے موجود تھا اور یہ نسخہ زمانۂ ماضی میں اس میں داخل ہو چکا تھا۔ اب تحویل میں آنے کے واقعے کو اپنی یادداشت سے قلمبند کر دیا۔ اسی طرح ذیل کی عبارت بھی ہے[۵]:

• شرح گلشن راز تحفہ مرزا بیگ سلحدار بتاریخ دوازدہم شہر رجب ۱۰۲۴ھ کتبہٗ العبد الخالص لمولاہ الملک سلطان محمد قطب شاہ زاد توفیقہٗ فیما تیمناہ"

کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ نسخے کا جدید مالک اپنی ملکیت کا تو اظہار کر دیتا ہے لیکن سابق مالک کا ذکر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا ہے چنانچہ "حدیقۃ الحقیقۃ" کے ایک مخطوطے کا یہ اندراج اس صورتِ حال کی مثال پیش کرتا ہے[۶]:

• ... در سنہ ۱۱ جلوس مبارک داخل کتابخانۂ ایں نیازمند درگاہ الٰہی شد۔ حررہ شاہ جہاں ابن جہانگیر بادشاہ"

منکسر مزاج اور اختصار پسند طبیعتوں نے تحویل نامے کو مختصر بھی کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں جدید مالک کا نام اور سال کے ساتھ تاریخ، دن اور مہینے کے اندراج کو بھی حذف کر دیتے ہیں چنانچہ "حدیقۃ الحقیقۃ" کے مذکورہ نسخے پر یہ اندراج بھی ہے[۷]:

• دخل فی تملیک احقر العباد ۱۰۴۲ھ

اس کے نیچے "میرک حسین بندۂ شاہ جہاں" کی مہر ثبت ہے۔ اسی طرح یہ بھی ہوتا ہے کہ شخص کی دستخط اور کبھی محض تاریخ و ماہ و سال کا لکھ دینا ہی کافی خیال کر لیا جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے[۸]:

Marfat.com

"قیمت یکہزار روپیہ ... پیشکش میر کی حسین ذی قعدہ ۱۱ ؁نہ"

مختصر تحویل ناموں کی دو مثالیں یہ بھی ہیں :

(الف) تاریخ سلطان محمد قطب شاہ کے سرورق پر یہ اندراج[9] ہے :

"بتاریخ غرہ ربیع الاولیٰ ۱۱۸۶ ؁نہ"

اور (ب) دیوان ولی کے نسخے پر دستخط کے ساتھ سال اس طرح تحریر[10] ہے :

"سید محمد حسین ۱۲۴۴ ؁ھ"

بعض تحویل نامے بہت معلومات افزا بھی ہوتے ہیں مثال کے طور پر[11] :

"از کتابخانہ شہریار عظمت مدار سپہر اقتدار امیر ابن الامیر امیر عبدالرحمٰن خاں ابن امیر محمد افضل خاں مرحوم ابن امیر دوست محمد خاں مغفور والی افغانستان"

علم کے شایق بعض کتابوں کی نقلیں تیار کروا کر اپنے کتبخانے میں محفوظ کر لیتے تھے۔ چونکہ یہ نقل کتابخانے کے حوالے کی جاتی تھی اس سلسلے کے اندراج بھی تحویل نامے ہی کی ذیل میں آئیں گے، مثلاً[12] :

"مثنویات زلالیست بخط محمد مراد کشمیری کہ عور کتابخانۂ ایں نیازمندِ درگاہ الٰہی نوشتہ شد۔ حررہٗ شہاب الدین محمد صاحب قِران ثانی شاہ جہاں"

۳۔ **تعارف نامہ** — تعارف نامے سے مراد وہ الفاظ، فقرات یا عبارت ہے جو کسی قلمی یا مطبوعہ کتاب پر اس کا مالک، قاری یا کوئی اور شخص اس کے تعارف کے طور پر لکھ دیتا ہے۔ یہ تعارف نامے طویل بھی ہوتے ہیں اور مختصر بھی۔ کبھی کبھی تو یہ صرف کتاب کے نام پر ہی مشتمل ہوتے ہیں۔ مثلاً کتبخانۂ سالار جنگ میں ایک مخطوطے پر اس کا نام اس طرح درج ہے[13] :

"تاریخ سلطان محمد قطب شاہ"

اس کے برخلاف کتاب محبوب السیر کے شروع میں یہ تعارفی عبارت لکھی ہوئی ہے[14] :

"سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ سرکار عالی۔ یادداشت۔ تاریخ ہفت خوان حیدری۔ اس نام کی قلمی کتاب سید ابراہیم صاحب ید اللہی نے دکھائی اور میں نے جستہ جستہ مطالعہ کیا۔ اس میں حیدر علی (سلطانِ میسور) کی زندگی اور عہد حکومت کے حالات اردو میں تحریر کیے گئے ہیں اور مولف اور ان کے والد خود اُس سرکار کے وابستہ دولت

Marfat.com

رہے اور بہت سی باتیں بچشم خود معاینہ کر چکے ہیں۔ کتاب کے مفید۔ الخ

ظاہر ہے کہ یہ اندراج بہت مفید اور معلومات افزا ہے۔ افسوس ہے کہ باقی عبارت پر کسی نے کاغذ چسپاں کر دیا ہے۔

۴۔ ہدایت نامہ ـــ کبھی کبھی کتاب کے شروع میں پڑھنے والے کے لیے ہدایتیں بھی قلمبند کر دی جاتی ہیں مثلاً "گوہر شاہوار" کے سرورق پر لکھا ہے[۱۵]:

"ایں کتاب برائے شیعہ است۔ اہلِ سنّت ہرگز ہرگز ایں کتاب را نہ بینند۔"

اسی طرح "جلد چہارم مرثیہ ہائے میر مونس" مطبوعہ مطبع دبدبۂ احمدی لکھنؤ بابت ۱۹۰۲ء پر یہ ہدایت درج ہے:

"یہ کتاب خاص مذہب اثنا عشری کی ہے۔ اہل سنت ملاحظہ نہ کریں۔"

اس قسم کی ہدایتوں کی اہمیت ظاہر ہے۔

۵۔ **تملیک نامہ** ـــ ملکیت کے اظہار کے لیے بھی کتاب کے شروع یا آخر میں بعض جملے لکھے جاتے ہیں چنانچہ نیچے ایک نمونہ دیا جاتا ہے:

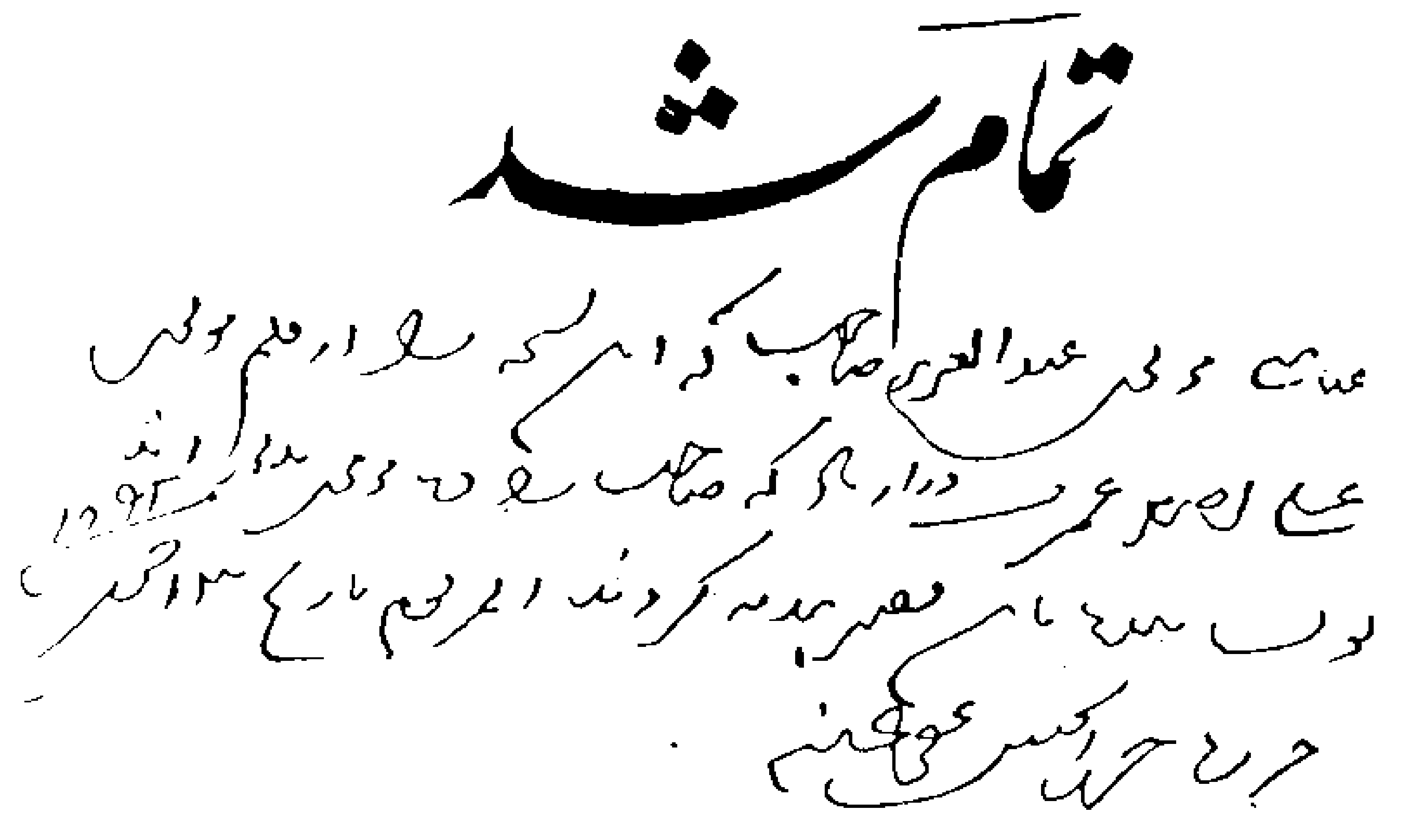

تملیک نامے مختصر بھی ہوتے ہیں اور طویل بھی اور ان سے بعض وقت کتاب کی قدر و قیمت اور زمانے وغیرہ کے تعین میں بھی مدد مل سکتی ہے چنانچہ ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے:

(الف)[۱۶] یہ کتاب ذاتی بندہ کی ہے۔ (دستخط) سید غوث الدین۔

(ب)[۱۷] صاحب ایں کتاب والدۂ صاحب غلام حسن صاحب از میر واحد علی گرفتہ

Marfat.com

شدہ بتاریخ غرہ شہر جماوی الاول ۱۲۷۵ھ۔

۶۔ **پیشکش یا عرضداشت** ـــــ کسی امیر یا عالی مرتبت شخص کا توسل یا قرب حاصل کرنے کی نیت سے اس کی خدمت میں کوئی کتاب پیش کی جاتی ہے تو اس تقریب کے اندراج دلچسپ بھی ہوتے اور نتیجہ خیز بھی۔ دیوان حزیں پر شیخ علی حزیں کی ذیل کی تحریر اسی سلسلے کی ہے[۱۸]:

"بسم اللہ خیر الاسماء این منتخب دیوان بہ عنوان یادگاری در خدمت سلالۃ الاعظم الاکابر مجد الآخر و اشرف و الفخر و البہا ربقیہ اسلافہ الکرم میرزا امام قلی الحسنی الحسینی المخاطب بہ عماد الدین خاں دام افضالہ، پیشکش نمودہ شد۔ امید کہ وسیلہ یادآوری شود۔ حررہ الفقیر الی اللہ الغنی محمد المدعو بہ علی عفی عنہ بالنبی و الولی فی عام ۱۱۵۱ حامداللہ حق حمدہ"

۷۔ **مطالعہ سے متعلق یادداشتیں** ـــــ بعض خوش مذاق کتاب کو پڑھ لینے کے بعد اپنے مطالعے کے نتائج اور اس سے متعلق یادداشتیں قلمبند کر لیتے ہیں۔ بعض اعتبارات سے یہ یادداشتیں بہت اہم ہوتی ہیں۔ نمونے یہ ہیں:

(الف) "محتشم نامہ" کے آخری صفحہ پر لکھا ہے[۱۹]:

"از ابتدا تا انتہا این اوراق را مطالعہ نمودم۔ دستخط۔ محمد علی"

(ب) ایک اور کتاب پر یہ اندراج ہے[۲۰]:

"بیست ہشتم ماہ مبارک رمضان ۱۱۶۷ ہجری النبوی در قلعہ۔ بمطالعہ در آمد۔"

۸۔ **کتاب کے مستعار لینے سے متعلق** ـــــ بعض لوگ کوئی قلمی یا مطبوعہ کتاب جب مستعار لیتے یا دیتے ہیں یا کاتب (= نقل نویس) یا فروخت کرنے والے سے خریدتے ہیں تو اس واقعہ کو یادگار کے طور پر کبھی مختصراً اور کبھی مفصلاً قلمبند کر لیتے ہیں۔ بعض مثالیں یہ ہیں:

(الف)[۲۱] مرزا ذاکر بیگ ہزارہ تکلیف نمودند۔ چند روزے بہ عاریت انگاشت"

(ب)[۲۲] سکندر نامہ بحری میر بیدار علی خاں برائے ترجمہ کنایندہ بود (؟)۔ بندۂ ہاشم۔

(ج)[۲۳] این کتاب مجموع المسائل برائے خواندن عابد صاحب برادر نوشتہ شدہ

خریداری سے متعلق ایک کتاب پر یہ اندراج ہے:

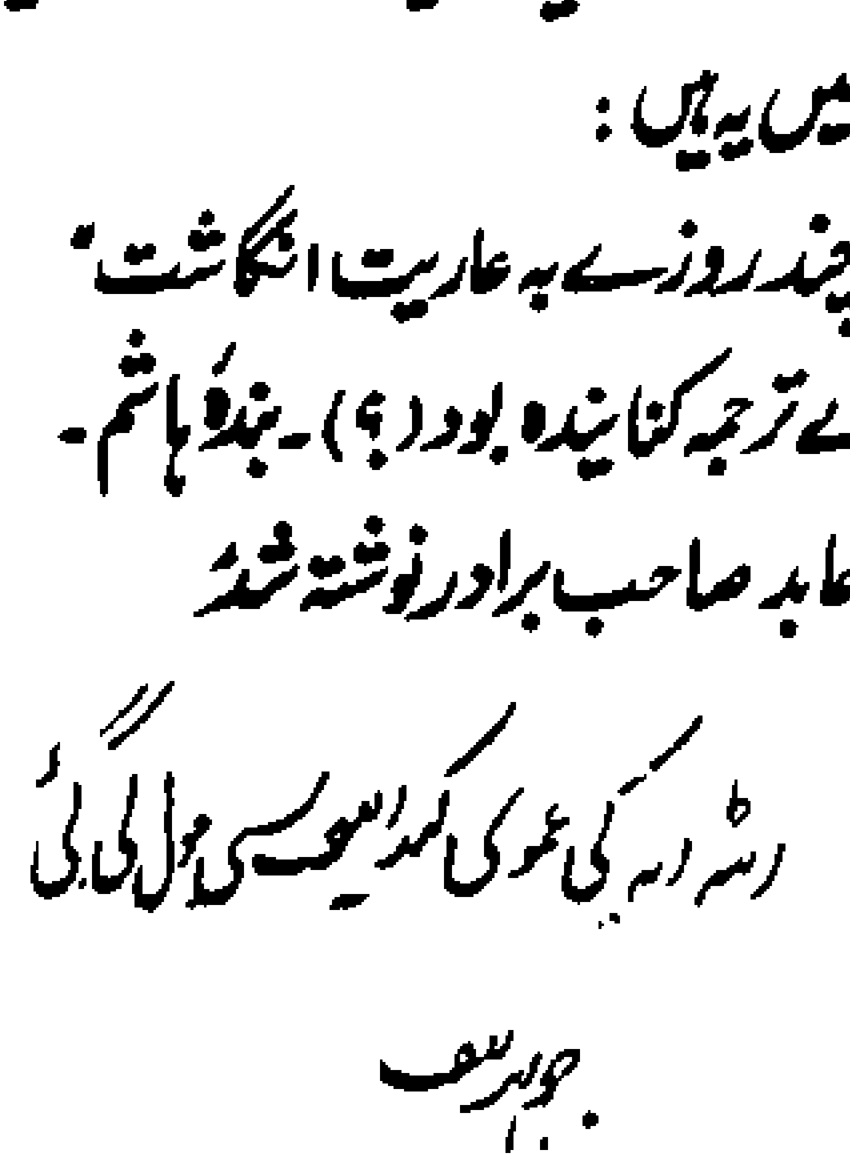

Marfat.com

۹۔ وفات نامہ یا واقعات نامہ ۔ کتاب کے مصنف، مالک یا کاتب یا کسی اور متعلق شخص کے کسی اہم اور قابل ذکر واقعہ یا اس کی وفات کا ذکر بطور یادداشت قلمبند کر دیا جاتا ہے۔ یہ اندراج بھی دوسری مختلف تحریروں کی طرح نثر اور نظم دونوں میں ہو سکتا ہے۔ شاہ برکت اللہ عشقی دہیمی کی کتاب "عوارف ہندی" کے نسخہ جیسوال انسٹی ٹیوٹ پٹنہ کے شروع میں یہ اندراج ملتا ہے:

"تاریخ وفات قدوۃ العارفین میر سید برکت اللہ معروف بہ صاحب برکات بلگرامی قدس سرہٗ کہ روز عاشورہ سنہ اثنین واربعین ومایۃ والف بہ گلگشت روضۂ رضواں خرامید و در قصبہ مارہرہ مدفون گردید، از سید غلام علی آزاد حسینی واسطی بلگرامی سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بیدار دلے رفت سوے محفل قدس ... بربست زصحرائے جہاں محمل قدس
تاریخ وصال او خرد کرد رقم ... صاحب برکات واصل منزل قدس
۱۱۴۲

اوپر جن مختلف النوع اندراجات کا ذکر کیا گیا وہ سب عموماً کتاب کے مالکوں یا پڑھنے والوں کے قلم سے لکھے ہوتے ہیں اس لیے اصل کتاب کی تحریر سے ان کا انداز خط بھی مختلف ہوتا ہے۔ یہ اندراج اپنی نوعیت کے اعتبار سے کبھی کتاب کے شروع میں ہوتے ہیں یا آخر میں اور کبھی کبھی درمیانی صفحوں پر بھی ہوتے ہیں۔ اکثر کتابوں پر اچار چٹنی کے نسخوں کے علاوہ بعض امراض کے علاج، تعویذ اور زائچے وغیرہ بھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان سب کا غایر مطالعہ کئی اعتبار سے نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے اس لیے کسی بھی اندراج کو خواہ بادی النظر میں وہ کتنا ہی معمولی ہو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

●●

Marfat.com

حواشی

۱۔ سالار ج ۱، ص ۴۱۴

۲۔ شیرانی ج ۱، ص ۲۰۰

۳۔ سالار ج ۴، ص ۲۱۱

۴۔ بعض دوستوں نے "عرض دیدہ" کے مفہوم اور محل استعمال کو متعین کرنے کے لیے ایرانی لغت نویسوں سے رجوع کیا ہے۔ یہ ترکیب اہل ہند کی وضع کردہ ہے اور اس کا چلن ہندستان میں رہا ہے اس لیے ایرانی لغتوں سے اس کے لیے استناد مناسب نہیں ہے۔

۵۔ سالار ج ۴، ص ۱۶۱

۶، ۷، ۸۔ سالار ج ۴، ص ۲۸

۹۔ سالار ج ۱، ص ۴۱۴

۱۰۔ تذکرہ مخطوطات ج ۱، ص ۶۴

۱۱۔ سالار ج ۴، ص ۲۵۰

۱۲۔ سالار ج ۵، ص ۱۰۲

۱۳۔ سالار ج ۱، ص ۴۱۴

۱۴۔ آصفیہ ج ۱، ص ۲۵۶

۱۵۔ سالار ج ۵، ص ۲۴۵

۱۶۔ اردو مخطوطات انجمن ج ۲، ص ۴۴

۱۷۔ تذکرہ مخطوطات ج ۴، ص ۱۰۲

۱۸۔ سالار ج ۵، ص ۲۸۴

۱۹۔ اُردو مخطوطات انجمن ج ۳، ص ۱۱

۲۰، ۲۱۔ سالار ج ۱ ص ۴۱۴

۲۲۔ آصفیہ ج ۱ ص ۲۴۰

۲۳۔ اردو مخطوطات انجمن ج ۲، ص ۹۱

●●

Marfat.com

ماخذ

۱۔ آصفیہ = کتبخانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات۔ مرتبہ نصیرالدین ہاشمی مطبوعہ حیدرآباد

۲۔ اردو مخطوطات = مخطوطات انجمن ترقی اردو (اردو) مرتبہ افسر صدیقی امروہوی انجمن ترقی اردو (پاکستان) کراچی۔

۳۔ تذکرہ مخطوطات یعنی ادارہ ادبیات اردو کی قلمی کتابوں کا تفصیلی جائزہ۔ مولفہ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، ترقی اردو بیورو۔ نئی دہلی۔

۴۔ سالار = A Concise Descriptive Catalogue of the Persian Manuscripts in the Salarjung Museum and Library by Muhammad Ashraf - Hyderabad 1969.

۵۔ شیرانی = فہرست مخطوطات شیرانی مرتبہ ڈاکٹر محمد بشیر حسین ادارہ تحقیقات پاکستان دانشگاہ پنجاب، لاہور۔

●●

Marfat.com

با نام رسید نسخهٔ متبرکه سری بهگوت گیتا در ... مطابق ... ... دارالسلطنت

لاهور ... بانشام رسید

Marfat.com

پروفیسر عبدالباری
شعبۂ عربی
مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ

چند اہم عربی مخطوطات — ایک تعارف

(عرض دیدہ، مہروں اور ترقیمہ کی صراحت کے ساتھ)

مخطوطات کی شکل میں برصغیر کے مسلمانوں کے لیے جو قیمتی تہذیبی و ثقافتی ورثہ اور لازوال سرمایہ ہے اسے جتقدر زیادہ سمجھا، سمجھایا جائے اور فائدہ اٹھایا جائے، ہمارے لیے وہ اتنا ہی بہتر ہے۔ اس سے علم و فن کے نئے گوشوں کی بازیافت ہوتی ہے، عصری پیش رفت کو تقویت ملتی ہے اور بحیثیت مجموعی ملکی و ملّی سطح پر تہذیب و تمدّن کو فروغ ملتا ہے۔ خاص طور پر Indo-Iranian اور Indo-Arab روابط کے افہام و تفہیم اور استواری میں بڑی مدد ملتی ہے۔

اس جلسے کی مناسبت سے عربی کے چند اہم مخطوطات کا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

● **خلاصۃ سیر سید البشر** :- محب الدین احمد بن عبداللہ الطبری المکی الشافعی (۶۱۵-۶۹۴ھ)۔

$\frac{771}{9/59}$ Vol II حبیب گنج

مصنف طبری خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ شیخ الحرم تھے، مختلف علوم و فنون کے ماہر اور حافظ و فقیہ تھے۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ ان میں السمط الثمین فی مناقب امہات المومنین، ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ مشہور ہیں۔ کتاب کی پہلی نقل کسی شاگرد کی ہے جس نے محب الدین الطبری سے اس کتاب کو حرم شریف میں ۶۸۹ھ میں پڑھا تھا۔ انکا کہنا ہے کہ ۱۲ اہم کتابوں سے کسب فیض کیا گیا ہے اور پھر ۲۲ فصلوں میں اسے لکھا گیا ہے۔

Marfat.com

ابتدا :- الحمد للہ علی نوالہ ولہ الشکر علی واسع افضالہ وافضل صلواتہ علی النبی محمد والہ وبعد

کتاب کے مختلف اوراق پر جگہ جگہ حواشی بھی ملتے ہیں پہلا صفحہ مطلا ہے۔ کتاب میں کل ۱۲۲ اوراق ہیں اور خط نسخ میں لکھا گیا ہے۔ سائز $\frac{20\times 12}{11\times 5}$ ہے۔ سنہرے اور سبز بورڈر کے ساتھ کتاب لکھی ہوئی ہے۔

ٹائٹل پر حبیب گنج کی مہر ہے اور خود علامہ شروانی کی تحریر ہے۔ ترقیمہ میں اس کتاب کی تکمیل سید بن سید یعقوب کے ذریعہ ۱۰۸۰ھ بتایا گیا ہے۔

● **اخبار الکرام فی اخبار مسجد الحرام** :- شہاب الدین احمد بن محمد الاسدی الشافعی (۱۰۶۶ھ)

$\frac{۳۳}{۱۰۰}$ حبیب گنج VOL II NO. 754

مصنف مشہور مکی ادیب وفقیہ اور شاعر تھے۔ اصلاً یمنی تھے لیکن پیدائش و رہائش مکہ معظمہ میں رہی۔ ۱۰۲۵ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ صاحب خلاصۃ الاثر نے آپ کے حالات لکھے ہیں لیکن اس کتاب کا ذکر نہیں آیا ہے۔ اس کتاب کا اختصار "اتحاف الکرام بفضائل الکعبۃ الغراء والبلد الحرام" بھی ہوا تھا جو خطی ہے۔

مسجد حرم سے متعلق مفید اور اہم کتاب ہے۔ ایک مقدمہ اور تین مقصد پر مشتمل ہے۔

مقدمہ :- فی فضل کعبہ والحجر الاسود والرکن الیمانی

المقصد الاول :- ص ۳۴۔ بیان فی بناء کعبہ

الثانی :- ۵۸۔ فی بناء المسجد الحرام

الخاتمہ :- ۸۸۔ فی اماکن مأثورۃ بقرب الحرم منہا مسجد عرفہ وخلیل

کھجورے ہی روشنائی سے لکھی گئی ہے۔ لفظ "فائدہ" اور "تتمہ" سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ اصل کتاب مصنف کے صاحبزادے نے لکھی ہے۔

ابتدا :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ نستعین، الحمد للہ الذی شرف بیتہ الحرام وفضلہ یجعلہ مثابۃ وامنا للانام وعظمۃ بفرض حجہ علی المستطیع فی الکتاب والسنۃ۔ اما بعد۔ فہذا تالیف لطیف لوالدی وبرکتی وسندی سیدی الشیخ احمد بن سیدی الشیخ محمد الاسدی۔

کل ۴۶ اوراق ہیں۔ اہم تاریخی واقعات خاص طور پر اموی و عباسی عہد کے مذکور ہیں۔

سرورق پر ایک مہر حبیب گنج کی ہے۔ علامہ شروانی کی تحریر مع دستخط ہے کہ انھوں نے اس کتاب کو ۱۵ ریال

Marfat.com

میں حیدرآباد کے اندر ۱۳۴۵ھ میں خریدکیا۔

ترقیمہ میں اس کتاب کی تکمیل حافظ عبدالرسول کے ہاتھوں مکہ مکرمہ میں شوال ۱۱۴۳ھ بتائی گئی ہے۔

● کتاب التفہیم فی صناعۃ التنجیم :- ابوریحان البیرونی (۳۶۲ھ)۔

یونی ورسٹی کلکشن، علی گڑھ ۳۸ روٹوگراف

علامہ بیرونی چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں مشہور ترین عالم، ادیب، مورخ اور سائنس داں گذرے ہیں۔ بقول یاقوت الحموی نجوم و ہیئت اور منطق وحکمت پر علامہ بیرونی کے کتابوں کی صرف فہرست ساٹھ اوراق پر مشتمل تھی۔ مشہور مستشرق سالم کرنکو نے علامہ بیرونی کو عہد وسطیٰ کا سب سے بڑا عالم کہا ہے۔

مذکورہ مخطوطہ استنبول سے حاصل شدہ *Rotograph* ہے اور فنِ فلکیات اور نجوم و ہیئت سے متعلق ہے۔ یہ کتاب ایک طالبہ کی خاطر سوال وجواب کے انداز پر تیار کی گئی ہے۔ دوسرے صفحہ پر الہندسہ کی تعریف شروع ہوتی ہے: "ما الھندسۃ؟ ھی علم المقادیر"۔ اوراق ۱۴/۴، ۲۵، ۶۸، ۷۱، ۸۹ مکرر ہیں۔ ورق ۲۱ غائب ہے۔ پوری کتاب میں جگہ جگہ جیومیٹریکل ڈیزائنس بنے ہیں۔ کل اوراق ۲۵۸ ہیں۔

ابتدا:- "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قال الاستاذ .... محمد بن احمد البیرونی ان الاحاطۃ بھیئۃ العالم وکیفیۃ شکل السماء والارض ...

لذالک جعلت ھذہ التذکرۃ لطالبتما ریحانۃ بنت الحسن علی طریق السوال والجواب"

سرورق پر ایک بڑی اور قدیم مہر دائرے کی شکل میں ہے اور پھر اس کے اندر تین چھوٹے دائروں میں کچھ لکھا ہے جو ناقابل قرارت ہے پھر ورق ۲ پر شیخ الاسلام السید فیض اللہ آفندی کے مدرسہ قسطنطنیہ کی ۱۱۱۲ھ کی مہر ہے اور آخری صفحہ ۲۵۸ پر بھی یہی مہر ہے۔

سرورق پر عرض دیدہ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب محمد سلیمان الرومی الحنفی کی ملکیت میں ۹۷۷ھ میں رہی۔ پھر ایک نام الشیخ عمر بن فرحان الطبری کا بھی ملتا ہے۔

ترقیمہ میں اس کی تحریر محمد بن محمد عامر کے ہاتھوں ۶۴۸ھ لکھی ہے۔

● شرح قصیدۃ بانت سعاد :- علی بن سلطان محمد الہروی القاری۔

حبیب گنج عربیہ $\frac{9}{57}$

عربی میں حضرت کعب ابن زہیرؓ کے قصیدہ "بانت سعاد" کی تقریباً آٹھ دس اہم شرحوں کا نام لیا جاتا

Marfat.com

ہے۔ ان میں ایک علی بن سلطان الھروی کی شرح بھی ہے۔ اس کا نام فتح باب الاسعاد فی شرح بانت سعاد مکمل شرح ہے۔ شارح کی زندگی کے احوال زیادہ نہیں ملتے۔ یہ شرح چھوٹی تقطیع میں ۴۴ اوراق پر مشتمل ہے۔ سطر ۱۷ سائز ۶×۴ و ۳×۷ ہے۔ ہر شعر جلی حرفوں میں سرخ روشنائی سے لکھا ہے۔

ابتدا:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الذی خلق السعداء من اتقیاء وجعل منھم الاشقیاء

کما اراد بمقتضی نعوتہ الجمالیۃ و بموجب صفاتہ الجلالیۃ والصلوٰۃ والسلام علیٰ

سید السادات ومنبع السعادات۔

اما بعد۔ فیقول العبد الفقیر... علی بن سلطان محمد الھروی القاری۔

مختلف صفحات پر حاشیے ہیں۔

پہلے اور آخری صفحہ پر حبیب گنج کی مہریں ہیں۔

ترقیمہ سے کاتب کے نام کا پتہ نہیں چلتا۔

● شرح قصیدۃ بانت سعاد:۔ الٰہی بخش کاندھلوی (۱۲۶۲ھ)

$\frac{۹}{۲۷}$ حبیب گنج عربیہ

ہندی علماء نے عربی زبان میں جو شرحیں قصیدہ "بانت سعاد" کی لکھی ہیں ان میں مولانا الٰہی بخش اور مولانا شہاب الدین دولت آبادی صاحب کا نام اہم ہے۔ کاندھلہ کے مشہور علماء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ شیخ عبدالعزیز دہلوی کے شاگردوں میں تھے۔ متعدد اہم تصانیف ہیں۔ اس شرح کی خاص بات یہ ہے کہ ہر شعر کا فارسی ترجمہ اردو ترجمہ اردو اشعار کی شکل میں ہے جو غیر معمولی کد و کاوش کی نشاندہی کرتا ہے۔ لفظ ترجمہ اور ہندی شرح سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔

کتاب کا ایک مقدمہ بھی ہے جس میں حضرت کعب بن زہیرؓ کے احوال زندگی اور اشعار کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ اپنے دوست محمد مبین کی ایماء پر یہ شرح مصنف نے لکھی ہے۔ کل ابیات ۵۱ بتائی گئی ہے۔

ابتدا:۔ رب یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم وتمم بالخیر

الحمد للہ الذی علم الانسان مالم یعلم... وبعد قال....... الی رحمۃ رب العرش العبد

المدعو بالٰہی بخش... خط فارسی میں تحریر ہے۔

سرورق پر حبیب گنج لائبریری کی مہر ہے اور لکھا ہے بقلم عزیز الدین احمد تلمیذ مفتی عنایت احمد۔

Marfat.com

ترقیمہ میں کتاب کی تکمیل ۱۲۷۲ھ میں عزیزالدین کی کتابت سے بتائی گئی ہے۔

● **رسالۃ الرد علی القفال** :۔ ملا عبدالنبی النعمانی۔

عبدالحیٔ کلکشن ۹۱/۵۰

ملا عبدالنبی عہد اکبری کے مشہور ہندستانی عالم ہیں۔ علامہ ابن حجر الہیثمی کے شاگرد ہیں۔ عہد اکبری میں آپ صدرالصدور کے عہدے پر مامور تھے۔

انکی چند اہم تصانیف میں ایک کتاب سیرت نبوی پر ہے جو رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے۔ یہ بھی اہم رسالہ ہے حج سے واپسی پر قدس شریف میں لکھا گیا۔ وہیں سوالات بھی ہوئے اس رسالے پر توشیخ کمال الدین بن ابی شریف الشافعی نے اتفاق کیا۔ امام ابوحنیفہ کی فضیلت اجاگر کرتے ہوئے ان کی شخصیت کے خلاف کہی گئی باتوں کے رد میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔ اصلاً القفال المروزی کے آرا کے رد میں ہے۔

موضوع بحث علامہ یافعی کی کتاب **مراۃ الجنان** بھی رہی، ملا عبدالنبی نے سلطان محمود کو مذہب حنفی کا ماننے والا بتلاتے ہوئے ایک مخصوص قصہ کا ذکر کیا ہے اور اسی روشنی میں یہ رسالہ تحریر کیا گیا ہے۔

کل اوراق ۱۴ ہیں۔ بڑی تقطیع پر کتاب پیلے رنگ کے کاغذ پر لکھی ہے۔

سرورق پر کچھ لکھا نہیں ہے۔ کوئی Seal بھی نہیں ہے۔

ابتدا :۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی اصطفیٰ حبیبہ وخلیلہ ... وھنا أنا اذکر تلک القصۃ۔

شمس الدین محمد بن امیر حاج الحلی نے اسے ۹۷۸ھ میں تحریر کیا۔

● **مجموعۃ رسائل** :۔ شیخ عبدالاحد بن شیخ سعید خازن (م ۱۰۷۰ھ)

شیفتہ کلکشن ۶۵/۲-۷۸ عربی

یہ سات رسائل کا مجموعہ ہے:

۱۔ فیض عام ۲۔ الجنات الثمانیہ ۳۔ بدائع شرائع ۴۔ فی القراءۃ ۵۔ البرہان الجلی فی فضل الذکر الخفی ۶۔ فی الکلام ۷۔ فی نفی الاشارۃ فی الصلوٰۃ۔

ان میں دو تین رسالے بہت اہم ہیں۔

مولانا عبدالاحد کا تعلق حضرت مجدد الف ثانی کے گھرانے سے ہے۔ یہ مشہور فقیہ اور عالم یعنی عبدالاحد بن زین العابدین... بن رفیع الدین العمری السرہندی مشائخ چشتیہ میں سے تھے سرہند کے لنگرداہ گئے

Marfat.com

اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے تلمذ رہا۔

الجنات الثمانیہ:۔ یہ اہم ترین رسالہ ہے جو مجدد صاحب کے احوال زندگی پر ہے۔اس کا دوسرا نسخہ نہیں ملتا۔کل اوراق ۵۳۔۲۰ (۲۳) ہیں۔مصنف نے لکھا ہے کہ وہ قدوۃ العارفین غوث الواصلین الشیخ محمد معصوم کے ساتھ حج کے لیے گئے۔ وہاں اکابر علماء سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے رسالہ لکھنے کی فرمائش کی۔"علی احوال جدی المجدد للألف الثانی الشیخ احمد النقشبندی السرھندی" تاکہ احباب کے لیے مفید ہو مصنف ــــ کا کہنا ہے کہ انھوں نے ثقہ اصحاب کی فارسی کتب سے مدد لی مثلاً شیخ بدرالدین السرہندی خواجہ ہاشم البرہان پوری وغیرہ۔

یہ آٹھ ابواب (جنات الثمانیہ) خاتمہ وحسن خاتمہ پر مشتمل ہے۔

باب اول:۔ البشارات التی صدرت بوجود المسعود قبل ظهوره

باب دوم:۔ فی بیان میلاد ونسبہ

باب سوم:۔ انتساب فی سلاسل المشائخ الکرام

باب چہارم:۔ فی طریق مصافحہ وسندہ فی الحدیث وعلم القراءۃ

باب پنجم:۔ مصنفاتہ

باب ششم:۔ فی ذکر أمانۃ

باب ہفتم:۔ فی ذکر بعض کلماتہ لمکاشفاتہ العلیۃ

باب ہشتم:۔ فی رد شبہات الواردہ علی کلامہ

الخاتمہ:۔ فی حکایات السالکین والصالحین

کتابت نستعلیق میں ہے۔جگہ جگہ مختلف الفاظ کے نیچے سرخ خط کھینچ دیے گئے ہیں۔علماء کی مختلف آراء اور بحثوں کا تذکرہ بھی ہے۔

ابتدا:۔ سبحانك یامن بعث علی رأس کل مأۃ سنۃ من ھذہ الامۃ... اما بعد فیقول اضعف البریۃ عبد الاحد بن شیخ محمد سعید خازن الرحمۃ الصمد بہ۔

کتاب کے سرورق پر فہرست رسائل ہے، دو چھوٹی چھوٹی مہریں ہیں جن میں حاجی عبدالاحد لکھا ہے۔
ترقیمہ میں صرف خاتمہ کتاب کا تذکرہ ہے کہ نسخہ مکمل ہوا۔

Marfat.com

● نظم الدرر والمرجان فی تلخیص سیر سید الانس والجان :- [137]

اوحدالدین مرزا خان ابرکی الجالندھری

یونی ورسٹی کلکشن عربیہ واخبار ۳۳

مصنف کے احوال زندگی کی تفصیل نہیں ملی ہے۔

سیرت پاک کے متعلق ایک ہندی عالم کی عربی میں عمدہ کتاب ہے۔ ابتدائے ولادت سے وفات رسولؐ تک مکمل سیرت ہے مگر اختصار کا انداز ہے۔ خود مصنف نے صحیح ترین صورت حال پیش کرنے کی خاطر اختصار کے ساتھ احوال رسول بیان کیے ہیں۔ بہت سی نئی اور تحقیقی باتیں ہیں جو دیگر کتب سیرت میں نہیں ملتی ہیں مثلاً رضاعت رسول کے سلسلے میں تین بنو سلیم کی ابکار عورتیں بتائی ہیں جن میں ایک حضرت عاتکہ بھی تھیں۔

دوسری اہم خصوصیت کتاب کی یہ ہے کہ خاص خاص مواقع کی دعائیں بھی لکھی گئی ہیں۔ خطوط رسولؐ کا تذکرہ بھی ہے۔ اس کتاب کا تعلق ٹونک سے بھی رہا ہے۔ کتابت کا کام وہیں سے شروع ہوا۔ نواب وزیرالدولہ امیرالملک محمد وزیر خاں بہادر نے بھی اس کا معائنہ کیا اور تحریر کتاب پر ہر صفحہ کے ہزار نقدی سے عزت افزائی کی۔ لفظ **قلت** اور دوسرے خاص الفاظ سرخ روشنائی سے ہیں۔ کل اوراق ۱۰۶ ہیں۔ خط نستعلیق ہے۔

ابتدا :- رب یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم وتمم بالخیر

الحمد للہ الذی انزل رسولہ بالھدی ودین الحق ... وخلع علی علماء امتہ ببیان فضلہ ومفاخرۃ فیقول العبد الضعیف المسکین ...۔

کوئی مہر نظر نہیں آئی۔ سائز ۵×۶، ۴×۹

ترقیمہ میں لکھا ہے (۱۰۶ F) کہ یہ نسخہ منقولہ بخط الفاضل العالم السید علیم اللہ الحسینی الجالندھری بید حافظ محمد اہل اللہ فی رجب ۱۱۷۵ھ جالندھر میں تحریر ہوا۔ اس کے بعد ۲ صفحات فارسی میں لکھے ہیں جس میں علیم اللہ الحسنی کی بھی عبارت ہے۔ آخری صفحہ پر یہ تحریر ہے کہ یہ نسخہ مکمل ہوا یوم یکشنبہ شوال ۱۲۴۸ھ اور کاتب محمد افتخار الدین بن شیخ محمد قمرالدین بن اکرم بدایونی ہیں۔

● رسالہ فیض عام :- الشیخ عبدالاحد بن شیخ سعید

یہ رسالہ بھی شیخ عبدالاحد کا ہے اور مسائل ضروریہ سے متعلق ہے۔ قمری مہینوں کی مناسبت سے عبادات اور خیرات نفلیہ کے بارے میں کتب احادیث، فقہ، سیرت اور تفاسیر سے اخذ کر کے لکھا گیا ہے۔

Marfat.com

ایک طرح سے اضافہ ہے علامہ ابراہیم النفرابلسی کی کتاب "شرح مواہب..." پر۔ مختلف ابواب کی شکلیں "البرج الاول" اور "نجم الثانی فی الصوم" کے الفاظ کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دوسری خاص بات یہ ہے کہ ورق ۳۵ پر اوقات الصلوۃ کو ہندی مہینوں مثلاً ساون، اساڑھ کی مناسبت سے پر لکھا ہے۔ ایک چارٹ بنا دیا گیا ہے جس میں دائروں کے اندر ہندی مہینوں کے نام ہیں۔ ورق ۲۶ پر "التتمات المہمۃ" کے نام سے لکھا ہے۔ پہلا "فی ایام الاسبوع" اور دوسرا "فی التاریخ" ہے۔ جگہ جگہ احادیث کے اقتباسات سے حوالے ہیں۔

ابتدا:- الحمد والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد۔

آخری ورق کے بعد فارسی میں لکھا ہے کہ یہ رسالہ سیدنا شیخ عبدالاحد کا ہے۔ کوئی خاص بات شروع کرتے وقت الفاظ سرخ روشنائی سے دیے گئے ہیں۔

آخری ورق پر بھی چھوٹی سی مہر عبدالاحد کی ہے۔

ثمار الاوراق او ثمرات:- ابن حجۃ الحموی (۷۶۷ - ۸۳۷ھ)

عربیہ ۲۸/۳۴۲ حبیب گنج (مطبوع)

تقی الدین بن حجۃ الحموی آٹھویں صدی ہجری کے مشہور عالم، ادیب اور شاعر ہیں۔ ان کی تصانیف اہم اور کثیر ہیں۔ انکی ایک کتاب "بلوغ المرام فی سیرۃ ابن ہشام" بھی ہے۔ ادبی و نیم ادبی و تاریخی واقعات کے اقتباسات ہیں۔ حریری کی کتاب "درۃ الغواص" سے باتیں لی گئی ہیں۔ مجموعی حیثیت سے ادب کی تنقید اور تاریخ ادب عربی جیسی چیز ہو جاتی ہے۔

ورق ۲۹ پر "قصہ فارابی مع سیف الدولہ" ہے۔ سرورق پر قدیم مہر مٹی ہوئی۔ صرف حبیب گنج کی مہر ملاحظہ ہے۔ ملکیت کتاب میں الشیخ محمد یٰسین فاتح بیت الحرام لکھا ہوا ہے۔

ابتدا:- قال الشیخ الامام علامۃ الاعلام حجۃ العرب وترجمان الادب قاضی القضاۃ الادب وفاضلہ تقی الدین رحلۃ الطالبین ملک للتادبین ابوبکر بن حجۃ الحموی منشی دواوین الانشاء الشریف۔ امابعد، حمد الذی فکھنا بثمار اوراق العلماء...

کل ۱۲۳ اوراق ہیں۔ سطر ملی ۲۵۔ سائز ۶۱/۲ × ۳/۲ × ۸

سرورق پر حبیب گنج لائبریری کی مہر ہے۔ صفحہ ۱۲۲ پر ایک مہر مٹی ہوئی ہے اور حبیب گنج کی پائی جاتی ہے۔

Marfat.com

ترقیمہ میں لکھا ہے کہ عمر بن المرحوم احمد آفندی کے ہاتھوں یہ نسخہ لکھا گیا ذی الحجہ ۱۲۲۵ھ۔

● طوق الحمامہ بشرح البسامہ :- ابن بدرون الشلبی

عربیہ حبیب گنج ۲۸/۴۴ (مطبوعہ)

ابن عبدون اندلسی کے قصیدے کی ایک اچھی شرح ہے جو ساتویں صدی ہجری کے اسپینی ادیب وفقیہ اور وزیر ابن بدرون الشلبی او اشبلی (ابو مروان عبدالملک بن بدرون الحضرمی الاشبیلی۔ ۶۰۸ھ) نے لکھی ہے۔ اس شرح کا نام "کمامة الزہر و فریدة الدہر" بھی ہے۔ اشعار کے پس منظر میں بڑے اہم تاریخی اور ادبی مجالس کا تذکرہ ہے۔ کتاب الاغانی کی طرح کتاب ہوجاتی ہے۔ اس کتاب کے ساتھ دوسرا مخطوط "ثمار الاوراق لابن حجة الحموی" بھی ہے۔

کتاب کی ابتدا اس طرح ہے:-

فولیو ۱ :- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قال الفقیہ الکاتب الوزیر ابو مروان عبدالملک بن عبداللہ بن بدرون المخضرمی الشلبی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ حمد اللہ الذی افاض علی ألسنتنا مابہ التبیان وراض لنا ...... ما اقتعدناہ ... الخ

کل ۹۳ اوراق ہیں۔ تحریر خط نسخ میں ہے۔ سائز ۱۵×۲۱ ہے۔ حواشی کا سلسلہ بیشتر صفحات پر ہے۔ ورق ۶۵ پر حبیب گنج لائبریری کی مہر ہے۔ اسی طرح آخری صفحہ پر ایک مہر ہے۔

ترقیمہ میں صراحت ہے کہ یہ نسخہ عمر بن المرحوم احمد آفندی المدنی کے ہاتھوں ۱۲۳۰ھ میں مکمل ہوا۔

● مقامات السیوطی :- السیوطی

ادب عبدالحیٔ کلکشن ۱۰۳۱/۱۶

علامہ سیوطی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ مختلف علوم پر ان کی سینکڑوں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب ہیں۔ کتاب شروع ہونے سے پہلے فارسی میں علامہ سیوطی اور دیگر علماء کے حالات قدیم کتب کے اقتباسات سے درج ہیں۔

اس کتاب میں درج ذیل گیارہ مقامات ہیں:-

- مقامة فی الخضراوات
- الفستقیہ (فی المفاضلہ بین الفستق واللوز والجوز....)
- الوردة المشتملة علی مفاخرة الریحان والنیلوفر
- المسکیہ
- الفاکہیة
- الزمردیة فی الخضراوات
- الفستقہ
- الیاقوتة

Marfat.com

• الکاوی فی تاریخ السخاوی • الدوران الفلکی لابن الکرکی

• مرقاۃ الصنعۃ ....

ابتدا :۔ "سال سائل من اہل الوسائل من یقصد فی المسائل" الخ

ہر مقامات کے آخر میں لشیخنا رضی اللہ عنہ ہے۔ معدنیات، سبزیوں اور پھلوں کے خواص بیان کرتے ہوئے زبان وادب کا لطف پیدا کیا گیا ہے۔ عربی لغۃ کا ایک شاہکار ہے۔ پھلوں اور سبزیوں کے طبی خواص واثرات بہت عمدہ طریقے پر پیش کیے ہیں۔

ہر مقامہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع ہوتا ہے۔ کل ۴۳ اوراق ہیں۔

ابتدائی الفاظ کچھ اس طرح ہوتے ہیں: "الجنس وما ادرئک ما الجنس"

سرورق پر ایک مہر مولانا عبدالحیٔ کی ہے اور ان کے دستخط سے تحریر ہے کہ یہ کتاب ان کی ملکیت رہی ہے اور اس کا انھوں نے مطالعہ کیا ہے۔

صفحہ ۴۳ پر ترقیمہ میں لکھا ہے کہ بختاور لال کے ہاتھوں یہ کتاب تحریر ہوئی ۵ ربیع الاول ۱۲۸۵ھ کو۔

• کتاب ایجاز القلم علی شرح لامیۃ العجم :۔ عبداللہ بن محمد الطبری

۲۸/۱۱۴ حبیب گنج

مصنف طبری خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ زندگی کے تفصیلی احوال نہیں ملتے ہیں۔

اواخر عہد عباسی کے مشہور شاعر الطغرائی کی نظم لامیۃ العجم کی یہ ایک عمدہ شرح ہے۔ یہ نسخہ مولانا آزاد بلگرامی کے کتب خانے کی زینت رہا ہے۔

مصنف کا کہنا ہے کہ انھوں نے خلیل بن ایبک الصفوی کی شرح سے یہ ایک تلخیص کی ہے، مگر اس تلخیص میں ندرت پیدا کی گئی ہے اور جو کچھ لکھا گیا ہے وہ لفظ اعراب اور معنی کو سامنے رکھ کر نئے سرے سے ترتیب دی گئی ہے۔

کل ۱۱۵ اوراق ہیں۔ سائز ۸ × ۱۱ ۔ تحریر خوبصورت ہے۔ پہلا صفحہ مطلا ہے۔

ابتدا :۔ نحمدک اللہم ان امننت علینا بالادب البارع۔

ابتدائی مہر مولانا آزاد بلگرامی کی ہے جس میں "فقیر آزاد" لکھا ہے۔ دوسری مہر حبیب گنج کے کتب خانے کی ہے اور علامہ شروانی کی تحریر کے ساتھ ہے کہ انھوں نے اس کتاب کو حیدرآباد سے ۱۱۷۸ھ میں خریدا۔ دوسری مہر کے نزدیک عبداللہ بن محمد الحسنی الطبری ادریس بن حسن نامی شخص کو پیش کیے جانے کا بھی پتہ چلتا ہے۔ امام مقام ابراہیم

Marfat.com

کا نام لکھا ہے۔ اس کے بعد ایسا لگتا ہے کہ یہ کتاب محمد اسعد القطبی نامی شخص کے پاس بھی رہی ہے۔

ترقیمہ میں اس کتاب کی تالیف ۱۰۰۲ھ بتائی گئی ہے۔

● منیۃ العارفین شرح زاد العاشقین :-

شارح - احمد بن السید رفیع الدین بن سید جلال محمدی السید احمد جعفر الحسینی الشیرازی - مؤلف - عبد اللطیف بن جمال النہروانی -

عربیہ ۴۲/۲۰ ذخیرۂ آفتاب -

کل اوراق ۱۴۹ ہیں۔ سرورق پر ایک مہر ہے مگر مٹا دی گئی ہے اور اسی طرح مٹی ہوئی مہر آخری صفحہ پر بھی ہے۔ ایک طرف حاجی خاں اور محمد خاں لکھا ہوا ہے۔ حاشیہ پر جمال عبداللہ عبد اللطیف لکھا ہے۔ اسی پر لکھا ہے کہ جد الاکبر السید احمد جعفری کے لیے لکھی گئی۔

لیلۃ الاربعاء ۲۹ سال بعد پیدائش رسول کے مہینے سے (فی الروضۃ المبارکہ)

ابتداج کے مہینے اور اختتام ۱۹ ربیع الاول ۹۹۲ھ

حروف خوشخط۔ خاص باتیں سرخ روشنائی سے مثلاً اقوال و آیات۔

Marfat.com

پروفیسر انوار احمد

کتابخانۂ خدابخش کے چند فارسی مخطوطوں کے

ترقیموں اور مہروں کا ایک مختصر جائزہ

اس مقالے میں کتابخانۂ خدابخش میں موجود فارسی کے کچھ ایسے مخطوطات کے ترقیموں، مہروں اور عرض دیدہ کے نشانات کا ایک مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے جن کی بابت توضیحی کیٹلاگ اب تک شائع نہیں ہوئے ہیں۔

فہرست مرآۃ العلوم جلد سوم میں کتاب نمبر ۲۴۴۵ کے تحت سراج الدین خاں آرزو کے معروف تذکرہ مجمع النفائس کا ایک قلمی نسخہ ہے۔ اوراق کی تعداد ۲۲۴ ہے۔ آخری صفحے پر ترقیمے کی تحریر بقرار ذیل ہے... "بعون الٰہی بتاریخ ہفتم ماہ ذی الحجہ ۱۱۹۶ ہجری نبوی و ۲۳ جلوس شاہ عالم بادشاہ غازی بموجب فرمایش نواب مستطاب معلیٰ القاب نواب شاہ میر بہادر خاں بخطاب نواب مرید خاں بہادر دام اقبالہ ایں نحیف کمترین لازم ممدا مین در بلدۂ لکھنؤ بروز پنجشنبہ بوقت دو پہر باتمام رسانید و نظر بکثرت ابیات ایں کتاب و عدم فرصت خود، اتفاق نظر ثانی میفتاد اگر سہو و خطای تحریر دیدہ شود معاف دارند۔"

ماحصل یہ کہ نواب مرید خاں بہادر کی فرمائش پہ ممدا مین نے ۷ رذی الحجہ ۱۱۹۶ھ کو بروز پنجشنبہ شہر لکھنؤ میں اس نسخے کی کتابت کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ آخری صفحہ کے نیچے نواب مرید خاں بہادر کی مہر ہے۔ نواب مرید خاں جن کا اصل نام محمد صادق طباطبائی تھا۔ محمد شاہ کے امرا میں سے تھے۔ تذکرۂ خوشنویساں مصنفہ غلام محمد ہفت قلمی دہلوی کے مطابق مرید خاں خطاطی کے فن میں مہارت رکھتے تھے۔ خط شکستہ، تعلیق اور ثلث میں انھیں دسترس حاصل تھی۔

۲۹۷۶ نمبر کے تحت سنائی کی مثنوی حدیقۃ الحقیقت کا ایک نسخہ ہے، اوراق کی تعداد ۱۵۹ ہے۔ اس نسخے کی کتابت سید جمال بن سید محمد الحسینی نے کی تھی۔ ترقیمہ کی عبارت اس طرح ہے:

Marfat.com

با تمام رسید و اہتمام انجامید کتاب حدیقۃ الحقیقت من کلام استادی حکیم سنائی بخط فقیر سید جمال بن سید محمد الحسینی۔

اس نسخے پر شاہزادہ پرویز برادر بزرگ شاہجہاں کی مہر ہے۔ شاہزادہ پرویز کی پیدائش ۹۸۸ھ میں کابل میں ہوئی تھی اور اڑتیس سال کی عمر میں ۶ صفر ۱۰۳۵ھ میں برہان پور میں اس کی وفات ہوئی۔

۲۹۰۳ نمبر کے تحت نفحات الانس کا ایک نسخہ ہے جو ۳۵۴ اوراق پہ محتوی ہے۔ صفحۂ اول پہ دو مہریں ہیں۔ پہلی مہر مظہر یوسف الحی کی ہے دوسری مہر جو مدور ہے وہ محمد امام کی ہے جس میں ۱۱۲۸ھ کی تاریخ درج ہے۔ مہر کے اوپر یہ تحریر ملتی ہے: "ایں نسخۂ متبرک نفحات الانس را فقیر سید محمد امام بہاری بتاریخ بست و چہارم ربیع الثانی ۱۱۳۰ھ مطابق ۱۱۴۵ فصلی موافق ۷ جلوس فرخ سیر بادشاہ غازی بہ مبلغ ... عالمگیری بطریق ہدیہ گرفت از شیخ محمد صادق صحاف در شاہ جہاں آباد۔

۳۵۷۲ نمبر کے تحت فتوح الحرمین کا ایک نسخہ ہے۔ اوراق کی تعداد ۵۴ ہے۔ نسخے پہ یوسف آل محمد کی مہر ہے... ایں مثنوی لطیف مسمّٰی بہ فتوح الحرمین تصنیف محی الرحمۃ اللہ تعالی بملک مستعار بندۂ مذنب امیدوار شفاعۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محمد یوسف بن سید محمد اشرف حسینی واسطی بلگرامی درآمد، ہر کہ مطالعہ کند بدعا خیر خاتمہ یاد آرد ....

اس نسخے میں مختلف تصویریں ہیں۔ مثلاً گورستان بقیع، قبۂ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، قبۂ شہدای کوہ احد قبۂ ازواج مطہرات، جبل عرفات، مسجد مزدلفہ وغیرہ۔

۳۶۴۰ نمبر پہ مقصد الاقصیٰ کا ایک نسخہ ہے جس پہ یوسف آل محمد کی مہر ہے۔ یہ عزیز ابن النسفی کی تصنیف ہے۔ ترقیمے کی عبارت اس طرح ہے:

تمام شد رسالۂ شرح مثنوی مع شرح فاتحہ بتاریخ پنجم جمیدالثانی سنہ یک ہزار و پنجاہ وسہ ہجری بقلم اضعف العباد علاء الدین بنارسی، امید کہ نیک سیرتان کہ روی سخن در ایشاں است کاتب را از یاد خود فراموش نسازند الحمدللہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔ مہر کے نیچے تحریر اس طرح ہے: محمد یوسف بن السید اشرف الحسینی واسطی ثم بلگرامی عفی اللہ عنہما۔

۳۶۹۷ نمبر پہ مقصد الاقصیٰ کا ایک اور نسخہ ہے جس پہ محمد عبداللہ کی مہر ۱۲۰۹ ہجری تاریخ کے ساتھ ہے۔ کل اوراق ۴۵ ہیں۔ کاتب کی تحریر اس طرح ہے:

تمت الکتاب بعون اللہ الوہاب بخط عبدالضعیف نحیف دولت ابن شیخ شہاب تاریخ ۱۹ شہر ذی القعدہ

Marfat.com

۱۰۲۱ھ۔ ہر کہ خواند بدعا رسلامتی بیاد آرد، نوشتہ بماند بخط سیاہ۔ نویسندہ گردد بخاک سیاہ۔

۲۸۸۱ کے تحت در مجالس کا ایک نسخہ ہے۔ جس پہ حافظ محمود خاں کی مہریں اول و آخر صفحوں پہ ہیں۔ آخری صفحے کے نیچے ایک مہر ہے جو ناخوانا ہے۔ اس نسخہ کے کل اوراق ۱۷۶ ہیں۔ ترقیمہ اس طرح ہے: تمت تمام شد کار من نظام شد، بتاریخ ششم ماہ ذی الحجہ بخط محمد صادق وقت نماز دیگر باخر رسید۔ التاریخ ششم ذی الحجہ روز یکشنبہ ... از ہجری ۱۰۹۳۔

۳۳۹۵ پہ بحر المعانی کا ایک نسخہ ہے جو محمد بن نصیر الدین مرید و خلیفہ سلطان نصیر الدین چراغ دہلوی کی تصنیف ہے۔ یوسف آل محمد کی دو مہریں ہیں۔ ۱۱۲۰ھ کی تاریخ مہر میں درج ہے۔ اس کے کاتب العنوجی ہیں۔ ترقیمہ اس طرح ہے: امید از قاریان ایں کتاب آنست کہ ہر جایکہ کتاب تصحیح دیگر یابند ایں کتاب را مقابلہ نمودہ از روی حروف و الفاظ بصحت رسانند، بقدر وسعت توفیق الٰہی مقصر در تصحیح ورزیدم۔

۳۴۹۹ نمبر پہ قران السعدین کا ایک نسخہ ۱۰۱ اوراق پہ مشتمل ہے۔ اس نسخے کے صفحۂ اوّل پہ افتخار علی کی مہر ہے۔ کاتب کی تحریر اس طرح ہے:

بانجام رسید و بہ اتمام انجامید نسخہ قران السعدین من تصنیف امیر خسرو دہلوی شہر جمادی الثانی بروز سہ شنبہ بوقت چاشت ۱۰۵۳ من ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ، کاتب الحروف محمد شاہ ولد سید محمد ماہ حسینی بلگرامی و شیخ نور محمد ولد عبد الوہاب صدیقی ...۱۰۰ اماوہ صوبہ اکبر آباد است۔ ہر کہ خواند طمع دعا دارم۔ زانکہ من بندہ گنہگارم۔

اس نسخے پہ مہر افتخار علی کی ہے۔ افتخار علی متخلص بہ ذرہ فارسی کے مستند شاعر خورشید بلگرامی کے فرزند تھے۔ ذرہ کے دیوان کا ایک قلمی نسخہ اس کتابخانہ میں موجود ہے۔ ۱۲۴۰ھ میں افتخار علی ذرہ کی وفات ہوئی۔

۲۹۹۲ نمبر پہ شیخ پھول عطاری شطاری کی تصنیف بحر الانوار کا ایک نسخہ ہے۔ اس نسخے پہ عبد الرحمان شطاری کی مہر ہے۔ مہر کے اوپر اس طرح کی تحریر ہے:

من تصنیف شیخ الملت ولی ملوک شاہ الصدقی القادری، مالکہ و کاتبہ احقر العباد عبد الرحمان شطاری عطاری گوالیاری نیشاپوری۔

اختتام کی تحریر اس طرح ہے:

تمام شد ہذا الرسالۃ المسمّی بہ بحر الانوار من تصنیف قدوۃ العارفین، زبدۃ السالکین بندگی حضرت شیخ پھول عطاری شطاری قدس اللہ سرہٗ العزیز بروز شنبہ بوقت چاشت بتاریخ ہشت و پنجم شہر ذی الحجہ سنہ ۱۱۰۱ ہجری بخط

Marfat.com

فقیر سید عبدالرحمان ولد سید عبدالسلام سلمہ اللہ تعالیٰ ابن سید مبارک۔

۳۴۵۱ نمبر پر خسرو و شیریں کا ایک نسخہ ہے۔ جس پہ افتخار علی کی مہر ہے۔ ۱۱۹۳ ہجری کی تاریخ درج ہے اس نسخے کے مالک و کاتب محمد عسکری حسینی واسطی بلگرامی ہیں۔

آخری صفحہ پہ تحریر ہے: تمت ہذا الکتاب نسخہ شیریں و خسرو مولوی نظامی قدس سرہٗ تاریخ پنجم ذی الحجہ ۱۲۱۰ ہجری مطابق ۱۲۰۳ فصلی در مقام بلگرام بخط میر محمد عسکری و برادر عزیز سید سلطان حسین حسینی بلگرامی از مطالعہ کنندہ گان امید عفو است۔ کاتب میر محمد عسکری فارسی کے ایک معروف شاعر اور انشا نگار تھے۔ ۱۱۸۹ھ میں بلگرام میں انکی پیدائش ہوئی۔ انکی تالیفات میں دیوان فارسی کے علاوہ جس کا نسخہ یہاں پہ موجود ہے، صحائف شریف ہے جو ہند و ایران کے مشاہیر و نامور اشخاص کے مکاتیب و نگارشات پہ مشتمل ہے۔

آخری صفحہ پہ تین مہریں ہیں۔ پہلی مہر افضل حسین کی ہے ۱۲۰۱ ہجری کی تاریخ ہے۔ دوسری مہر یوسف مظہر لطف الٰہی کی ہے، تیسری مہر ناصاف ہے، عبداللہ پڑھا جا سکتا ہے۔

۳۵۲۱ نمبر کے تحت رسالہ قاضی حمیدالدین ناگوری کا رسالہ عشقیہ ہے۔ اس نسخے کے پہلے صفحہ پر سید عبدالرحیم کی مہر ہے۔ نسخے کے آخری صفحہ (۷۱) پہ یہ عبارت درج ہے:

تمت تمام شد کار من نظام شد ہذا الکتاب نسخہ رسالہ عشقیہ بخط بندہ مسکین محمد عمر ولد خلیفہ عبداللہ قصبہ خورجہ بروز چہارشنبہ در عہد ہمایون سلطنت والا محمد اورنگ زیب بادشاہ عادل خلد اللہ ملکہٗ و سلطانہٗ بتاریخ سیوم از رجب المرجب ۱۰۶۹ ہجری مطابق ۲۸ سلطنت والا ترقیم یافت۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم   زانکہ من بندۂ گنہگارم

عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ نسخہ عہد اورنگ زیب میں ۱۰۶۹ ہجری میں لکھا گیا تھا۔ کاتب نسخہ خلیفہ عبداللہ کا فرزند محمد عمر تھا۔

۳۸۹۳ نمبر کے تحت زہرۃ الفواد کا نسخہ ہے۔ صفحہ اول پہ یہ تحریر ملتی ہے:

دیوان الاول الموسوم بہ زہرۃ الفواد من اشعار محمد جعفر بن الحسن نیشاپوری المتخلص بالعدیم۔ اس کے نیچے مہر ہے جس کے دائیں طرف لکھا ہے المالک والقابض والباسط و ہو۔

ورق ۲۰۶ پہ تحریر اس طرح ہے:

تمت تلک النسخۃ الموسومۃ بزہرۃ الفواد من اشعار عدیم العراقی سلمہ اللہ الملک الباقی بید اضعف

Marfat.com

عباد اللہ عبداللہ و قد فرغ عن ترقیمہا فی عشر الثانی من شہر شوال المکرم من سنۃ مائۃ وثلث وخمسین بعد الالف۔ ۱۱۵۳ ہجری۔ اس نسخے پہ سید منصور علی خاں نصرت جنگ بہادر فریدون جاہ منتظم الملک محسن الدولہ کی مہر ہے ۱۲۶۵ ہجری کی تاریخ مہر میں مندرج ہے۔ سید منصور علی خاں نصرت جنگ مرشد آباد کے نواب تھے۔ ۱۳۰۲ ہجری مطابق ۱۸۸۴ء میں ان کی وفات ہوئی۔

۲۲۷۸ نمبر یہ کلیات کلیم کا ایک نسخہ ہے اس نسخے کے کل اوراق ۲۶۸ ہیں۔ اس نسخے کے آخری ورق کے پہلے صفحہ پہ دو مہریں ہیں۔ پہلی مہر جو بخیر واضح ہے۔ اس کے نیچے یہ عبارت ہے، ظل سبحانی شاہ عالم بادشاہ غازی ادام اللہ ملکہٗ۔ دوسری مہر محمد شاہ بادشاہ کی ہے۔ اس کے نیچے یہ عبارت ہے، در تحویل محمد مراد خاں... غرۂ ذی الحجہ الحرام ۷ جلوس والاکس کے علاوہ ایک چھوٹی مہر صفحہ ۲۶۷ پہ شاہ پیر محمد غلام جیلانی کی ہے۔ اسی میں ایک مہر صفحہ ۵۴ پر بھی ہے۔

Marfat.com

جناب سید فرخ جلالی
شعبۂ تاریخ مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ

تیموری مغلوں کے کتابخانوںمیں مہریں، ترقیمے اور عرض دیدے

ہر اچھی حکومت کے انتظام اور استحکام کے پیچھے علم معلومات (INFORMATION SCIENCE) کا ایک دریا رہا ہے جب اس کے بہاؤ کی برتری کم زور ہوئی اور سلطنت کے اقبال کی جگہ ادبار اور زوال نے لے لی۔ علم اور معلومات پر توجہ کم ہوئی۔ آج میں آپ کے ساتھ تیموری مغلوں کے کتاب خانوں کی سیر کرنا چاہتا ہوں پہلے تیموری بادشاہ بابر کا علمی ذوق اسکی خود نوشت سوانح عمری تزک بابری سے عیاں اس کتاب کا ایک اہم ترین نسخہ رضا لائبریری رامپور میں محفوظ ہے۔ بابر کو کم عمری سے امور حکومت اور استحکام سلطنت سے غیر معمولی دلچسپی ہے لندن میں شاہنامہ کا ایک خاص نسخہ ہے یہ دنیا کی تنہا کتاب ہے جس پر چھ بادشاہوں کی مہریں ہیں:

(۱) ظہیر الدین بابر (۲) ہمایوں (۳) اکبر (۴) جہانگیر (۵) شاہجہاں (۶) اورنگ زیب بہادر عالمگیر

اس پر شاہ جہاں کی ایک تحریر بھی ہے:

(۱) بتاریخ بیستم و پنجم ماہ بہمن الٰہی (۲) مطابق ہشتم ۱۰۳۷ ھجری روز (۳) جلوس مبارک ست داخل کتاب خانہ این (۴) نیاز مند درگاہ شد تحریرہٗ شہاب الدین محمد شاہ جہاں (۵) بادشاہ ابن جہانگیر شاہ ابن اکبر بادشاہ غازی۔ یہ بہ اعتبار مرتبہ "خاصہ" کی کتاب یہ خاصہ کی کتابیں اندرون محل ہوتی تھیں۔ اس کتب تک شاہی کتاب داروں اور کتاب خانہ شاہی کے تحویل داروں کی پہونچ نہیں ہوتی تھی یہ کتاب بتا رہی ہے کہ ہمایوں نے سخت وقت میں اسکو نہیں جدا کیا۔

اس کتاب کے ہندستان سے جانے کی کہانی بڑی دردناک ہے۔ یہ شاہنامہ سالار جنگ اول تک بحفاظت پہنچ گیا تھا مگر انھوں نے ازراہ خوشنودی برطانوی حاکم کے نذر گذار دیا۔ اس کے کونہ پر تحریر ہے "شاہنامہ مصور گذرانیدہ نواب سالار جنگ بہادر" عجب مقام فنا ہے۔

اس تحریر پر ان کے منشی فیض کے دستخط ہیں اور شاید یہ حیدر آباد کے مشہور شاعر ہیں۔ اگر یہ منتقل

Marfat.com

نہ ہوا ہوتا تو تراب علی خاں سالار جنگ اول کے کتاب خانہ میں رہ جاتا اور نواب یوسف علی خاں سالار جنگ ثالث کے ذخیرہ کی زینت ہوتا۔

میرے کرم فرما جناب رحمت علی خاں کی تحویل میں ہوتا۔ خوشی یہ ہے کہ ضائع ہونے سے بچ گیا صفحہ اول کا عکس حاضر ہے۔

یہ دیکھیے دیوان حافظ خدا بخش لائبریری میں موجود یہ بھی ہمایوں اکبر اور جہانگیر کے کتبخانہ میں رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہمایوں کے کتاب دار ملا سرخ کی تحویل میں ہمایوں نے اسکو جدا نہیں کیا۔ اور یہی اس کا مقام بقا ہے۔ اکبر کے مایہ ناز مصور دھن راج کے اس پر دست خط ہیں۔ اس کاتب کا دوسرا دیوان حافظ مغرب میں زندہ ہے۔

اکبر کے عہد میں دو قسم کے شاہی کتاب خانہ ہم کو ملتے ہیں ایک شاہی محل کا کتاب خانہ دوسرا سلطنت کا شاہی کتاب خانہ اور کتابیں پہلے اور دوسرے قسم کے کتاب خانوں میں منتقل ہوتی رہتی تھیں۔ اکبر نے کئی کتابوں پر حرف الف لکھا ہے جسکی شہادت جہانگیر تحریر میں دیتا ہے۔ جہانگیر اور شاہجہاں کثرت سے کتابوں پر تحریر کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جہانگیر اور شاہجہاں کی ایک ہی دن کی تحریریں مل گئیں جو حاضر خدمت ہیں۔

جہانگیر جب بڑی مشکل سے اپنے بیٹے خسرو کی مخالفت کے باوجود تخت پر بیٹھے تو شاہی محل میں پہنچکر ایک ہی دن یعنی پنجم آذر کے روز اور ۱۰۱۴ ہجری سال میں انھوں نے کئی کتابوں پر تحریریں چھوڑیں ہیں۔ جسمیں سے چند یہ ہیں:

(۱) اللہ اکبر

پنجم آذر سنہ ۱ داخل کتاب خانہ ایں نیاز مند درگاہ الٰہی شد حررہٗ نورالدین جہانگیر ۱۰۱۴ بن اکبر بادشاہ۔

یہ ورق سبحان اللہ ذخیرہ کا ہے اور بلگرام ہوتا ہوا سبحان اللہ رئیس گورکھپور تک آیا۔ حسب معمول یہ خاصہ اول کی کتاب ہے۔ یہ تحریر بھی اسی تاریخ کی ہے اور ترجیحات عراقی پر ہے۔ اثادہ ہوتی ہوئی مولانا آزاد لائبریری علیگڑھ پہنچی۔

(۱) اللہ اکبر (۲) پنجم آذر سنہ ۱ داخل کتاب خا[نہ] (۳) ایں نیاز مند درگاہ الٰہی شد

(۴) در دار الخلافہ آگرہ حررہٗ نورالدین (۵) جہانگیر ۱۰۱۴ بن اکبر بادشاہ

یہ بھی خاصہ اول کی چیز ہے۔ اسی تاریخ کو جہانگیر نے اقبال نامہ اکبری یعنی اکبر نامہ پر ایک تحریر لکھی جس کا ترجمہ گیتی سین نے دیا ہے۔ مگر متن نہیں دیا ہے۔ اسکی بھی تاریخ تحریر وہی پنجم آذر ہے

Marfat.com

اور بہت سی کتابوں پر جہانگیر کی تحریریں ملتی ہیں نواب صدر یار جنگ[1] رئیس حبیب گنج اور ڈاکٹر مختار الدین احمد[2] (آرزو) اور یوسف کمال بخاری[3] نے جہانگیر کی تحریروں پر لکھا ہے۔ جہانگیر کبھی نور الدین جہانگیر اور کبھی نور الدین محمد جہانگیر لکھتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہاں کے زمانہ میں کتاب خانہ کو بڑی ترقی ہوئی اور بعض امرا کو کتاب خانہ کی نگرانی سونپی گئی ان میں عنایت خاں جو ارجمند بانو ممتاز محل کا رشتہ دار بھی تھا بہت اہم اور کئی اہم کتابوں پر اس کی مہر ملتی ہے۔ اور یہ امرا کی تحویل کی روایت خاصی پرانی ہے جیسے دیوان کامران مخزونہ خدا بخش منعم خان خاناں کے سپرد رہا یا کئی کتابوں پر عبد الرحیم (خان خاناں) بن بیرم علی (خان خاناں) کی تحریریں ملتی ہیں۔ عبد الرحیم کی ایک تحریر رام پور میں ہے۔ ایک ٹونک میں ہے۔ اور مشہور عرب جغرافیہ داں مورخ مسعودی کی کتاب مروج الذہب ہے۔

(۱) ایں کتاب کہ مشہور بتاریخ ، (۲) مسعودی است موسوم ، (۳) بمروج الذہب محمد مومن تاجر (۴) کہ از بتن دکن بعد ؟ آں تحفہ ابلاغ ، (۵) رسید (۶) ربیع الثانی ۱۰۰۸ھ راقم ایں ، (۷) حروف عبد الرحیم ابن محمد بیرم (۸) عفی عنہما۔

کتاب مروج الذہب T-1523/Ar

ٹونک A.P.I-TONK (RAJ)

اس کی دوسری تحریر قدیم ہے اور ۹۹۸ ہجری کی ہے۔ شاہجہاں اور اورنگ زیب بہادر عالمگیر کے کئی تحویل داروں ، داروغہ کتب یا کتاب داروں کے نام ہمکو ملتے ہیں۔ چند کے نام یہ ہیں۔

(۱) محمد باقر یا صرف باقر ، (۲) سہیل ، (۳) عبد اللہ چلپی ، (۴) محافظ خاں ، (۵) محمد طیب (۶) حکیم صالح ، (۷) میر حسینی ، (۸) عنایت خاں ، (۹) قابل خاں ، (۱۰) مرزا لطف اللہ

ان کتاب داروں یا تحویل داروں کی تحریریں بڑی تعداد میں ملتی ہیں ان اشخاص نے تاریخ تحریر میں تین قسم کے سن استعمال کیے :

(۱) سن جلوس ، (۲) سن ہجری ، (۳) سن الٰہی ،

بعض مرتبہ یہ تینوں سن یا کوئی دو سن ایک ساتھ بھی مل جاتے ہیں۔

●●

---

[1] مقالات یزدانی ۔ [2] مجلہ ۔ [3] اسلامک کلچر ۔

Marfat.com

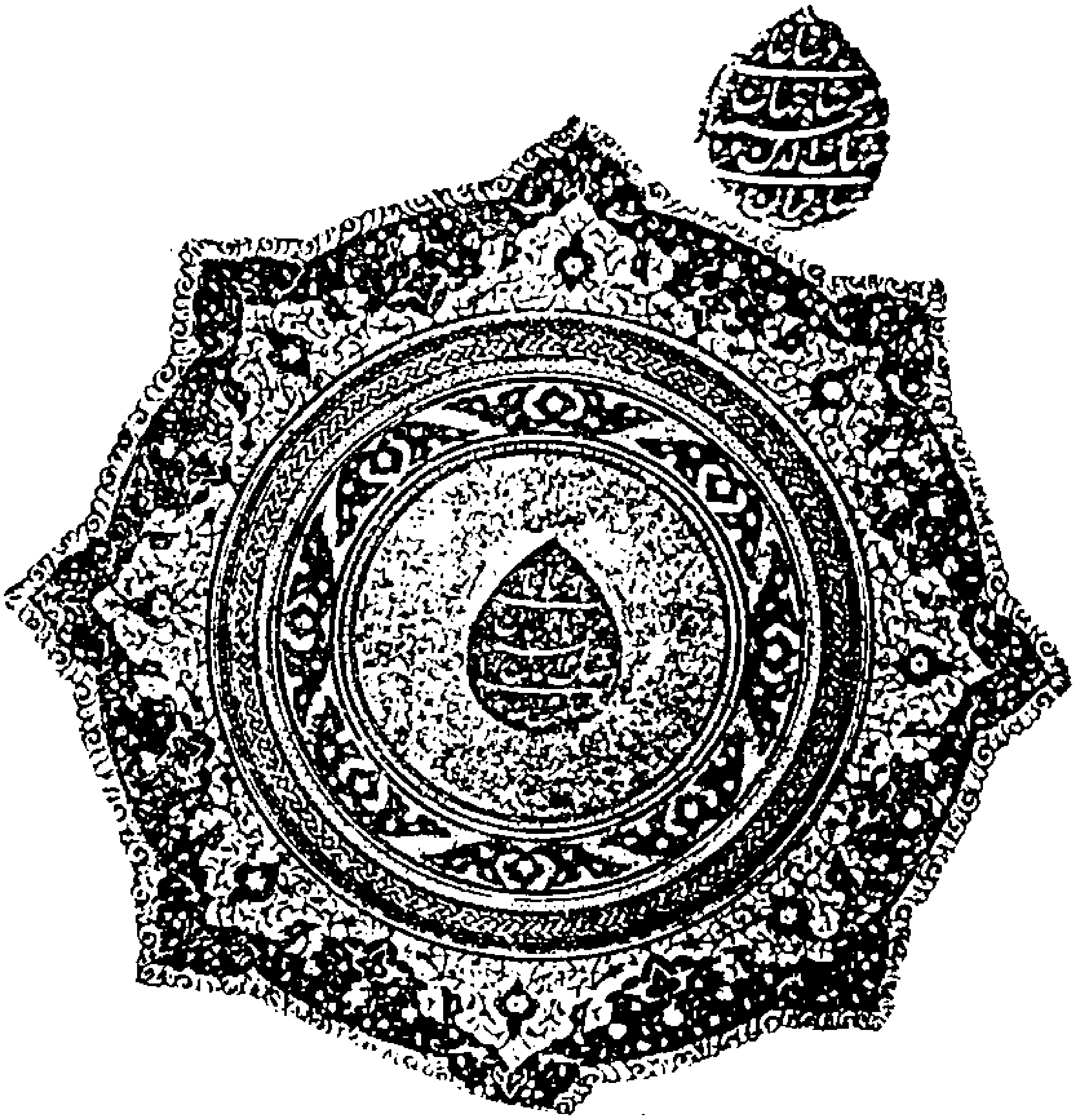

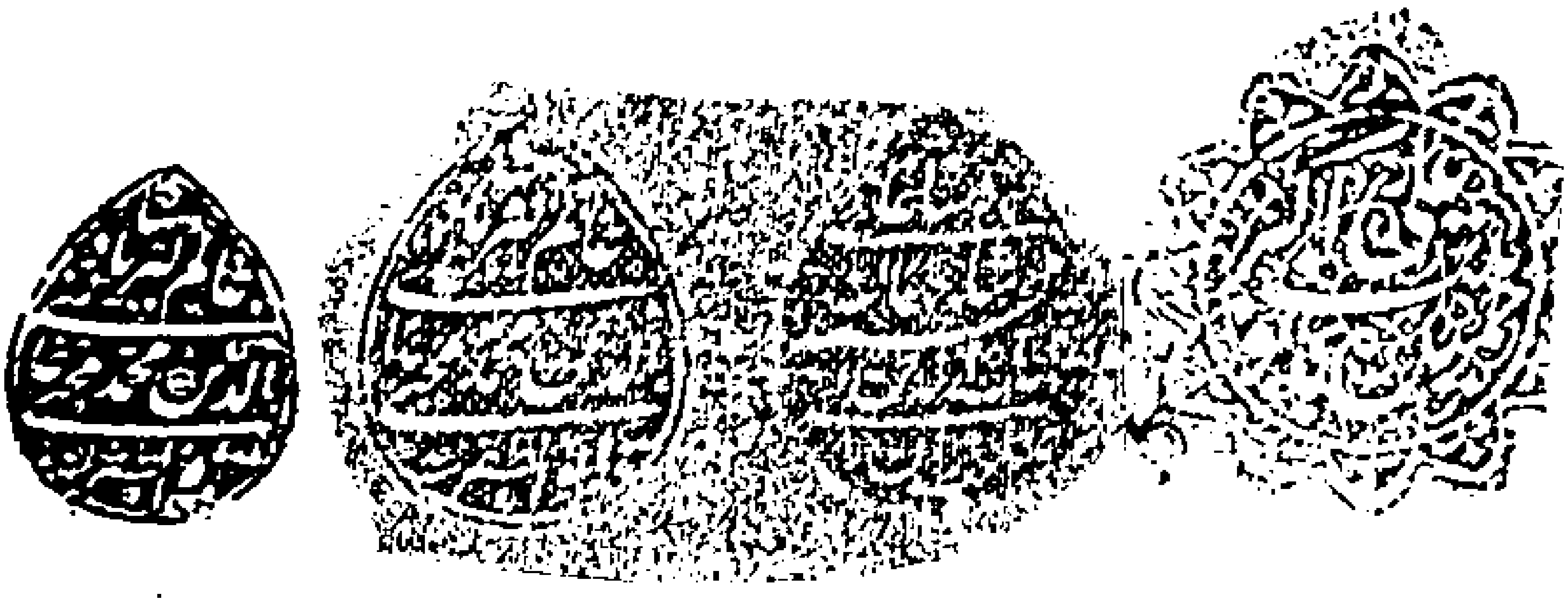

Marfat.com

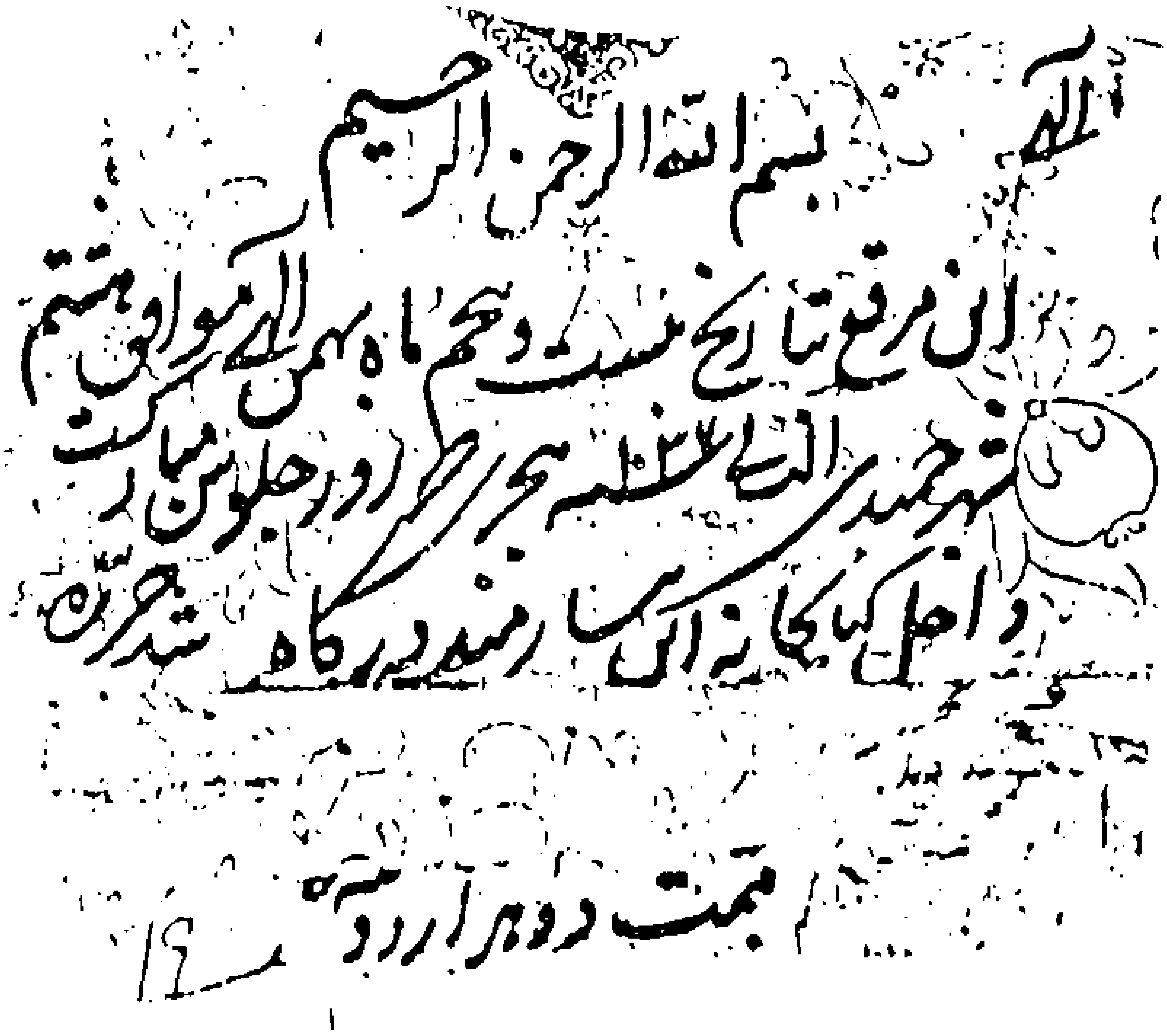

الله

بسم الله الرحمن الرحیم

این مرقع بتاریخ بیست و پنجم ماه بهمن الهی موافق هشتم

شهر جمادی الثانی ۱۰۲۰ سنه هجری روز جلوس مبارک

داخل کتابخانه این نیازمند درگاه شد حرره

قیمت دو هزار روپیه

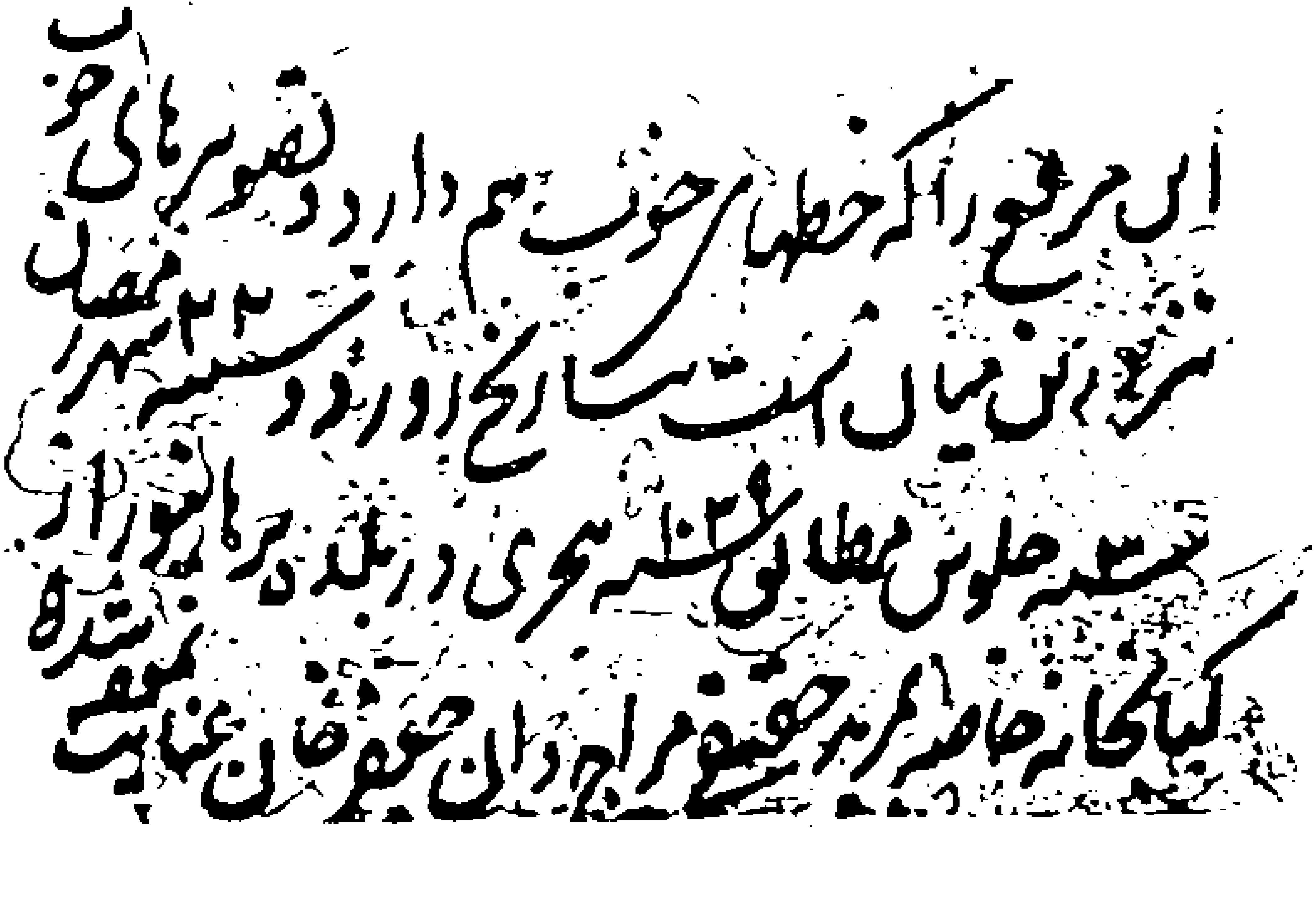

این مرقع را که خطهای خوب هم دارد و تصویرهای خوب

میرزا زین میان است بتاریخ روز دوشنبه ۲۲ شهر رمضان

سنه ۶ جلوس مطابق ۱۰۲۶ سنه هجری در بلده برهانپور از

کتابخانه خانه مرید حقیقی مرزا جعفر خان عنایت شده

Marfat.com

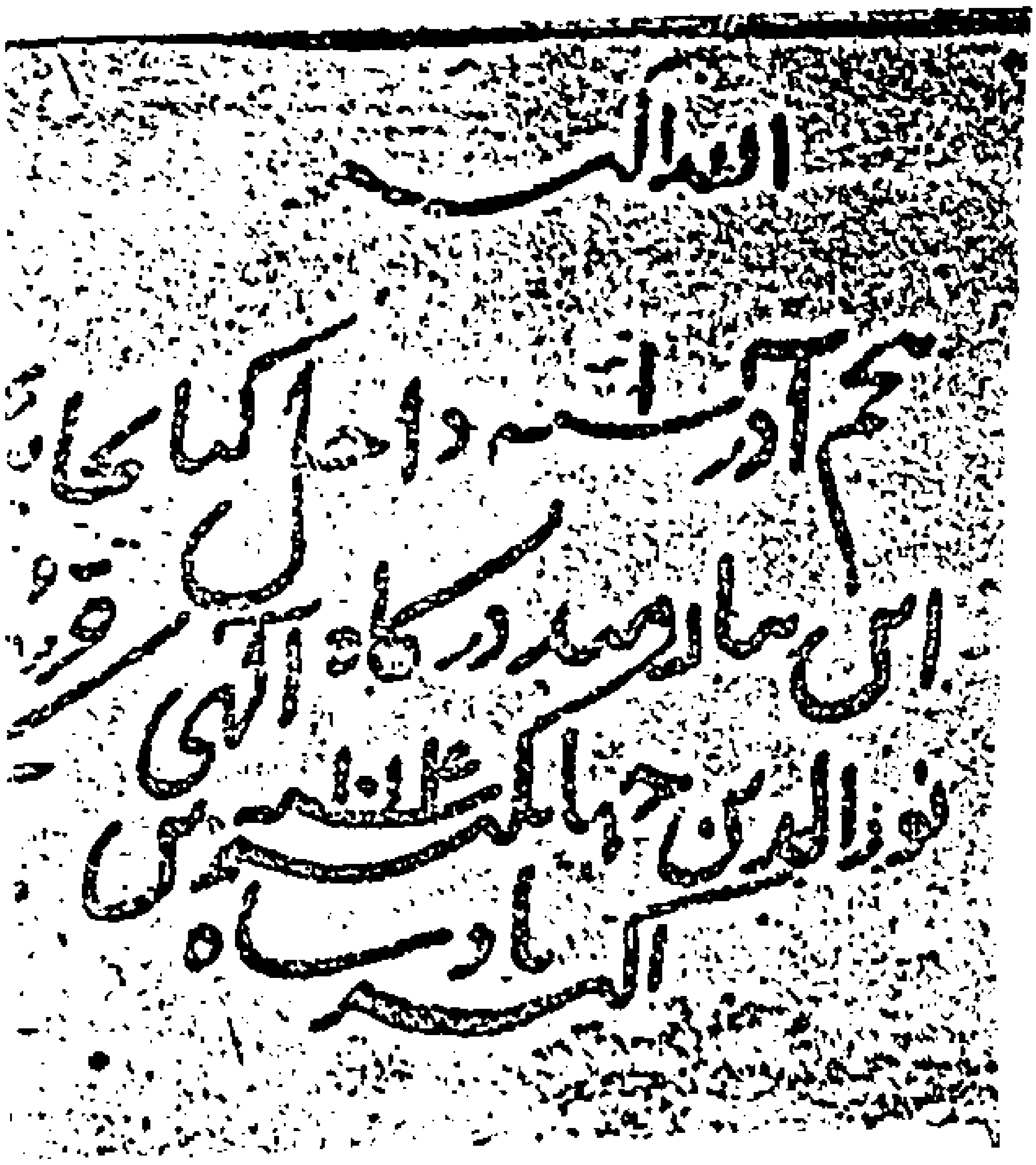

الله اکبر

نور الدین جهانگیر ... ۱۰۱۴

اکبر بادشاه

الله اکبر

دیوان میرزا کامران ...

... بخط محمود ...

... نور الدین محمد جهانگیر شاه ...

... جلوس ... ۱۰۱۴ هجری

Marfat.com

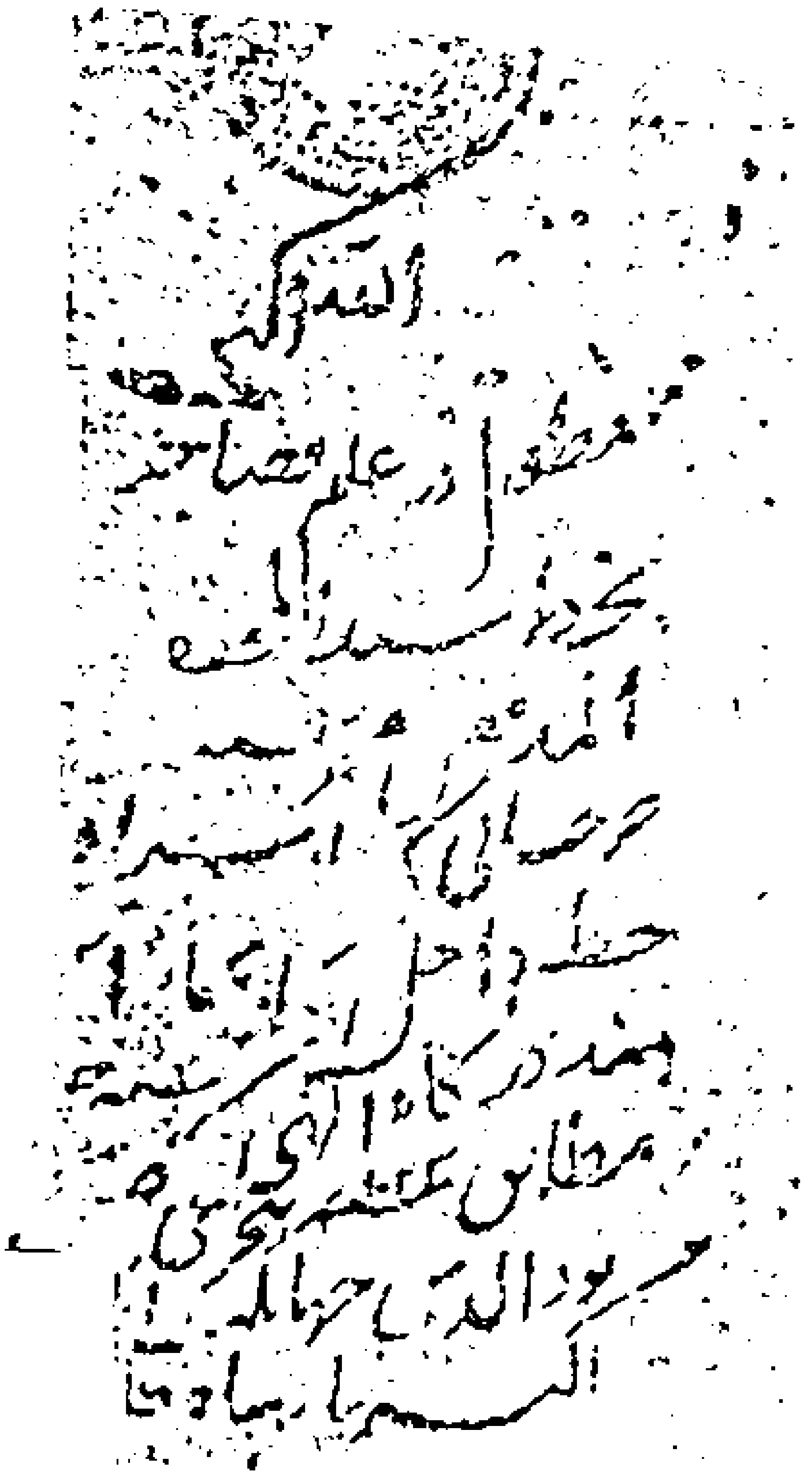

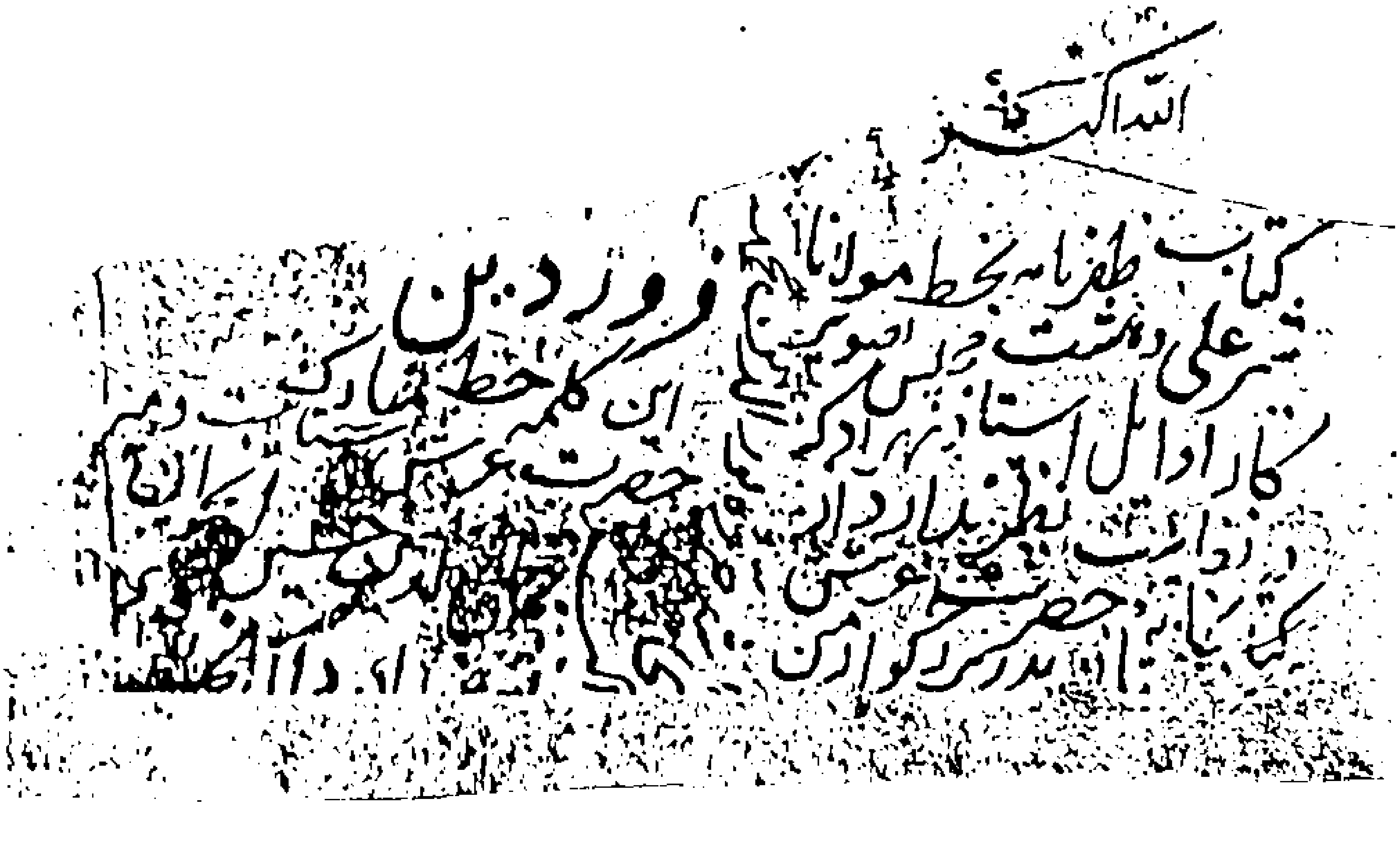

Marfat.com

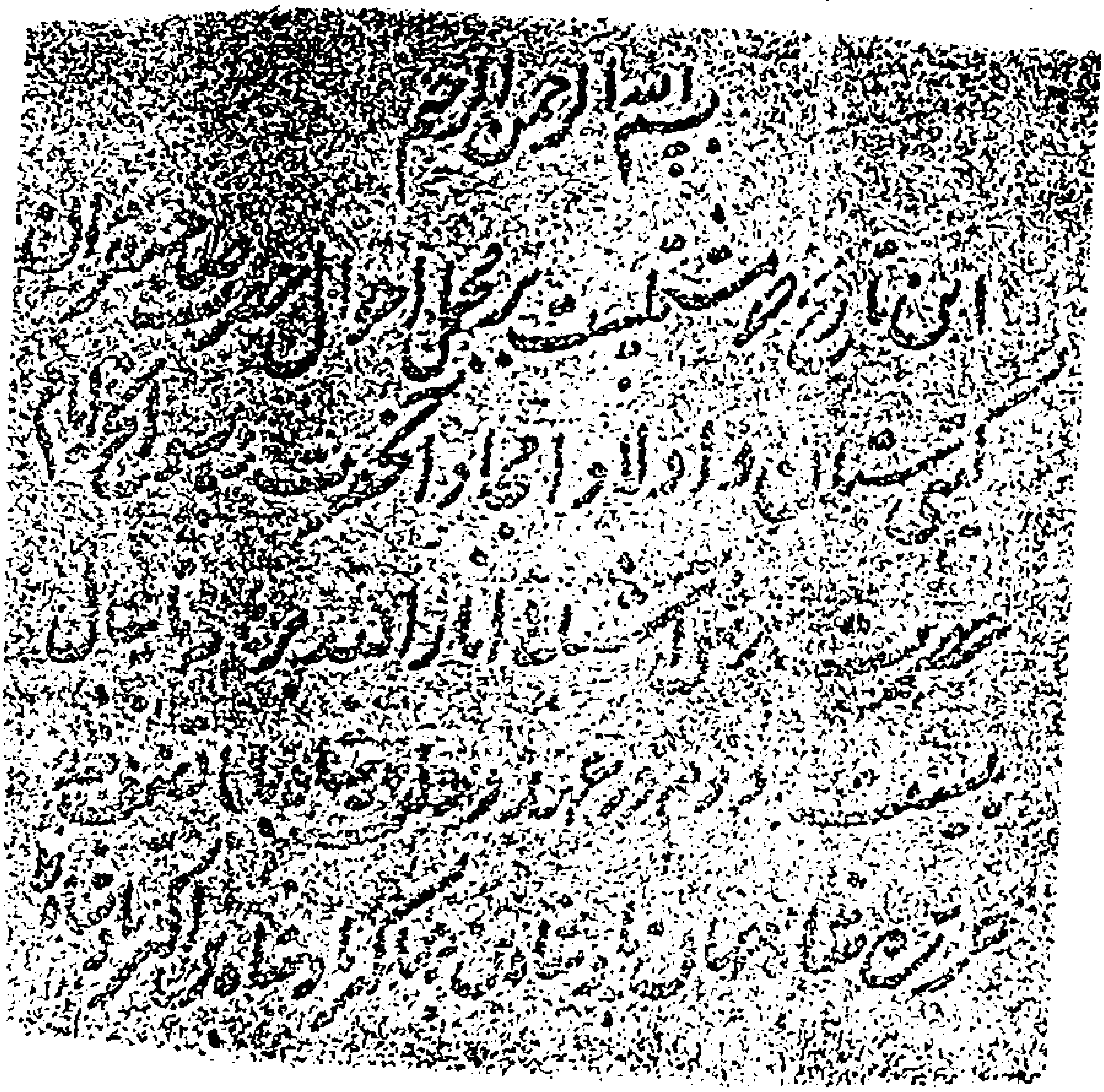

Marfat.com

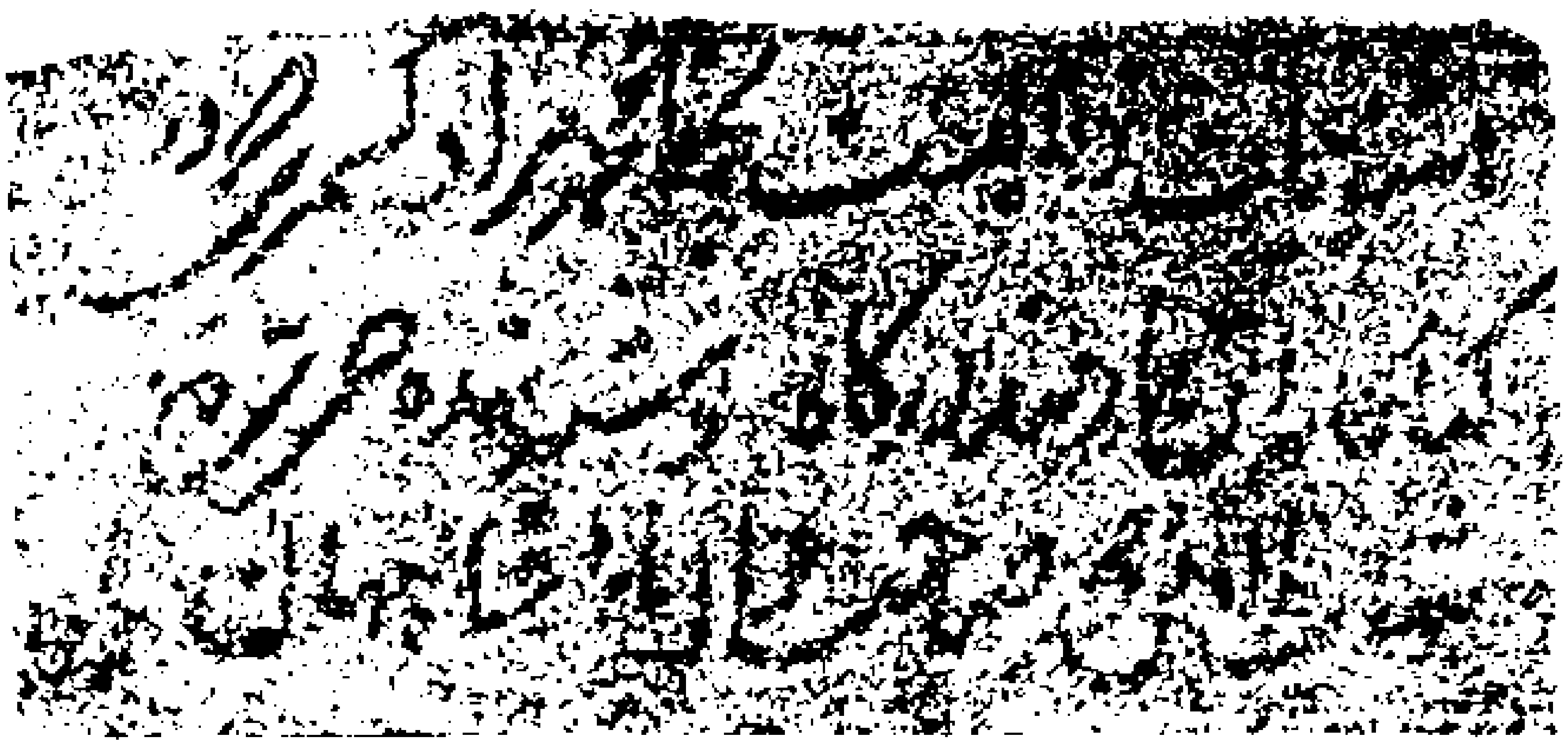

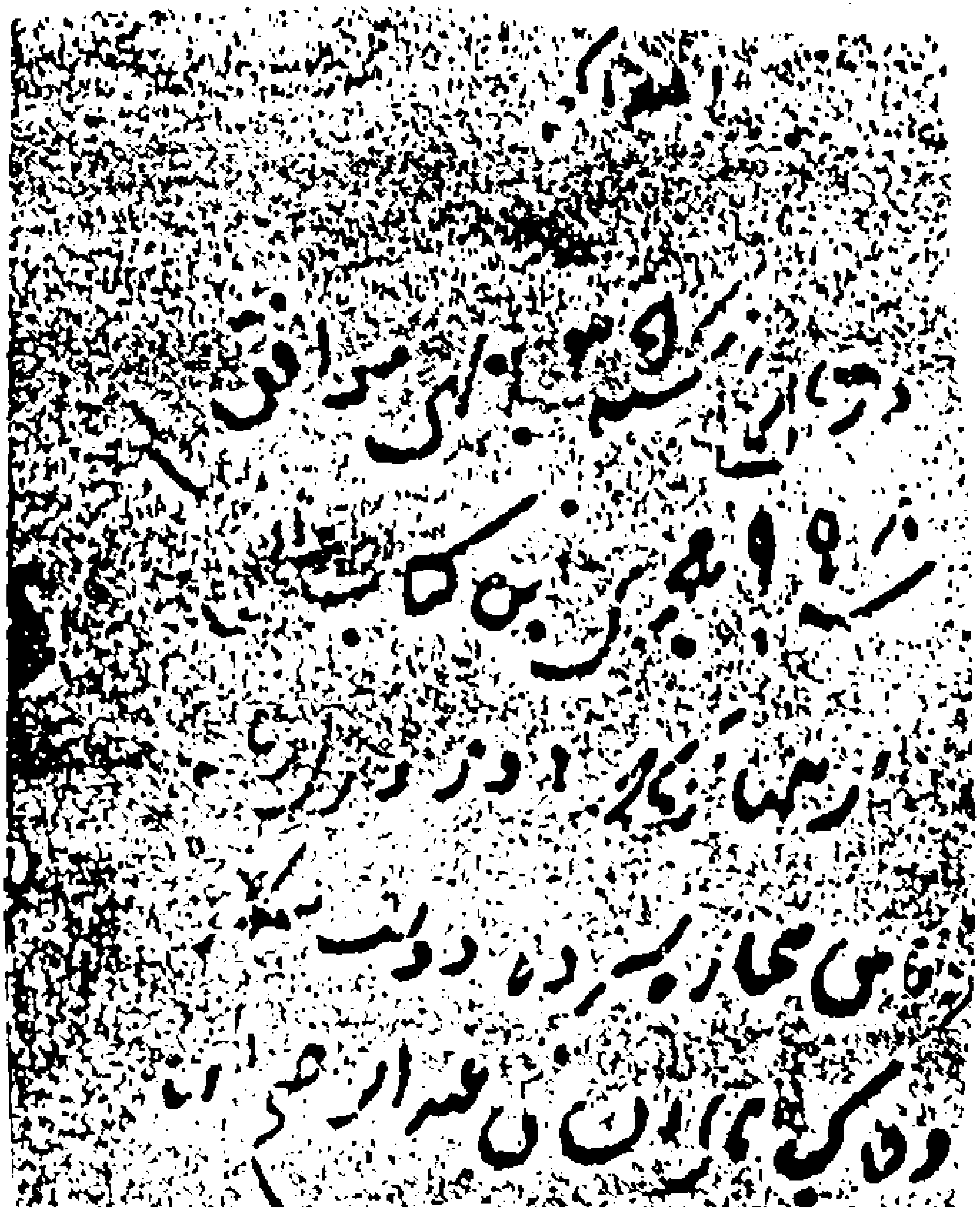

Marfat.com

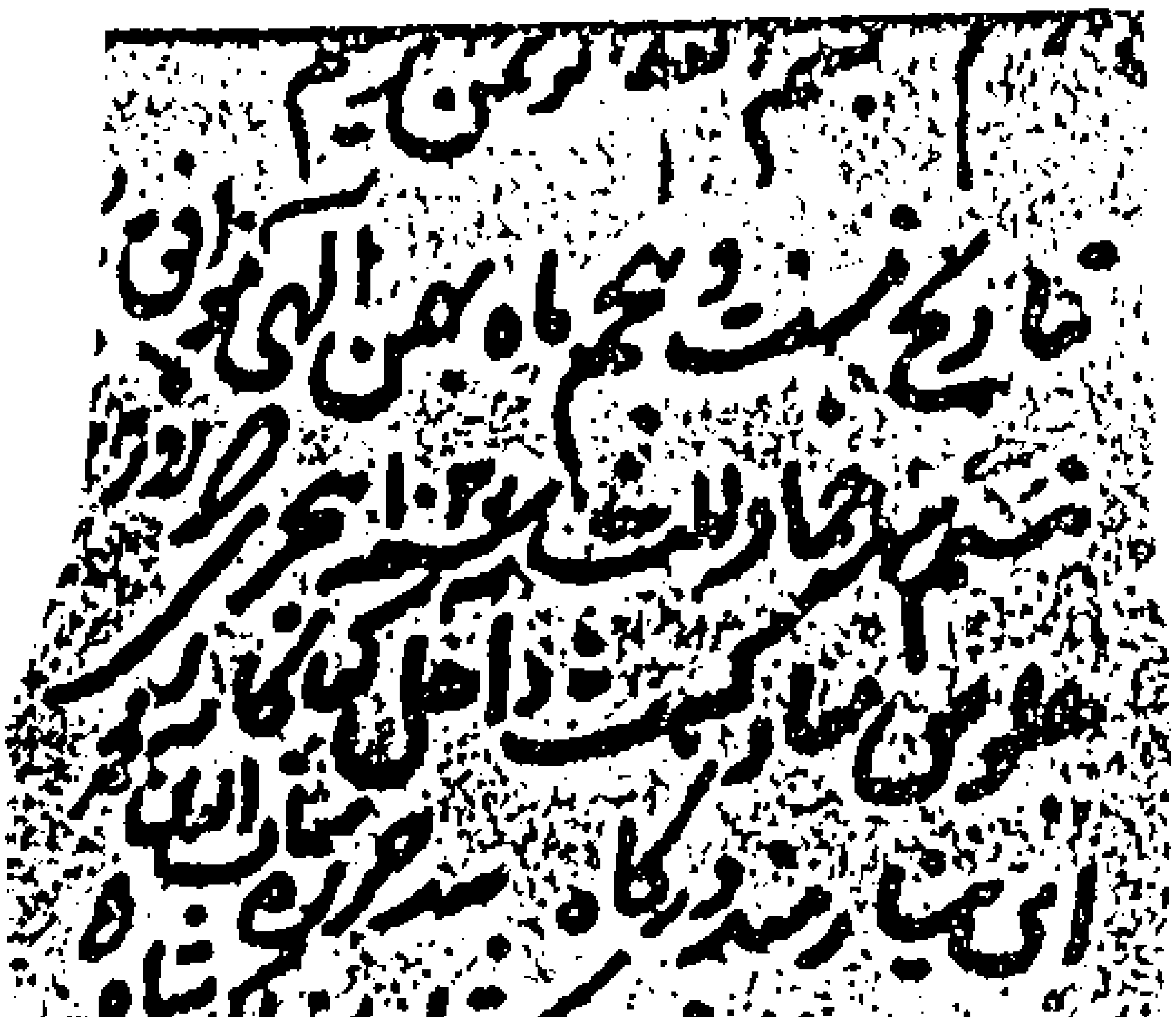

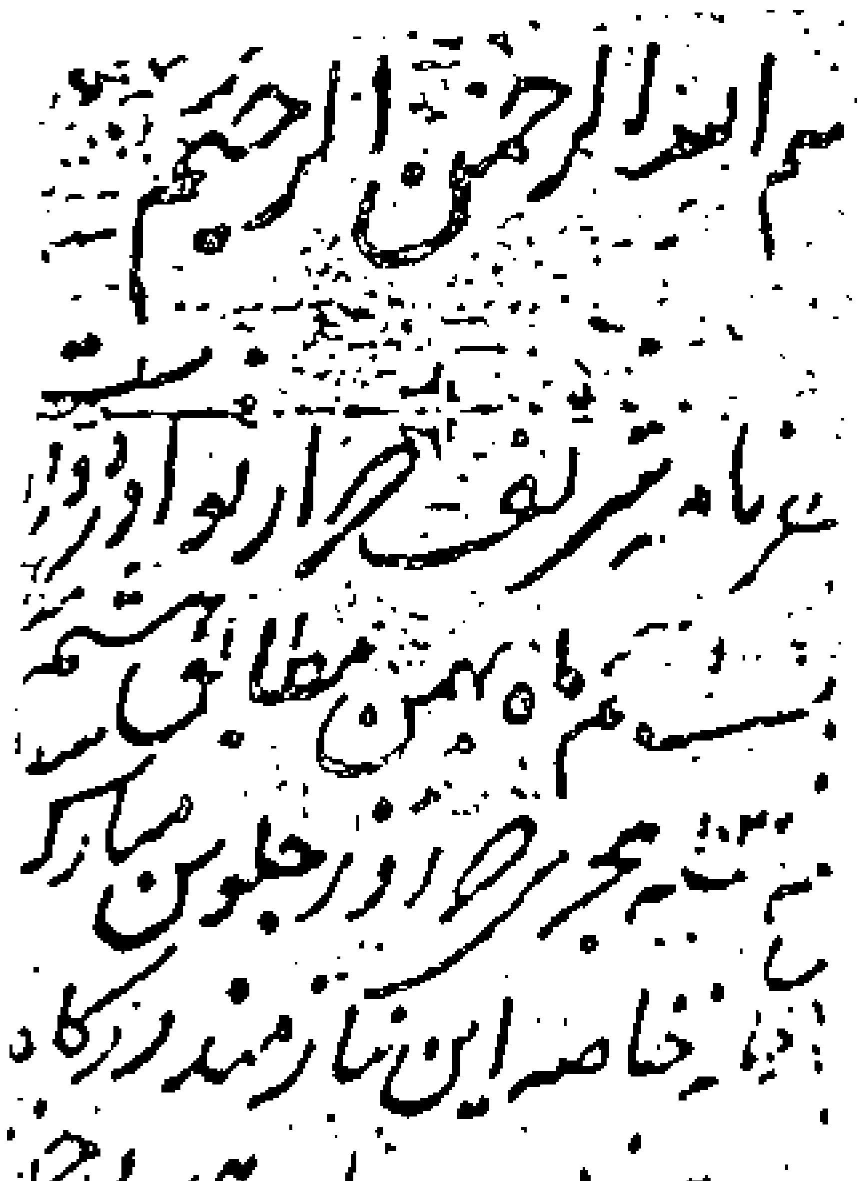

Marfat.com

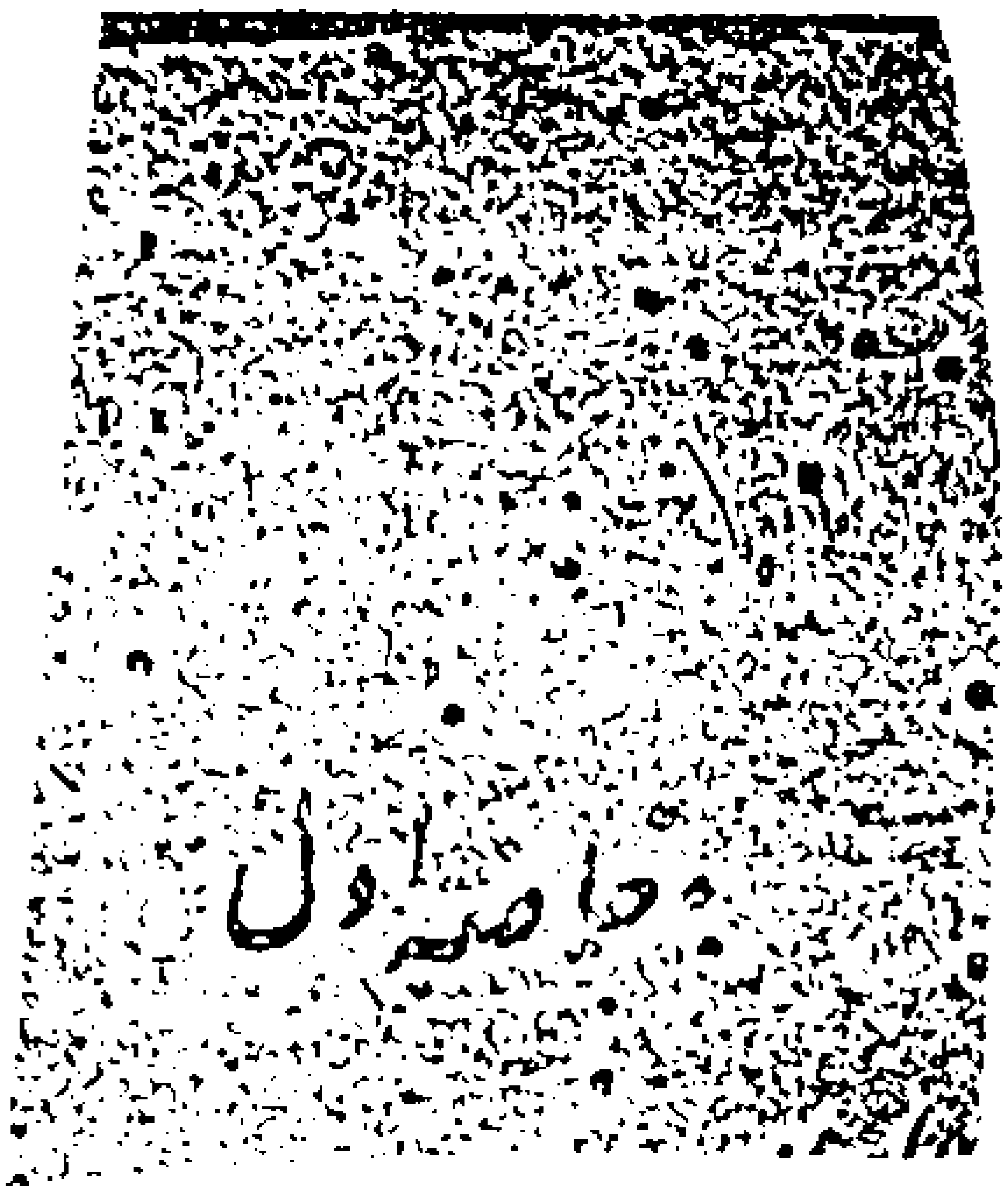

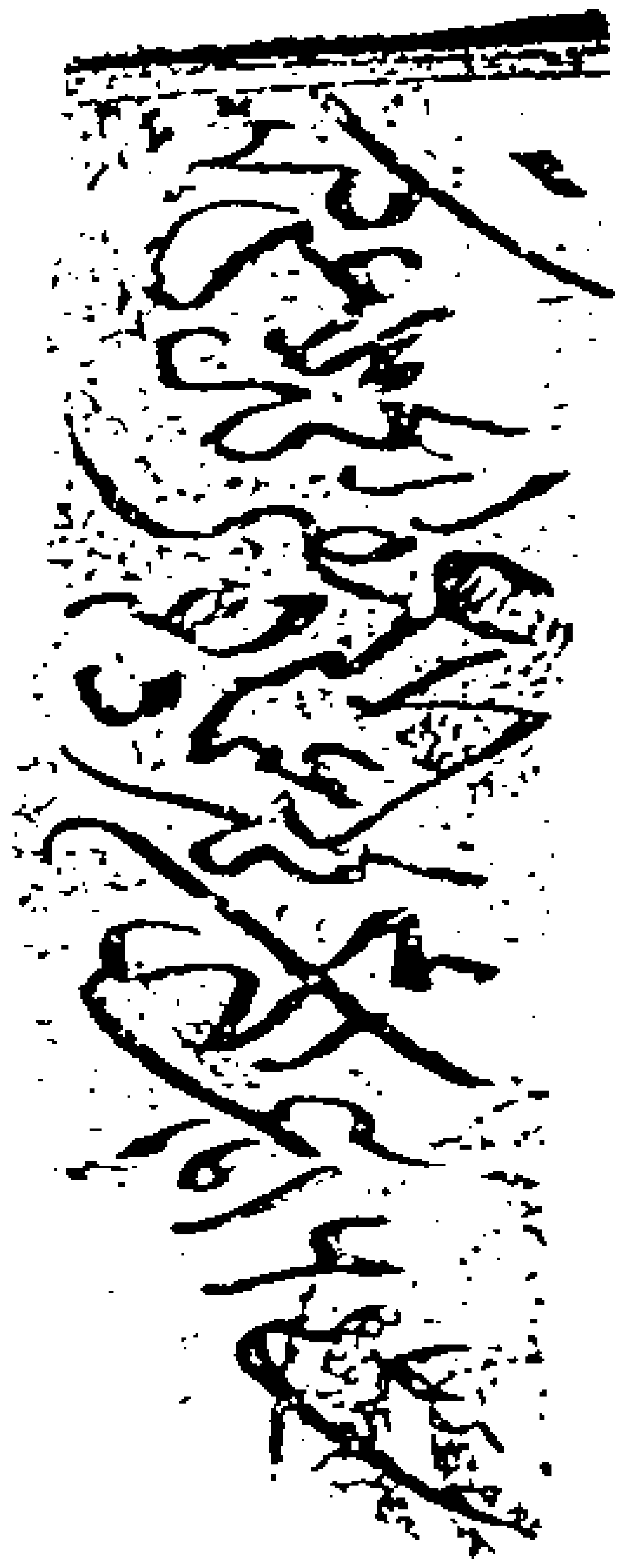

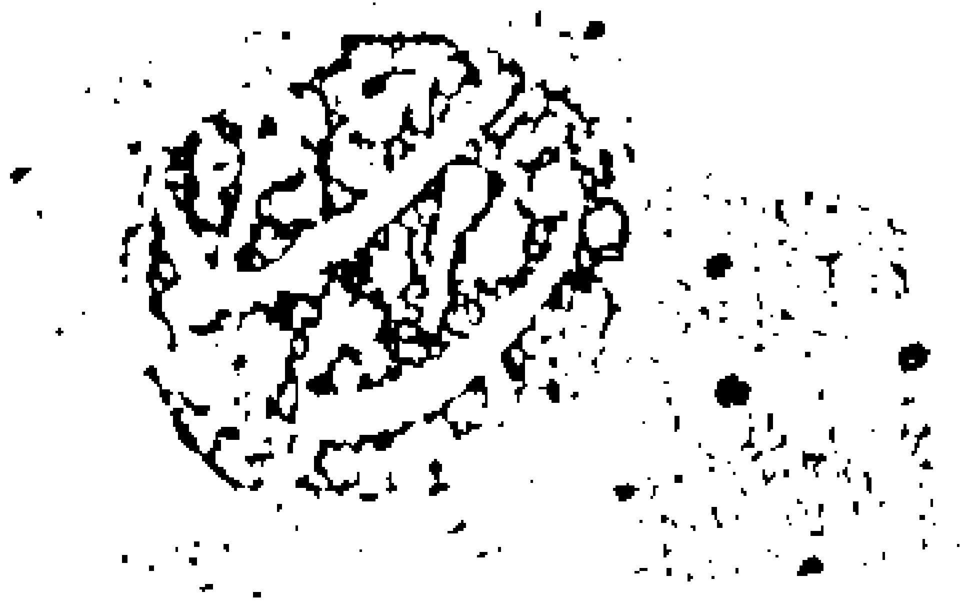

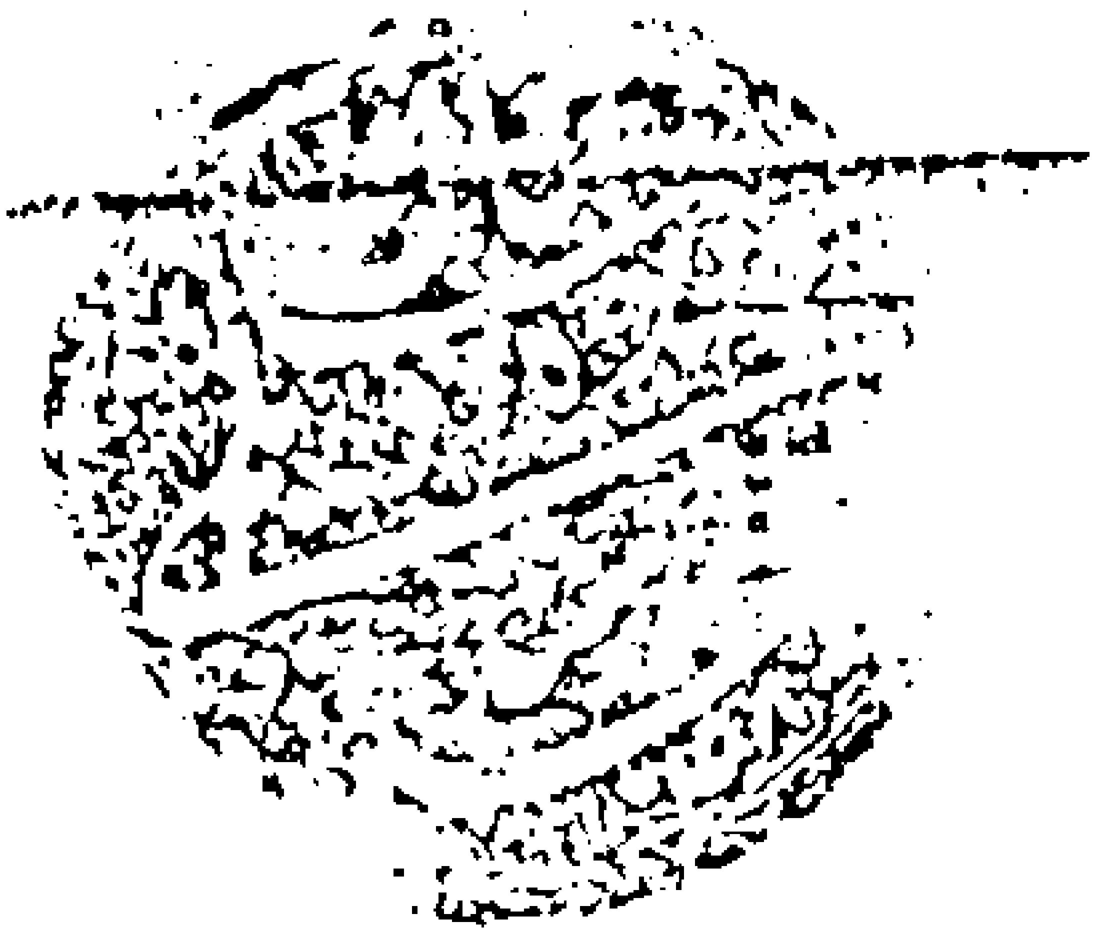

Marfat.com

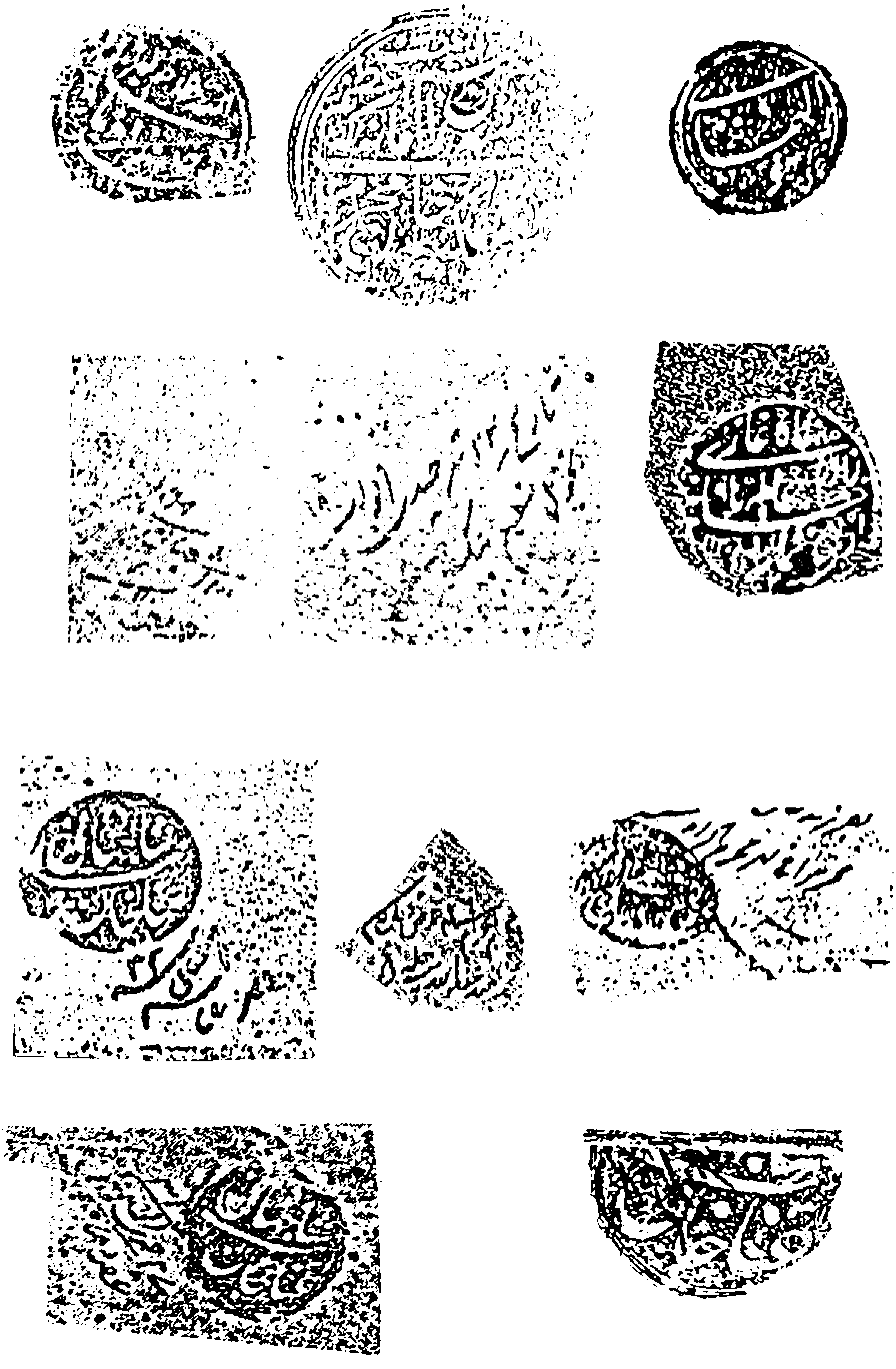

Marfat.com

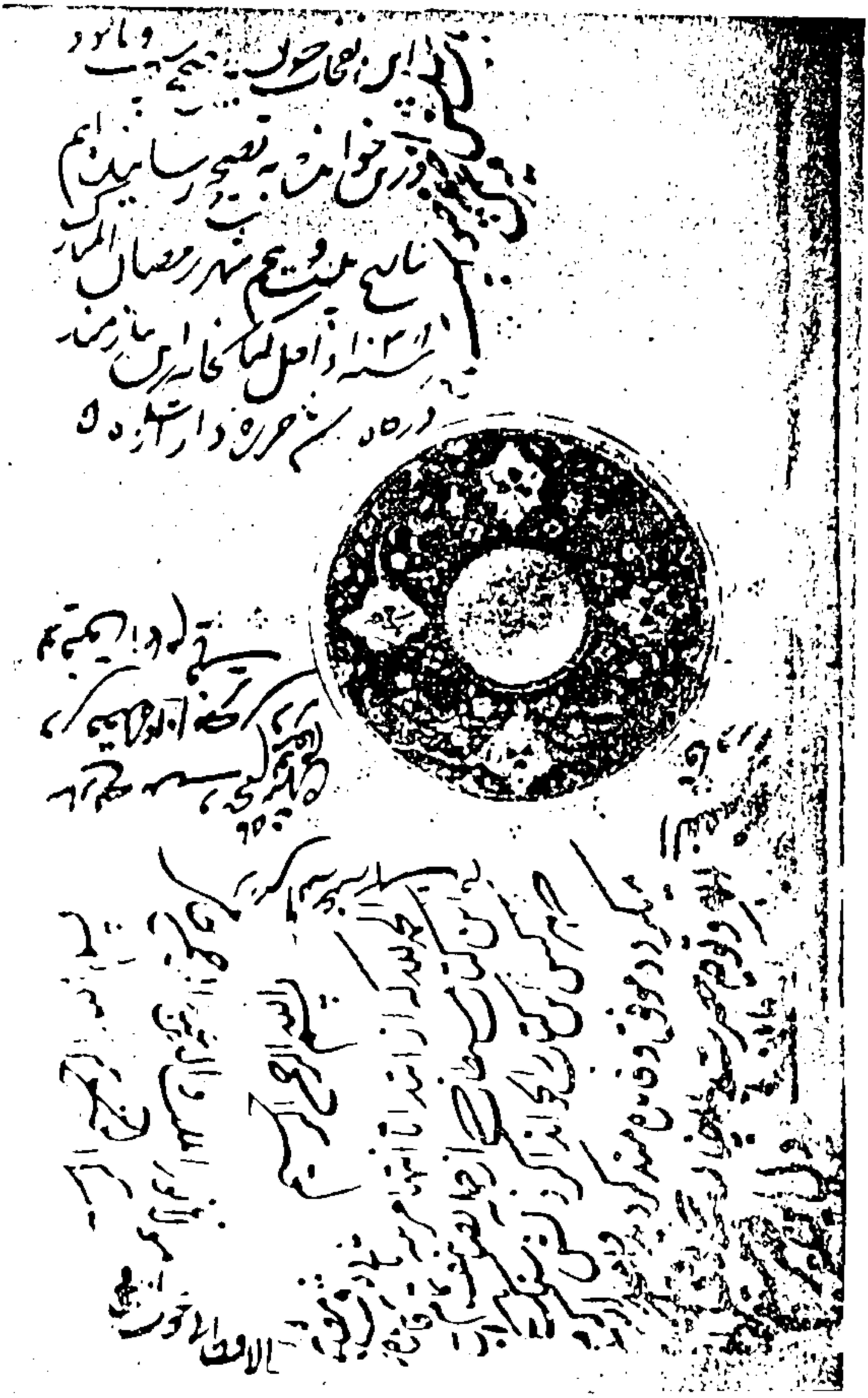

رضا لائبریری رام پور

نفحات الانس جامی کا سرورق جس

داراشکوہ کی تحریریں ہیں۔

Marfat.com

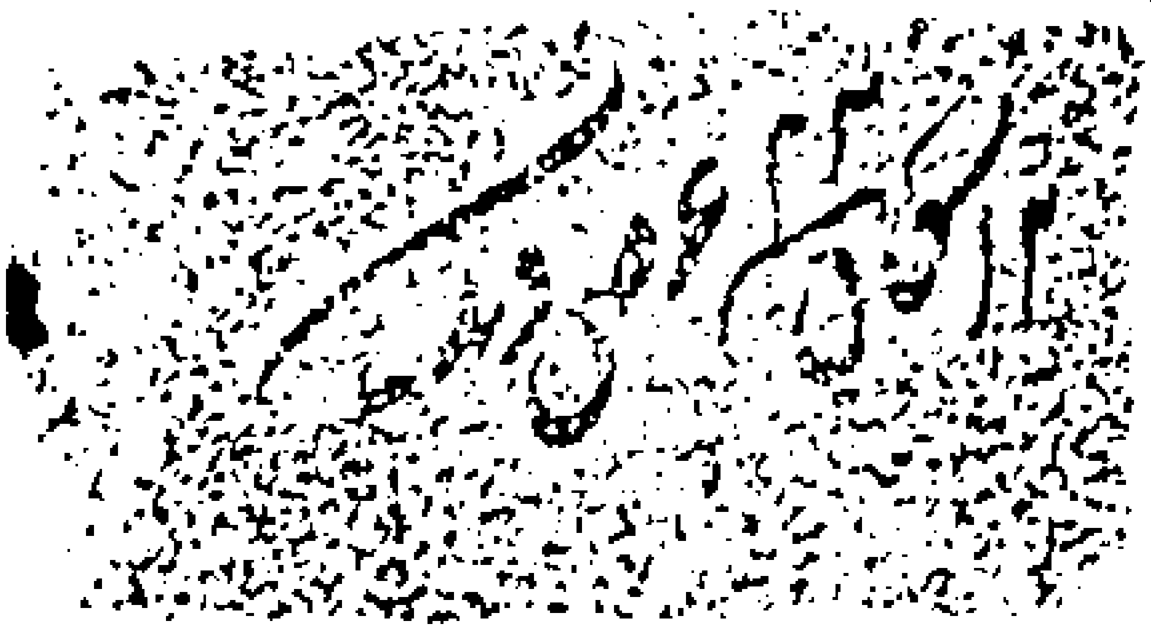

Marfat.com

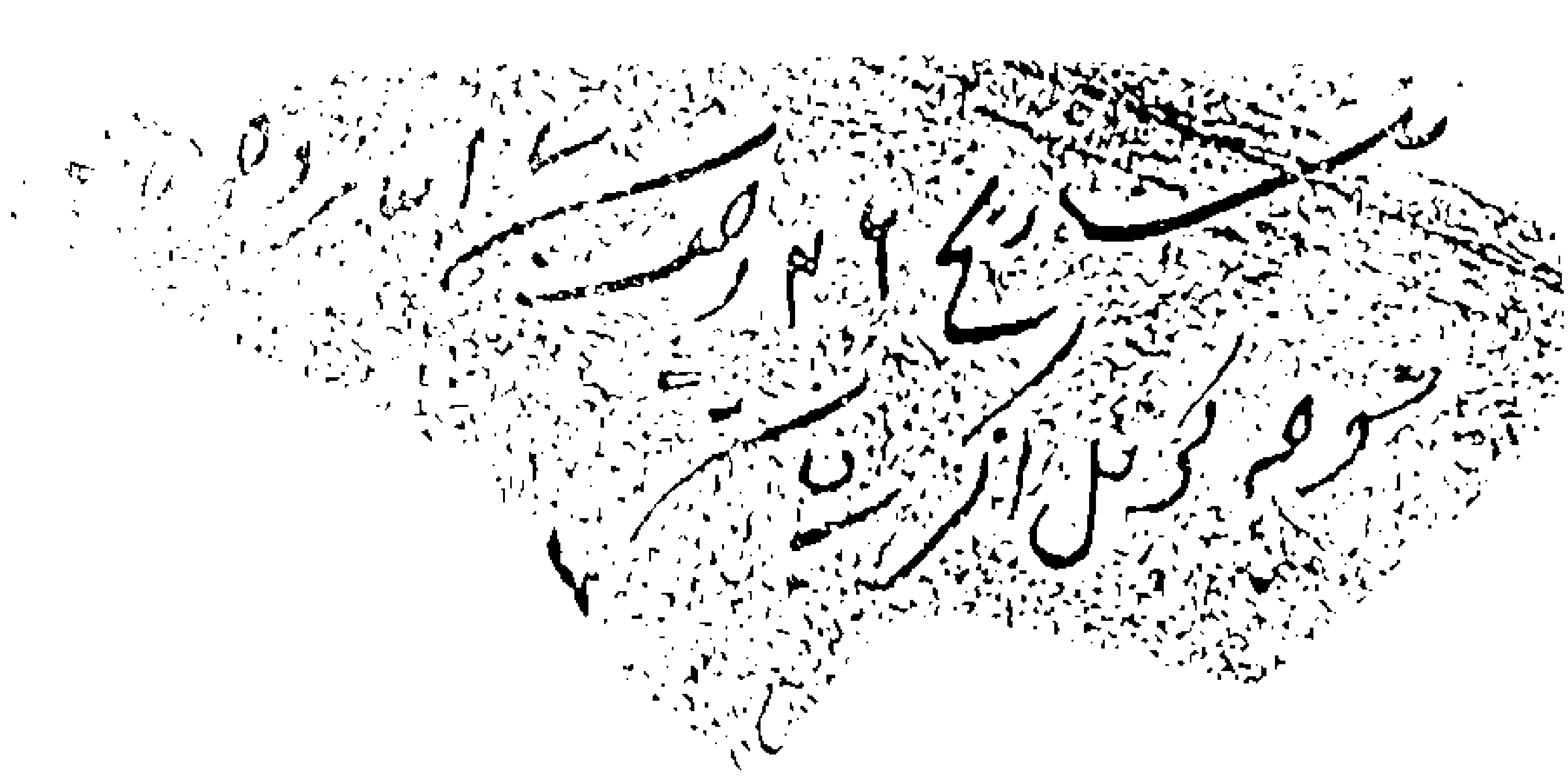

Marfat.com

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی

چند اہم ترقیمے

"ترقیمہ، عرضداشت، اور مہر" کے عنوان سے یہ سمینار غالباً اپنی نوعیت کا پہلا سمینار ہے جو ہمارے ملک میں منعقد ہو رہا ہے۔ میں سمینار کے منتظمین اور خاص طور پر خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری کے ڈائرکٹر جناب ڈاکٹر عابد رضا بیدار صاحب کو اس سلسلے میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

مخطوطہ شناسی میں ترقیمہ، عرضداشت اور مہر کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ ان تینوں امتیازات سے ایک خطی نسخے کا درجۂ اعتبار متعین کیا جا سکتا ہے۔ میری ناقص رائے میں ان تینوں خصوصیات میں ترقیمے کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

ترقیمہ یا ترقیم کے لغوی معنی ہیں کتابت کرنا، سجانا اور خط پر نقطے لگانا، لیکن نسخہ نویسوں اور کاتبوں کی اصطلاح میں ترقیمے سے مراد ہے وہ عبارت جو کسی بھی قلمی نسخے کے اصل متن کے بعد ایک کاتب خود اپنی طرف سے اضافہ کرتا ہے۔ ترقیمے درحقیقت خطی نسخوں کے شناس نامے ہیں، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ بعض وجوہ کی بنا پر ان میں دانستہ طور پر تحریف و تصرف بھی کیا گیا ہے جس کی وجہ سے ترقیمے اگر پوری توجہ سے مطالعہ نہ کیے جائیں تو گمراہ کن ثابت ہو سکتے ہیں اور ہوئے ہیں۔

ترقیمہ نثر میں بھی ملتا ہے اور نظم میں بھی۔ یہ مطالب و مشمولات کے لحاظ سے متنوع ہوتے ہیں۔ یہ طویل بھی ملتے ہیں اور مختصر بھی۔ اہم بھی ہوتے ہیں اور غیر اہم بھی۔ عام طور پر کاتب دعا و صلوات کے بعد ترقیمے میں زمان و مکان کتابت کا ذکر کرتا ہے اور خود اپنا نام بھی درج کرتا ہے۔ وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ اس نے کس شخص کے کہنے پر یا کس شخص کے لیے خود قلمی نسخہ تیار کیا ہے۔ جیسا کہ عرض کیا گیا، ترقیمے اپنے مشمولات کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک صاحب علم کاتب بعض اوقات ترقیمے میں درج بالا اطلاعات سے

Marfat.com

زیادہ مطالب درج کرتا ہے۔ یہ مطالب صرف اس قلمی نسخے کی شناخت ہی کے لیے ضروری نہیں ہوتے بلکہ مؤلف اور نسخے کے ادبی و علمی مقام کے تعین میں بھی مددگار و راہنما ثابت ہوتے ہیں۔

بہرحال ضروری نہیں کہ یہ تمام اطلاعات ایک ترقیمے میں موجود ہوں، لیکن یہی وہ اطلاعات ہیں جو کم و بیش ایک ترقیمے میں پائی جاتی ہیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر قلمی کتاب میں ترقیمہ موجود ہو۔ مشاہدہ بتاتا ہے کہ ایسے قلمی نسخوں کی تعداد زیادہ ہے جن میں ترقیمہ موجود نہیں۔ ایسی صورت میں خطی نسخوں کا تعارف زیادہ تر قیاس پر مبنی ہوتا ہے جس میں اشتباہ کا امکان موجود رہتا ہے۔

صاحبان نظر اس حقیقت سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ بعض اوقات خود ترقیمے بڑی توجہ چاہتے ہیں۔ اگر توجہ اور تحقیق کی نظر سے ان کا مطالعہ نہ کیا جائے تو پڑھنے والا غلط نتائج اخذ کر سکتا ہے۔ متعدد شواہد موجود ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ ترقیموں میں کاتبوں یا دوسرے حضرات نے چند وجوہ سے تصرف کیا ہے۔ اس تصرف سے میری مراد یہ ہے کہ کاتب بہتر اجرت کی غرض سے ترقیمے میں کسی مشہور و معروف کاتب کا نام عمداً لکھ دیتا ہے جس کی وجہ سے بعض ایسی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے گمراہ کن نتائج نکلتے ہیں۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ کاتب اپنی طرف سے کوئی ترقیمہ نہیں لکھتا، بلکہ جو نسخہ نقل کرنے کی غرض سے اسے دیا جاتا ہے اور اس میں ترقیمہ موجود ہوتا ہے، وہ ترقیمہ جدید کاتب اسی طرح نقل کر دیتا ہے اور اس طرح نسخہ شناس کو امتحان میں ڈال دیتا ہے کہ وہ متعین کرے کہ آیا یہ نسخہ اسی کاتب کی کوششوں کا نتیجہ ہے جس کا نام اس ترقیمے میں موجود ہے، اسی جگہ لکھا گیا تھا جس مقام کا نام اس میں درج ہے، اور آیا اسی سال کتابت ہوا تھا جو ترقیمے میں موجود ہے۔ ان تمام امور کے تعین کے لیے وسیع اطلاعات، گہرے مشاہدے اور زبردست تجربے کی ضرورت ہے۔

ان معروضات کے بعد، پیش خدمت ہیں چند ایسے ترقیمے اور ان کے کوائف جن سے ترقیموں کی تاریخی و ادبی اہمیت و مناسبت کا علم ہوگا اور اسی کے ساتھ یہ اندازہ لگایا جا سکے گا کہ بعض ترقیمے جعلی ہوتے ہیں اور گمراہ کن۔

احمد رنجبر نے تہران سے ۱۳۶۷ شمسی میں عطار کی منطق الطیر شائع کی ہے۔ یہ اشاعت منطق الطیر کے اس قلمی نسخے پر مبنی ہے جو عطار کی وفات کے صرف سو سال بعد ۷۲۰ھ میں کتابت ہوا ہے۔ اس کے کاتب کا نام خسرو ہے جس نے یہ نسخہ قدیم نستعلیق میں لکھا ہے۔ اس کاتب کے حالات کسی ماخذ سے دریافت نہیں ہو سکے۔ البتہ اس نسخے کے منظوم ترقیمے سے یہ پتا چلتا ہے کہ وہ ایک باسواد شخص تھا، شاعر تھا اور اچھا شاعر تھا، عطار کے مقام سے واقف تھا اور اسی طرح منطق الطیر کی اہمیت بھی اس پر روشن تھی۔ ایسی صورت میں ایک کاتب سے بہتر نتائج کی امید رکھی

Marfat.com

چاہیے اور یہ نسخہ ہر لحاظ سے کاتب کے واقف کار ہونے کا ثبوت ہے۔ ترقیمہ درج ذیل ہیں:

ہمچناں دل در تحیر مست بود — گاہ اندر حمد و گاہی در درود
حق تعالیٰ از مدد در ہا گشاد — اتفاقم ختم ایں نسخہ فتاد
شد بہ دست خسروؔ ایں نسخہ تمام — روز بیست و پنجم از ماہِ صیام
خسروِ گویندہٴ آں فخرِ دین — خادم بیچارہٴ بی کبر و کین
سال اندر بست و ہفت و ہفتصد — بود چوں ایں دولتم آمد بہ صد
گفت عطار از ہمہ مردان سخن — گر تو مردی ہم بہ خیرش یاد کن
جان او از نور حق آسودہ باد — نام او در آسمان بستودہ باد

اس واضح ترقیمے کے باوجود جس میں ماہ و سال کتابت اور اسم کاتب وغیرہ موجود ہے، مرتب نسخے کو اس کے نستعلیق خط سے یہ شک ہوا کہ اس زمانے میں نستعلیق رائج نہیں تھا، اس لیے ترقیمے کی اطلاعات جعلی ہیں۔ مرتب نے اس سلسلے میں اپنے مقدمے میں شبہ کا اظہار کیا کہ:

نسخہٴ مذکور یک صد سال پس از عطار۔ یعنی سال ۷۲۷ ھ۔ق پایان پذیرفتہ است ... اما اشکال در ایں است، اگرچہ از ابیات بالا چنیں بر می آید، کتابت بہ سال ۷۲۷ ھ ق بہ پایان رسیدہ، اما خط کتابت ... باید بہ قرن نہم مربوط باشد، چہ خط نستعلیق پختہ است' ولی تواں آں را بہ اوایل قرن ہشتم منسوب دانست[1]۔

کتاب کے منظر عام پر آنے کے بعد اس پر تبصرہ کیا گیا اور تبصرہ نگار نے بھی سال کتابت کے بارے میں مرتب نسخے کی تائید کی اور اظہار خیال کیا کہ یہ نسخہ نویں صدی یا اس کے بعد کا ہونا چاہیے[2]۔

ان دونوں حضرات کو غالباً اس حقیقت کا علم نہیں تھا کہ نستعلیق کے دو دور متعین کیے گئے ہیں۔ ایک دور آٹھویں صدی سے شروع ہو کر اس صدی کے اواخر تک جاری رہا۔ میر علی تبریزی آٹھویں صدی کے اواخر میں نستعلیق کے ماہر و استاد خوشنویس کی حیثیت سے ایران میں افق کتابت پر ظاہر ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ ہی دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ چونکہ عام خیال یہ ہے کہ میر علی تبریزی اس خط کا واضع ہے جو صحیح نہیں۔ اسی بے بنیاد تصور نے مصحح کو غلط فہمی کا شکار بنایا۔

---

[1] منطق الطیر، بہ اہتمام احمد رنجبر، ص ۸ [2] نشر دانش، سال ہشتم، ۱۳۶۷ ھ ش ۴، ص ۲۹۷

Marfat.com

دیگر صاحبان نظر نے مذکورہ نسخے کے انداز نستعلیق، تذہیب وغیرہ سے یہ قطعی طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ ترقیمہ اصل ہے اور اس میں دی گئی اطلاعات جعلی نہیں۔ اس بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ اس ترقیمے سے یہ تصدیق ہوئی کہ نستعلیق طرزِ تحریر آٹھویں صدی میں نہ صرف رائج ہو گیا تھا بلکہ علما و نساخ اس خط میں کتابیں بھی کتابت کرتے تھے۔ خطوط کی تاریخ میں یہ اطلاع اہمیت کی حامل ہے۔

منظوم ترقیمے کے بارے میں ایک اہم بات یہ عرض کرنی ہے کہ اگر کسی منظوم کتاب پر منظوم ترقیمے سے قبل کاتب کے درج کردہ کسی دوسرے شاعر یا خود اس کے اپنے مناسب حال اشعار درج ہوں تو وہ نسخہ شناسی میں ایک مسئلہ بن سکتے ہیں۔ ایسے نسخے کی بنیاد پر دوسرا نسخہ تیار کرایا جاتا ہے تو اس کا امکان رہتا ہے کہ پہلے نسخے میں کاتب کے درج کردہ اشعار، اصل متن کا حصہ بن جائیں اور اس طرح ایک شاعر کے اشعار دوسرے شاعر سے منسوب ہو جائیں۔ ایسا دیکھا بھی گیا ہے۔ مثلاً امیر معزی کے قصیدے سے یہ دو بیت:

مال و حال و سال و فال و اصل و نسل و تخت و بخت
بادت اندر پادشاہی برقرار و بر دوام

مال وافر حال نیکو سال فرخ فال سعد
اصل راسخ نسل باقی تخت عالی بخت رام

دیوان حافظ کے بعض قلمی نسخوں میں قطعات کے ذیل میں درج ہو گئے ہیں۔ اس کا احتمال ہے کہ کسی کاتب نے دیوانِ حافظ کسی حاکم وقت کے لیے تیار کیا اور معزی کے یہ دو بیت دعا کے طور پر ترقیمے میں درج کر دیئے۔ اس کے بعد کسی دوسرے ناواقف کاتب نے ان ابیات کو حافظ کا طبع زاد سمجھ کر، ان کی ظاہری شکل و صورت کے پیش نظر، دیوان حافظ میں مقطعات کے ذیل میں درج کر دیا اور اس طرح یہ اشعار حافظ کے دیوان میں راہ پا گئے۔

عرض کیا جا چکا ہے کہ بعض ترقیمے ایسے بھی نظر سے گزرے ہیں کہ غور و فکر کے بعد یہ پتا چلتا ہے کہ کاتب نے یہ ترقیمے بغیر کسی ترمیم و تنسیخ کے جوں کے توں نسخۂ منقول عنہ سے نقل کر دیئے۔ اگر یہ حقیقت اس نسخے پر کام کرنے والوں پر منکشف نہ ہو گی تو وہ ظاہر ہے غلط نتائج اخذ کریں گے اور اصل صورت حال ظاہر نہیں ہو گی اور اصل نسخے کی نقلیں بھی اصل نسخہ شمار کی جانے لگیں گی۔ اس سلسلے میں مولانا عبدالرحمٰن جامی (م: ۸۹۸ھ) کی **حلیلة الحلل** کی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔ اس کی چند نقلیں مختلف کاتبوں نے تیار کی ہیں اور اصل نسخے کا ترقیمہ جوں کا توں نقل کر دیا ہے۔ اس طرح اس کتاب کے چند نسخے اصل نسخے کے طور پر مشہور ہو گئے اور اصل و نقل میں دشواری پیش آئی۔

ترقیموں کے سلسلے میں ایک دوسری صورت حال بھی دیکھنے میں آتی ہے جو قدیمی بھی ہے دلچسپ بھی اور عام انسانی مزاج کے مطابق بھی۔ بعض نسخہ نویسوں، کاتبوں یا خود اہلان نے ترقیموں میں رد و بدل کی ہے اور کوشش کی ہے

Marfat.com

کہ وہ اس طرح اپنے نسخے کو بظاہر اہم امتیازات کا حامل بنا دیں۔ کاتبوں کے نام، سال کتابت اور حتیٰ کہ مالکان نسخے کے ناموں میں ردو بدل اور تبدیلی کی مثالیں عام ہیں۔ یہ کام قدیم زمانے سے کیا جا رہا ہے۔ فارسی استاد کی اصطلاح میں اس عمل کو کتابت مزوّر کا نام دیا جاتا ہے۔ اس عمل اور اس نتائج کے بارے میں قابوس وشمگیر نے قابوس نامہ میں اپنے لڑکے کو ایک واقعہ سنایا ہے اور کتابت مزوّر سے گریز کا مشورہ دیا ہے۔ یہ تاریخی واقعہ نسخہ شناسی میں اہمیت کا حامل ہے اور دلچسپ بھی، اس لیے پیش خدمت ہے:

"اگر چناں کہ خطاطی قادر باشی، واز ہر گونہ خطی کہ بینی، بدانی نبشت، این دانش سخت نیک است ولکن بر کسی پیدا مکن تا بہ مزوّر کردن معروف نشوی ... و بہ ہر محقری مزوری مکن تا اگر وقتی بہ کار آید، چوں منافعی بزرگ خواہد بود، آنگہ اگر بکنی کسی بر تو گمان نبرد کہ بسیار کاتبانِ فاضل ومحتشم را وزیران عالم ہلاک کردند بہ سبب خطہای مزوّر ایشاں، شنیدم کہ ربیع بن المطہر القصوی کاتبی محتشم بود اندر دیوان صاحب، خط مزوّر کردی، این خبر بہ گوش صاحب رسید، صاحب فروماند، نہ مرد را ہلاک توانست کردن از سبب فضل آں مرد کہ سخت فاضل بود ویگانہ ونہ بر دی ہی توانست پیدا کردن، ہمی اندیشید کہ با وی چکند؟ اتفاق را اندرین میانہ صاحب را عارضہ ای پدید آمد، مرداں بہ عیادت ہمی رفتند تا این ربیع بن المطہر القصوی اندر آمد و پیش صاحب نبشت ... صاحب را بپرسید کہ چہ تالانی است؟ ... صاحب گفت: از آنچہ تو می کنی، یعنی مزوّر کاتب بدانست کہ صاحب از آں کار آگاہ شدہ است. گفت: ای خداوند، بہ سر تو کہ دیگر نکنم. صاحب گفت: اگر دیگر نکنی بدانچہ کردی، عفوت کنم و عقوبت نکنم۔ پس این مزوّر کردن کاری بزرگ است، از آں بپرہیز۔"[1]

اسی ضمن میں یہ واقعہ بھی صورت حال کی وضاحت کے لیے اہم اور حاضرین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہے:

"ابن سینا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے تفنن طبع کی خاطر تین کتابیں وضع کیں اور انھیں کتابت کرایا۔ ایک کتاب، صاحب دوسری صابی اور تیسری ابن عمید کے طرز

1۔ قابوس نامہ، تصحیح دکتر یوسفی، ص ۲۱۳

ہے۔ اس نے ان کی جلدوں کو بھی پرانا کیا اور انھیں ابی منصور جبان کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ جبان نے انھیں دیکھا اور اصل و نقل میں تشخیص نہ کر سکا۔[1]

جعلی نسخے تیار کرنے کا یہ فن ہمیشہ ہی ترقی پر رہا۔ ایسے کاتب موجود رہے جو دوسرے ماہرین فن کی ہو بہو نقل کر سکتے تھے اور حتیٰ کہ صاحبان نظر بھی اصل و نقل کے فرق میں دھوکہ کھا جاتے تھے اور اب بھی ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اس عمل سے کاتب کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ معروف شناسا کاتب کے نام سے اپنے نسخے کی بہتر اجرت حاصل کر سکے، یا اس کے نسخے کو معروف کاتبوں کی کوشش کا نتیجہ سمجھ کر متعلقہ حضرات ہاتھوں ہاتھ لیں۔ اس کا تعارف ہو اور اس کا کام توجہ کا مرکز بنے۔

بعض ترقیمے اس لحاظ سے بڑی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں کہ ایک نسخے سے متعلق ہماری بیشتر اساسی معلومات انھی پر منحصر ہوتے ہیں چونکہ کتاب یا خود اس کے مصنف کے بارے میں معاصر یا بعد کے ماخذ خاموش ہوتے ہیں۔

شمس الدین ابرقوہی ساتویں صدی کے اواخر اور آٹھویں صدی کے اوایل کے معروف شاعر و ادبا میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کی ایک تصنیف مجمع البحرین کا کسی معاصر یا بعد کے ماخذ میں ذکر نہیں۔ مجمع البحرین کا واحد قلمی نسخہ برٹش میوزیم (Add ۲۳۵۸۰) میں محفوظ ہے۔ اس میں درج ذیل ترقیمہ اس کتاب کے مصنف اور اس کی اس تالیف کے متعارف کرانے کا واحد ذریعہ ہے:

فرغ من تحریر هذا الکتاب الکثیر الفوائد و غزیر العوائد

الذی صنفه مولانا الامام المعظم السعید، افتخار افاضل الحکماء والعلماء فی

زمانه شمس الملة والدین ابراهیم المحتسب بابرقوه رحمة الله علیه۔

مخطوطات کے ترقیموں میں جائے کتابت کا ذکر بھی عام طور پر نظر آتا ہے۔ جگہوں کے یہ نام جہاں جغرافیائی اعتبار سے اہم ہیں وہاں اس امر کی طرف اشارہ بھی کرتے ہیں کہ اس جگہ پر موضوعِ نسخہ کے جاننے والے موجود تھے اور اس موضوع پر نسخوں کی مانگ تھی اور وہاں کتابت کرنے والے بھی موجود تھے۔

ترقیموں ہی سے بے شمار کاتبوں کے نام کا علم ہوتا ہے۔ واضح ہے کہ خطاطوں کے تذکرے بہت ندرت سے تالیف ہوئے ہیں یا بہت کمیاب ہیں۔ اس لیے ترقیموں میں کاتبوں کا نام اور ان کے جای کار وغیرہ سے متعلق اطلاعات خطاطی کی تاریخ میں اہم رول ادا کریں گے۔ بعض کاتب صاحب ذوق تھے، شاعر تھے اور اسی وجہ سے انھوں نے

۱۔ قفطی، اخبار العلماء، ص ۲۷۵، بہ نقل از تحقیق النصوص ونشرہا، عبدالسلام ہارون، ص ۴۴

Marfat.com

منظوم ترقیمے درج کیے ہیں۔ ایسے شاعر کاتبوں میں متعدد ایسے ہوں گے جن کا ذکر شعرا کے تذکروں میں نہیں ملے گا۔
اس طرح یہ ترقیمے شعرا کے تعارف کا ذریعہ بھی ہیں۔ کاتبوں میں بعض رباعیات اور ابیات مشہور تھے جو اکثر ترقیموں میں نقل ہوئے ہیں۔ ہندستان میں فارسی مخطوطات میں درج ذیل ابیات کثرت سے دیکھنے میں آتے ہیں:

الٰہی بیامرز خواننده را   عفو کن گناه نویسنده را

یا

ہر کہ خواند طمع دعا دارم   زانکہ من بندۂ گنہ گارم

نوشتہ بماند بخطِ غریب   کہ نصر من اللہ فتح قریب

قلمی نسخوں میں درج رقوم سے اندازہ ہوتا ہے کہ کاتبوں نے مختلف ادوار میں رقوم مختلف انداز سے درج کی ہیں۔ اس کے بارے میں اگر مناسب آگاہی نہ ہو تو گمراہ کن نتائج نکل سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر حافظ کے دیوان کا ایک مخطوطہ نیشنل میوزیم (شمارہ: ۶۷۰۲۶) محفوظ ہے جس میں درج ذیل ترقیمہ ہے:

تمت الکتاب بعون الملک الوہاب والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی محمد و آلہ اجمعین۔ ۷۵۹ھ

اس میں درج سال کے مطابق یہ نسخہ حافظ (م: ۷۹۱ھ) کی حیات میں ۷۵۹ھ میں کتابت ہوا، اس لیے نہایت اہمیت کا حامل ہونا چاہیے۔ لیکن پروفیسر امیر حسن عابدی صاحب نے اپنے ایک مقالے[1] میں نسخے کے دیگر مشمولات کے پیش نظر یہ راہنمائی کی ہے کہ یہ رقم عام قاعدے کے برخلاف دائیں سے بائیں پڑھی جائے گی یعنی اسے ۷۵۹ نہیں بلکہ ۹۵۷ پڑھا ہوگا۔ اس کے برخلاف سالار جنگ میں محدث دہلوی کے **اخبار الاخیار** کا ایک قلمی نسخہ نستعلیق خفی میں موجود ہے۔ اس کے ترقیمے میں مقام، روز و ماہ و سال کتابت اس طرح درج ہے:

محرم المکرم سنہ ۱۰۸ روز پنجشنبہ وقت نماز ظہر در ماپور تمام شد۔

جو راہنمائی پروفیسر عابدی صاحب نے فرمائی ہے، اگر اس نسخے کے سال کو اسی کے مطابق پڑھا جائے تو کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا۔ ہیں اسے ۸۰۱ پڑھا ہوگا اور اس طرح یہ نسخہ خود مؤلف کتاب کی حیات سے نزدیک زمانے سے متعلق سمجھا جائے گا۔ اس سلسلے میں راہنمائی کا خواستگار ہوں۔

چونکہ **اخبار الاخیار** اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا ذکر ہوا، اس لیے حافظ کے ایک دوسرے قلمی نسخے کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ قلمی نسخہ سالار جنگ (شمارہ ۱۴۸۳) میں محفوظ ہے۔ اس کا ترقیمہ درج ذیل ہے:

---

[1] خرد و کوشش، شیراز، آذر ۱۳۵۱

Marfat.com

به توفیق الٰہی و بزرگان دین به اتمام رسید دیوان حضرت لسان الغیب علیہ الرحمہ
در مدرسۂ حضرت خواجہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بتاریخ ... بشہر ربیع الآخر ۱۰۶۷ بہ خط فقیر
حقیر سراپا تقصیر پابندہ مہماستر نجی الکابلی امید چنانست بہ نظر ہر عزیزی کہ در آید بہ فاتحہ
یاد فرماید و عنداللہ اجر عظیم یابد و اگر خطای رفتہ باشد اصلاح فرماید ....

اس ترقیمے سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ہمارے علما و مشائخ کی سرپرستی میں چلنے والے مدرسوں میں کاتب ملازم ہوتے تھے یا ان کے وابستگان میں کتابت کرنے والے موجود تھے اور وہ مدرسے کے کسی گوشے میں بیٹھ کر کتابت کا کام انجام دیتے تھے اور ضرور تمند طالب علموں اور استادوں وغیرہ کی ضرورت پوری کرتے تھے۔

سالار جنگ ہی میں موجود دیوان حافظ کے ایک دوسرے قلمی نسخے سے بھی یہ تصدیق ہوتی ہے کہ کاتب مدارس سے وابستہ تھے اور مدرسوں میں کتابت عام تھی جس کا ذکر خود مدرسوں کی دستیاب تاریخوں سے غالباً نہیں ہوتا۔ حافظ کے اس قلمی دیوان کا ترقیمہ درج ذیل ہے:

تمام شد این نسخۂ متبرکۂ حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس اللہ سرہ العزیز در
بلخ در مدرسۂ خان جنت نشان نذر محمد خان در سنہ ہزار و ہفتاد و ہشت فی شہر
رجب المرجب نیاز محمد بن یوسف نسفی۔

اس ترقیمے سے یہ تاریخی اطلاع بھی ملتی ہے کہ بلخ کے فرمانروا نذر محمد خاں کی سرپرستی میں وہاں ایک مدرسہ کام کرتا تھا جس میں کاتب بھی ظاہر ہے ملازم رہے ہوں گے اور مختلف آثار کتابت کیے جاتے تھے۔

Marfat.com

جنابِ مہر الٰہی
علی گڑھ

عربی/فارسی مخطوطات کا خصوصی مطالعہ
(ان پر ثبت مہروں، عرض دیدہ اور ترقیموں کے نقطۂ نظر سے)

مہر:

مُہر قبضہ و اقتدار، اختیار اور حکومت کا نشان۔ فنِ مہر شناسی SIGILLOGRAPHY کی اہمیت۔ اس کا مطالعہ (۱) فنِ تاریخ نویسی میں تاریخی شواہد کے ضمن میں (۲) مشرقی کتابداری میں مخطوطہ شناسی کے ضمن میں!

• مُہر کی ابتدا (چلن) • اسلامی عہد میں اس کا استعمال • مغلوں کے دور میں اس کا استعمال۔ شاہی کتب خانے کی مہر، حرم کے کتب خانے کی مہر، امرا کے کتب خانے کی مہریں، اقسام، عبارت، ملکیت، مُہر ثبت کرنے کا اختیار، مہر برداری کا عہدہ • مخطوطات پر ثبت مہریں، شناخت۔ اصل مُہریں، نقلی مہریں۔

مُہر کے اثبات سے مخطوطہ کی اہمیت، اصلیت و قدامت کا مطالعہ و تدوین میں مدد۔ وغیرہ۔

(بحث: نمونہ کے لیے مخطوطات و فرامین پر مہروں کا عکس)

عرض دیدہ:

• عرض دیدہ کیا ہے؟ اس کے لغوی معنی • مغلوں کے سرکاری دستاویزات پر عرض دیدہ کی عبارت • عرض دیدہ کی اہمیت۔ مخطوطہ پر عرض دیدہ کا مطلب! • 'عرض دیدہ' کون لکھتا تھا؟ • کیا یہ ایک Technical Term ہے • صرف عہدِ مغلیہ کے کتب خانوں یا دورِ مغلیہ کے مخطوطات پر لفظ 'عرض دیدہ' ملتا ہے • لکھنؤ کے شاہی کتب خانوں کی کتابوں پر کیوں نہیں ہے • کیا عرضِ دیدہ کا متبادل لفظ انتقل الی الید (یاں فلاں ابن فلاں) ہے • کیا عرض دیدہ جعلی ہوتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔

بحث: نمونے کا عکس

ترقیمہ:

• ترقیمہ یا خاتمہ (Colophon) • لفظ ترقیمہ یا 'خاتمہ' درست ہے! لفظ ترقیمہ کب مستعمل ہوا • ترقیمہ یا خاتمہ کی عبارت • ترقیمہ کے اجزا۔ اس کی اہمیت • کیا مخطوطہ کی اہمیت و قدامت کا واحد ذریعہ ترقیمہ ہے؟ • مخطوطہ پر ثبت مُہر، عرض دیدہ اور ترقیمہ کا آپس میں تعلق؟ • ترقیموں کی عبارت/عبارتیں • بغیر ترقیمہ کے مخطوطات۔ ان کی شناخت کا مسئلہ

بحث: نمونے وغیرہ

Marfat.com

شیخ سعدی کی خود نوشت تحریر

مذکورہ خود نوشت تحریر کے لیے کتھئی رنگ کی شاید شیر خرما سے تیار کردہ روشنائی کا استعمال کیا گیا ہے۔ یہ تحریر امتدادِ زمانہ سے بہت پھیکی پڑ گئی ہے، لیکن محدّب کی مدد سے بہت محنت اور دقتِ نظر کے بعد اس کو پڑھ لیا گیا ہے۔

مذکورہ تحریر کی اوّل لوح سے کشاف کا مقدمہ شروع ہوتا ہے، اور سورہ انعام پر ختم ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ مکمل مخطوطہ نہیں ہے۔ بلکہ مکمل مخطوطہ کا صرف ایک حصّہ ہے۔ باقی حصّہ کہاں ہے؟ ممکن ہے وہ ضائع ہو گیا ہو۔ کیوں کہ یہ نسخہ ہمیں شیخ سعدی کی اور اس ہولناکی سے جس سے وہ خود بھی گزرا ہے، اس کا چشم دید گواہ ہے۔

خلاصۂ تحریر:

اس تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ جب بغداد پر تاتاریوں نے حملہ کیا (شیخ نے لفظ 'مغول' کا استعمال کیا ہے) اس وقت تو وہ مدرسہ نظامیہ کے حجرہ نقیب السادات میں مقیم تھے اور کشاف کے اسی نسخہ کا مطالعہ کر رہے تھے کہ یکا یک چاروں طرف شور و غل، بپا قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوا۔ وہ دریافت حال کے لیے باہر نکلنا چاہتے تھے لیکن یاروں نے انکو باز رکھا۔ کسی طرح وہ جان بچا کر اس علاقے سے نکل آئے۔ اس کے لیے ان کو ایک مردہ مغول کا لباس اتار کر بھیس بدلنا پڑا۔ پھر ان کی ملاقات ایک شنا سا قاطران نام کے شخص سے ہوئی۔ اس نے یہ اطلاع دی کہ خلیفہ معتصم باللہ کو شہید کر دیا گیا ہے اور یہ دن شنبہ یا پانچویں جمادی الاوّل سنہ ٦٥٦ ہجری تھا۔ اپنا نام آخر میں اس طرح تحریر کیا ہے:

"انا العبد الضعیف مصلح الدین المشتہر بالسعدی غفر اللہ لہ ولوالدیہ"

سعدی نے خلیفہ معتصم باللہ کی شہادت پر جو مرثیہ کہا تھا اس کی اثر آفرینی آج بھی خون کے آنسو رلاتی ہے۔

تحریر کے ارد گرد کی مہروں اور عبارتوں کے مطالعہ کے بعد اس نسخہ کی قدامت کے ساتھ اس کے سفر کی طویل اور دلچسپ داستان پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ بغداد، ترکی، اصفہان، کرمنظہ کا سفر کرتا ہوا یہ مخطوطہ شہنشاہ اکبر کے دربار میں ہندستان پہنچا ہے، اور امرا، شعرا و علما کے کتب خانوں سے ہوتا ہوا یہ آج کل نواب رحمت اللہ خاں شروانی کے کتب خانے کی زینت ہے۔

کل ثبت مہروں کی تعداد تیرہ[۱۳] ہے۔ تین مہریں مٹانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے ایک مہر جو قدیم ترین مالک کی ہے نہیں مٹ سکی ہے۔

یہ قدیم ترین مہر ہے جو کسی ادیس آفندی کی ہے۔ مہر مدور اور بڑے سائز کی ہے۔ دھندلی ہے لیکن صحیح طور پر پوری طرح

Marfat.com

پڑھی نہیں جاتی ۔ مُہر کے نیچے یہ عبارت ہے :

"کیف اقول ھذا ملکی وللّٰہ ملک السمٰوات والارض اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ

الفقیر الحاج ادریس آفندی ابن المرحوم امیر... محمد الحسین عفی عنہ آمین یارب العلمین ۱۱۵۵ھ"

عموماً مخطوطات پرسن ہجری ملتا ہے لیکن یہ اس لحاظ سے ایک واحد مخطوطہ ہے جس پر سن مسیحی (میلادی) درج ہے ۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ مخطوطہ ترکی کے کسی ایسے امیر یا عامل یا عالم کے قبضہ میں رہا تھا جہاں عیسائیوں کی حکومت تھی ۔ اور ادریس آفندی اس علاقہ کے باشندے تھے ۔

... نسخہ پر یہ مُہر سب سے اوپر ہے ، اس لیے اسے قدیم ترین تصور کیا جائے گا ۔ یعنی ۱۱۵۵ عیسوی مطابق ۵۵۵ ہجری ۔

... کشاف کا یہ مخطوطہ مصنف کی وفات کے تقریباً ۱۵ سال بعد کا ہے سقوط بغداد ۱۲۵۸ عیسوی میں ہوا ۔

مھر ۲ : مدور اللّٰہ اکبر جل جلالہ مہر کے اوپر یہ عبارت درج ہے ۔

متنبی کا شعر وحسبک قول الناس فیما ملکتہ

بان کان ھذا مرۃ لفلان

فی نوبتہ الفقیر الی الملک الغنی عبد النبی

ابن ملک معروف الفضلی

اس کے نیچے مفتی مکہ کی یہ تحریر :

"من فضل اللّٰہ سبحانہ علی عبد الفقیر محمد عبد اللّٰہ بن حمید الحنبلی خادم افتاءھم فی

مکۃ المشرفۃ لطف اللّٰہ بہ فی جمیع الحالات الالہ الملک السمٰوات"

مھر ۳ : اکبر کی مُہر ثبت ہے ۔ مدور ۔ اندرونی دائرہ میں اکبر اور بہایوں کے نام ہیں اور بیرونی دائرہ میں مکمل شجرہ ہے ۔ مُہر کے اوپر "اللّٰہ اکبر جل جلالہ" تحریر ہے ۔

مھر ۴ : چوکور ۔ منصور علی خاں ، ۱۱۲۸ ہجری یا ۱۱۳۸ ہجری ، یکم ربیع الاول ۱۱۷۰ ہجری ۔

مھر ۵ : مُہر مدور ، محوی ، محوی دور اکبر کے مشہور شاعر ہیں ۔

مھر ۶ : مُہر باقر علی خاں

تحریر : انتقل الی ید اقل عباد اللّٰہ محمد علی بن محمد مقیم دولت آبادی

Marfat.com

مہر ۴ : بیضاوی ، محمد علی بن

مہر ۵ : چوکور ، بختاور بہادر جنگ ، مُہر کے اوپر عبارت "اللہ اکبر" اور نیچے "بندۂ درگاہ بختاور جہانگیر ۱۰۱۰ ر۔

مہروں سے پتہ چلتا ہے کہ کشاف کا یہ نسخہ بہت اہمیت کا حامل ہے اور قدیم بھی ہے۔

نقل عبارت جو کشاف کے سرورق پر ہے

" درشب شنبہ بمدرسہ نظامیہ در حجرۂ نقیب السادات ہمیں تفسیر کشاف را مطالعہ می کردم پاسے از شب ہم گذشتہ بود کہ از طرف ترئی چند بدار السلام بغداد شعلہ آتشیں از زمین تا آسمان چنان بلند شد مثل کرہ بود برآورند و شورے چنیں شد کہ قیامت خیز است خواستی کہ برائے دریافت حال از مدرسہ بیروں ردم کہ رفیقان باتکلس مانع آمدند کہ تنہا نہ باید رفت او خود در معیت از برائے تفتیش احوال بیرون مدرسہ آمدن خلاف باشد۔ قدمے چند نہ رفتہ بودیم کہ غول مغول ملاعنہ شمشیر ہاے برہنہ در دست گرفتہ پیدا شد و قتل عام شروع کرد … ہندویان بیداد گر از مسلمین ہزاراں شہید کردند۔ خود را در قتلائے مسلمین انداختہ جاں بسلامت بردم بعد ساعتے لباس مسلمانی از خود کشیدہ لباس یک مغول مردار در بر کردم روز ہم برآمدہ بود اکثر کفار درون شہر آمدہ بودند … خود را بیرون کردم از منزل باقی نہ ماندہ بود درہم آتش زدہ بودند از میان آتش و کشتگان سوختہ ۔خراب … بغداد را دیدم تودۂ خاکستر بود مغول کفار مسلماں را بکشتن مشغول بودند۔ غل سنگ … خود را بر کرانہ دجلہ رسانیدہ جسر قدیم سوختہ بود بجائے او چند جسر نو مثل (کذا) ساختہ بودند و بر کرانہ دجلہ … چنیں افتادہ بودند کہ گراں ہر دم متنفس زیادہ باشد بردم و از کرانہ شرقی فرار … سلطان مغلول (کذا) ملونہ دیگ حصہ فوج یکبار گرد ش حلقہ زدہ بود اسباب اہل شہر را تودہ کردہ آتش دادہ بودند تا یک … تودہ شمار کردہ بودم۔ وقت غروب دریا را عبور کردہ بہ جلہ رسیدم آنجا ہم بجز آتش و کشتگان چیزے نہ دیدم الا یک شخص مسلم قاطران از یک کنج خانہ سوختہ برآمدہ فرار شد آواز دادم کہ مترس و سوگند خوردم ایستادہ شد۔ گفتم برادر برائے حفاظت جان لباس کفار پوشیدم یک خاطر ما را داد و در حین نصف اللیل طرف دیلم روانہ شدم … برگشتہ بغداد … را دیدم مثل اخگر روشن بود۔ قاطران حکایت کرد و باتم شد کہ رُخ خلیفۂ عباسی پیش گاہے کشتہ شد انا للہ وانا الیہ راجعون

وکان ہٰذا در شب پنجم جمادی الاول در سن شش صد و پنجاہ و شش۔

وانا العبد الضعیف مصلح الدین المشتہر بالسعدی عفر اللہ ولوالدیہ ۔ آمین۔

Marfat.com

على تتبع مظانهما همة في معرفة لطائف حجة الله وحرص على استيضاح معجزة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بعد أن يكون آخذا من سائر العلوم
جاسيا بحظ جامعا بين أمرين تحقيق وحفظ كثير المطالعات طويل المراجعات قد رجع زمانا ورجع إليه ورد ورد عليه فارسا في علم الإعراب مقدما في حملة الكتاب
وكان مع ذلك مسترسل الطبيعة منقادها مشتعل القريحة وقادها يقظان النفس دراكا للمحة وإن لطف شأنها منتبها على الرمزة وإن خفي مكانها
لا كزا جاسيا ولا غليظا جافيا متصرفا ذا دربة بأساليب النظم والنثر مرتاضا غير ريض بتلقيح بنات الفكر قد علم كيف يرتب الكلام
ويؤلف وكيف ينظم ويرصف طالما دفع إلى مضايقه ووقع في مداحضه ومزالقه ولقد رأيت إخواننا في الدين من أفاضل
الفئة الناجية العدلية الجامعين بين علم العربية والأصول الدينية كلما رجعوا إلي في تفسير آية فأبرزت لهم بعض الحقائق
من الحجب أفاضوا في الاستحسان والتعجب واستطيروا شوقا إلى مصنف يضم أطرافا من ذلك حتى اجتمعوا إلي مقترحين أن
أملي عليهم الكشف عن حقائق التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل فاستعفيت فأبوا إلا المراجعة والاستشفاع
بعظماء الدين وعلماء العدل والتوحيد والذي حداني على الاستعفاء على علمي أنهم طلبوا ما الإجابة إليه علي واجبة لأن الخوض
فيه كفرض العين ما أرى عليه الزمان من رثاثة أحواله وركاكة رجاله وتقاصر هممهم عن أدنى عدد هذا العلم فضلا عن
أن ترتقي إلى الكلام المؤسس على علمي المعاني والبيان فأمليت عليهم مسألة في الفواتح وطائفة من الكلام في حقائق سورة
البقرة وكان كلاما مبسوطا كثير السؤال والجواب طويل الذيول والأذناب وإنما حاولت به التنبيه على غزارة نكت هذا
العلم وأن يكون لهم منارا ينتحونه ومثالا يحتذونه فلما صمم العزم على [illegible]
وجدت في مجتازي بكل بلد من فيه مسكة من أهلها وقليل ما هم عطشى الأكباد إلى العثور على ذلك المملى متطلعين إلى
إيناسه حراصا على اقتباسه فهز ما رأيت من عطفي وحرك الساكن من نشاطي فلما حططت رحلي بمكة إذا أنا بالشعبة السنية
من الدوحة الحسنية الأمير الشريف الإمام شرف آل رسول الله أبي الحسن علي بن حمزة بن وهاس أدام الله مجده وهو النكتة
والشامة في بني الحسن مع كثرة محاسنهم وجموم مناقبهم أعطش الناس كبدا وألهبهم حشا وأوفاهم رغبة حتى ذكر أنه كان يحدث
نفسه في مدة غيبتي عن الحجاز مع تزاحم ما هو فيه من المشاغل بقطع الفيافي وطي المهامه والوفادة علينا بخوارزم ليتوصل إلى
إصابة هذا الغرض فقلت قد ضاقت علي المستقالة وعيت بي العلة ورأيتني قد أخذت مني السن وتقعقع الشن
وناهزت العشر التي سمتها العرب دقاقة الرقاب فأخذت في طريقة أخصر من الأولى مع ضمان التكثير من الفوائد
والفحص عن السرائر ووفق الله وسدد ففرغ منه في مقدار مدة خلافة أبي بكر وكان يقدر تمامه في أكثر من ثلاثين سنة وما هي إلا آية
من آيات هذا البيت المحرم وبركة أفيضت علي من بركات هذا الحرم المعظم أسأل الله أن يجعل ما تعبت فيه منه سببا ينجيني ونورا
لي على الصراط يسعى بين يدي وبيميني ونعم المسؤول **سورة الفاتحة** مكية وقيل مكية ومدنية
لأنها نزلت بمكة مرة وبالمدينة أخرى وتسمى أم القرآن لاشتمالها على المعاني التي في القرآن من الثناء على الله بما هو أهله
ومن التعبد بالأمر والنهي ومن الوعد والوعيد وسورة الكنز والوافية لذلك وسورة الحمد والمثاني لأنها تثنى في كل

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

قال ألم أقل لك إنك لن تستطيع
معي صبرا قال إن سألتك عن شيء
بعدها فلا تصاحبني قد بلغت
من لدني عذرا فانطلقا حتى إذا
أتيا أهل قرية استطعما أهلها فأبوا أن
يضيفوهما فوجدا فيها جدارا يريد أن
ينقض فأقامه قال لو شئت لاتخذت

(وسیم بیگ مہتمم کتاب خانہ)

Marfat.com

(قرآن کریم، مکتوبہ ۱۰۶۰ ہجری، کاتب: حضرت نور۔ تحریر بابت عطا بحکم زیب النساء)

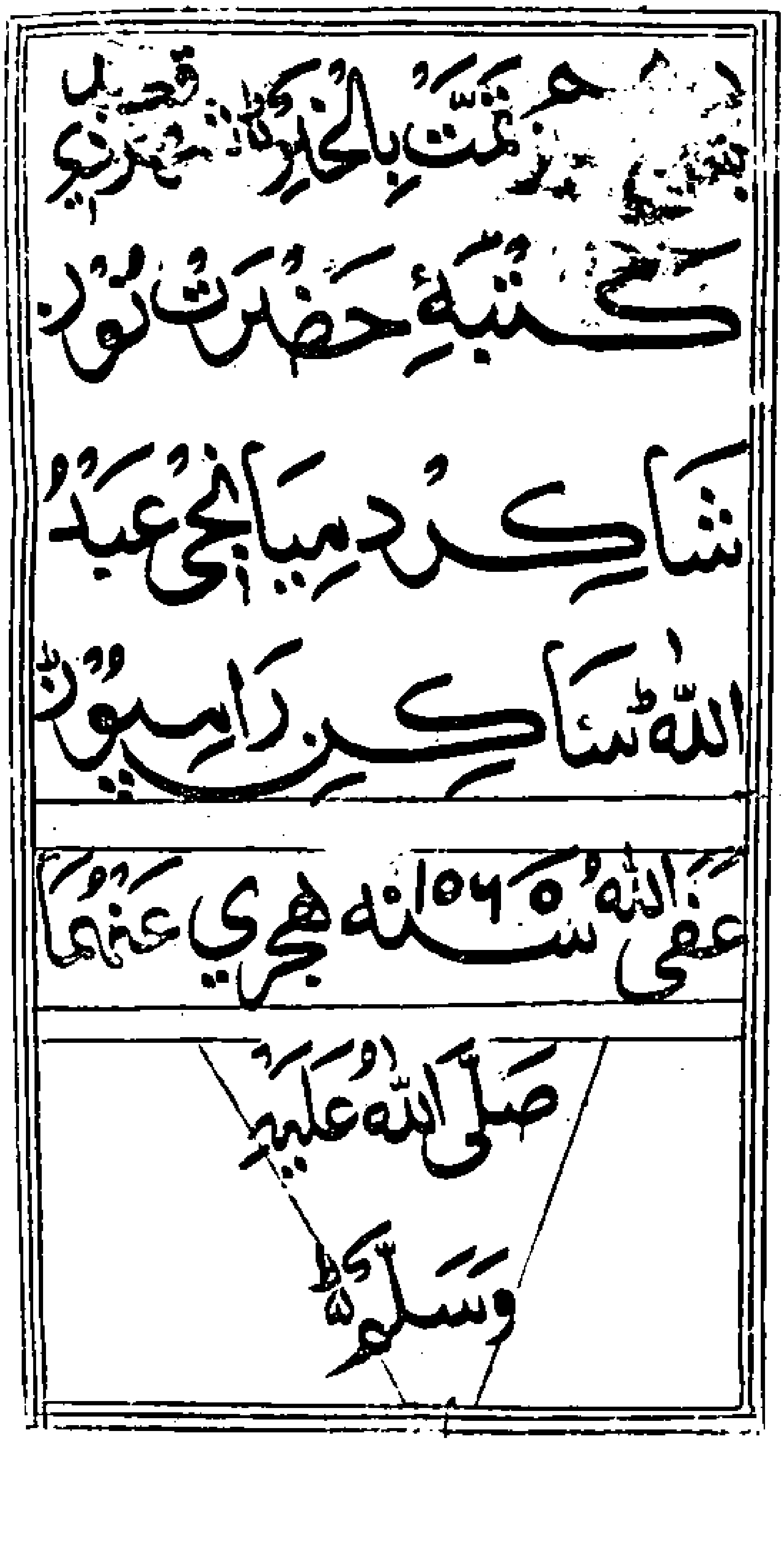

Marfat.com

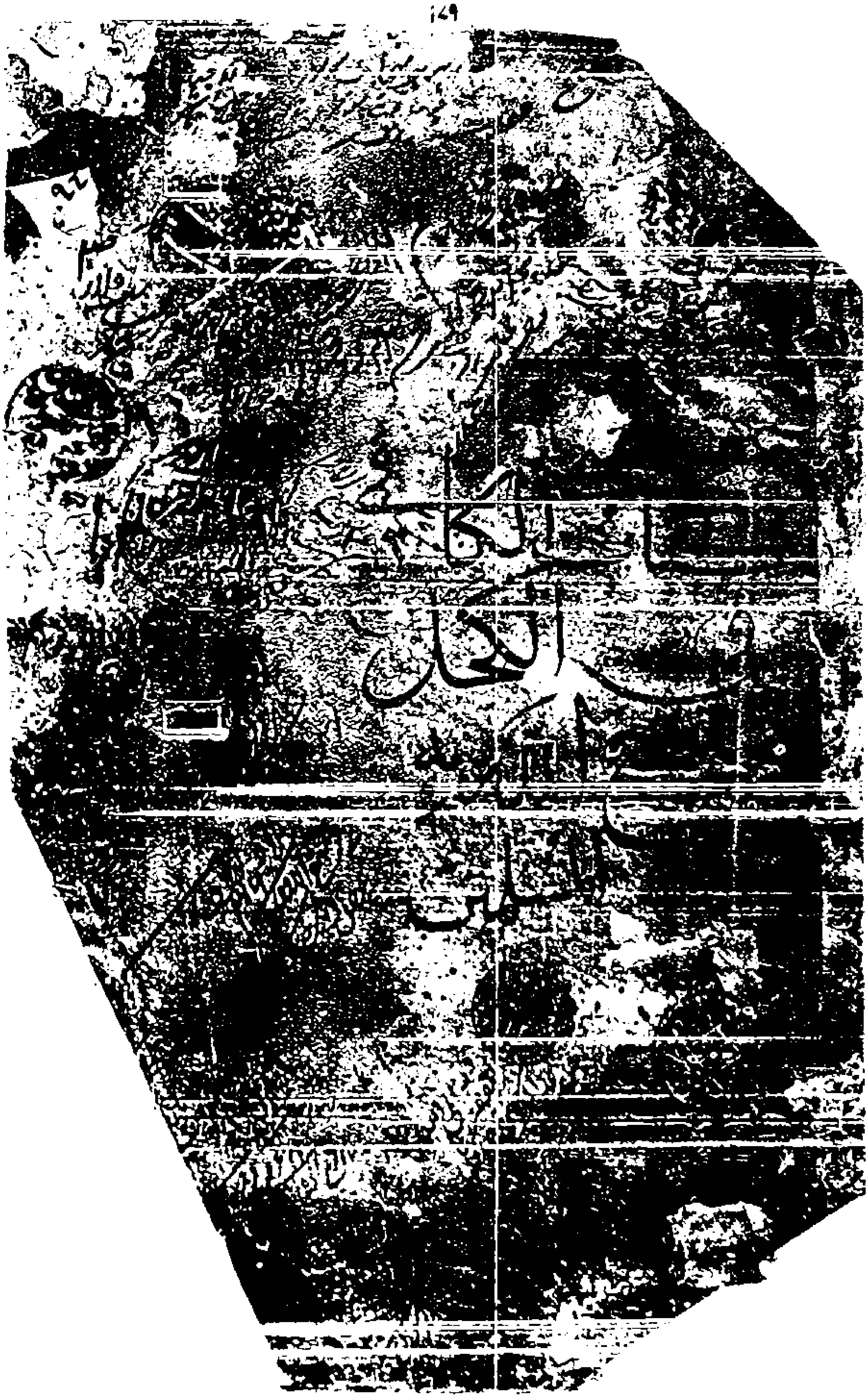

Marfat.com

کتاب الکافی فی الکحل (مصنف ابوالمحاسن حلبی) سنہ کتابت واضح طور پر طے نہیں کی جا سکتی۔ اس کا دوسرا نسخہ رام پور اور تیسرا فرانس میں ہے۔ عین الملک ابن حیدر علی شیرازی سوم

Marfat.com

Marfat.com

[illegible]

باحكام بمناظرة [illegible]

[illegible] البغوي [illegible]

[illegible]

[illegible] فضل الله [illegible]

محمد بن عبد الله بن [illegible] عبده الفقير

[illegible]

لطف الله به في جميع الحالات

ڈاکٹر عطا خورشید
علی گڑھ

عرض دیدہ کیا ہے؟

عرض دیدہ کے متعلق کچھ لکھنا کافی مشکل ہے۔ اس لیے کہ قدیم کتب خانوں میں رائج اس اصطلاح کے متعلق کہیں بھی کوئی حوالہ نہیں ملتا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی تعریف ملتی ہے کہ یہ کیا تھا۔ یہ کب لکھا جاتا تھا؟ اس کی ابتدا کب سے ہوئی؟ کیا یہ بادشاہ خود لکھا کرتا تھا یا اس کا کتابدار لکھا کرتا تھا، کبھی کبھی امراء کی بھی تحریریں ہوتی تھیں۔ غرض اس کے بارے میں کوئی واضح صورت میرے سامنے نہیں آئی ہے۔

مجھے اس وقت خوش قسمتی سے Manuscriptology کے ماہرین کے سامنے لب کشائی کی اجازت دی گئی ہے۔ اس لیے میں اس سلسلے میں چند مسائل چھیڑنا چاہتا ہوں، کچھ سوالات پیش کرنا چاہتا ہوں اور پھر آپ کے Discussion سے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

"عرض دیدہ شد" کی جگہ کبھی کبھی "ملاحظہ شد" اور "دیدہ شد" بھی لکھا جاتا تھا۔ لیکن زیادہ تر "عرض دیدہ شد" ہی لکھا جاتا تھا اور اس پر تاریخ لکھی جاتی تھی۔ تاریخ عموماً ہجری سن میں ہوتی تھی بسنہ جلوس بھی ہوتا تھا۔ کبھی ایرانی سال بھی لکھے جاتے تھے اور اکبر کے عہد کے عرض دیدہ شد میں دین الٰہی کا سن بھی ہوتا تھا۔

عرض دیدہ شد کے نیچے دستخط بہت کم کیے جاتے تھے۔ اس کی جگہ مہریں ثبت کی جاتی تھیں۔ جو دستخط عرض دیدہ کے نیچے پائے جاتے ہیں وہ عموماً کتابداروں کے ہوتے ہیں مثلاً سہیل اور عبداللہ چلپی کے دستخط عموماً عرض دیدوں پر ملتے ہیں۔ سہیل کبھی سہیل لکھا کرتا تھا اور کبھی صرف س۔ مثال کے لیے دیکھیں صراح کا نسخہ (سبحان اللہ ۸۹۲/۷۲۹/۹) ترجیعات عراقی (جواہر ۹۴)۔

Marfat.com

یہ بات غور کرنے کی ہے کہ عرض دیدہ یا ملاحظہ شد صرف شاہی کتب خانوں کی کتابوں پر ہی ملتا ہے یا اگر دیگر امرا کے کتب خانوں کی کتابوں پہ ملتا ہے تو بہت ہی کم تعداد میں۔ شاہی کتب خانوں کی بعض کتابیں عرض دیدہ سے پٹی پڑی ہیں۔ مثلاً ترجیعات عراقی کا ایک نسخہ یا المطول کا نسخہ۔ عرض دیدہ صرف شاہی کتب خانوں کی کتابوں پہ ہی ہوتا تھا۔ دوسرے ذاتی کتب خانوں پر نہیں۔ اس کی مثال میں اس طرح دینا چاہتا ہوں کہ مولانا آزاد لائبریری میں نہج البلاغہ کا ایک نسخہ ہے جو شاید دنیا کا قدیم ترین نسخہ ہے۔ یہ مختلف لوگوں کی ملکیت میں رہا ہے لیکن شاہی کتب خانوں کی زینت کبھی نہیں بن سکا۔ لہٰذا اس پر بیسیوں لوگوں کی تحریریں و دستخط موجود ہیں لیکن عرض دیدہ نہیں ہے۔ نیز یہ بات بھی غور طلب ہے کہ عرض دیدہ صرف مغلوں کے شاہی کتب خانوں کی کتابوں پر ہی ہوتا تھا۔ دیگر شاہی کتب خانوں کی کتابوں پر نہیں مثلاً بہمنی سلاطین کی کتابوں پہ اور شاہان اودھ کے کتب خانے کی کتابوں پہ عرض دیدہ مجھے نہیں ملا۔ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ اصطلاح خالص مغلوں کی تھی۔

دوسرا مسئلہ یہ بھی غور طلب ہے کہ یہاں کتب خانوں میں مخطوطات کے دیگر ضروری کوائف کے اندراج کے لیے کیا کوئی رجسٹر ہوتا تھا؟ میرا خیال ہے کہ نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ سارے کوائف جن کا اندراج Accession Register میں آجکل ہوا کرتا ہے۔ وہ سارے کے سارے کوائف کتاب کے سرورق پر لکھے ملتے ہیں۔ مثلاً مخطوطے کا نام اور مصنف کا نام کیا تھا؟ اس مخطوطے میں کتنے اوراق ہیں۔ کس کے کتب خانے کے لیے خریدا گیا۔ (عین العلم، یونی ورسٹی عربیہ چند تصوف ۱۵)، کب خریدا گیا، اور اس کی قیمت کتنی ہے (ذخیرۃ الملوک)، مخطوطہ محشی ہے یا غیر محشی ہے (حصن حصین) کاغذ کیسا ہے (حصن حصین) کس کی تحویل میں دیا گیا۔ کس کی تحویل سے کس کی تحویل میں دیا گیا؟ کہاں سے برآمد کیا گیا وغیرہ۔

اب جو میں بات کہنے جا رہا ہوں وہ میرے اس مقالے کی بنیاد ہے یعنی اب تک عرض دیدہ شد، کو موجودہ لائبریری سائنس کی خاص اصطلاح میں Stock Verification کے مترادف سمجھا جاتا تھا۔ لیکن میں اس سے اختلاف کرتا ہوں۔ میری ناقص رائے میں یہ Stock Verification کا Symbole نہیں ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے میں چند باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

Marfat.com

Stock Verification کا مطلب ہوتا ہے کسی کتب خانے میں کتاب کی موجودگی یا غیر موجودگی کی اطلاع۔ Stock Verification عموماً کتب خانوں میں کم از کم ایک سال، دو سال، تین سال یا اسی طرح سے کئی کئی برسوں پر ہوا کرتا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلاں سن میں یہ کتاب کتب خانے میں موجود تھی، لیکن اب نہیں ہے تو غیر موجودگی یا گم ہونے کی اطلاع کتاب کے علاوہ کسی دوسرے دستاویز یا رجسٹر پر ہونی چاہیے نہ کہ خود کتاب پر۔ اگر S.V. کے سلسلے کی یہ اطلاع یعنی موجودگی یا غیر موجودگی کی اطلاع خود کتاب پر دی جائے تو موجودگی کی حالت میں تو یہ اطلاع بے معنی سی ہو جاتی ہے۔ Stock Verification کا اصل مقصد موجودہ کتابوں کی Physical Checking کے بعد گمشدہ کتابوں کی اطلاع فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اگر موجودگی کی اطلاع "عرض دیدہ شد" لکھ کر کتاب پر بھی کی جاتی ہے تو گمشدگی کی اطلاع کہاں درج ہوگی؟ وہ شاخ ہی نہ رہی جس پہ آشیانہ تھا۔

اگر آجکل بھی کتابوں کا Stock Verification کرایا جائے تو مخطوطات کی ساری Entries چیک کرنے پر بھی کم از کم دن بھر میں ۱۰ کتابیں ضروری check کی جا سکتی ہیں۔ لیکن شاہی کتب خانوں میں کم از کم ۴ — ۵ ہزار کتابیں بھی رہتی ہوں تو روزانہ دس کتابوں کے Verification کے حساب سے اُس کتاب کا نمبر تقریباً ڈیڑھ دو سال کے بعد آئے گا۔ لیکن اکثر عرض دیدے مجھے ایسے ملے جو ایک ہی سال کے یا اگلے سال کے ہیں۔ لہذا یہ S.V. تو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ سوال اٹھتا ہے کہ کیا کتب خانے میں صرف Stock Verification ہی ہوا کرتا تھا؟

تیسری بات یہ ہے کہ اگر عرض دیدہ Stock Verification کا مترادف ہو تو عرض دیدہ کے نیچے صرف کتابدار کی مہر یا دستخط ہوں گے لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ ہر عرض دیدہ کا تعلق کسی نہ کسی مہر سے ہے اور وہ مہر کسی نہ کسی امیر کی ہے۔ کیا یہ امیر یعنی عثمان خاں بندہ شاہجہاں عنایت خاں شاہجہانی، صادق خاں بندہ شاہجہاں، مرتضی عالم گیر شاہی، محمد ابراہیم حسینی بندہ عالم گیر وغیرہ کتابدار تھے یا انکا کام S.V. تھا؟

چوتھی بات یہ کہ اگر اسے S.V. تسلیم کر لیا جائے تو ایک محنت کرنا ہوتی یعنی جتنی تاریخوں

Marfat.com

کے عرض دیدے ملتے ہیں انھیں یکجا کر کے computer میں Fixed کر دیا جائے اور انھیں Arrange کیا جائے تو یہ نتیجہ سامنے آئے گا کہ کسی بھی عرض دیدہ کی تاریخ دوسرے عرض دیدہ کی تاریخ سے Tally نہیں کرتی ہے یعنی ایک نسخہ پر اگر پنجم ربیع الثانی سن ۲۳ کا عرض دیدہ ہے تو یہ تاریخ تلاش بسیار کے بعد کسی اور کتاب پر مل جائے تو مل جائے لیکن یہ آسان نہیں تو کیا ایک دن میں ایک کتاب کی چیکنگ ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ایک checking کے بعد دوسری checking کا نمبر دس بیس برسوں کے بعد آنا چاہیے جبکہ ایسا نہیں ہے۔

پانچویں بات یہ کہ ایک کتاب کا Verification ایک دن میں دو بار یا تین بار نہیں ہو سکتا۔ میرے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں جس میں ایک ہی دن کے تین عرض دیدے موجود ہیں تو کیا یہ Stock Verification ہوگا؟

لیکن اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ stock Verification نہیں ہے تو کیا ہے؟ عرض دیدہ سے کیا مراد لیا جا سکتا ہے۔ میری ناقص رائے میں یہ کتابیں ایشو کرنے اور ریڈرس کے مطالعہ کرنے کا ریکارڈ ہے۔

شاہی کتب خانے ــــــــ بادشاہوں اور امراء کے لیے ہی مخصوص ہوتے تھے۔ ایرے غیرے نتھو خیرے کا گزر تو ممکن ہی نہیں تھا۔ نیز عوام بھی جو علم دوست اور کتاب دوست ہوا کرتے تھے۔ انکا ذاتی کتب خانہ ہوا کرتا تھا۔ لہذا شاہی کتب خانوں سے مخصوص قسم کے لوگ ہی مستفید ہوپاتے تھے۔ جب کوئی کتاب خریدی جاتی تھی یا کتب خانے میں داخل کی جاتی تھی تو وہ بادشاہ کے حضور بھی گزاری جاتی تھی۔ اہم نسخوں کا مطالعہ خود بادشاہ بھی کیا کرتا تھا اور کچھ تحریر بھی لکھ دیا کرتا تھا ایسی تحریریں عموماً جہانگیر اور شاہجہاں کی ملتی ہیں۔ یہ تحریر ہی دراصل ان بادشاہوں کا عرض دیدہ تھا۔ ان کے لیے یہ اصطلاح "عرض دیدہ شد" لکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ ہاں اورنگ زیب کے عرض دیدہ ملتے ہیں جس پر اس کی مہر ہے۔ امراء کو جب کتابیں پڑھنے کے لیے دی جاتی تھیں تو مطالعہ کنندگان کا ریکارڈ رکھنے کے لیے "عرض دیدہ شد" لکھا جاتا تھا اور انکی مہریں ثبت کر دی جاتی تھیں کیوں کہ اس زمانے میں دستخط کا رواج نہیں تھا بلکہ دستخط کی جگہ مہریں ہی کام کیا کرتی تھیں۔

Marfat.com

اگر تمام عرض دیدوں کی تحریروں پر غور کیا جائے تو سب کے خط ایک دوسرے سے جدا ملتے ہیں۔ کسی ایک آدمی کے نہیں اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ مختلف وقتوں میں مختلف ریڈرز نے اس سے استفادہ کیا ہے۔

اور اس سلسلے کی ایک اہم بات یہ کہ ایک ہی دن کے کئی عرض دیدے ایک ہی نسخے پہ ملتے ہیں۔ (لوائح جامی) جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ S.V. کا symbol نہیں بلکہ مطالعہ کنندگان کا ریکارڈ ہے۔

••

Marfat.com

ڈاکٹر محمد عتیق الرحمٰن

خدابخش لائبریری، پٹنہ

ترقیمہ ۔ اہمیت و افادیت

(خدابخش مخطوطات کی روشنی میں)

ترقیمہ عربی لفظ ہے جس کا اصل معنی خاتمۂ کتاب ہے۔ اور اردو میں انگریزی لفظ Colophon کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی تعریف کرتے ہوئے اردو کے مشہور محقق اور فاضل مولوی عبدالحق بابائے اردو نے The Standard English Urdu Dictionary میں لکھا ہے:

"کتاب کے اخیر کی وہ تحریر جس میں قدیم زمانے میں مصنف اپنے اور اپنی تصنیف کے حالات لکھتا اور اکثر لفاظی اور انشا پردازی کا زور دکھاتا تھا"۔

میرے خیال میں اس تعریف سے مکمل طور پر اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ بابائے اردو کا یہ کہنا کہ ترقیمہ میں اکثر لفاظی اور انشا پردازی کا زور دکھایا جاتا تھا۔ قطعاً غلط ہے۔ اگر یہ بات جرمن، فرنچ یا دیگر یورپی زبانوں کی کتابوں کے بارے میں کہی گئی ہو تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ میں خود ان زبانوں سے بالکل نابلد ہوں۔ لیکن اگر یہ بات عربی فارسی اردو، ترکی کے سلسلے میں کہی گئی ہو تو میں اسکو قطعاً غلط سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ان زبانوں کی سینکڑوں قلمی کتابیں میرے مطالعہ میں آئی ہیں جن کے آخر میں ترقیمہ کی عبارتیں موجود ہیں لیکن ان میں نہ کہیں لفاظی نظر آتی ہے اور نہ انشا پردازی کا غلبہ۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ اس میں اکثر لفاظی اور انشا پردازی کا زور ہوتا تھا۔ بڑی حیرت کی بات ہے۔ پھر ترقیمہ کے لیے لفاظی جیسے لفظ استعمال کرنا اس کی افادیت، اہمیت اور قدر و قیمت کو کم کر دیتا ہے۔

تعریف: ترقیمہ کی صحیح تعریف دریافت کی جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ ترقیمہ دراصل قلمی کتاب کے آخر کی وہ عبارت ہوتی ہے۔ جس میں اس کا کاتب کتاب کی کتابت کے حالات و واقعات تحریر کرتا ہو۔ خواہ اس کا کاتب خود مصنف ہو یا کوئی اور۔

اہمیت: ترقیمہ کسی کتاب کے لیے بڑی اہم چیز ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ہمیں بتاتا ہے کہ کتاب کا نام کیا ہے۔ کس نام سے

Marfat.com

مشہور ہے۔ مصنف کا نام کیا ہے۔ کس نام سے شہرت یافتہ ہے۔ اس کا کس خاندان سے تعلق ہے۔ وہ کس مقام سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا مذہبی عقیدہ کیا ہے۔ کتاب کب، کس وقت، کس دن، کس مہینہ اور کس سال میں لکھی گئی۔ کس کے حکم سے اور کس کے گھر میں لکھی گئی۔ کس کے نام سے منسوب کی گئی۔ کس کی خدمت میں پیش کی گئی۔ اگر حدیث کے فن کی کتاب ہے تو اس سے ہمیں مزید اطلاع ملتی ہے کہ کس حدیث کو کس نے سنی اور کس سے سنی۔ کس نے پڑھایا اور کن کن لوگوں نے پڑھا۔ کتاب کا مقابلہ کسی دوسرے مستند نسخے سے کیا گیا یا نہیں کیا گیا۔ یہ اور بات ہے کہ یہ تمام اطلاعات تمام قلمی کتابوں میں یکساں طور پر نہیں ملتیں۔ بلکہ کسی کتاب میں صرف کتاب کا نام، مصنف اور سال کتابت ملے گا تو کسی کتاب میں کتاب کا مشہور نام، مصنف کا خاندانی سلسلہ، عقیدہ، تاریخ، دن اور سال کتابت پایا جائے گا کسی کتاب میں کاتب کا نام اور کتابت کے ماہ و سال دکھائی دیں گے تو کسی کتاب میں تم الکتاب بعون اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ کسی کتاب میں در دار الخلافہ اور حسب فرمائش لکھا ہوا ملے گا تو کوئی کتاب اس سے بالکل عاری و خالی۔

بہر حال ان تمام معلومات کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ترقیمہ ہمیں کسی مصنف کے حالات زندگی کے مرتب کرنے میں بنیادی تاریخی مواد فراہم کرتا ہے۔ اس کی علمی عظمت اور برتری سے واقف کراتا ہے۔ اس کی خاندانی حیثیت اور تہذیب و تمدن سے آگاہ کرتا ہے۔ اس کے علمی شغل کو ظاہر کرتا ہے۔ اس کی عمر، عقیدہ، جائے پیدائش اور وفات کی تعیین میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ امراء، خلفاء اور بادشاہوں کے ساتھ اس کے تعلقات کی نشاندہی کرتا ہے۔

قدامت: ترقیمہ کے استعمال کی تاریخ نہایت قدیم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا استعمال سب سے پہلے ابن مقلہ نے کیا تھا جو چوتھی صدی ہجری کا مشہور خطاط اور عربی خط نسخ کا موجد ہے۔ یہ ترقیمہ ایک قرآنی نسخہ کے اخیر میں ملتا ہے جو رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے۔ اس کے بعد الرسالۃ القشیریہ کے نام سے ایک اور نسخہ ملتا ہے جو پانچویں صدی ہجری کے اوائل (۴۳۸ھ) کا مکتوبہ ہے۔ یہ مشہور صوفی شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری (متوفی ۴۶۵ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ نسخہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں محفوظ ہے اور لائبریری کا سب سے قدیم نسخہ ہے اس کے آخر میں ترقیمہ کی عبارت ملتی ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ۴۳۸ھ میں کتابت کیا گیا۔ ترقیمہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

قد نجز لنا املاء هذه الرسالة فی اوائل سنة ثمان وثلاثین واربع مایة نسأل الله الکریم له لان یجعلها علینا حجة۔

Marfat.com

اس نے کے علاوہ عربی فارسی، اردو کی سینکڑوں قلمی کتابیں محفوظ ہیں جو مختلف عہد کی ہیں۔ ان کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم زمانے میں ترقیمے کا استعمال کس کس طرح سے کیا جاتا تھا اور کیسی کیسی معلومات فراہم کی جاتی تھیں۔ مثال کے طور پر درج ذیل سطور میں چند قلمی نسخوں کے ترقیمے پیش کیے جاتے ہیں تاکہ اس کی اقسام، اہمیت اور افادیت کی پوری طرح وضاحت ہو سکے۔

عربی

الجزء الثالث لسنن ابی داؤد : یہ سنن ابی داؤد کا نہایت قدیم نسخہ ہے جو عربی زبان میں ہے اور ۱۹۱ اوراق پر مشتمل ہے اور کتاب نمبر ۵۰۷ ہے۔ اس کے آخر میں ترقیمہ ہے جو نہایت معلومات افزا ہے۔ اس کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ۵۷۶ھ میں اسکندریہ میں لکھا گیا۔ اس کا مقابلہ چھٹی صدی ہجری کے معروف عالم حدیث سند بن عنان الازدی کے نسخہ سے کیا گیا تھا جنھوں نے اپنے نسخے کا مقابلہ ایک دوسرے عالم حدیث طرطوسی کے نسخے سے کیا۔ جن سے خود سند بن عنان نے اجازت حدیث حاصل کی تھی۔ اسی بنا پر یہ نسخہ نہایت اہم، قدیم اور نیاد بہتر قرار دیا جاتا ہے۔ ترقیمہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

تم کتاب السنن بعون اللہ قابلت جمیعہ بنسخۃ الفقیہ سند بن عنان الازدی وقابلہ الفقیہ من نسخۃ الطرطوسی بمدینۃ الاسکندریہ وکان الفراغ من نسخہ ومقابلتہ فی العشر الاول من المحرم من سنۃ ست وسبعین وخمس مایۃ۔

وقال الفقیہ سند وحدثنا بہ ایضًا الفقیہ ابوبکر محمد بن الولید الطرطوسی عن شیخہ قاضی ابی الولید الباجی عن عبداللہ بن ابی الولید عن ابی موسی عیسی بن خلف عن ابی بکر محمد بن بکر بن داسہ عن ابی داؤد۔ وسمعت جمیعہ علی الفقیہ ابی الطاہر (ابن عوف) مع سیف الدین والجماعۃ سنۃ خمس وسبعین وخمس مایۃ۔

شواہد التوضیح والتصحیح لمشکلات الجامع الصحیح : یہ بخاری شریف کی شرح ہے جس کے مصنف جمال الدین محمد الطائی ساتویں صدی ہجری کے مشہور عالم، ماہر لغت وقواعد ہیں۔ یہ نسخہ نہایت قدیم اور اہم ہے کیونکہ اس کے کاتب شیراز کے قاضی اور اپنے وقت کے بڑے عالم تھے۔ ان کا نام احمد بن ابراہیم بن محمد بن ادریس ہے۔ جن کا انتقال ۶۹۹ھ میں ہوا۔ یہ نسخہ ۱۰۸ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کا نمبر کتاب ۴۷ھ ہے۔ اس کے آخر میں ترقیمہ موجود ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ۱۹ ربیع الآخر ۶۹۱ھ میں لکھا گیا جسکو کاتب نے خود اپنے لیے لکھا تھا۔ ترقیمہ یہ ہے۔

کتبہ لنفسہ العبد الفقیر الی اللہ سبحانہ وتعالی المعترف بتقصیرہ المشرق علی نفسہ الراجی رحمۃ ربہ الطامع فی مغفرتہ ورضوانہ احمد بن ابراہیم بن محمد بن ادریس بن شعبان بن عبداللہ عفا اللہ عنہ وعن والدیہ۔ وافق الفراغ من کتابتہ یوم الاربعاء تسع عشرۃ لیلۃ خلت من شہر ربیع الآخر من سنۃ احدی وتسعین وست مایۃ۔

Marfat.com

الذیل اللآلی المصنوعہ والنکت البدیعات : یہ ایک مجموعہ ہے جس میں دو رسائل ہیں۔ ایک الذیل اللآلی المصنوعہ اور دوسرا النکت البدیعات۔ دونوں رسائل کے مصنف اسلامی دنیا کے مشہور و معروف عالم علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) ہیں۔ دونوں نسخے گیارہویں صدی کے مکتوبہ ہیں۔ جو ۲۰۱ اوراق پر مشتمل ہیں۔ نمبر کتاب ۴۹۳ ہے۔ النکت البدیعات کے آخر میں ترقیمہ ملتا ہے جس میں کاتب نے مصنف کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کی ہے:

ہذا آخر ما اوردتہ فی ہذا الکتاب من الاحادیث المتعقبۃ لا سبیل الی ادراجھا فی مسلک الموضوعات وعدتھا نحو ثلث مایۃ۔

ترقیمہ کے لحاظ سے یہ بڑی مفید اور دلچسپ عبارت ہے۔ کیونکہ مصنف نے اس میں سال کتابت اور کاتب کا نام نہیں لکھا بلکہ یہ اطلاع دی کہ جو احادیث موضوع احادیث کے ذیل میں نہیں آسکیں جن کو ابن جوزی نے غلطی سے موضوعات میں داخل کر دیا ہے۔ ان کو انھوں نے اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ اور ایسی احادیث کی تعداد تین سو ہے۔

کتاب التیسیر فی القرآۃ السبعہ : کتاب التیسیر فن قرآت پر ایک اہم کتاب ہے۔ جو اپنی قدامت اور ندرت کے لحاظ سے اہم نسخہ ہے۔ اس کے مصنف ابو عمرو عثمان الدانی ہیں جو چوتھی صدی ہجری میں اسپین کے مشہور و معروف قاری اور عالم دین تھے۔ یہ نسخہ ۸۴۵ھ میں کتابت کیا گیا۔ اس کے آخر میں ترقیمہ ملتا ہے۔ جو مختلف قسم کی معلومات فراہم کرتا ہے۔ اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ماہ صفر ۸۴۵ھ میں مدرسہ منصوریہ میں لکھا گیا۔ کاتب کا نام احمد بن حسین بن علی المنذری ہے۔ جو مدرسہ منصوریہ کے امام تھے۔ یہ نسخہ دراصل سلطان الملک الظاہر محمد ابو سعید جقمق کے لیے لکھا گیا تھا اب آپ اصل ترقیمہ کی عبارت ملاحظہ کیجئے:

کتب ہذا التیسیر المبارک لجمع الروایات السبعہ برسم المقام الشریف العالی السلطان الاعظم المالک الملک الظاہر محمد ابی سعید جقمق اعز اللہ انصارہ بمحمد وآلہ من کتابۃ الفقیر الی اللہ تعالیٰ احمد بن حسین بن علی المنذری الامام بالمدرستہ المنصوریہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ وللمسلمین اجمعین فی شہر سنۃ خمس واربعین وثمان مایۃ۔

__فارسی:__

تاریخ ابوالخیرخانی : یہ ایک اہم کتاب ہے جس میں تخلیق عالم سے لے کر نویں صدی کے معروف ازبک حکومت کے بانی ابوالخیر خاں (متوفی ۸۷۴ھ) کی تاریخ اور حالات زندگی بیان کیے گئے ہیں۔ یہ نسخہ ۲۴۳ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کا نمبر ۱۵ ہے۔ اس کے آخر میں ترقیمہ ہے۔ جس سے کئی طرح کی معلومات ہمیں ملتی ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کی کتابت حافظ البخاری نے کی جو ۹۹۹ھ میں کی گئی۔ یہ خدمت اس نے اس وقت انجام دی جب وہ عزلت نشیں ہو چکا تھا اور قصبہ بیرست میں اقامت پذیر تھا۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

تمام شد این کتابت تاریخ حضرت ابوالخیر خانی بتائید و مدد آسمانی ..... بخط فقیر الحقیر خاکساری و قلم شکستہ بستہ حافظ البخاری در روز دوشنبہ دوم شہر رمضان المبارک بموافق و لاحق توشقان ییل سنہ ۹۹۹ در ایامی کہ عزلت اختیار کردہ در نشین قناعت بقصبۂ پیرمست متوطن بود صورت تحریر یافت ۔

مختار نامہ : یہ ایک نادر اور اہم کتاب ہے۔ جس میں مختار بن ابی عبید بن مسعود الثقفی کے حالات زندگی بیان کیے گئے ہیں۔ اس کے مصنف کا نام ابوذر سلمان بن احمد شریف فانی ہے۔ یہ ایک خوبصورت نسخہ ہے جسکی کتابت مشہور کاتب مرشد الکاتب نے کی ہے۔ اس کے ترقیمہ سے پتہ چلتا ہے کہ مرشد نے اس کی کتابت شعبان کے مہینے میں ۹۴۷ھ میں کی۔ پھر آخر میں اس نے ایک تاریخی قطعہ بھی تحریر کیا ہے۔ لیکن اس قطعہ سے جو تاریخ نکلتی ہے۔ وہ ۹۴۶ھ ہے۔ ترقیمہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

تم المختار نامہ بعون اللہ و حسن توفیقہ و صلی اللہ علی نبینا محمد و آلہ و احبابہ فی تاریخ شہر شعبان المعظم سنہ سبع و اربعین و تسع مایۃ الہجریہ علی ید اقل العباد مرشد الکاتب الشیرازی غفر ذنوبہ و ستر عیوبہ برحمتک یا ارحم الراحمین۔

غریق رحمت یزداں کسی باد ۔۔۔۔ کہ کاتب را بالحمدی کند یاد

دیوان بدر چاچ : یہ بدر الدین محمد شاشی (متوفی ۱۳۵۳ء/ ۷۵۴ھ) کا مجموعہ کلام ہے جس میں اس کے قصائد قطعات، غزلیات درج ہیں۔ اس میں ۶۷ اوراق ہیں۔ نمبر کتاب ۵۳ اس کے آخر میں ترقیمہ ملتا ہے۔ جس میں کاتب کا نام نہیں ہے۔ اور نہ سال کتابت کی پوری وضاحت ہے تاہم اس سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ اس وقت لکھا گیا جب فرخ سیر بادشاہ (۱۱۳۱ - ۱۱۲۴ھ) ۲۷ محرم الحرام کو بروز دوشنبہ شکار کھیلنے کی غرض سے روانہ ہو رہا تھا۔ اس کتاب کے سلسلے میں بلاشبہ یہ دلچسپ معلومات ہیں ترقیمہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

بتاریخ بست و ہفتم ماہ محرم الحرام (؟) محمد فرخ سیر روز دوشنبہ بوقت دو پاس روز بر آمدہ بود۔ و بادشاہ متوجہ بجانب شکار رفتہ بودند از ان وقت تحریر یافت۔

حسین شاہی : یہ افغانستان کی درانی حکومت کی تاریخ پر ایک اہم کتاب ہے۔ جس میں خاص طور پر احمد شاہ درانی، تیمور شاہ، شاہ زماں کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ یہ امام الدین حسینی کی تصنیف ہے جو ۱۳ویں صدی ہجری کے مشہور فاضل ہیں۔ یہ نسخہ ۲۷۳ اوراق پر مشتمل ہے اس کا نمبر ۸۲ ہے۔ اس کے آخر میں ترقیمہ کی معلومات افزا عبارت ملتی ہے۔ اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ آٹوگراف کاپی ہے۔ جسکو مصنف نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کیونکہ اس کے لیے اس نے بخط بندۂ درگاہ میر امام الدین حسینی مؤلف و جامع این نسخہ تحریر کیا ہے جسکا

Marfat.com

واضح مطلب یہی ہے کہ یہ اس کا مکتوبہ نسخہ ہے۔ یہ نسخہ ۲۰ جمادی الثانی ۱۲۱۳ھ کو لکھنؤ میں لکھا گیا ترقیمہ ملاحظہ ہو۔

تا اینجا بخط بندۂ درگاہ میر امام الدین حسینی مؤلف و جامع این نسخہ حسین شاہی قلمی شد در بلدۂ لکھنؤ بتاریخ بستم شہر جمادی الثانی ۱۲۱۳ہجری نبوی با تمام رسید۔

فہرست صبح صادق : صبح صادق تاریخ کی ایک اہم کتاب ہے۔ جس میں قدیم زمانے سے ۱۰۴۸ھ تک کے تاریخی حالات و واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ جو چار جلدوں میں ہے۔ یہ انہیں چار جلدوں کی فہرست ہے یہ ۷۹ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کا نمبر ۲۶ ہے۔ اس کے آخر میں ترقیمہ ملتا ہے۔ جس سے کئی طرح کی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دو جلدوں کی مفصل فہرست ہے۔ جسکی کتابت ۲۷ شوال المکرم ۱۲۰۳ئیں عظیم آباد میں ہوئی۔ عبارت یہ ہے:

تمام شد فہرست مطولہ ہر در جلد نسخۂ صبح صادق در عظیم آباد بتاریخ بست و ہفتم شہر شوال المکرم ۱۲۰۳ ہجری۔

ترکی:

ترجمہ رشحات عین الحیات : یہ ترکی زبان میں لائبریری کا ایک اہم نسخہ ہے۔ کیونکہ اس کے کاتب دنیا کے مشہور عالم و فاضل حاجی خلیفہ معروف بہ کاتب چلپی ہیں اس کا نمبر ۱۲ ہے۔ یہ نسخہ ۱۳۱ اوراق پر مشتمل ہے۔ آخر میں ترقیمہ ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے کاتب حاجی خلیفہ ہیں اور یہ نسخہ بروز جمعہ بوقت ظہر بماہ محرم الحرام ۱۰۴۶ھ میں لکھا گیا۔ ترقیمہ ملاحظہ ہو: والحمد للہ علی الاتمام والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید الانام وعلی آلہ وصحبہ البررۃ الکرام۔ تمت الکتاب لعنایۃ الملک الوہاب فی وقت الظہر یوم الجمعۃ من شہر اوائل محرم الحرام ۱۰۴۶ھ علی ید اضعف العباد الحاجی خلیفہ المشتہر بکاتب الچلبی غفر اللہ عنہ وعن جمیع المسلمین۔

مناسک حج : مناسک حج پر ترکی زبان میں یہ ایک رسالہ ہے۔ جس کو مولانا آفندی آمدی نے مرتب کیا ہے۔ اس کا نمبر ۱۱ ہے۔ یہ ۶۰ اوراق پر مشتمل ہے۔ کتابت ۱۱۱۶ھ کی ہے۔ اس کے آخر میں ترقیمہ ملتا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے کاتب کا نام ملا مصطفےٰ دیار بکری ہے۔ جس نے حرم شریف میں وسط محرم الحرام ۱۱۱۶ھ میں کتابت کی۔ ترقیمہ ملاحظہ ہو:

تمالہ وکتبہ ملا مصطفیٰ الدیار بکری المواعظ فی الحرام الشریف کان اللہ لہ ناحرا ومعینا آمین بحرمۃ سید الاولین والآخرین قد وقع الفراغ فی اواسط شہر محرم الحرام سنہ ست عشر ومایۃ والف۔

Marfat.com

اوضح المسالک الی معرفۃ البلدان والممالک : یہ کتاب اسلامی دنیا کے مختلف اہم شہر اور مقامات کی تفصیل و توضیح پر مشتمل ہے۔ جو ترکی زبان میں ہے اور ترکی عالم محمد بن علی معروف بہ سپاہی زادہ کی تصنیف ہے۔ یہ ۹۹ اوراق پر مشتمل ہے۔ کتاب کا نمبر ۸ ہے۔ اس کے آخر میں ترقیمہ ملتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ مصنف نے اس کی تصنیف ۱۳ رجب المرجب ۹۸۰ھ میں کی۔ ترقیمہ کی عبارت ملاحظہ ہو:

فرغت عن تالیفہ و تصنیفہ فی الیوم الثالث عشر من شہر رجب من شہور سنۃ ثمان و تسع مائۃ۔ حامداللہ تعالی علی الاختتام اس کا کاغذ اور شان کتابت دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی کتابت ۱۳ ویں صدی ہجری میں ہوئی ہے۔

<u>اردو:</u>

مثنوی سوز و ساز : یہ قاضی محمد صادق اختر کی مثنوی ہے جو ۲۴ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس کی کتابت ۱۲۵۳ھ کی ہے۔ اس کے آخر میں ترقیمہ ملتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کا نام مثنوی اختر ہے جسکی کتابت ۱۷ ذی الحجہ بروز چہار شنبہ ۱۲۵۳ فصلی میں ہوئی اس کے بعد "در عہد انگریز فتنہ انگیز" کی عبارت ملتی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ جس وقت اس کی کتابت ہوئی اس وقت ہندستان میں انگریز فتنہ انگیزی کر رہے تھے۔ اور شر انگیزی میں پورے طور پر مصروف تھے۔ اب ترقیمہ ملاحظہ ہو:

تمام شد کار من نظام شد مثنوی اختر۔ بتاریخ ہفدہم شہر ذی الحجہ بروز چہار شنبہ ۱۲۵۳ فصلی در عہد انگریز فتنہ انگیز صورت تحریر گرفت۔

مثنوی لیلیٰ مجنون : یہ میر حسین عرف میر حاجی تجلی دہلوی کی طویل مثنوی ہے۔ جس میں ۱۹۷ اوراق ہیں کتاب کا نمبر ۱۹ ہے اور کتابت ۱۲۲۶ھ کی ہے۔ کاتب کا نام امیر علی نارنولی ہے۔ اس کے آخر میں ترقیمہ کی عبارت ملتی ہے جو نہایت طویل ہے اور معلومات افزا ہے۔ ترقیمہ ملاحظہ ہو:

تمت من تصنیف مولوی حاجی کتاب لیلیٰ مجنون تخلص تجلی غفراللہ ذنوبہ تمام شد۔ تمت تم بالخیر والصلاح" بعون الفتاح و کرم نبی المختار نسخۃ" موسومۃ" بہ لیلیٰ مجنون من تصنیف مولوی حاجی تخلص تجلی در عہد محمد اکبر شاہ بہادر بادشاہ غازی در شہر سوائی جے پور در ہنگام راجہ جگت سنگھ بہادر در شہر شعبان المعظم بتاریخ نوز دہم ۱۹ ماہ مذکور در ۱۲۲۶ ہجری مطابق سنہ ۵ جلوسی روز یک شنبہ بموجب فرمائش مرزا صاحب شفیق جاں، نیازمنداں مرزا قاسم علی بیگ عرف بہ مرزا جان صاحب ادام اللہ

Marfat.com

اقبالہا و ضاعف اجلالہا۔ بدستخط بندہ امیر علی المتوطن الحویلی نارنول بزردی تمام درعرصہ ہفت روز تحریر یافت۔ چونکہ منقول علیہ بسیار غلط بود تاہم بموجب ... صحیح نوشتہ ام اما توقع از دبیران کامل خرد و خوانندگان ذی ہنر است کہ اگر بہ کسی جا سہوی شدہ باشد معاف فرمایند چرا کہ بموجب ایں کہ الانسان مرکب من الخطای والنسیان۔ فرد بہوش گر بخطاں رسی وطعنہ مزن کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود۔ شعر یبوح الخط فی القرطاس دہر۔ وکاتبہ رمیم فی التراب۔ قاریا بسر من مکن قہر و عتاب۔ کہ خطای رفتہ باشد در کتاب آں خطای رفتہ را تصحیح کن۔ عاقبت واللہ اعلم ... (بالصواب)

من نوشتم صرف کردم روزگار — من نمانم ایں بماند یادگار

اس ترقیمے سے مندرجہ ذیل قسم کی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ جو اس نسخے کے سلسلے میں نہایت اہم ہیں۔

(۱) کتاب کا نام لیلی مجنوں اور اس کا مصنف میر حسین عرف حاجی تخلص تجلی ہے۔

(۲) کتابت ۱۹ شعبان المعظم ۱۲۲۶ھ میں ہوئی جو محمد اکبر شاہ بہادر بادشاہ غازی کا پانچواں سال جلوس ہوتا ہے۔

(۳) کاتب کا نام امیر علی نارنولی ہے جس نے جے پور شہر میں اس کی کتابت کی۔

(۴) کتابت راجہ جگت سنگھ کے وقت میں مرزا قاسم علی بیگ عرف مرزا جان کی فرمائش پر کی گئی۔

(۵) چونکہ پہلا نسخہ نہایت غلط تھا اس لیے یہ صحیح نسخہ نہایت عجلت میں یعنی صرف ایک ہفتے میں لکھا گیا۔

(۶) کاتب نے اپنے سہو و غلطی کی معافی اور اصلاح کے سلسلے میں چار مشہور اشعار فارسی زبان کے اور ایک عربی زبان کے پیش کیے ہیں۔ جو ترقیمے کے آخر میں درج ہیں۔ یہ اشعار عام طور پر ایک جگہ نہیں ملتے۔ اس لحاظ سے یہ ترقیمہ زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔

●●

Marfat.com

قابلی [illegible] چون [illegible] / [illegible] سخن [illegible] و با [illegible] / آب با [illegible] بر سیلاب [illegible] / تا که گرد آب شیرین [illegible]

کاسکی [illegible] / [illegible] / گفت احمد [illegible] / [illegible]

بلکه [illegible] / [illegible] / هر [illegible] بیرون [illegible] / می شود [illegible]

[illegible] تر می شود / [illegible] / [illegible] / ای غذات [illegible]

[illegible] کار تو انجاب / [illegible] / روز سوی اصل خود [illegible] / [illegible] چو خلیل

پا [illegible] برخور [illegible] / [illegible] آن [illegible] / این خود [illegible] / تا [illegible]

[illegible] ریزاند بحر جان / تا شوی دریای بی حد [illegible]

تمت هذا الكتاب المثنوی لمولوی المعنوی فی یوم الثلثا
سیما فی عشر من ربیع الاول سنه اثنی و مائة
و الف من هجرة النبی صلی الله
علیه و سلم

تم تم
تم

Marfat.com

بلا زیکه باشد چنانک بیشتری پای بود روا باشد اما بی سرون و دیوانه
روا نباشد و گوسفندی که در خلقت او را گوش نبوده باشد روا باشد اما
بی دندان روا نباشد چنانک علف نتواند خوردن و دیگر باید که از پشم
و شیر و روغن و هرچه از قربانی حاصل آید آن نیز صدقه دهند و دیگر اگر
کسی قربانی را بدست خود ذبح کند افضل است اگر نتواند بر سر قربانی
ایستد دیگری را فرماید ذبح کردن تا صواب بی شمار
حاصل آید وَاللهُ اَعلَمُ بِالصَّوابِ تمام شد نسخه
مفتاح الجنان در روز آدینه بیست و پنجم
شوال سنه ثلاث وتسعین وثمانمائه
تمت تمام شد بعون
الملک الوهاب

م ه م ه م
تمت

برادران طریقت ...
کر ...
محمد ... الله

بسم الله الرحمن الرحیم

Marfat.com

للكرام حررت هذه الشرح العظيم للهداية المستقيم
متوكلا على الله تعالى [illegible] والنهاية

تم وقع الفراغ عن تحرير هذه الاوراق من النسخ المظلمة
المتبركة المسماة بشرح هداية الحكمة بخط العبد الضعيف
[illegible] سيد مظفر علي عفا الله تعالى عنه وعن والديه و
[illegible] فالكتابة [illegible] من الهجرة النبوية
[illegible] والثمان [illegible]

Marfat.com

زنجبیل ده سنگ سوم چشمه سلسبیل ده سنگ دهم شاخ شادم هر خیمه دو یعنی بیست
سنگ یک شاخ طوبی کرده سنگ و دره ده سنگ دوم شاخ نازده سنگ سدرة
المنتهی سنگ مایده در هر خیمه صد هزار رهانیل کاشانه بر از هر مایده مابره یکهزار ترتیب
ده بدم بعد طعام در کاشانه یکهزار یعنی یک سمند ده تمـــــــــــــــــــــم

نسخه مجموع خالی بوقت ظهر بروز جمعه بتاریخ یازدهم محرم الحرام ۱۲۰۰ هجری با لکها
میرزایی میرزا مراد بیگ و کاتبها احقر العباد هدایت الله طالب العلم و مقام تحریر قصبه
سرکار شاه آباد مضاف صوبه بهار شد من نوشتم صرف کردم روزگار مرا کجا

این بماند یادگار

بنده ملک مالک مراد

KUTUBKHANA - E - EMADIA
KHANDA... ... ...NGAL TALAB
PATNA CITY-800008.

Marfat.com

دوش آن شیخ کز کلک گزار | فاطمه دست تضرع بیکار
حسن مقطع جو بود رسم سخن | قطع کردیم درین نکته سخن

تمت [illegible] بالخیر
وهو [illegible] الاولی

فرغ من کتابة سبحة الابرار فی یوم الثلثا ثانی عشر شهر
جمیدالثانی سنة اثنی وخمسین وثمانمائة من الهجرة النبویة

اللهم اغفر لکاتبه ولصاحبه و
لناظره ولسامعه ولمن
نظر فیه ولمن [illegible]

تمام شد نسخهٔ سبحة الابرار جامی مرحوم

Marfat.com

هذا حق لكن غيره احق لشعر بذلك قوله وكذا اشتباه كلما وسلما فانه يفهم منه ان منهما في فصل
الخصومات والعلم بامور الدين واما اعتراض سليمان عليه السلام فمبني على ان ترك الاولى سبيله
من الانبياء عليهم السلام بمنزلة الخطاء عن غيرهم اعترض عليه بان الاجماع لا يفيد ان الاحكام التي
الثابت بالنص واحد انما هو فيما ثبت صريحا وهو في غير الاجتهاديات والبحث في الاجتهاديات.
الثابت حكمها بالنص معنى فلا يستلزم الدليل المطلوب لعدم تكرر الاوسط اذ بعد الدليل هكذا
الثابت بالقياس ثابت بالنص معنى وكلما هو ثابت بالنص صريحا فهو واحد على ان القياس
اي على انا لا نسلم ان القياس مظهر فانه عند الخصم القائل بان كل مجتهد مصيب مثبت للحكم فلا يتم الدليل
اعترض عليه بانه ان اريد انه لا يعرف في العمومات الواردة انه لا فرق بين
الاشخاص فيما ثبت بالعمومات صريحا وهو الاحكام الغير الاجتهادية فمسلم لكنه لا يثبت المطلوب والمدعى
ان الحق في الاجتهاديات واحد وهو انما يتم لو ثبت التفرقة بين الاشخاص فيها وان اريد انه
لا تفرقة في العمومات بالنسبة الى الحكم الثابت بها مطلقا سواء كان اجتهاديا او غيره فممنوع
بل هو اول المسألة ومحل النزاع قال الشيخ في التلويح والاصوب ان يقال لو كان كل مجتهد مصيبا
يلزم الجمع بين المتنافيين بالنسبة الى شخص واحد فيما اذا استفتى عامي لم يلتزم تقليد مجتهد بعينه
مجتهدين حنفيا وشافعيا فافتاه احدهما باباحة النبيذ والآخر بحرمته ولم يرجح احدهما عنده
ولم يستقر عمله على شيء ٥ —

تمت تمام شد

نسخه حاشیه عبد الحکیم ... برضای ... خاک ... عبد الغفار ... حسب الحکم ... شاه ...
بتاریخ نوزدهم ماه ... سنه ١٢٦٦ ... ١١٥٧ ...
هر که خواند طمع دعا دارم : زانکه من بنده گنه کارم

[illegible]

Marfat.com

... النسخة المباركة ... من الف ... وستين ... من هجرة النبوية

صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وسلم وقد كان المنقول عنه مكتوبا في حروف [illegible]

وعمدا صحيحا ... [illegible] فيه فكتبت ... مستعجلا باستعمال [illegible]

... سنة ... [illegible] اللهم ... وحفظا بتوفيق كاملا

بجلال هدايته ولجميع المؤمنين [illegible] محمد صلى الله عليه وآله واصحابه [illegible]

[illegible]

اللهم صل على سيدنا محمد ... [illegible]

وآله ... واصحابه ... [illegible] وسلم

وسلم عليه ... اجمعين

[illegible]

١٧١

بالاجماع وكسب الردة جميعاً لورثته المسلمين بلا خلاف

فلا يرث من احد لا من مسلم ولا من مرتد مثله وكذلك المرتدة لانها ليست ذات

ملة الا اذا ارتد اهل ناحية باجمعهم فحينئذ يتوارثون فصل في الاسير

حكم الاسير كحكم سائر المسلمين في الميراث ما لم يفارق دينه فان فارق دينه

فحكمه حكم المرتد فان لم يعلم ردته ولا حياته ولا موته فحكمه حكم المفقود

ولا يقسم ماله فصل في الغرقى والحرقى والهدمى اذا مات جماعة

بينهم قرابة ولا يدرى ايهم مات اولاً جعلوا كانهم ماتوا معاً

فمال كل واحد منهم لورثته الاحياء ولا يرث بعض هؤلاء من بعض وقال

علي وابن مسعود رض يرث بعضهم من بعض الا مما ورث كل واحد منهم من صاحبه

تم في اليوم السابع عشر من ذي القعدة من السنة التاسعة والعشرين بعد الالف ومائتين من الهجرة

وانا الكاتب الفقير ظهور الحق لابائه جعلهم الله مستسعدين به وغفر لهم برحمته

شعره وان كان لا عصام يقل لا اعرف وفيه ارتد ... على التكا

فقالوا الطراد فقلنا تلك عادتنا او تنزلون فانا معشر نزل

ويروى قالوا الركوب يقول ان طاردتم بالرماح فتلك عادتنا وان نزلتم

تجالدون بالسيوف نزلنا

قد نخضب العير من مكنون فائله

وقد يشيط على ارماحنا البطل

الفائل عرق يجري من الجوف الى الفخذ ومكنون الفائل الدم [illegible]

المكنون [illegible] في الفخذ [illegible] [illegible] الفخذ

لا عظم عليها وقال ابو عبيدة الفائل عرق في الفخذ [illegible]

فاذا كان في الساق قيل له النسا ويشيط [illegible]

تمت والحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا

محمد وآله الطيبين الطاهرين

صح [illegible] دهم شهر شعبان المعظم [illegible] جلوس والا

مطابق [illegible] هجري [illegible] محمد [illegible]

[illegible]

Marfat.com

جناب مصباح الحق عمادی
خدابخش لائبریری، پٹنہ

ترقیمہ اور اس کی افادیت
خانقاہ عمادیہ کے مخطوطات کی روشنی میں

کسی مخطوطہ کی اہمیت جہاں اس کے موضوع، مصنف، زبان، نایاب اور کمیاب ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے وہیں اس کو اہم مقام دلانے میں ترقیمہ کا بھی بڑا حصہ ہوتا ہے۔ ترقیمہ دراصل کتاب کے خاتمہ کی اطلاع ہے جو صرف تمت، تم، تم، تم، اور اسی طرح دوسرے مختصر الفاظ میں سے کسی ایک لفظ سے بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس میں ایک یا ایک سے زیادہ اطلاعات ایک یا چند جملوں میں بھی ہو سکتی ہیں اور کبھی ایک ایک صفحہ طویل بھی ہو سکتا ہے۔ ترقیمہ میں کتاب کا نام، تاریخ، سنہ کتابت اور کاتب وغیرہ کا نام ہوتا ہے، اور کبھی تفصیلی یا زیادہ اطلاعات بہم پہنچانے والے ترقیمے سے مخطوطہ کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے۔

کبھی کسی مخطوطہ کا پہلا ورق یا ابتدائی چند اوراق غائب ہوتے ہیں یا مقدمۃ الکتاب میں کتاب کا نام نہیں ہوتا اور نہ سرورق پر نام ہوتا ہے ایسی صورت میں ترقیمہ میں لکھے ہوئے نام سے کتاب کی پہچان ہو پاتی ہے۔

جتنے بھی ترقیموں کا میں نے یہاں ذکر کیا ہے وہ سب خانقاہ عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سٹی کے کتب خانہ کے مخطوطات ہیں۔ ملاحظہ ہو مثنوی مولانا روم کا یہ ترقیمہ :

"تمت هذا الكتاب المثنوى المولوى المعنوى فى يوم الثلثاء ثاني عشر من ربيع الاول سنة اثنى و مائة والف من هجرة النبى صلى الله عليه وسلم"

مفتاح الجنان کا مندرجہ ذیل ترقیمہ جس کے نیچے تاج العارفین پیر مجیب اللہ پھلواروی علیہ الرحمۃ کا دستخط بھی موجود ہے :

"تمام شد نسخہ مفتاح الجنان در روز آدینہ بیست و پنجم شوال سنہ ثلاث وتسعین وثمانمایۃ تمت بعون الملک الوہاب"

ان دونوں ترقیموں میں کاتب نے کتاب کا نام روز کتابت اور تاریخ و سنہ لکھا ہے۔ اسی کے ذریعہ اس

Marfat.com

کا نام معلوم ہوتا ہے، مگر کاتب نے اپنا نام نہیں دیا ہے۔

سنہ کتابت سے کتاب کی قدامت، کس عہد میں لکھی گئی اور اس سے اس عہد کی تاریخ میں بڑی مدد ملتی ہے۔ اکثر سنہ ہجری سال میں دیے جاتے ہیں فصلی کم اور عیسوی بہت کم بالخصوص عربی و فارسی مخطوطات میں۔

ترقیمہ میں دی گئی تفصیل سے کبھی بہت زیادہ قیمتی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ مصنف کے حالات، کاتب کے متعلق ذاتی، اس کے پس منظر میں کچھ خاندانی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ مصنف، کاتب، فرمایش کنندہ یا جس کے لیے کتاب لکھی گئی ہے، کے متعلق یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس سال تک باحیات تھے۔ اور ان کے ذوق علمی کا پتہ ملتا ہے اور یہ بھی کہ انھیں جن فنون میں زیادہ دلچسپی ہے، ان کی سوانح حیات کی ترتیب میں مدد ملتی ہے اور جہاں کتابت ہوئی ہے اس مقام کی بھی بہت کچھ باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ خصوصاً اس علاقے کا علمی ماحول وہاں کے امرا، فضلا، اور ذی علم شخصیتوں پر روشنی پڑتی ہے۔ مصنف کے نام کے ساتھ لگائے گئے القاب آداب سے اس کی قدر و منزلت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور کتاب کی کتابت کہیں اور تصنیف کسی دوسری جگہ، اس سے اس کتاب کی مقبولیت و شہرت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور یہ تمام اطلاعات ترقیمہ سے ملتی ہیں۔

نسخہ شرح هداية الحكمة المشهور به ميبذى کا یہ ترقیمہ :

"قدوقع الفراغ عن تسويد هذه الاوراق من النسخة المعظمة المتبركة المسماة بشرح هداية الحكمة بخط العبدالعاصي سيد مظهر على عفا الله تعالىٰ عنه وعن والديه ومالكها هو ما مضى من الهجرة النبوية اثناعشرماية واثنان واربعون سنة"

اس ترقیمہ میں کتاب کا نام اور سنہ کتابت تو ہے لیکن مصنف کا نام نہیں ہے اور کاتب نے اپنی ولدیت بھی نہیں دی ہے۔ جس سے کاتب کے نام اور اس کی ملکیت کے علاوہ اس سے متعلق کوئی اور بات معلوم نہیں ہوتی ہے۔

کسی کاتب نے اپنے زمانہ طالب علمی میں اگر کتابت کی ہے تو اکثر اس کا تذکرہ بھی ترقیمہ میں کرتا ہے۔ جیسے کتاب مجموع خانی کا یہ ترقیمہ :

"تمت نسخہ مجموع خانی بوقت ظہر بروز جمعہ بتاریخ یازدہم محرم الحرام ۱۱۰۸ ہجری

Marfat.com

ملکیہا میرزائی مرزا مراد بیگ و کاتبہا احقر العباد ہدایت اللہ طالبعلم و مقام تحریر قصبہ آرہ سرکار شاہ آباد مضاف بصوبہ بہار"

یہاں کاتب نے تاریخ کتابت مالک کتاب اور اپنا نام، سنہ اور مقام کتابت بالتفصیل دیا ہے، لیکن مصنف کا نام نہیں دیا ہے۔

"فرغت من كتابة سبحة الابرار في يوم الثلثا ثاني عشرشهر جميدالثاني سنة اثنى و خمسين وتسعماية من الهجرة النبوية اللهم اغفر لكاتبه لصاحبه و لناظره و لسامعه و لمن نظر فيه و لمن دعاهم بالخير"

یہاں کاتب خود کے لیے اور دوسروں کے لیے دعائیہ کلمات لکھتا ہے، لیکن اسنے اپنا اور مصنف کتاب کا نام نہیں لکھا ہے۔ کاتب نے اگر کسی کی فرمایش پر کتابت کی ہے، اور فرمایش کرنے والی شخصیت بادشاہ، نواب، امرا، میں سے ہے یا اس سے کاتب کا روحانی تعلق ہے، جیسے استاد، پیرومرشد وغیرہ تو ترقیمہ میں اس کا بھی اکثر تذکرہ ہوتا ہے اور اس سے فرمایش کرنے والے کے ذوق علم کا پتہ بھی چلتا ہے۔ جیسے کتاب حاشیہ عبدالحکیم برشرح عقائد نسفی کا یہ ترقیمہ ملاحظہ ہو:

"تمت تمام شد نسخہ حاشیہ عبدالحکیم کہ برخیالی است بندہ خاکسار عبدالغفار بموجب فرمودہ جناب شاہ علی امیرالحق صاحب بتاریخ نوزدہم شہر شوال المکرم ۱۲۶۶ ہجرۃ النبوی وصلعم مطابق ۷ ابھادوں ۱۲۵۷ فصلی تحریر نمود"

کاتب عبدالغفار جو حضرت شاہ علی امیرالحق عمادی علیہ الرحمۃ کے مرید و معتقد تھے، انہوں نے پیرومرشد کی فرمایش پر کتابت کی ہے۔ غیر پیشہ ور کاتبین علی العموم اپنے مطالعہ یا ذاتی کتب خانہ کے لیے لکھتے ہیں۔ اور وہ زیادہ تر علما، فضلا، اور صوفیا میں سے ہوتے ہیں، اس سے ان کے ذوق علمی کا بھی پتہ چلتا ہے یا پھر ایسے کاتبین ہوتے ہیں جو اپنے کسی عزیز کے لیے کتابت کرتے ہیں یہ بھی ترقیمہ سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ ایسے ترقیمہ میں درج ذیل باتوں کا یقینی علم ہوتا ہے:۔

(الف)۔ استاد نے کسی شاگرد رشید کے لیے کتاب لکھی تو شاگرد کا نام سنہ کتابت سے اس کے زمانہ طالب علمی اور استاد کا نام بھی معلوم ہوتا ہے۔

(ب)۔ والد نے اگر اپنے بیٹے کے لیے کتابت کی ہے تو ترقیمہ میں اس کا تذکرہ ہوتا ہے اس سے والد کا اپنے بیٹے کو تعلیم دلوانے کا جذبہ اور بیٹے کے زمانہ طالب علمی کا علم۔ اور یہ بھی ممکن

Marfat.com

ہے کہ وہ کتاب خود والد نے اپنے بیٹے کو پڑھائی ہو۔

مذکورہ صورتوں میں اگر شاگرد کی شخصیت بعد کو بڑی اور اہم ہو جاتی ہے تو اس کتاب کی اہمیت بھی بڑھ جاتی ہے اور شخصیت کی سوانح حیات لکھتے وقت وہ ترقیمہ معاون ثابت ہو تا ہے۔

نسخہ وافیہ فی حل مشکلات الشافیہ یعنی شرح جار بردی از احمد بن حسن جار بردی کا یہ ترقیمہ :

"قدتم الكتاب الحمد الذی وفقنی لتحریر هذه النسخه الوافية فی حل مشكلات الشافيه الشهيرة بشرح جاربردی اخذت الانتساخ فی اليوم الثانی من شهر الشوال بعد صلوة الجمعة ختمتها فی اليوم الثانی من شهر ذی الحجة يوم الاثنين قبل الاستواء فكان مدة الكتابة بستين يوماً من السنة السابعة وجوده تعالی وتقدس ان ينفع بها الطالبين ويختص من بينهم بزيادة النفع بها ابن ابنی وقرة عبنی الموسوم بنصيرالحق ولد قرة عينی مولوی ظهورالحق اطال الله عمرهما سلمهما و ابقاہما و وقاهما و رزقهما ما رزق اوليائه واصفيائه من الصلاح والتقویٰ والاستقامة علی الدين القويم المحمدی وعلی سنن الشيوخ الكاملين اجمعين آمين يارب العالمين ۱۲۷۲ من هجرة النبوی صلی الله عليه وآله سلّم"

اس ترقیمہ میں کاتب کا نام موجود نہیں لیکن بیٹے اور پوتے کے نام سے کاتب کا پتہ چلتا ہے کہ اس کے کاتب نورالحق طپاں ہیں، ان کے فرزند ظہورالحق محدث اور ان کے بڑے بیٹے شاہ نصیرالحق عمادی تھے۔ انہیں کے لیے یہ کتاب دادا نورالحق نے تحریر فرمائی تھی۔ اس ترقیمہ میں کاتب نے اپنے بیٹے اور پوتے کے لیے دعائیہ کلمات لکھے ہیں جن سے نورالحق طپاں کے صوفیانہ خیالات پر بھی واضح روشنی پڑتی ہے۔ موصوف کا شمار پھلواری کے اجل صوفیا میں ہوتا ہے، حضرت خواجہ عمادالدین قلندر علیہ الرحمۃ کی خانقاہ کے سجادہ نشیں تھے (یہ خانقاہ، خانقاہ عمادیہ قلندریہ کے نام سے منگل تالاب پٹنہ سٹی میں ہے)۔ یہاں ترقیمہ میں پوتے اور بیٹے کے لیے دعائیہ کلمات میں دنیاوی دعا نہ دے کر لکھتے ہیں کہ **رزقهماما رزق اوليائه واصفيائه** اور تقویٰ، استقامت دین اور

Marfat.com

شیوخ کاملین کی سنت پر عمل کے لیے دعائیں دیتے ہیں۔ صوفیا کا یہی طریقہ بھی رہا ہے۔

کبھی ترقیمہ میں مدت کتابت بھی درج ہوتی ہے۔ مذکورہ 'الوافیہ' کا ترقیمہ جس میں ساٹھ دنوں کی مدت درج ہے۔

اکثر کاتبیں اپنے نام کے ساتھ عاجزانہ وانکسارانہ الفاظ حقیر سراپا تقصیر بندہ کمترین، اضعف العباد، خاکسار، **بندہ گناہ گار وغیرہ اور** آخر میں اکثر دعائیہ کلمات۔ مختصر اور کبھی طویل بھی، اپنے لیے ہی نہیں والدین، استاد، قاری، یہاں تک کہ تمام مومنین کے لیے دعا ہوتی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کاتب کے دل میں دوسروں کے لیے کس قدر خیر کے جذبات ہیں۔

ترقیمہ:

"قدحصل الفراغ من تسوید هذه النسخة المبارکة الموسوم به شواهد النبوة لمولانا الفاضل العالم العاقل العارف الکامل مولوی عبدالرحمن الجامی روح الله روحه وقدس سره بیداحقرالعباد واقلهم العبد النحیف محمد نورالحق ابن محمد عبدالحق ابن حضرت تاج العارفین المشتهر به محمد مجیب الله الجعفری مدالله تعالیٰ ظلال عنایتهما و افاض علینا من فیوضاتهما فی لیلة الثالثة من شهر الصفرالمظفر فی سنة الف و مایة و تسعة و سبعین من هجرة النبویة صلی الله علیه وعلی آله واصحابه وسلم قدکان المنقول عنه مکتوباً فی حضورالمصنف و معتمداً و صحیحاً بلااحتمال التحریف فیه فکتبت عنه ونقلت به مستعجلا باستعجال مالکه کتبت فی مدة خمسةو عشرین یوماً اللهم بارك لی ولجمیع المومنین و وفقنا بتوفیق کمال ایقان هدایة ولجمیع المومنین امة محمدصلی الله علیه واله واصحابه وسلم بحرمة نبیك وحبیبك صلی الله علی واله واصحابه وسلم"

"اللهم احفظه من ایدی الظالمین والمنکرین عنه اللهم

Marfat.com

صل علی بسیدنا محمدالنبی الامی والہ و اھل بیته واصحابه وبارك وسلم وصل وسلم علیه وعلیهم اجمعین"

"...... بتاریخ سیزدہم...... از صحت مقابلہ منقول عنہ فرغت.... دست داد....

الحمد للہ علی ذلک والصلوۃ والسلام......"

اس ترقیمہ میں مخطوطہ کا نام مع مصنف مندرج ہے۔ کاتب کا نام بھی مع ولدیت و جدیت ہے۔ جس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اس وقت کاتب کے دادا حضرت تاج العارفین پیر مجیب اللہ علیہ الرحمۃ باحیات تھے۔ اور ایک اہم اطلاع یہ بھی اس ترقیمہ میں دی گئی ہے کہ جس نسخہ سے یہ نقل کیا گیا ہے وہ مصنف کے سامنے کا لکھا ہوا تھا، اور ترقیمہ بہ زبان عربی کی وجہ سے لفظ حضور سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صرف مصنف کے زمانے کا ہی نہیں بلکہ ان کی نظر کے سامنے سے گزرا ہوا ہے۔ اس سے اس مخطوطہ کی صحت کا بھی علم یقینی ہوتا ہے۔ ترقیمہ کے بائیں طرف حاشیہ پر ایک اور عبارت ہے، جس میں یہ اطلاع ہے کہ منقول عنہ سے اس کا مقابلہ بھی کیا گیا ہے۔ ترقیمہ کے متصل میں نے وہ عبارت بھی نقل کر دی ہے۔

کچھ ترقیمے مختصر مگر جامع ہوتے ہیں اور اس سے ایک سے زیادہ اطلاعات ملتی ہیں، جیسے نسخہ سراجی کا یہ ترقیمہ :

"تم فی الیوم السابع عشر من ذی القعدة من السنة التاسعة والعشرین بعد الف و مایتین من الهجرة والکاتب الفقیر ظہورالحق لابنائه جعلهم الله مستعدین به و غفرله ولهم برحمته"۔

اور شرح قصائد سبعہ معلقہ کا یہ ترقیمہ :

"بتاریخ دوازدہم شہر شعبان المعظم ۴۱ جلوس والا مطابق ۱۰۱۹ ہجری فقیر حقیر محمد حسین ابن محمد امین مشہدی باتمام رسید حیدرآباد"۔

اس فن کے ماہرین توجہ دیں اور اس سلسلہ میں ضابطہ و اصول بنا کر ترقیموں کے اقسام و انواع متعین کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ فائدے حاصل ہوں۔

••

Marfat.com

ڈاکٹر افتخار احمد مدنی
خدابخش لائبریری، پٹنہ

خدابخش فارسی مخطوطات کے ترقیمے میں تاریخی شواہد

میں نے اس سیمینار کے لیے ترقیمہ پر کچھ کام کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مخطوطات دیکھتے ہوئے میری نگاہ ایک ایسے مخطوطہ پر پڑی جس کے ترقیمہ میں کاتب نے سنہ کتابت کے ساتھ ساتھ اسی تاریخ میں واقع ایک تاریخی واقعہ کا ذکر کیا تھا۔ مخطوطات کے ترقیمہ میں یہ بات یقین سے کہنا کہ جس تاریخ کتابت کا اس میں ذکر ہے، کیا مخطوطہ اسی تاریخ میں لکھا گیا۔ ہمارے سامنے ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔ ترقیمہ میں لکھی تاریخ، کاتب کا نام غلط لکھ دیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی مشہور کاتب ہے تو حصول زر کے لیے ترقیمہ میں اس کا نام لکھ دیا جاتا تھا' اور اسے لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا تھا تاکہ اسے اس کی زیادہ سے زیادہ قیمت دی جاسکے۔ کسی مشہور بزرگ یا شخصیت کے نام سے کتاب منسوب کرکے اسے کئی سو سال پہلے کی تحریر ثابت کرنے کی کوشش بھی منظر عام پر آچکی ہے۔ ابھی لائبریری میں کام کرتے ہوئے میری نظر قرآن مجید کے ایک فارسی ترجمہ پر پڑی جس کے سرورق پر یہ عبارت مذکور ہے۔

"این صحیفۂ متبرکہ کہ کلام الٰہی است در عہد سعادت خلیفہ ابوالمظفر یوسف مستخذ باللہ العباسی از قلم عبد جانے فقیر عبدالقادر جیلانی بخیر تحریر در ۵۵۶ ہجری باتمام رسید۔"

آخر کے تین اوراق دوسری تحریر میں ہیں جس کے آخر میں بغیر تاریخ کی یہ عبارت ہے:

"این نسخہ را در ریعان شباب ۱۲۸۴ھ نوشتہ لکن آخری اوراق این کلام پاک ضائع شدہ بود بدینوجہ این حقیر بخط خام خود نوشتہ این را مکمل نمودم احقر حافظ محمد یحییٰ"

اس کے نیچے یہ عبارت ہے:

"از تلاوت اکثر آیات شریفہ و قرأت ترجمہ بر حقیر نقیر واضح شد کہ این قرآن مجید و فرقان حمید نوشتہ قلم اہل ولات ایران ست زیرا کہ اصل قرآن شریف بخط نیریزاست و ترجمہ خط شکست ہرگاہ دلم یقین این مضمون میکند و در تصدیق و تائید تحریر جناب حافظ محمد یحییٰ صاحب باک ندارم والسلام۔ کتبہ اقل الکاتبین سید محمد حسن ۱۸۱۷ء"

اس کے علاوہ ہمارے یہاں امام غزالی کی مشہور تصنیف "کیمیا سعادت" کا بھی ایک نسخہ موجود ہے جس کے

Marfat.com

ابتدائی اور آخری ورق پر مرزا محمد زاہد مرحوم اور محمد فاضل مرحوم کے حوالے سے یہ عبارت مذکور ہے:۔

"اوراق کہنہ ایں نسخہ شریف و کتاب لطیف بخط مصنف علیہ رحمت است و چند جزاول و چہار دہ ورق آخر بخط کاتب است"۔

میرے نزدیک صرف مہر، ترقیمہ یا عرض دیدہ کی کوئی خاص اہمیت نہیں، یہ تو ہوتا ہی ہے لیکن اس کی اہمیت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب کاتب نے سال کتابت کے ساتھ ساتھ اس موقع سے وقوع پذیر کسی واقعہ کا ذکر بھی کر دیا ہو۔

میں اب خدا بخش میں موجود چند ایسے مخطوطات کا ذکر کر رہا ہوں جس پر کاتب نے سنہ کتابت کے ساتھ ساتھ اس موقع سے وقوع پذیر کسی تاریخی واقعہ کا ذکر بھی کیا ہے۔

رسالہ قوافی مصنف مولوی محمد سعد الجزاوّل ۳۲ اوراق (ACC. 4072)

اس کا نام مصنف نے دیباچہ میں 'تبصرۃ الشعراء' لکھا ہے۔ یہ کتاب ایک مقدمہ دس باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ کتاب قدرے کرم خوردہ ہے۔ ترقیمہ کی عبارت یہ ہے:

"تمام شد نسخہ رسالہ قوافی من تصنیف مولوی محمد سعد بوقت ظہر بروز یکشنبہ بتاریخ ہفدہم شہر رمضان المبارک سنہ احد جلوس والا مطابق ۱۱۷۰ یکہزار و یکصد و ہفتاد دو ہجری موافق ۱۱۶۰ فصلی حق مالک ایں کتاب فتح اللہ بخط ولد شیخ محمد امین بن شیخ عبدالغنی بن شیخ عبدالنبی بن شیخ عبدالصمد ساکن موضع غیاث پور عملہ پرگنہ شاہ پور منیر سرکار و صوبہ بہار صاحب صوبہ نواب جعفر علی خاں نائب در عظیم آباد مہا راجہ رام نراین بروز شنبہ شاہزادہ بقلعہ پیوست"۔

شرح یوسف زلیخا مصنف محمد سعد (ACC 4166)

یہ کتاب ۱۰۹۵ میں تصنیف کی گئی۔ کتاب ۷۴ اوراق پر مشتمل ہے۔ ترقیمہ کی عبارت یہ ہے:

"تمام شد شرح نسخہ یوسف زلیخا واقع بتاریخ یازدہم شہر صفر المظفر بخط خام سید حسین بخش انتقام ابنِ سید ... ماہ اکبر ۲۲ ، ۱۲ فصلے در ہنگام رسنے پال (نیپال) ۔"

ظفر نامہ فتح کانگڑہ (ACC. 3955)

ترقیمہ کی عبارت یہ ہے:

"تمت النسخہ شریف من تصنیف جلالا طبا طبائے بخط شکستہ ... فقیر گلاب رائے پنڈت کول بہر مطالعہ برادر عزیز از جان ... بتاریخ بست سیوم شہر ذی الحجہ سنہ ۲۲ جلوس بادشاہ عالم شاہ و مختاری نواب

Marfat.com

نجف الدولہ بہادر درایام ... بجہتہ اشغال روزمرہ وردستے خطا ... بموجب اصلاح منشے جہانگیر ... صورت ارقام پذیرفت اگر سہوے یا خطاے واقع شدہ باشد بدیں کرم بنویسند وقلم اصلاح ... "

مثنوی نل دمن مصنف فیضی (Acc. 2523)

یہ کتاب ۱۵۰ اوراق پر مشتمل ہے ۔ کتاب قدرے کرم خوردہ ہے ۔ ترقیمہ کی عبارت یہ ہے :

" تمت تمام شد ہذا الکتاب نل دمن من تصنیف شیخ فیاضی ... بوقت صبح روز جمعہ تاریخ ... رمضان المبارک ۱۲۱۳ ہجری در ہنگامیکہ نواب سعادت علی خاں بر مسند وزارت رونق افزا بودند ونواب وزیر علی خاں بہادر ... صاحبان انگریز را در بنارس کشتہ ... نجات یافتہ بر تالاے کوہ بول ... اوقات اقبال بودند در مدافع انگریزانست ورسیدن خود بر مسند وزارت کوشید ۔
ساکن کاکوری برای خاطر ۔
خاکہای رام راے کاتب بروز یکشنبہ بتاریخ نہم شہر ذی الحجہ ۱۱۹۸ ہجری حسن تحریر پذیرفت این چند ابیات کاتب لسطروف این کتاب

مدانم شب یک کافر جادو شکان بشکند از طرهٔ مشکین بمدارا ش
هر لحظه سیاهی شب هجر من و حسن تو کو نکته نخواهد از این چشم
بر معجز موسی نبود دست و عصا را حاجت بگواهی

تمام شد نسخه رساله قوافی من تصنیف ... بوقت ظهر
بروز یکشنبه بتاریخ هفدهم شهر رمضان المبارک ... احد
جلوس والا مطابق سنه ۱۱۷۲ یکهزار و یکصد و هفتاد و دو هجری
موافق سنه ۱۱۶۶ فصلی حق مالک این کتاب ... بخط ... شیخ
محمد امین بن شیخ عبد الغنی بن شیخ ... صدر
موضع غیاث پور عمله پرگنه شاهپور منیر سرکار ... صوبه بهار صاحب صوبه
نواب جعفر علی خان نایب در عظیم آباد مهاراجه ...

بیت
قاریا بر من مکن قهر و عتاب
گر خطائی رفته باشد در کتاب

بیت
الهی بیامرز این هر سه را مصنف نویسنده خواننده را

دوهره
لکهار هی بهت جوں نہ مٹتا وہی لوک
لنکهنہار ... سو ... ہوک

... الحقیر الفقیر ... محمد ... بن شیخ ...

4072

Marfat.com

61

امیر حسین ... عطاء کتب دیگر از احصا و استقصا بیرون است احصا
بالکه تشکیک [illegible] استقصا نیابت چیزی رسیدن نور بالفجر روشن
[illegible] از نور مصحف مجید است زیرا که موجب رفع ظلمت جهالت
[illegible] رفع تاریکی ضلالت است منزل بالفجر و والفتح را فرو فرستاد که مرا
شده نور منزل حضرت قرآن یعنی قرآن را که الله تعالی چنانکه بر نقطه
ناسخ تمام کرد [illegible] این کتاب را بر نام امیر علی شیر تمام کردم است
چرا [illegible] نیک پی کن [illegible] یعنی قدمهاش نیز طی کن
شرح و تمام ساز این اوراق ... در سال هزار و نود و پنج ... و
اوایل شوال تمام شد و تمام آن خفت شود که پسند خاطر
نیک سرانجام کرد است شد تمام از سعی کلک تیزگام
دوستی [illegible] نگارین والسلام تمت تمام شد شرح تحفه یوسف
زلیخا واقع [illegible] یازدهم شهر صفر المظفر [illegible] بنام سید حسن [illegible]
اختتام رسید مطابق ماه مارچ ۱۹۳۳ ع در [illegible]
نیپال

بقلم قاضی سید [illegible] حسن

العبد سید [illegible] حسن
ولد سید اظهر حسین مرحوم
[illegible]

Acc No 15
Khuda [illegible] Library
Acc. No. 417

Marfat.com

سلطان [illegible] اولیای [illegible] بادولت

همایون [illegible] سلاطین کامگار [illegible] عمدة المحاصر [illegible] حصار [illegible]

کام [illegible] بمسجد [illegible] کاری [illegible] اعظم [illegible]

سلطان فیروز [illegible] خانجهان زمان [illegible] اکبر [illegible] اعظم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] الله [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

جناب محمد بدرالدین
خدا بخش لائبریری پٹنہ

مثنوی خسرو و شیریں

از مرزا جعفر بیگ

HL.530
cat.274

کیٹلاگر نے اس کی کوئی اطلاع نہیں دی کہ اس کتاب کے سرورق پر اتنا کچھ ہے :

مہر : "فدوی فاضل خاں خانہ زاد بادشاہ عالمگیر غازی"

سال : ۱۱۱۳ھ/۱۱۲۳ھ **قیمت :** پچاس رُپے

دیگر : ملا محمد حسین کشمیری (م ۱۰۲۰ھ/۱۶۴۰ء) کا دستخط بھی موجود ہے۔ جنہیں اکبر نے زریں رقم کا خطاب دیا تھا۔ یہ مولانا عبدالعزیز کے شاگرد ہیں اور استاد کو بھی فن خطاطی میں پیچھے چھوڑ دیا۔

کتابت : ہشتم رمضان المبارک یک ہزار و یک صد و پنجاہ ہجری کو مرید خان نے لکھا تھا۔ (۱۱۵۰ھ)

سال تصنیف : شدم در مثنوی دنبال تاریخ ہزار نوزدہ شد سال تاریخ
۱۰۱۹ھ

آخر میں شاہ عالم بادشاہ غازی کی چند رباعیاں ہیں۔

اصل میں یہ کتاب ملا محمد حسین کشمیری کی کتابت کا نمونہ ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے چونکہ یہ امر بھی حقیقی ہے کہ اساتذہ کی تحریروں پر مابعد کے لوگوں نے خامہ فرسائی کی ہے اور جس کی متعدد مثالیں آپ کو ملیں گی۔ یہ حتمی ہے کہ ملا حسین کشمیری کی کتابت پر مرید خاں نے بھی خامہ فرسائی کی ہے۔

نواب مرید خاں (م دور محمد شاہی ۱۱۳۱ھ سے ۱۱۶۱ھ تک کے درمیان) اپنے وقت کے مایہ ناز خطاط تھے۔ انھوں نے خاص طور سے نسخ میں بڑا نام پیدا کیا۔

ملا محمد حسین کشمیری کی اکثر تحریروں میں دستخط اور موقع دستخط آپ کو یکساں ملیں گے۔ کئی نسخوں سے اس کا موازنہ کرنے کے بعد یہ اندازہ ہوا کہ یہ کتاب دراصل محمد حسین کشمیری ہی کی کتابت ہے۔ مگر یہ نامکمل ہے۔ مرید خاں کا تو صرف نوٹ ہے جس سے التباس ہوتا ہے کہ اس کا کاتب مرید خاں ہے۔

Marfat.com

نواب مرید خاں عالمگیر بادشاہ کے دربار میں میر بخشی گری کے عہدہ پر فائز تھا۔ جلوس عالمگیری کے ۴۰ ویں سال اس عہدہ سے وہ چند وجوہ کی بنا پر معزول کر دیا گیا۔ (مآثر الامرا۔ ج اول ص۸۰)
مآثر الامرا میں نواب مرید خاں کا تذکرہ براہ راست نہیں آیا بلکہ ضمناً ہے حالانکہ نواب مرید خاں اسی دور کے ہیں۔

اب مذکورہ بالا یادداشتوں کی اجمالی تفصیل ملاحظہ ہو، مثنوی خسرو و شیریں مرزا قوام الدین جعفر بیگ المعروف بہ آصف خاں کی تصنیف ہے۔ یہ عظیم مغل بادشاہ اکبر کے امرا میں سے ہیں۔ بقول "طبقات اکبری" دو ہزاری منصب پر فائز تھے۔

مثنوی خسرو و شیریں ۱۰۱۹ھ کی تصنیف ہے۔ ملا محمد حسین کشمیری کی وفات ۱۰۲۰ھ میں ہوئی۔ لہٰذا یہ اغلب ہے کہ ملا محمد حسین کشمیری نے اس کی کتابت شروع کی اور تکمیل سے قبل انتقال فرمایا۔ اس وقت سے یہ کتاب ادھوری پڑی رہی۔ بعد کو ۱۱۰۵ھ میں نواب مرید خان نے اسے دیکھا تو مکمل کر دیا اور چونکہ کتابت کی تکمیل کے بعد ترقیمہ لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ انھوں نے ترقیمہ بھی لکھ دیا۔ اس سے ایک نکتہ یہ بھی سامنے آتا ہے کہ ملا محمد حسین کشمیری کتابت شروع کرنے سے پہلے پہلے ورق پر اپنا دستخط ثبت کر دیا کرتے تھے۔ کتاب کے آخر میں شاہ عالم بادشاہ کی جو چند رباعیاں ہیں اس کی نشاندہی کسی تذکرے میں نہیں کی گئی ہے۔ اگر کوئی صاحب شاہ عالم بادشاہ کے اشعار کی طرف توجہ کریں تو یہ چیز ان کے لیے نادر ہوگی۔

میں نے اپنے مقالے میں یہ کوشش کی ہے کہ نفس کتاب کے علاوہ جتنی چیزیں شروع، درمیان اور آخر کتاب میں ہیں سبھی کو حاضرین کے سامنے پیش کر دوں۔ تاکہ لوگوں کی توجہ مہروں، عرض دیدوں اور ترقیموں تک محدود نہ رہ کر کتاب پر پائی جانے والی تمام تحریروں کی طرف ہو۔

●●

Marfat.com

جناب محمد شاہجہاں قاسمی
خدا بخش لائبریری پٹنہ

مآثر رحیمی کا ایک اہم نسخہ

یہ نسخہ خدا بخش لائبریری میں HL ۲۴۸ پر موجود ہے۔

مصنف:۔ عبدالباقی نہاوندی، پیدائش:۔ ۹۷۸ھ، **تصنیف کا سال:**۔ ۱۰۲۵ھ

امان اللہ خاں فیروز جنگ کے ذخیرہ کا مخطوطہ ہے۔ م ۱۰۴۶ھ۔ یہ مہابت خاں زمانہ بیگ کے لڑکے ہیں جو اکبر، جہانگیر اور شاہجہاں کے زمانہ میں ممتاز عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔

سرورق کی تفصیلات

۱۴ ارشعبان ۱۰۶۹ھ کا عرض دیدہ موجود (۱۴ ارشعبان ۱۰۶۹ھ دیدہ شد)۔ کیٹلاگر کے مطابق مہریں غیر خواندہ لیکن کوشش سے چند کی قرأت اس طرح۔ عرض دیدہ کی دائیں طرف والی مہر عبدالغفار۔

چند عبارتیں:۔
- الاول (ربیع یا جمادی) سنہ ۳ از وجود منعم بیگ تحویل مراد بیگ شد۔
- ۲۷ ر رجب سنہ ۲ از وجود مراد بیگ تحویل اعظم بیگ شد۔
- تذکرہ مآثر رحیمی بتاریخ ششم ربیع الاول سنہ ۱۲۶۳ھ کمال رسید۔
- مہر سرخ اوپر سے تیسری (۱۲۱۱ھ) خاتم احمد علی سلطان عالم بابت نور بادا آفروغ (اختر)۔
- ۱۱ ر ذی قعدہ سنہ ۳ ... عرض دیدہ۔
- ۴ ر ربیع الاول ۱۹ احد از و اعظم بیگ تحویل مسرور شد۔
- اللہ اکبر مآثر رحیمی داخل کتب امان اللہ مخاطب ... راد خواں فیروز جنگ بن نواب مستطاب گردوں وقار مہابت خاں بہادر سپہ سالار شد عفی اللہ عنہما۔
- ۶ ر صفر سنہ ۲۷ عرض دیدہ مہر شاہجہاں ... خاں[1]۔

---

[1] نمونہ کے لیے زیراکس منسلک ہے۔

Marfat.com

ابتداء:۔ شروع کی بارہ سطریں کرم خوردہ' تیرہویں سطر یوں شروع : دریں کسادی بازار سخن در کنار مہر و محبت گرفتہ منظور نظر تربیت و اشفاقش گرداتند در ظل مرحمت سخن۔

اختتام:۔ خاموشی گزیدم و سکوت پیش ساختم و مابقی را برقم در آوردنم حاجب است۔ ادان ہنر پیشہ فصاحت و بلاغت اندیشہ ... داشتم۔ امیدوار بدرگاہ الٰہی است کہ نام نامی و دولت باقی ایں سپہ سالار نامدار و فرزندان کامگار و ایں نسخہ نامی گرامی تا قیامت بر روی روزگار پایندہ باد۔

کچھ ان کے متعلق جن کی تحویل میں یہ نسخہ رہا

امان اللہ خاں

باپ کے انتقال کے بعد ایک ہزاری ذات اور پانچ سو سوار کے منصب پر فائز ہوا۔ عالمگیر بادشاہ کے آخری دور میں وہ اپنی بہادری اور جانبازی کی بدولت امارت کے مرتبہ پر پہنچا۔ سیوا کے قلعے کی فتح کے عوض امان اللہ خاں کے منصب میں پانچ سو ذات اور سو سوار کا اضافہ ہوا اور بادشاہ کی مہربانیاں اس کے شامل حال رہیں۔ واکنکیرہ کی فتح کے بعد اس کی حسن خدمات کے جائزے میں اس کو **نقارہ** عطا ہوا۔ عالمگیر بادشاہ کے انتقال (۱۱۱۸ھ) کے بعد وہ اعظم شاہ کی ہمراہی میں دکن سے ہندستان آیا۔ بہادر شاہ اوّل کی لڑائی میں خوب بہادری کی، کاری زخم برداشت کیے اور فوت ہو گیا۔ (مآثر الامراء ج ۱' ص ۲۸۸)

مہابت خاں خان خاناں سپہ سالار

زمانہ بیگ نام' غیور بیگ کابلی کا لڑکا ہے۔ غیور بیگ شیراز سے کابل آیا اور مرزا محمد حکیم کے یکہ تازوں میں ملازم ہو گیا۔ مرزا کے انتقال کے بعد وہ اکبر بادشاہ کی ملازمت میں آیا اور چتوڑ کی لڑائی میں اس نے خوب بہادری دکھائی۔

زمانہ بیگ بچپن میں شاہزادہ سلیم کی سرکار میں احدیوں میں داخل ہوا۔ اس نے اتنی پسندیدہ خدمات انجام دیں کہ اسے تھوڑی سی مدت میں مناسب منصب مل گیا اور شاگرد پیشہ (ملازمین) کا بخشی ہو گیا۔ الٰہ آباد کے قیام کے دوران جب شاہزادہ سلیم راجا اوجینہ کے گنوارپن سے عاجز آ گیا تو زمانہ بیگ سلیم کا اشارہ پاکر راجہ کے خیمہ میں گھس کر اس کا سر کاٹ لایا۔ سر لاکر شاہزادے کے آگے ڈال دیا۔ خبر ملتے ہی راجہ کے آدمی منتشر اور

Marfat.com

فرار ہو گئے۔ اس کا خزانہ بھی سرکار ضبط ہو گیا۔ اسی وقت زمانہ بیگ کو مہابت خاں کا خطاب ملا۔

کہتے ہیں کہ شروع میں کسی مذہب کا پابند نہ تھا۔ آخر میں اس نے امامیہ مذہب اختیار کر لیا تھا۔ روزہ و نماز کا پابند نہ تھا۔ اس کا ظلم اور درندگی دنیا میں مشہور ہے لیکن لوگوں کو فائدہ پہنچاتا تھا۔ جس کسی پر نوازش کرتا تھا پھر وہ چاہے ہزار بار خطا کرتا اس کی عزت میں کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا۔ لیکن اس کا اظہار برا سمجھتا تھا۔ یہ شعر اسی کا ہے۔

ننگ دلم بود کہ بہشت آرزو کند ۔۔۔ دوزخ نصیب من بود و آرزو مباد

منعم بیگ معروف بہ منعم خاں خانخاناں بہادر شاہی

اس کا باپ سلطان بیگ برلاس قوم سے ہے۔ اکبر آباد کی کوتوالی سے متعلق کسی خدمت پر مقرر تھا۔ ۴۶ ویں سال جلوس عالمگیری میں وہ فیل خانہ کا داروغہ مقرر ہوا۔ بیچ میں اسے تساہل کے جرم میں سزا بھی ملی۔ لیکن پھر وہ بڑے شاہزادے محمد معظم کی سرکار کی دیوانی پر مقرر ہوا۔ انچاسویں سال جلوس عالمگیری میں وہ شاہزادے کے وکیل کی حیثیت سے پنجاب کی صوبہ داری پر نامزد ہوا۔

چونکہ مدبر اور تجربہ کار آدمی تھا۔ شاہزادہ کی دولت خواہی پر کمربستہ رہتا تھا۔ اس نے انقلاب زمانہ کی آواز کو سنا اور پوشیدہ طور سے شاہزادے (محمد معظم) کی سلطنت کا ڈول ڈالنے لگا۔ نیرنگی تقدیر سے ۲۵ ذی الحجہ ۱۱۱۸ھ کو منعم خاں کو عالمگیر کے انتقال کی خبر ملی۔ جب ۲ صفر ۱۱۱۸ھ کو شاہزادہ پشاور سے کہ جو کابل کے لیے موسم سرما کا اسٹیشن ہے، دارالسلطنت لاہور پہنچا تو منعم خاں نے تقریباً ۵ ہزار سوار اور ایک اچھا توپخانہ فراہم کیا اور سلطنت کے ساز و سامان کے ساتھ شاہ دولہ کے پل سے اس طرف شاہزادے کے حضور میں حاضر ہوا۔ سرہند پہنچنے تک اسے چار ہزاری ذات اور دو ہزار سوار کا منصب خاں زماں کا خطاب اور علم و نقارہ مرحمت ہوا۔

وہ اپنی نیکی اور دانشمندی سے روز بروز ترقی کرتا گیا۔ خانخاناں بہت متواضع اور سلوک کرنے والا آدمی تھا۔ غرور اور گھمنڈ اس کو بالکل نہ تھا۔ وہ کسبی کمالات کا بھی مالک تھا کہ جس کو قابلیت و استعداد کہتے ہیں۔ شعر کہتا تھا۔ تصوف کا بھی ذوق رکھتا تھا۔ اس نے ایک رسالہ الہامات منعمی کے نام سے لکھا تھا۔ اس لڑائی میں کہ جو ۱۱۳۶ھ میں نظام الملک آصف جاہ کے ساتھ ہوئی تھی، وہ موجود تھا۔

اعظم بیگ۔ اعظم خاں میر محمد باقر عرف ارادت خاں

ساوہ کے شریف سادات میں سے تھا۔ جب شروع میں ہندستان آیا تو آصف خاں مرزا جعفر کی طرف سے

Marfat.com

وہ سیالکوٹ، گجرات اور پنجاب کا فوجدار مقرر ہوا۔ پھر جہانگیر اس سے روشناس ہوا پھر آصف خاں کے وسیلے سے وہ خانساماں کے عہدہ پر فائز ہوا اور ترقی کر کے کشمیر کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ شاہ جہاں کی خدمت میں بھی حاضر رہا اور منصب پانچ صدی و ہزاری پر فائز رہا۔ دوسرے سال جلوس شاہجہانی میں وہ صوبجات دکن کا گورنر مقرر ہوا۔ اکیسویں سال جلوس شاہجہانی میں کشمیر کی صوبہ داری اس کے سپرد ہوئی۔ بڑی شان سے زندگی گذری اور بڑے بڑے عہدے حاصل کیے۔ بائیسویں سال جلوس شاہجہانی ۱۰۵۹ھ میں چھہتر سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔

Marfat.com

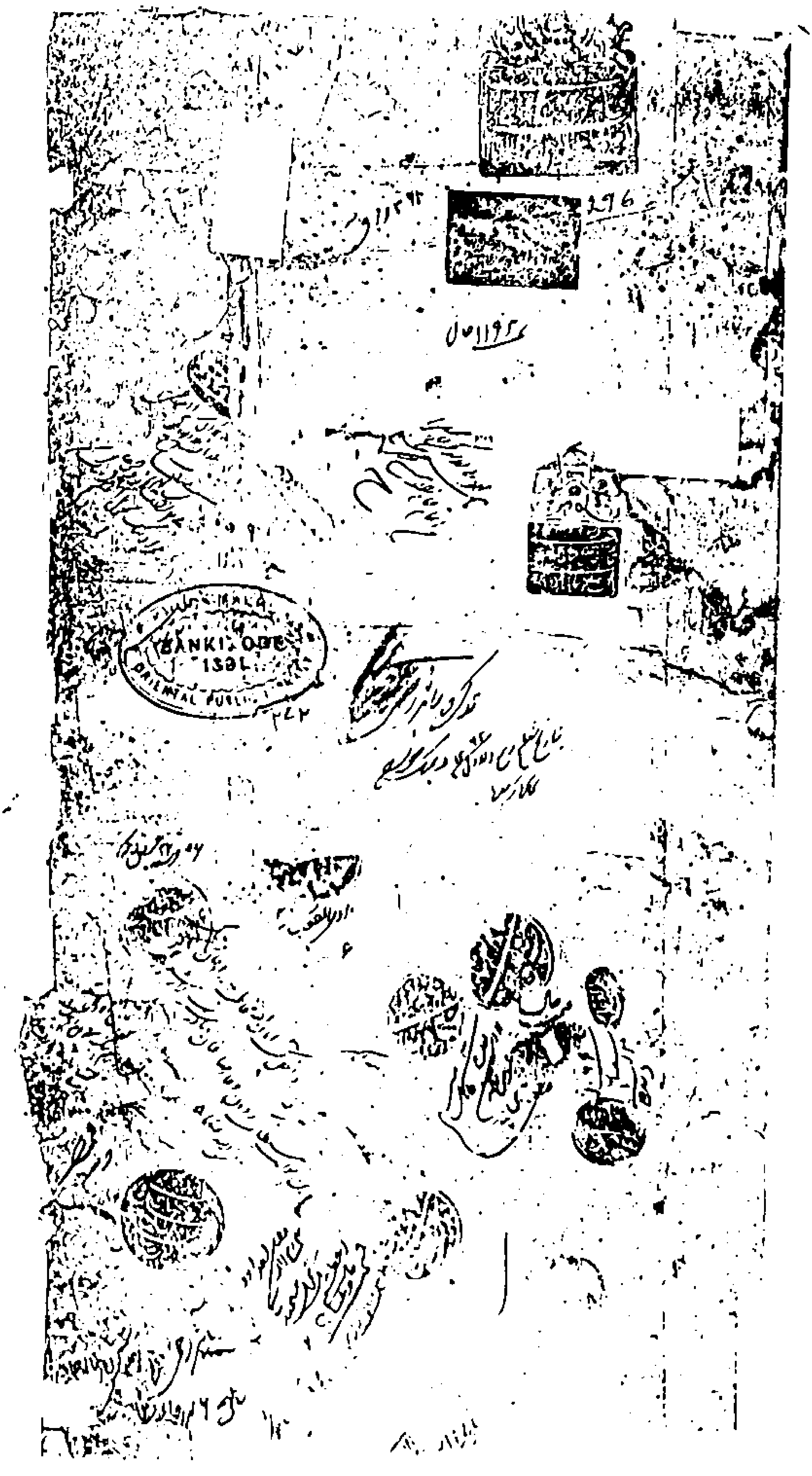

Marfat.com

Marfat.com

کچھ عرض ہدیے، کچھ مہریں اور کچھ ترقیمے

بغیر تعارف

پروفیسر حکیم سید ظل الرحمٰن

Marfat.com

Marfat.com

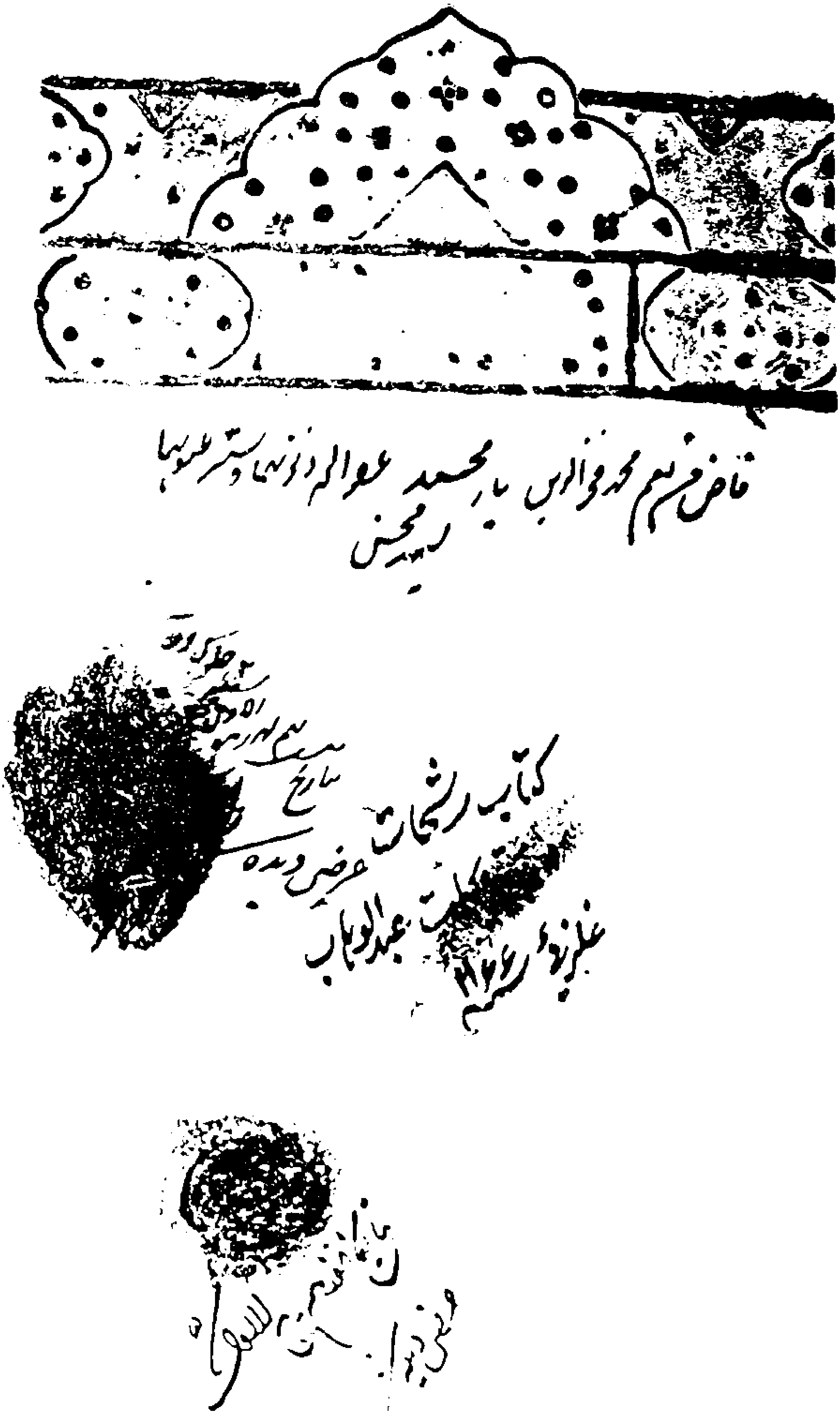

Marfat.com

خواجه زمرهٔ احرار کز شاهان جهان | بر در حشمت او بنده خدمتکارند

یارب آن تو یکی آن قبلهٔ حاجات که خلق | بیخود از هر جهتی روی بوی می آرند

[illegible] ز حلقه بگوشان تو اند | گر عبیدانند درین راه و اگر احرارند

[illegible] از رتبهٔ امرت [illegible] | در چه آگاه بلاهت خر بی افسارند

گمرهان [illegible] ره بسته تیه ضلال | گاه حیرت زده در بادیهٔ ادبارند

[illegible] کز احسان تو محروم زیند | بر لب بحر جگر تشنه چو بوتیمارند

آن حریفان که می از ساغر عشقت نوشند | گر چه لب بیخود و مستند عجب هشیارند

بیدلان را بجناب تو دمادم کششی است | بیدلان در خم قلاب تو ماهی وارند

ای بحر تو [illegible] از صفت و مدح تو پر | چون صدف با که لبالب ز در شهوارند

هر که شد غرقهٔ بحر تو ز رد اب رخش | اهل [illegible] چو صدف ریزه بمقدارند

جاودان غرقه درین بحر صفا با اصفی | هر کز [illegible] یا رب ازین بحر برون نگذارند

رشحات آن کرم [illegible] که خادم از عند شان | بر بود سفر فنا ازین مرحله شان

[illegible] چون [illegible] سوخته یا [illegible] | [illegible] خزان از عقب قافله شان

تاریخ اتمامها

[illegible] رشحات عین حیاتنا وصلت الی روض المسنی

تبارک الله الذی [illegible] الوری برنا تهما [illegible] رانت تمامها فشرعت فی تاریخه

فکانت [illegible] من رشحی تها رباعی فارسی فی التاریخ الا

تمام

آمد رشحات ما کثیر البرکات | چون آب خضر مصحر از عین حیات

[illegible] بند می سبان سنجیده صفات

تاریخ تمامش از حروف رشحات

۹۰۹

تمت تمام شد کتاب رشحات [illegible] شهر ربیع الثانی سنه ۱۱۸۵

[illegible] در لاهور تحریر یافت

کاتب [illegible]

عبدالوهاب [illegible] غفر له

Marfat.com

عسس
مهر کوتوال شد

سنگ بر آهن زنی آتش جست / این بپاشد و بپاشد نادرست
اگر روزی ناستیش نجاتست / منکر و عقلش بگرد نادرست

کان فلان کس گشت گرد و سر نهاد / وان صدف برد و صدف گوهر نداشت
بلعم با عور و ابلیس لعین / سود نامد شان عبادتهای دین

صد هزاران انبیا در ره روان / ناپدید از خاطران بدگمان
این دو را گیر دگر تاریک گیر / در دل ایشان ز بد آن بینند

بس کسی که نان خورد دل شاد او / مرگ او گردد بگیرد در گلو
پس تو ای ادبار رو آن هم مخور / تا نیفتی همچو او در شور و شر

صد هزاران خلق نانها می خورند / زور می یابند و جان می پرورند
تو بدان نادر کجا افتاده‌ای / گر نه محرومی و ابله زاده‌ای

این جهان پر آفتاب و نور ماه / تو بهشته سر فرو برده بچاه
که اگر حقست پس کو روشنی / سر برآر از چاه و بنگر ای دنی

جمله عالم شرق و غرب آن نور نیست / تا تو در چاهی نخواهد بر تو تافت
چه رها کن رو بایوان و کروم / کم ستیز اینجا بدان کالج شوم

هین مگو کاینک فلان کس گشت گرد / در فلان سال و ملخ کشتش بخورد
پس چرا کارم چو اینجا خوف هست / من چرا افشانم این گندم ز دست

هین مکن اسپیرو و برو کار کن / تا تو گل کشت کن پس بشنو سخن
آن جنانکه بر بخیزد تا ابد / هر دانه که کند بر بستر فتند

وانکه او بگذاشت کشت و کار را / پر کند کوری بی خوب زرا
چون دری بگیفت او بد سلو تی / عاقبت دریافت آن در خوش

جستیم عسس از شب چراغ / یار خود را یافت با شمع و چراغ
گفت سازد و سبب آن را شخص / ای خداوند رحمتی کن بر بسی

تا تو سا یا نوسپها کرده / از در دوزخ بهشتم برده
بهر آن کردی سبب این کار را / تا ندارم خوار من یک خار را

در شکست پا بخشد حق پری / هم ز قعر چاه بگشاید دری
هر چه بر تو آن کرامت بود / چون حقیقت بنگری رحمت بود

تو مبین که بر درختی یا بچاه / تو مرا بین که منم مفتاح راه

گر تو خواهی باقی این گفتگو
ای اخی در دفتر چارم بجو

تمام شد دفتر سیوم مثنوی
مولوی ۲ شهر شعبان
المعظم سنه ۱۹۲
تمم

این حکایت در ورق دوم دفتر چهارم واقع شده ط

[illegible]

Marfat.com

بعد ما تطلع ولا تتشوق الى شيء آخر وكيف لا وكلام الله عز وجل في الدرجة الاعلى من
البلاغة والغاية القصوى من الفصاحة وقد اعجز مصاقع البلغاء واخرس
شقاشق الفصحاء وما كان في هذا النوع خفاء بالنسبة الى بليغ بعض السور بذكر الاهوال
والافزاع واحوال الكفار وامثال ذلك كقوله تعالى يا ايها الناس اتقوا ربكم ان زلزلة
الساعة شيء عظيم وقوله تبت يدا ابي لهب وغير ذلك وكذا اختتام بعض السور
مثل قوله تعالى غير المغضوب عليهم ولا الضالين وان شانئك هو الابتر ونحوهما
اشار الى ان هذا انما يظهر عند التامل والتذكر للاحكام المذكورة في علمي
المعاني والبيان وان لكل مقام مقالا لا يحسن فيه غيره ولا يقوم مقامه وهذا
معنى ظهر لكنه بالنا ملاح التذكر لما تقدم من الاصول المذكورة في فنون الثلاثة
وفيها مثل ذلك ما لا يفي به الدفاتر بل لا يمكن الاطلاع على كنهها الا علام الغيوب
هذا آخر ما اردنا جمعه من الفوائد ونظمه من الفرائد في هذا الباب ولست الحال
بتفاقم الاحزان والمحن وتكاثر الافزاع والفتن وتواتر حوادث اورثت الطبع ملالا
والخاطر كلالا لكن الله جلت حكمته قد وفقنا للاتمام ورزقنا العون بهذا
المرام وتيسر الفراغ من نقله الى البياض في يوم الاربعا الحادي عشر من شهر صفر
السنة ثمان واربعين وسبعمائة بمحروسة هراة صانها الله عن الآفات
وكان الافتتاح يوم الاثنين الثاني من رمضان الواقع في سنة اثنتين واربعين
وسبعمائة بجرجانية خوارزم حماها الله تعالى عن البليات والحمد لله على التوفيق
ومنه الهداية الى سواء الطريق والصلوة على نبيه محمد خير البرية وعلى
آله واصحابه ذوي النفوس الزكية تم تمت وقع الفراغ في وقت الظهر في بلدة خوشاب
يوم الاحد شهر شعبان سنة ١٠

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible] رسالهٔ [illegible]

[illegible]

نسخهٔ فصول اکبری

Marfat.com

وشرط است و فید کلمه ما که حرف است برای اخراج کلمه ما که اسم
است چون انّ ما عندی احسن و چرا که اینجا کلمه ما را متصل از
انّ ننویسند و معنی این است بدرستیکه چیزی که نزد من است
بهتر است تو ۸ چون انّما و ایما و کلما و چون انما الٰهکم اله واحد
بتحقیق نیست معبود شما مگر خدا یکه یکی است و ایمانکن اکن هر جا
باشیے تو با شم من و کلما آتیتنی اگر منک هر گاه که بیائی بر من اعزاز تو
کنم و تو اضع نمایم و تو ضیحا نچه انّ ناصبه و ان شرطیه بالا و ما خوان
تفعل کذا او افعل کذا نم ادغم النون فی اللام و حیز الا و قیل
کذا بالفتح الا قوا و یوم و حین یا از برتقدیر بنا ای برتقدیر یکه
لفظ یوم و لفظ حین را بعد اضافت بجانب اذ مبنی میکنند
متصل چون جلست فی یومئذ قام زید و فی حینئذ ذهب عمرو
و اگر نه منفصل نویسند نحو جلست فی یوم اذ قام زید و جلست فی
حین اذ ذهب عمرو و تمام شد کتاب صحیح و فضل اکبر بروز سه شنبه
ماه محرم سهراکال ۱۲۴۵ ذ بید سحر را

رب یسر بسم اللہ الرحمن الرحیم و تمم بالخیر

اول علم توحید اوس پاک سین : کہ عالم ہر جگی ایک مالک سائیں

دیکھو کیا قدرت سین یک کار : ہزاراں کیا جن انس خلق کار

زمین آسمان جنے پیدا کیا : فلک کون ستاریان سین زیبا دیا

زمین کرنی زینت حسن اچھے مین : شہ کیا دو جہاں کل ازل تے آدمین

عقل اللہ اکرم بیان کیا جو کر : دکھلایا اوہی اگلا ذات کر

کرم سو کرم خشک تر پائی جل : تو وہ پائی من انکی اوس کی دل

کریما جہان کا پروردگار : وہی رازق مطلق کردگار

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة
والسلام برسوله محمد وآله وصحبه اجمعین الطیبین
الطاهرین بدانکه طریق شیوخ سلف رضوان الله
تعالی علیهم اجمعین استقامت است بر متابعت مهتر
عالم صلی الله تعالی علیه وعلی آله وصحبه وسلم واول
قدم در متابعت بعد از تصحیح توبه متابعت باعمال
اوست صلی الله علیه وسلم ومرتبه دوم متابعت

ولا حول ولا قوة الا بالله
العلی العظیم

۱۲۶۲ هجری
تمت

Marfat.com

فارسی میں نظم کیا | بیست برس میں نثر اور دیا
اس میں جب ہوا فتور | لوگوں کا انکا دیکھا قصور
ہندی میں اسے خلاصہ کیا | سب کچھ ضرور ضرور لیا
اسمیں جو آئے حضور | کیا اس کا وقت حضور
گیارہ سو ایکاون سال | ہجرت سے گذری تا حال

سنہ ۱۲۰۰ ہجری
نسخہ مندرجہ تصنیف مفتی خیر اللہ مرحوم بتاریخ ذی الحجہ
روز دوشنبہ الحمد
بخط فقیر دوشنبہ
شیخ عبد اللہ حسین مرحوم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذات [illegible] جان — سب کا خالق مطلق جان

بہت [illegible] رسول اوپر — آل اصحاب بتول اوپر

سب [illegible] — تب مسلمان سچا ہو

عاقل بالغ [illegible] — جو اللہ کو مانی ہی

کچھ جو کچھ ہی [illegible] — آسمان زمین کی [illegible]

سب پیدا [illegible] — وہ خالق اور سب کا ہی

ایک خدا ہی [illegible] — نا کہانا نا پیتا ہی

نا باپ [illegible] — نا جورو بال بچا آپ

نا موت [illegible] — نا وہ جا کی نا وہ کوئی

چنانچہ

[illegible] ۱۲۳۲ [illegible]

امیر محمد خیر اللہ خان افتخار الدولہ محمد خیر الدین خان سردار الامرا
خان اتالیق الملک شجاع الدولہ حافظ محمد ناصر خان بہادر صمصام جنگ بہادر
[illegible]
محمد خیر الدین حسین صاحب الدولہ غلام ضامن خورشید الملک
افتخار الدولہ محمد کریم خان محمد ناصر خان بہادر صمصام جنگ
ادام اللہ عمرہا و قدرہا

Marfat.com

حضرت سید شاہ محمد غوث گوالیری رحمۃ الله علیہ قدس الله سرہ العزیز

طور در جواہر خمسہ رقم است

القبر بروایت سیدنا ابن عباس رضی الله عنہ قال قال النبی صلی الله

علیہ العالمین رضی الله عنہ من مات فاذا دفن فاکتبوا ہذہ الایات

صدرہ لا یعذب فی قبرہ بلا شک والله ان کان

قبرہ بسم الله الرحمن الرحیم

ان لا الہ الا الله واشهد ان محمدا عبدہ

ان الموت حق وان الجنة حق والنار حق

حق وان الساعة اتیة لاریب فیها

یبعث من فی القبور ثم یکتب الم نشرح

Marfat.com

تن فی و کلام مجید را بر فی قبول کردم و بجا آوردم

و انا الفقیر الوهی و خادم الفقرا محسن جهید

[illegible]

Marfat.com

تستری رحمة الله علیه ورده است در اشارات قران الخ مومنان را فرداخواهد بود در [illegible]
جزء امروز اولیا را حق تعالی [illegible] همین است حق توبه دهد اول آنکه بر نسبت این عصر
واین توبه کنندگان [illegible] والله اعلم او بر که شریعت وطریقت برانند و تابت بود [illegible]
وانکه توبه میکند حق او این باشد والله اعلم بقدر استعداد او را ارشاد کنند در شریعت
وطریقت مالها وما علیه بیان کند اما در دنیا اهل آن است که باشد توبه دهند [illegible]
چنانکه نبی صلی الله علیه وسلم در حق صحابه رضی الله عنهم و چون امروز اغلب الکثر [illegible]
رسمی است نه حقیقی چه نیابت انکه بود آن انبساط اصل در وان است [illegible]
گفته است با خدا دیوانه باش و با محمد صلی الله علیه وسلم هشیار [illegible]
هم خواهم نوشت با این هم خود مطری نبشته شده است [illegible]
الحال دست نمی توانم سخن در رقعه نبشته شد [illegible]
بر این کاغذ همچنین میکنم تردیدی برای آمدن مولانا [illegible]
همچنین است الا بیچاره خدا کاهی خون خورده است استعداد [illegible]
بگذارند که خود بدو و او را استادی این معلوم است رسم طاقت [illegible]
شد والسلام کاتب الحروف العبد الضعیف [illegible]
[illegible] احمد نگر بروز چهارشنبه بتاریخ شانزدهم ماه رجب [illegible] ۱۰۹۱

بحرز [illegible]

الهی هر کسی کاین خط نوشت
[illegible] گناهش غلط کرده است

[illegible]

بعون وهاب تم تحسین ۔۔ این نامه سزای آفرین باد ۔۔ ان شاء الله کرا تحسین

واتمام هذه النسخة اکبرنامه کذلک نحو ذکر جلد الثالث
انه کان فی التاریخ بیست وپنجم شهر جمادی الثانیه
سنه ۱۱۰۹ هجری مطابق سنه ۴۱ جلوس
والا بادشاهی ظل اللهی خلیفة الرحمان
والغازی البهادر العادل
محمد اورنگزیب عالمگیر
کاتب حروف
ببارخند هیرانند
تمام ام ام ه
تم تم تم تم

Marfat.com

گلرنگ حیا سی سرخ کریا و یمن کمو
تیا اتنا ہی پیچھے ہو ہر و غزل جو

جو مینی کہا کہ ہی کف پا انبار
پولا و ہین ہاتھی اپنی انبری ڈھمو

کہہ آتش عشق نی جلایا ہمکو
کہہ جا ہی پر رشک جو ڈر نہ و لایا ہمکو

کیا کہی سنو جبہ ہمتی جرات احوال
جو خواہش عشق نی دکہایا ہمکو

قیمت سی وہ جنت کی ہا تہہ کیا ہی چمن
اور سچ ہوں ہوں پیا رستی نین ہو سلی من

تو تو لی ہی کسنا کی وہ رشک پری
تو چھوڑ دو مجھکو تمکو سودا ہی من

بن اوسکی ہم اس روش سین اب گلشن
جس سی کہ لگی ہی کو ہی ڈلوا ہا ہی بن

بن دیکھی جلی ہی اوسکی خون نکہت گل
جلتی رہی چمن اور رنگی ہین چمن

سو لی دی جو کوئی ہو ڈلوا اناصدقی
مت جا تو کہ ہمسن نین تری جا اناصدقی

کہہ ہی تیرا کہ چاند کا ٹکڑا ہی
ٹک میری طرف کو موتہ پہرا اناصدقی

جرح لی سکا کیا ہی کریں در اہلبہ
مہر کی ہر خواست ہی اوس شاہ جلیس

یعنی حسن نبوت کی پا مرحق دلا
کفر کی دل کو توڑا رستہ اسلام سی

تمام شد

تاریخ ولادت ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۳۹ ہجری ... ۱۲۴۳
... ۲۳ ... ۱۸۰ ... ۱۸۰ ...
... [illegible]

Marfat.com

نثر النثر

باغ میں آئی ہے ہر ساتھ انگریز اور گام

بلبل دھاڑیں منگی جلدی کر چکا تی نہ چلو

اصلاح مرزا اتو شتہ

باغ میں آئی ہے ساتھ انگریز اور گام

بلبل دھاڑیں کرے قصہ کر مشاتی نہ چلو

[illegible]

Marfat.com

از بہ خوف دشمنان بعضی احکام الہی را تبلیغ نکردہ کہ غربت فقط تمام شد

نسخہ لا بد من تصنیف مولانا ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ در عہد محمد

اکبر شاہ بادشاہ غازی در ماہ شوال تاریخ بست و دوم سنہ ۱۲۴۲ ہجری بخط بدخط

حقیر فقیر ببر علی بیگ از تلمیذان خلیفہ فیض اللہ خان تیرانداز مخاطب بہ بزم مرزوقم خان

اوستاد بادشاہی عفر لہ بپاس خاطر نقادہ دودمان عالی و عمادہ خاندان

متعالی عالم علم شریعت و راہ دان طرق طریقت و حقیقت دان حقیقۃ

معرفت جناب خواجہ امداد صاحب

نوشتہ شد

تم تم تم

Marfat.com

از فضل و عنایات رب العلی
زباقی رہا جب کہ لکھنا مجھے اور
سروش تاریخ جون بلبلی
ان الفاظ ہندی میں تاریخ پائی

رسالہ ہوا تمم نور الہدیٰ
کیا میں نے تاریخ اسکی میں بخوبی
بگفتا زباغ عقاید گلی ۱۲
ہزار اور دو سے میں تاریخ پائی

الٰہی تو کر یہ رسالہ قبول
بحق جناب محمد رسول

تمام شد

تمت تمام شد کار من نظام شد نسخہ رسالہ نور الہدیٰ من تصنیف
مولوی عبد الوہاب تخلص احقر ساکن نارنول بقلم شیر از
محمد خورشید عرف اسد اللہ ولد صبغۃ اللہ ساکن زنواری بتاریخ
یکم ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۲ ہجری
بروز پنج دوشنبہ بوقت ظہر
تحریر یافت الٰہی عاقبت
بخیر باد آمین

Marfat.com

نسخه رساله نور الهدی

مالک کتاب

Marfat.com

نام پیغمبرم یعوق نام بت از قوم نوح ماند تا بعرب ستعمله
عرب جمع یغوث مثله ق یقین بیگمان
زمرگ و دانستن بی شبه یقظ بیدار شدن
یقطین درخت کدو م یم دریا یمین سوگند
دست راست ق ینبوع چشمه ینابیع جماعه
ینع پخته شدن میوه ینبغی باید و سزد ف
یوسف نام پیغمبرم یواقیت جمع یاقوت
یوم روز یومئذ آنگاه و آنروز یهود ک
جهود یهود جماعه جهودان و برگشته دین الله

قد وقع الفراغ من تحریر هذه
النسخة وقت العصر
من یوم الاحد فی شهر
محرم الحرام سنه ۱۱۷۳
تم تم تم

Marfat.com

در تفسیر [illegible] آورده است که [illegible] فردا [illegible] قیامت چون اهل [illegible]

در بهشت [illegible] فرمان شود که امروز [illegible]

[illegible] ببینند [illegible] ببینند [illegible]

[illegible] از شرم سر [illegible] نکنند [illegible]

[illegible] هر روز [illegible]

[illegible] گذشتیم [illegible] عفو کردیم [illegible]

[illegible]

[illegible]

و این [illegible] فراموش گردانید [illegible]

ربنا [illegible] واعف عنا [illegible]

[illegible] النار یا محمد [illegible] تمام شد بوقت زوال [illegible]

[illegible] روز [illegible] ماه [illegible] کاتب فقیر [illegible]

[illegible]

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

قل هو الله احد الله الصمد

Marfat.com

بیمن نام مبینی که نگین رتش درآید اسم محمد صلعم منجلی شود که مطلوب هر دو جهان است
یعنی محمد اشرف آنکه در اظهار نام او تکلف بر طرف بی نهایت محمدت مفتاح نقفل
شرف بر ضمیر منیر افاضل خبیر مخفی نماند که چون محمدت بی نهایت شود محمد مقصود گردد
وتفضیل شرف اشرف بعد وبانضمام محصول ما سبق بی تکلف محمد اشرف که تکلف از آن
برطرف است ومعما نیز موجب شرف است باسم شیخ بلاول سوخت استاد

بلا قدم لطفکم قد هراه فی بلل ظل الشیب فوق خود قدمیه کغمام
لسید الملل

بر ضمیر منیر از علم معمی خبیر مخفی نماند که شاعر درین
معما از گفتن اسم بلا قدم او که مترادف اوست مراد ندارد
چون بل در ملل درآید بلاول جلوه نماید یا از کلمه شیب که بار او تبارک
خورشید باشد یعنی بجای مسمی خفی مسمی خود را باشی شیخ شود که حصول اسم
مطلوب بود وچون شیخ بر محصول سابق سایه کند شیخ بلاول گردد شود

تمت هذه الشرح دیوان حافظ فی التاریخ عشر خمس شهر رجب ۱۱۱۵
من هجرة النبویه مطابق جلوس میمنت مانوس سنه ۲۹
اللهم اغفر لکاتبها ولقاریها برحمتک یا ارحم الراحمین

Marfat.com

بعضهم من بعض الاحباب فرفع

واجازته من صاحب ثمت النسخه

اسمه نبیه خادم الطلاب محمد کاظم ولد فتحی

تاریخ چهارم شهر ذی الحجه سنه ۱۱۹۰ هجری علی صاحبها السلام

Marfat.com

بتاریخ دوازدهم شهر شوال سنه جلوس والا مطابق ۱۰۹۱

کاتبه العبد الحقیر ناچیز خاکسار [illegible] شیخ محمد جعفر

ولد شیخ عبدالکریم ساکن سیرهند تمام شد

هر که خواند دعا طمع دارم — زانکه من بنده گنهگارم

هر که برخواند نوشته را بنیکی یاد کند — نام او در جهان به نیکی باد

رباعی

[illegible] میکشید

خنده یار [illegible] — [illegible]

[illegible] — [illegible]

[illegible]

افتاب

[illegible]

تمت

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

مجلد هائد نبوة

عربی

در ملک امیر علی بابری

Marfat.com

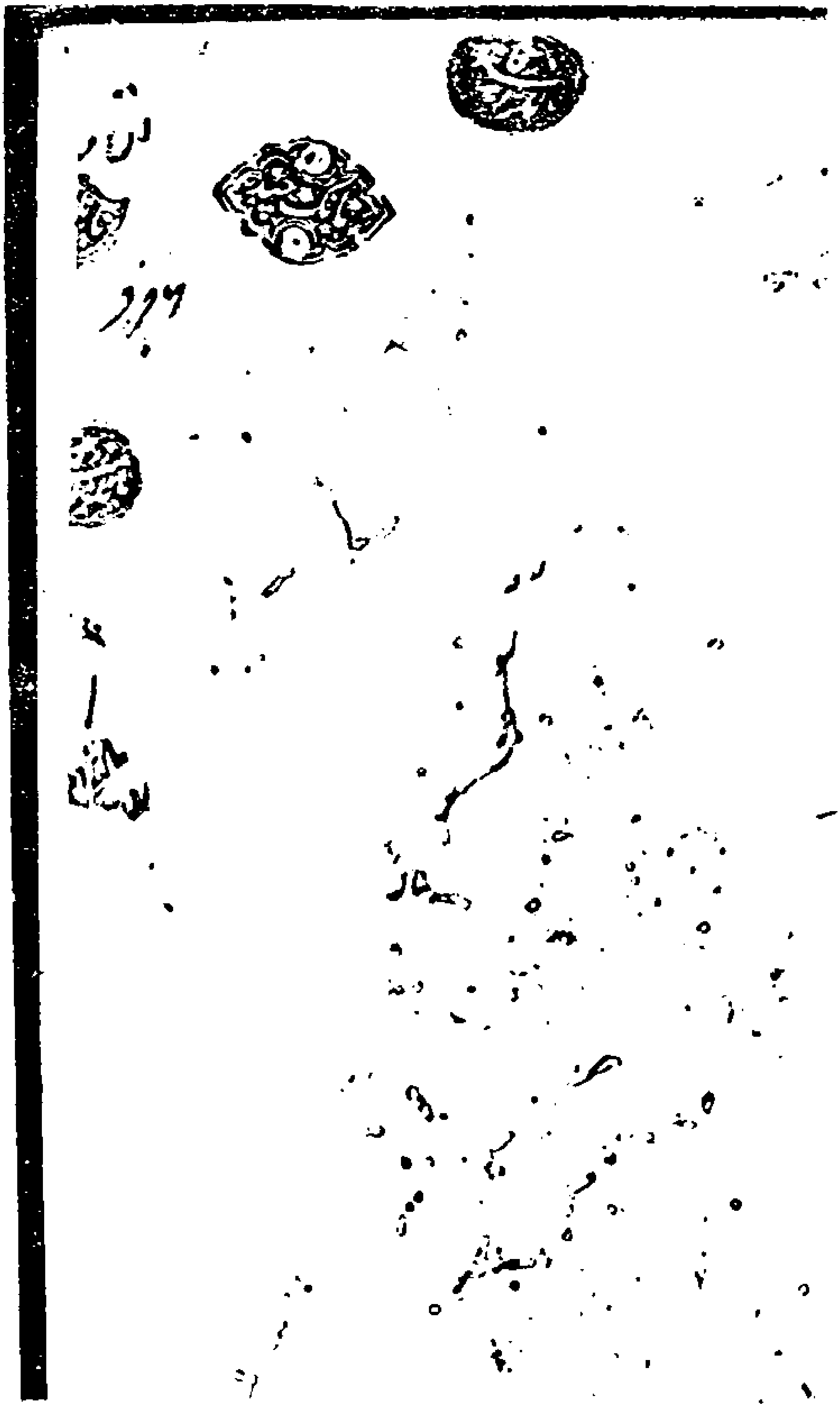

Marfat.com

شفا جست ورنه بگشاید بر ارحم الرحمان ببخشا

اشارت حوض کوثر

چون ز دوزخ خلق را گردد گذر سمت قصد بر کوثر کنند از یکدگر

هرکه دوزخ را ز خود شویند باز سوی مسکن در ارم پویند

اشارت مرص کوثر

هشت درجه بهشت آمد مجمل هر کس را حق دهد قدر عمل

جاودان باشند اندر جای خوش با خوشی و خرمی از خدا بیش

نعمتش افزون بود بر قیل و قال هر یکی حظی کند بر حسب حال

خاصه دیدار حق کانجا بود بهترین از جمله نعمتها بود

که به بیداری ز مبصر بی اشتباه می ببینندش چو ماه چارده

گشت بر دیدار حق ختم کتاب دارم امید از خدا روز حساب

کز طفیل احمد مختار خویش ختم کار من کند دیدار خویش

بتاریخ بستم روز چهارشنبه شهر صیام رمضان المبارک ۱۲۲۷ هجری راقم اسد الله

برای قدوه

رب یسر بسم الله الرحمن الرحیم و تمم بالخیر

حمد میگویم خدای پاک را	آنکه دانا کرد بینا خاک را

خالق و رازق سمیع است و بصیر	واحد و حی و علیم است و

او بود پروردگار عالمین	اوست افرازنده کاخ بر

از عدم آرد جهان را در وجود	هست یکسان نزد او ناب

نطفهٔ ناچیز را جان میدهد	صورتش میسازد امار

نعمت را از مرده پیدا میکند	روز را از شب پدید

روشنی بخشنده چشم جهان	دانش و بینش فزای

او کند گویا زبان را در دهن	میدمد او روح را اندر ب

Marfat.com

باز صاف وخوش کند یعنی تا حق تعالی آب تیره شده چاه را که مراد از سینه است صاف وخوش بکند مر مایه پر ناله مقصود از ذهن است بندکن ای دل تصنیف این کتاب مثنوی ناگه بیت مدت این مثنوی تاخیر شد مهلتی بایست تا خون شیر شد که از مطلع دفتر ثانی است موید این معنی است متن صبر آرد آرزو را نه شتاب : الخ یعنی خاص صبر موجب بر آمدن تمنا و آرزو است نه شتابی پس صبر کن بر تیره و تاریک شدن آب چاه که حق تعالی از برکت صبر تو آنرا صاف کرداند بدان ای عزیز تاخیر این کتاب مستطاب قریب مدت هفت ماه مرتب گشته و تا هنوز نظر ثانی نشده و در عمر باقی معلوم نیست که نظر دوم باشد یا نباشد والله اعلم بالصواب تمام شد شرح دفتر اول مثنوی حضرت مولوی روم

قدس الله سره العزیز از تصنیف خان عالم الشهی

بزمان خان جالندهری رفیع درجه بالجسم

شهر شوال سنه احد شهنشاه

غازی بادشاه جهاندار شاه

خلد الله ملکه و سلطانه ۵

جلوس جهاندار شاه ۱۱۲۳ ھ مطابق ۱۷۱۲ء

Marfat.com

وسلمه و شیخ ابو زکریا یحیی جمال علماء عراق رفیع متکلمین بلاد دقیقه کرد بر
والد خود [illegible] بکلامی که بزبان اهل حقیقت گفته بود و خوش [illegible] در یا
رضی الله عنه و بشهید خدا زندست [illegible] در ماه صفر سنه ست و خمسین و
ستمائه [illegible] بدرویشی [illegible] بزیارت الروضة المقدسة
الحضرة القطب الاقطاب فرد الاحباب مطلع الانوار منبع الاسرار دلیل
الطریقة ترجمان الحقیقة مصباح مشکوة الجود الداعی الی الله الودود
سیدی و مولائی الشیخ عبد القادر الذی قیل فی مناقبه شعر لو کان فینا
للالوهیة صورة هی انت لا اکنی ولا اتردد قطعه تعالی الله عجب شاهی
که حضرت ذات او بود شاهی که مانند صورت و سیرت نه بیند برازین صورت
بجانش کعبه ملائک و مکه [illegible] باشد اگر روح شیخ محی الدین مجسم شد
همین صورت [illegible] در همه [illegible] جسته در ظاهر و
باطن بزبان با [illegible] یا شیخ جمال عبد القادر یا دستگیر حال
حال عبد القادر بحر جمال [illegible] زار و ضعیف رحمی کن و دم [illegible]

تمت بحکم الله تعالی نسخه تحفة القادریه بروز
[illegible] شنبه شهر ربیع الثانی [illegible] تاریخ
[illegible]

جزء من النبوة حدثنا محمد بن علي قال سمعت
ابي يقول قال عبد الله بن المبارك اذا
ابتليت بالقضاء فعليك بالاثر حدثنا
محمد بن علي ثنا النضر انا ابن عون عن ابن
سيرين قال هذا الحديث دين فانظروا
عمن تاخذون دينكم والله اعلم بالصواب

حامدا ومصليا ومسلما ومنزها لله تعالى عن قول الظالمين سبحان
ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب
العالمين وقد كتبت هذه النسخة المعظمة المسمى شمائل
النبوي عليه افضل الصلوات واكمل التحيات على النسخة المكتوبة المعروفة
في مكة الشريفة وانا الفقير المذنب الراجي الى رحمة الله العالم
محمد هاشم الساكن في بلدة اكند بارة لاجل الاكرم
المسمى بعبد العليم الدهلي وكان
وقت الضحى يوم الجمعة الثامن عشر
من شهر ربيع الآخر

يا خالق الخلق اطوارا بحكمته يا عالم القول من سر واجهار
اغفر لصاحبه وارحم لكاتبه والمستمع معا ان ذا المعطي

الامام المحدث الحافظ محمد الجزري رحمه الله
... ان تبصروه بعينكم
... مذي تماثيله

Marfat.com

حصف چون نشتر بر جای دور کردی و خون آن سیاه البیوض خارج گشته قبل بلا گویند قوبا بر آن

باشد و گرد دمبات الشکل خارش نبود کر دست [illegible] با بشرها بی [illegible] بر رو

[illegible] دی خارش نباشد و این علت سیاه جذام باشد [illegible]

مسلول [illegible]

[illegible]

Marfat.com

را نموضع کذارند و زراوند طویل و حنظیا نادوبیت بجکیر و آرد کرسنه اجزا ار پیشتر لب با
باء العسل اختیار نمایند و تریاق اربعه و سنجرینیا و دواء المسک فایده دارد و نمک و سرکه
برگزیدگی ار علا سازد که غایت نفع دو والله العالم بالصواب

تمت تمام شد کتاب دستور العلاج زبده سوای جمهور در عهد پادشاه غازی اکبر ثانی
بتاریخ نوزدهم محرم الحرام روز چهارشنبه سنه ۱۲۴۲ هجری [illegible] بوقت چاشت
روز برامده بصورت اتمام پذیرفت

قاریا بر من مکن قهر و عتاب … گر خطای رفته باشد در کتاب
هر که خواند دعا طمع دارم … زانکه من بنده گنهگارم

[illegible] است [illegible] و استعمال [illegible] و فارسی
[illegible] تیری دو نوع
[illegible] در حیح تالعش است
حرف الیاء [illegible] دماغ و معده را نفع
[illegible] تمام شد [illegible] روز برامده
[illegible] سنه [illegible]

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بیحد حکیمی را که در بهبودی از نباتات فواید بیشمار ودیعت نهاده
و جل جلاله و در بهروزی از اوراق و عقاقیر منافع بسیار مخلوق گردانیده و عم
نواله و درود نامحصور بر طبیبی را که خود نادر وجود بود و بمفردات شفا بخش خود
مر لعبان علل عصیان را نصیحت کامل رسانید صلی الله علیه و اصحابه
و اتباعه و سلم اما بعد بنده گنهکار امیدوار رحمت پروردگار حزی
دستور ... میخواند که خواص عقاقیر و نباتات که بزبان هندی مشهور اند
بقید تحریر آرد السعی منی والاتمام من الله تعالی بدانکه ادویه بر سه قسم
است نباتی و معدنی و حیوانی اما نباتی مشتمل است از برگ و تخم

۱۹ اول

Marfat.com

۳۸۲ در سرعت انزال و سد سیلان و قولنج سنگین و عقرب زدگی رساله محموده و در علاج ماه پیشه آورده

مجرد در سرسام و شقیقه و رعاف و بیماریهای اطفال و صبیه و جمیع ادویه چشم در باب ام الصبیان

کشف و التحیر همراه سوالات و سه قسم مبارم و بعضی را بر وجه دیگر طریق بازگردانیده ماده از عضو

بعضوی دیگر را طریق رعاف آوردن و دیگر از طریق بانه نوشتن در اسرار صحت و رفع خلیق

برادر را باب گرده و باب فواید و سرسام و حبیت و تفرق و شیخ امر شد اعلال صبیه قرینه طریق و شیخ

مزروع بادگیر از رعاف و بعد ربو و حصول منی و رفت ایام و دیگر کسی که بود و مجدده برسر او نهند و دو آن

او گفته شود و در علاج ضعف و ماهی الشریح سر و دنیا و عصبیت و نخاع و در تقدم امراض سر و دلایل

اکثر مرض که با جمع بود و مخصوص تشکیل و نتیجه کرده شد علامات آن اکثر میل ماده که از جهت آن در هند امثال

ابکار این بیان اکثر قطع رگهای بسیار و تشریح ماغ خاص بست شده صداع و شقیقه و فاسده بعضی لغات و دوام

کرده کتاب که در هر محلی واقع شده بود و در بعضی جای نسخه و مسوده شده بین خاتمه اشعار بران کرده

بار دیگر که معظم است مصطلحه و فواید هر یک که در دیگر نسخه یافته و از آن کوتاه تر از بین خاتمه

شان او و مطیع او در یافته و این در روش و ترتیب انجام یافته بود و از حمد الحمد لله رب العالمین فقط

تمت تمام شد کتاب طب الاکبر بتاریخ روز ۱۱ پنجشنبه بوقت صبح

بیاض خاطر نور بامر بصیرت حجری و سلوا

بحد در سری یکسر و زیفا و شب

و سلوا بر کم

در دست

خرید

سنن عیسوی این بود در وقت

راقم خود نوشته

سن ۱۸۴۴

Marfat.com

[illegible]

Marfat.com

[illegible] نسخه [illegible] دیگر در میان [illegible] گشته و [illegible]

[illegible] رساله [illegible] در بلده [illegible] بتاریخ هشتم [illegible] دوشنبه [illegible] ۱۸ [illegible]

۱۵۱ و نوشته [illegible] مذکور را [illegible] و دیگر انداخته [illegible] آتش کده [illegible]

[illegible] از ایشان [illegible] گرفته [illegible] ماند [illegible]

[illegible] چهار پنج مرتبه [illegible] خاکستر شده [illegible]

[illegible] است [illegible] رسانید [illegible]

[illegible] سرخ کرده [illegible] القرسا [illegible]

[illegible] هفت [illegible] یک [illegible]

[illegible] سرخ [illegible] گشته [illegible]

[illegible] پس [illegible] سه [illegible]

تمت تمام شد [illegible] ۱۸۲۸ [illegible]

Marfat.com

قیمتی ہو دریعہ اس لکھا کہ دیکھو سنے او جس وقت کہ مواد غلیظ موقوف کیا اور سہتی کا اضافہ
کرینگے اور بلغمی فیض او جسے نے [illegible] کے مواد کی سہولت اخراج مواد کا ظاہر ہو [illegible] اور جو
[illegible] مذکورہ [illegible] [illegible] او [illegible] [illegible] کہ [illegible] اور [illegible] کا [illegible]
کہ او [illegible] [illegible] اور [illegible] نہیں ہو گا اور [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] شامل کیا مواد [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] کہ اور

[illegible] [illegible] [illegible]

تمت تمام شد کتاب [illegible] بتاریخ [illegible] روز پنجشنبہ سنہ ۱۲۹۸

Marfat.com

رب العالمین تمت تمام شد کتاب [illegible] بتاریخ بیست [illegible] شهر [illegible] روز [illegible]

هر که خواند دعا طمع دارم — نوشته بماند سیه بر سفید

زانکه من بنده گنهکارم — نویسنده را نیست فردا امید

تمت تمام شد

کار من نظام شد

J. Kirgozay

۲۸ جمادی الاول ۱۳۲۹ مطابق ۲۲ می ۱۹۱۱ ع

J. Kirgozay.

Marfat.com

مسهلات مخففات و تبرید سیم از حمی سیوم آنکه باشد یکی از آن هر دو شدید اهمال نه
چنانچه وقتیکه حمی محرقه و فالج جمع شود پس علاج میکنیم محرقه را به فصد و
ملتفت نمیشویم بسوی فالج و وقتیکه مرض و عرض جمع شوند ما ابتدا میکنیم
لعلاج مرض الا آنکه عرض غالب باشد از مرض از روی شدت و خوف در آن
پس در اینجا قصد دفع عرض میکنیم و ملتفت نمیشویم بسوی مرض چنانچه میخورانیم
مخدرات در قولنج شدید الوجع اگرچه ضرر دارد بنفس قولنج و چنانچه تاخیر میدهیم
[illegible] فصد از جهت ضعف معده یا جهت اسهال متقدم یا غشیان فی الحال

تمام شد کتاب کلیات از تعالیم
الطب بعون توفیق الله ولی
التوفیق والحمد لله
والمنة از
سید
احمد علی
بروز
[illegible]

[illegible]

Marfat.com

انچه میگوید که نفث (ان) رصاصی در کسی که تب داشته باشد علامت ذبول است و میگوید که بسیار دیده ام که از پس نفث مده مرض سل منجر شود و هم میگوید هرگاه که با نفث مده ورم تب باشد و اندک علامت اختلاط ذهن باشد

زود اختلاط عقل پدید آید

هرگاه اندر نزله و ذات الریه و ذات الجنب نفث زود و آسان برآید علامت سلامت

و قوت طبیعت بود و زود گذشتن بیماری و آنچه دیر و بدشوار بر آید علامت ضعف و

قوت و دراز مرض بود و بیشترین نفثها سپید و بنفشه بود اندر وقت ابتدا و وقت نضج

بوی ندارد و بی سعال شدید برآید و از ابتداء مرض بعید بود و بدترین نفثها غلیظ و

رقیق و ناهموار باشد که با سعال شدید برآید و لون سیاه یا کبود یا زرد یا سبز باشد و

بدبوی بود والله اعلم بالصواب تمام شد کتاب اول از تعلیمات بهادرخانی

در علم جزو علمی طب بدست حکیم فیض علی

و آن مشتمل بر ... (ابحاث) شصت بحث اول در بیان حیات و موت

بدانکه حیات قادر بودن حیوان است بر ادراک محسوسات و حرکات ارادی

بسبب حرکات غریزی که در دل است چنانچه در خانه آتش فروزند اجزای باریک بلطیف

منتشر در خانه پراکنده شوند و خانه را گرم کنند و اصل آن حرارت قوت حیو

کتاب دوم از تعلیمات بهادرخانی از جزو علمی طب

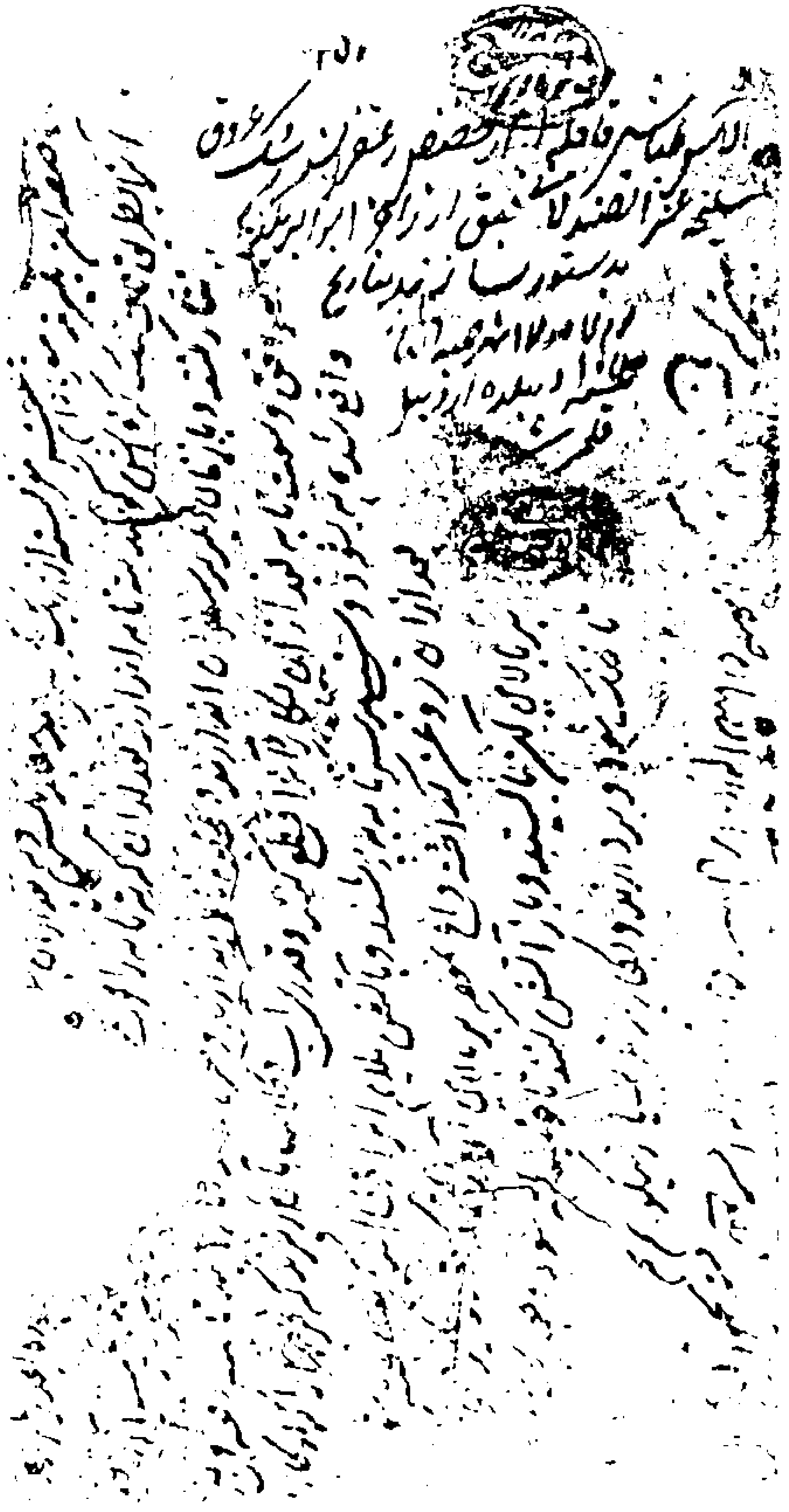

Marfat.com

سحق جيد يسحق الجميع ناعماً وخصوصاً الذراريح
ويعجن ... ويقرص أقراصاً كل واحدة منها دانقان
ويسقى كل واحدة منها بماء فاتر وإن وجد منها
المثانة شرب بطبيخ العدس وبعض لوز أو بهدا ف
سمن ويدخل الحمام كل يوم بعد شربه ويجلس في
الأبزن حتى يبول فيه ويستعمل غذاء مرقها من إسفيدباج
بفروج سمين ويشرب نبيذه ويتوقى البرد وقد ينفع
دانقان من الذراريح مع دانق من العدس المقشر
بماء فاتر بعد أن ينقع الذراريح في الرائب يوماً وليلة
ويبدل الرائب ويفعل ذلك ثلاث مرات فيكون

تم ما هذا تم كتاب قرابادين نجيب الدين سمرقندي

رحمه الله وحسن يوم الأحد اثنا وعشرين من شهر
ربيع الآخر تاريخ [illegible] وعشرين بلده [illegible]
أضعف عباده غفر الله تعالى

Marfat.com

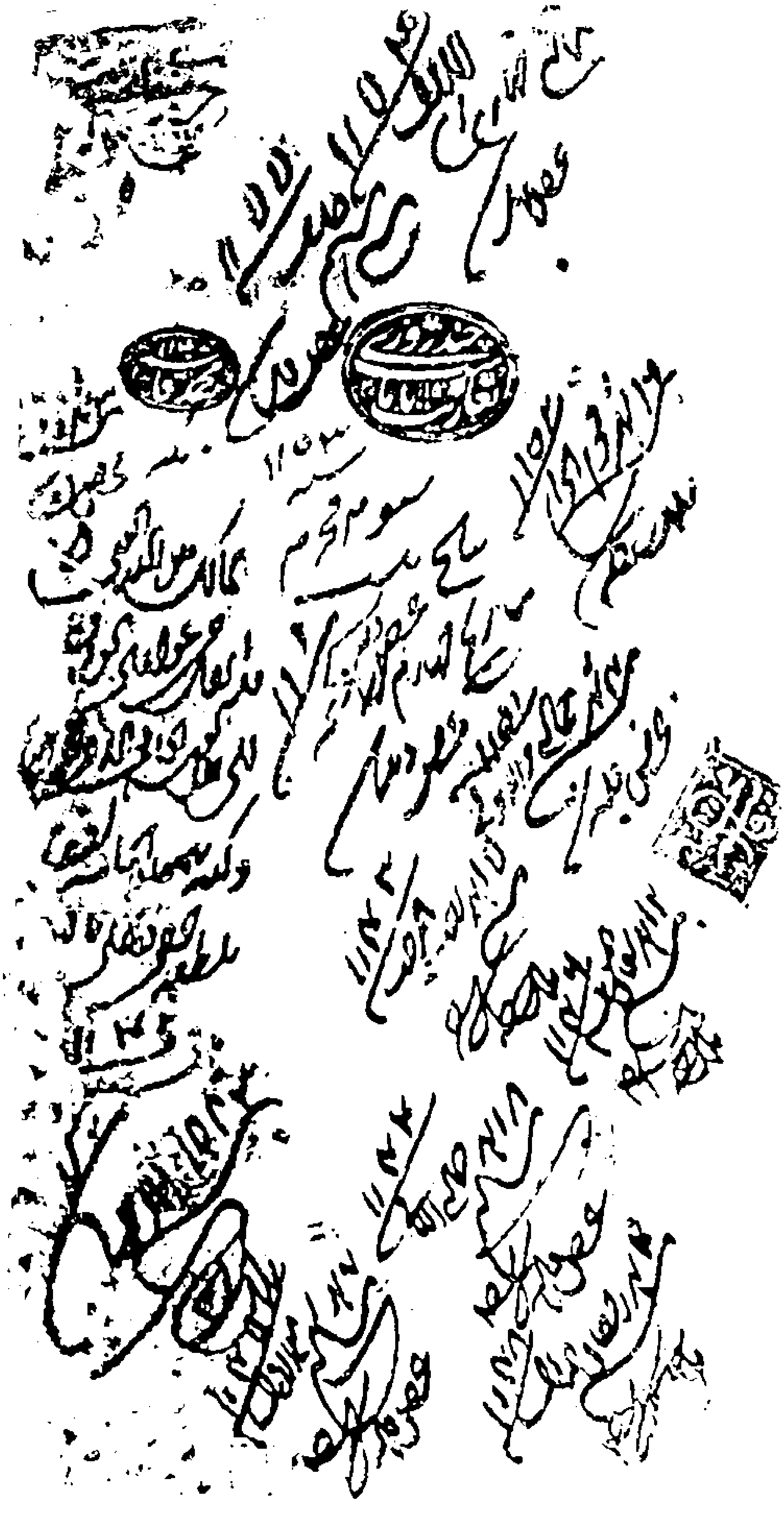

Marfat.com

الحمد لله علی الاتمام والصلوٰة والسلام علی نبینا خیر الانام وعلی
آله الکرام واصحابه العظام

تمام شد

شکر خدا که کتاب ما من تصنیف لقمان سیرت بوعلی طینت
سر فراطبای زمان جناب حکیم محمد اعظم خان صاحب عفی الله عنه بخط
شکسته منظ عاصی پر معاصی احقر العباد درکا پرشاد ولد
لکهپت رای ابن ننولعل قوم کایسته سکنی باشنده قدیم
شاهجهان پور خوشباش بهوپال زیب رقم آنم تاریخ ... ماه
جمادی الاول سنه ۱۲۸۰ هجریه مطابق سنه ۱۲.. فصلی جامه اختتام پوشید
سهو و خطا از بزرگان امید عفو و عطاست

Marfat.com

و نعت مصطفی و فوائد ضروریه که درین مختصر ثبت یافته و
آن رو نخواهند ازین خاتمه آن موضع او دریابند و ازین رو
را بفاتحه خیر یاد دارند خاتمه کتاب باختتام پیوست نسخه
طب اکبر تصنیف علامه الزمان محمد اکبر عرف ارزانی در روز پنجشنبه
اخیر اجزای این نسخه به دستخط فقیر حقیر شهاب الدین
در سعد الایام سمت
ایک این کتاب در دو جلد
اتمام یافت

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الطبیب الحاذق بالحکمة

بسم الله الرحمن الرحیم

امليخا	مكسلمينا
كشفوطط	ادقبطيونس
آذرفطيونس	تبيونس
يوانس يونس	كلب همشر شمس

المصطفی و المرتضی و بنا ...

[illegible]

او زان ... عنب الثعلب خشک مصطکی رومی زنجبیل ... باد ... بوت
دو ... بروغن بادام ... ساخته در آب ... گرد ... سازند ...
همراه آب ... بهر ... سال ... الله ...

Marfat.com

عطیه اسنائی حاذق الملک [illegible] خان بهادر

[illegible]

فهرست رسائلی که درین مجموعه جامعه نفیسه تعیین گشته است که از ابتدای سنه ۱۱۵۰ تا آخر سنه ۱۱۵۲ افقر خلق الله المعتصم الغنی محمد الحسینی ختم الله له بالحسنی در شاه جهان آباد استکتاب نموده

مفتاح ابو الفرج بغدادی	خفی علائی از سید اسمعیل جرجانی
رساله تریاق فاروق از حکیم کمال الدین حسین شیرازی	رساله علاء الدین محمود [illegible]
رساله میرزا قاسم در چوب چینی و قهوه جاب	رساله چوب چینی از حکیم [illegible]
رساله در جمیات که از مولانا رستم جرجانی	رساله در ادویه مفرده و مرکبه مزید بر قوت و تقویم مزاج از حکیم یا فرابن علاء الدین محمود
کتاب فواید الانسان منظوم در امر [illegible] اغذیه و ادویه تالیف [illegible] اکبر شاه	رساله قسطا بن لوقا در نفس [illegible]

بست و پنج نصیحه بقراط — رساله الطوائف — رساله ابدال الادویه — مقاله [illegible]

الشکر الله [illegible]

انا والکمال کمیل و [illegible]

[illegible]

[illegible]

ایها الانسان ما غرک بربک الکریم

[illegible]

Marfat.com

وان قلت منه كان داعيا الى شرب النبيذ فاتى لشهوته فاما الاشيا الياسه مثل التمر
المقلو المجفف المصري ومثل الحمص المقلو فانهما اقل ضررا لما فيهما من ادرار البول
واما اللوز وحب الصنوبر والجوز الاحمر والخوخ المجفف وغير ذلك مما يجري مجراه
فكلها يصدع الراس ومن اجل ذلك كثيرا ممن يشرب النبيذ قد يتخذ اكاليل من
رياحين يتكلل بها السرور والفرح فانا اقول ان الاكليل المنسوب الى معد الله
وصرح بها كله هو الاكليل المتخذ من زهر العوسج وانا ارى ان الذي عمل ذلك
الاكليل وجعله اكليلا للكهنة انما فعل ذلك لعلمه بان زهر العوسج انفع الاشيا
كلها للراس فان اراد مريد ان يستعمل اكليلا من ورد كان ذلك طيب الريح
بين البرودة وليس اصحاب النبيذ الى شي احوج منهم الى تبريد روسهم والاكلة
المتخذه من البنفسج ايضا انفع من الاكلة المتخذه من الورد في كل الحالات واما المتخذه
من النمام ومن الشبث ومن الاس ومن الغار فانها صالحه للراس ويكلها ليست
من آلة السرور لانها ضاره وكل ما يستعمل من آلة العطر فيصدع الراس خلا البنفسج
فانه وان كان دون الاشيا العطره في الرايحه فقوته فيه قوه السكر ظاهرة
فهذا ما يحتاج ان يعلم من امر شرب النبيذ في الولايم ومن استعمل لم ينله من النبيذ
ضرر البته لا في نفسه ولا في بدنه فان احد عليه النبيذ وقوي عليه فليتقيه وليتحرز
في تدبيره من غد فان كثيرا من الناس احتدوا بالملك الذي يغضب فانه يقال
ودا الخمار ربالخمار فاتبعوا سكرا بسكر فعرضت لهم امراض صعبة وان كان قد فعلوا
فعل ذلك قوم فسلموا من الامراض لقوة ابدانهم وصحة اعضايهم فليس ذلك بمزيل
عنهم الخطا في فعلهم وان كانوا سلموا منه فمن عرض له وجع الفواد من كثره
شرب النبيذ فليشرب الما البارد فانه ينفع منفعة بينه وقد ينفع شرب
الافسنتين من لطف النبيذ ولذلك ينبغي ان يشرب منه قبل النبيذ على سبيل
الاستعداد له وشرب منه في غد يوم النبيذ فانه ينفع منفعة عظيمة ط

Marfat.com

مقاله روفس در نبيذ

نقلنا ذلك من نسخة في زمن قرطم ذكر حنين قال ابن ماسويه بدله من الحصص مثلاه

بسم الله الرحمن الرحيم لسنة ١١٥٢ في ٢٠ جمادى الاولى

مقالة روفس في وليمة حضرها ان كان يجب ان تبث علي في الولائم الكلام فانه ليس بالمخطئ فيما ارى الذي يجعل كلامه في امر النبيذ وان انا اخذت في ذلك لم اكن خارجا عما اراه صوابا ولا عما تروه انتم ايضا لذلك ان انا بدأت فاخبرت اولا بمنافع النبيذ المصالح المولدة لدوام صحة البدن والحادثة عنه ثم اتبع ذلك بما ينبغي ان يتدبر به من لعدم على شرب النبيذ ليكون اذا شربه يستلذ بشربه ولا يتأذى به ثم اتبع ذلك بما ينبغي ان يتعالج به من اتفق له ان يسكر ليفيق من سكره سريعا ولا يناله كثير مضرة واما اصناف النبيذ وانها محمودة وانها مذمومة فليس بنا الى ذكر ذلك حاجة لانه خارج عن غرضنا الذي قصدنا له فاقول ان افعال النبيذ ومنافعه كثيرة ولا اظن ان احدا يجهل جملتها وانا ذاكر الآن منها ما كان مؤديا الى الحث على شربه فاقول ان النبيذ يهضم الطعام هضما جيدا وقد ينبغي ان يفهم من في الهضم انه جيدا ردي الست اعني بذلك الهضم الذي يكون في المعدة فقط لان الغذاء ينفذ في البدن كله فينهضم في كل واحد من الاعضاء ويتشبه به ويزيد في جوهره وهذا الفعل انما يكون بالحرارة ولن يوجد شيء يعين بهذه الحرارة ويقويها كالنبيذ اذ كان حارا ملائما لحرارة البدن خاصا بالطبيعة وان انت غذوت رجلين غذاء واحدا وجعلت شراب احدهما الماء والآخر النبيذ علمت علما يقينا انك ستجد بين الرجلين من اختلاف مقدار الحرارة فيهما مقدارا كثيرا جدا واذا انهضم الغذاء في المعدة وفي اعضاء البدن جميعا هضما جيدا كان ذلك معينا على دوام صحة البدن ومع تقويته زائدا فيها فان القوة التي فينا قد تنمو وتزيد بالحرارة اذا كانت الحرارة متزيدة تزيدا معتدلا مستويا محمودا ولون البدن ايضا قد يشرق ويحسن عند شرب النبيذ اذ كان النبيذ يزيد في حرارته ودمه وان انت فكرت في نفسك في فضل قوة الرجل على قوة المراة وجدت ذلك شبيها بفضل قوة النبيذ على قوة الماء واذ كان ذلك كذلك فقد ...

كان في آخر المنقول عنه هكذا تم كتاب الابدال وصلى الله على سيدنا محمد النبي وآله وسلم يوم الاربعاء الرابع من شوال لسنة احدى وتسعين وستمائة ببلدة ابرقوه حماها الله

Marfat.com

رساله بیست و پنجم فی تغذیه بقراط

٢١

من الاطعمة الردية والاقلال من الغذاء المحمود كما بينا فيما تقدم والآخر اخراج الفضل
من البدن اذا اجتمع وسيما اذا تناول الانسان غذاء مذموما او اكثر من الاغذية
المحمودة واحمد ما يخرج به الفضول من البدن الجوارشنات المسهلة التي ذكرناها فيما
تقدم فانه جائز ان توخذ على الامتلاء وعلى الخلاء في الليل والنهار وفي الاوقات
كلها وفصول السنة كلها وكذلك اخراجها بالقيء فان الانسان اذا اكل طعاما
موذيا او شرب شرابا كثيرا او رديا فاخرجه بالقيء سلم من آفته ولكنه اذا اخرجه
بالقيء يحتاج ان يستقصي في اخراجه حتى لا يبقى شيء منه في المعدة بعد القيء فيفسد
لان المعدة تتعب بالقيء فتضعف عن ان تنضج ما يبقى فيها من الطعام حتى تنضج
فيبقى فيها فاسدا وقد كان الاولون من الاطباء يستعملون الاستفراغ بالقيء بهذا
العمل كثيرا يامرون المستعد ان ياخذ لونا مغثيا من فجل فيبلعه صحيحا قبل
الطعام ثم ياكل بعده طعاما كثيرا مختلفا على رسم الاغذية التي توكل ليتقايأه على
ما ذكرنا في الكتاب الذي عملناه في القيء فاذا استتم الطعام اخذ في القيء ثم لا يزال
يتقايأ حتى يخرج ذلك اللون الذي كان ابتلعه صحيحا قبل طعامه في آخر ما يخرج وكان
يعلم بذلك انه قد استقصى في القيء واخرج كل ما كان حاصلا في معدته من الطعام
فاذا فعل ذلك في كل شهر مرة او مرتين ثم اتبع ذلك بدواء ياخذه في مدة
متقاربة ويقصد ليستعمله في كل شهر مرتين مرة في اوله ومرة في آخره على قدر ما
ترجب منه بدنه وطبيعته سلم من النقرس ولم يعاوده تمت

و به بسم الله الرحمن الرحيم نستعين

١١٥٢

رساله بیست [illegible] بقراط

هذا الكتاب بتدبير بقراط عالم اليونانيين وحكيم المتطببين وترجمه ناسهرن بن حمد
الكتاب الذي وجد في قبره ونقله من اليونانية الى العربية البطريق في زمان امير المؤمنين
علي بن ابي طالب عليه السلام قيل انه لما حضرت بقراط الوفاة امر ان يحمل في
الصندوق ويدفن معه لما فيه من [illegible] وترتيبها في القبر ليطلع عليه
احد من الناس فلما احب قيصر الروم ان ينبشها الى الروم وامر ان ينقل من قبره

Marfat.com

رساله عماد الدین محمود در افیون

انسان تر تعود کند و اثر آن بیشتر که او بیشتر بدل و اعضا تر تعود بر رو همچنین جهت ارض
اعضا بسبب عمل کرده به بهند تا بیشتر از ان کر قوت در اضعیف شود اثرش
موضع مخصوص رسد اما در امراض معده و مثانه اکر عمل نشود
بلکه بهمان به بهند کر و زیر و در معده بیشتر دنک که
و اثرش بیشتر ظاهر شود هذا آخر ما قصدنا
ایراده فی هذه المقاله

رب یسر بسم الله الرحمن الرحیم و تمم بالخیر

الحمد لله المحمود فی کل فعاله و الشکر للصانع الذی نور القلوب بانوار حکمته و زین بساط النفوس
بالوان ازهار جماله و شرف اثمار المخشخاش کابراج الافلاک و کلل نواحیها بلولؤ المکنون
فیها کزینة الکواکب للسماء و اودع فیها ودایع کالنوم لترویح البدن و الادراک و جعل عصارتها
منوما للقلوع و الصلوة علی نور الانام و سید اهل الاسلام و آله المتصفین بکماله جابر ذوق و ذوق
و عقیده غیر مرضیه بعضی مردمان افیون منع جست که در کتابات نیست که نیست ا
افیون جایز نیست اما حقیر محتاج لاعانة الله المعبود محمود بن مسعود الشیرازی که
خود سالها بسبب اضطراریه بلیه ارتکاب افیون کرفتار بودم بکلم بر این قرار یافته که ترک آن
از فطرت انسان بیرون می برد اهل عالم ارتکاب دعوی ارتکاب آن تمام را نمائید الحمد لله
المحمود فی کل فعاله و الصلوة و السلام علی سیدنا و نبینا محمد و آله
بعد ما معلوم باشد که طبقات ناس در زمان ما اکثر دو صنف اند صنف اکثر مدرسه و منع
و تقبیح بیع افیون انقدر مبالغه میکنند که از سایر محرمات قبیحتر میدانند بلکه احتراز از ان لایق تر
سموم مشروبه قاتله بیشتر میکنند بحدی که اکر مبتلای به مبتلا تراو سرفه باشند از
خشخاش احتراز میکنند که او را نسبت با افیون هست چه جای افیون و کاه هست که سالها
د ماغی که از یک خوردن افیون یا ترکیبی که افیون در و باشد بر طرف شود از ان

Marfat.com

رساله در حمیات مرکبه از مولانا رستم جرجانی

بار تنک بخورد و عرق تمام کند بکام بعد و ثقل همراه ببرد و با عرق کار زبان بر
تمام اعضا باید تا عرق کند و بعد از آن بدن را بشوید و در اربعین اول دو درم
از کلجه بادام قند … ببرد دانا … بشیر … میل کند … این بود طریق خوردن
و فواید آن … الا اجمال وی … پنج جینی …
… الدوام از یاد ملک علام غافل نباشد
تا از بسیار … باور شفای
حاصل بود …
انشاء الله …

رساله بسم الله الرحمن الرحیم و تمم بالخیر

سپاس بی قیاس حکیمی را که روح نفسانی را از اعصاب دماغی جهت حس و حرکت باعضای بسیطه و مرکبه حیوانات رسانید و بیکران انسان را بارواح و قوای خادمه مجدد و به مواد مزاج مختلفه و اخلاط متعدده مزین و آراسته گردانید و درود بی پایان بر روح پر فتوح پیغمبر آخر الزمان صلی الله علیه و آله و سلم و بر روان پیروان او باد که منهاج هدی و راهنمای خلق خدا اند اما بعد این رساله ایست در بیان حمیات مرکبه که در … بجا آورد در زمانی که حصار بلده … لطف آنکه … محب من … دال من والاه نظام شاه حفظ نظام ملکه من … الله محاصره نموده بود سمت اتمام پذیرفت و غنچه امید شاه دین پناه در گلشن مقصود شکفت امید که چون منظر ارباب بصیرت در آید در حیز قبول باید و از نظر … که طبیعت مصون و محفوظ ماند … بدانکه … از … دیگری … آن … مرکب گویند اگر ابتدا یکی پس از انتهای دیگری بود و … و اگر در بدایت و نهایت موافق باشند آنرا مشارکه و مشابکه نامند و اگر بدایت یکی پیش از نهایت دیگری بود … متداخل گویند اگر … بود … از لازمه و ده از دایره و … شانزده از لازمه با دایره چنانکه درین جدول مثبت میشود تا بر متفطن … شود

Marfat.com

رساله تریاق فاروق از حکیم کمال الدین حسین شیرازی

دو درم تخم ترنج بدهند چند هم زهرهای جانوران است و بیخ الکمان یا زهرهٔ بید آدرنیو
که علامت نقطه سفید است در شیرخام و نجیبه بارو من کاو سرشسته و چند جبه پسته و موم
زیت سرشسته و عصاره هم آب و عصاره کندنا و عصاره پودنه جوشانده
زهره کاو و پسیر و نمک و سرکه ببن زهر هم سرشسته ضماد کردن
یا زهرهٔ هر همه زهرهاست از جانوران
زهرها را این مختصر شرح از بن
احتمال نکند والله اعلم

وقوع تحریر فی شهر جمادی الاول سنه ۱۰۹۲

رب یسر بسم الله الرحمن الرحیم وتمم بالخیر

حمد و سپاس سزاوار حکیمی است که ترکیب بدن انسان را از اجزای لطیفه و جواهر نفیسه ترتیب نمود و از عطاخانه جود ماده الحیوة وجود اعطا فرمود و ثنای بی قیاس صانعی را سزد که بمادهٔ وحدت طباق سبعه و اصول اربعه آفرید و موالید ثلثه را از بادیه عدم بشهرستان وجود رسانید و از لطف عام نوع انسان را بتاج عزت و اختصاص سرافراز گردانید و خلعت خاص و لقد کرمنا بنی آدم پوشانید مبدعی که کل معقول در حقیقت ذاتش حیرانند و معقول کل در اندیشه کمالش سرگردان سرایی ز خیال با برون در خیال کی رسد... با صفت تو عقل با اوج کمال کی رسد... وجود نامحدود و بر مدار عالم وجود مرکز دایره جهت سریر لولاک سلطان ملک و ما ارسلناک سند اطبا البشر و سید اهل الورد المدر صدر صفه صفا محمد مصطفی علیه افضل الصلوة واکمل التحیات و صلوة و سلام بر خاصه امام وصی بحق و ولی مطلق قالع کفر و طغیان قامع شرک و عدوان امام المشارق والمغارب امیرالمؤمنین علی ابن ابیطالب و بر روان اولاد و امجاد و بر ایشان باد که اعلام طریق و دین فراه نا این راه یقین باند و تریاق محبت ایشان نفس انسان را از فاعله سموم ضلالت میرهد و فا و زهر مودت ایشان انا...

ومن كان فيها كان رديا ويقال لليوم الذي فيه يكون البحران يوم باحوري لا
يقال بحران هذه ايها الاخوان خاتمة كتاب المفتاح قد وفينا بما ضمناه
في صدره بل وفينا عليه حتى خرج عن حد المقالة المشوقة التي مبناه في تأليفها وترجيحها
فيه مثل نهجها والسبب في ذلك ان المشوقة كانت في علم الفلسفة وهذا العلم كله لا
يكاد يتجرد الا الجزئيات او يشغل بالشعب والبنيات فقبضه يسهل وجمع
اطرافه يمكن فاما الطب فصناعة استنبطت للجزئيات فقصر الكلام فيها يبتدئ عنان
القول في شعبها فبسط ختم الله لنا ولكم بالسعادة ورزقنا و
اياكم علما نافعا وعملا صالحا انه الجواد الكريم
والحمد لله رب العالمين والصلوة
على نبينا محمد وآله
الطيبين الطاهرين

وقد اتفق الفراغ من استكتاب نسخة هذا الكتاب
الذي هو مدخل ومفتاح لابواب الطب بيد اقل المذنبين
الى الله واكثر المفتقرين اليه العبد محمد الحسيني
ختم الله له بالحسنى ويشفيه عن الامراض الجسمانية
والنفسانية في الاولى والاخرى وكان ذلك
في عشر من جمادى الاخرى سنة ١١٥٦
ببلدة شاه جهان اباد صينت عن الفناء
بالنبي وآله الامجاد

Marfat.com

رسالهٔ در باب چینی از حکیم نوشته

[illegible]

Marfat.com

۰۶

۰۰۰ و چهارم بدین گونه بود ۰۰۰۰۰۰۰۰۰ و پنجم بدین وجه بود ۰۰۰۰۰

۰۰۰۰۰ و ششم بدین طریق بود ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ و هفتم بدین وجه بود

۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ و ثلاثیات بدین هیأة بود ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ و در باب

بدین گونه بود ۰۰۰۰۰۰۰۰ و خماسی بدین شکل بود ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

و سداسی بدین صورت باشد ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ و سباعی بدین طریق بود ۰۰۰۰۰

۰۰۰۰۰۰۰ و تسع بر سبیل مبادله ممکن نبود عشر هشت گونه بود ثنائی اول بدین طریق

بود ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ دوم بدین صورت بود ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ و سیوم

بدین شکل بود ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ و چهارم بدین هیأة بود ۰۰۰۰۰۰۰۰۰

۰۰۰۰ و پنجم بدین گونه بود ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ و ششم بدین وجه بود

۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ و هفتم بدین نوع بود ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰

۰۰۰۰ ثلاثیات بدین صورت بود ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ و خماسی بدین شکل بود

۰۰۰۰ ۰۰۰۰۰۰۰۰ و خماسی بدین هیأة بود ۰۰۰۰ ۰۰۰۰۰۰۰۰۰

و سداسی بدین طریق باشد ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ و سباعی بدین نوع بود ۰۰۰۰۰

۰۰۰۰۰۰۰ و ثمانی بدین گونه بود ۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ عشاری مبادله از آن

و جمله بیرون بود جز آنکه ربع ماخوذ از اربعه بعد از خمسه و سته و سبع از سته جواز

نوعیه آن زیاده عدد مذکوره تحقق نپذیرد بدین سبب حسابات سوالات

مستمر بدین اسما باشد والله اعلم بالحقایق

الاشیاء تمت الرسالة

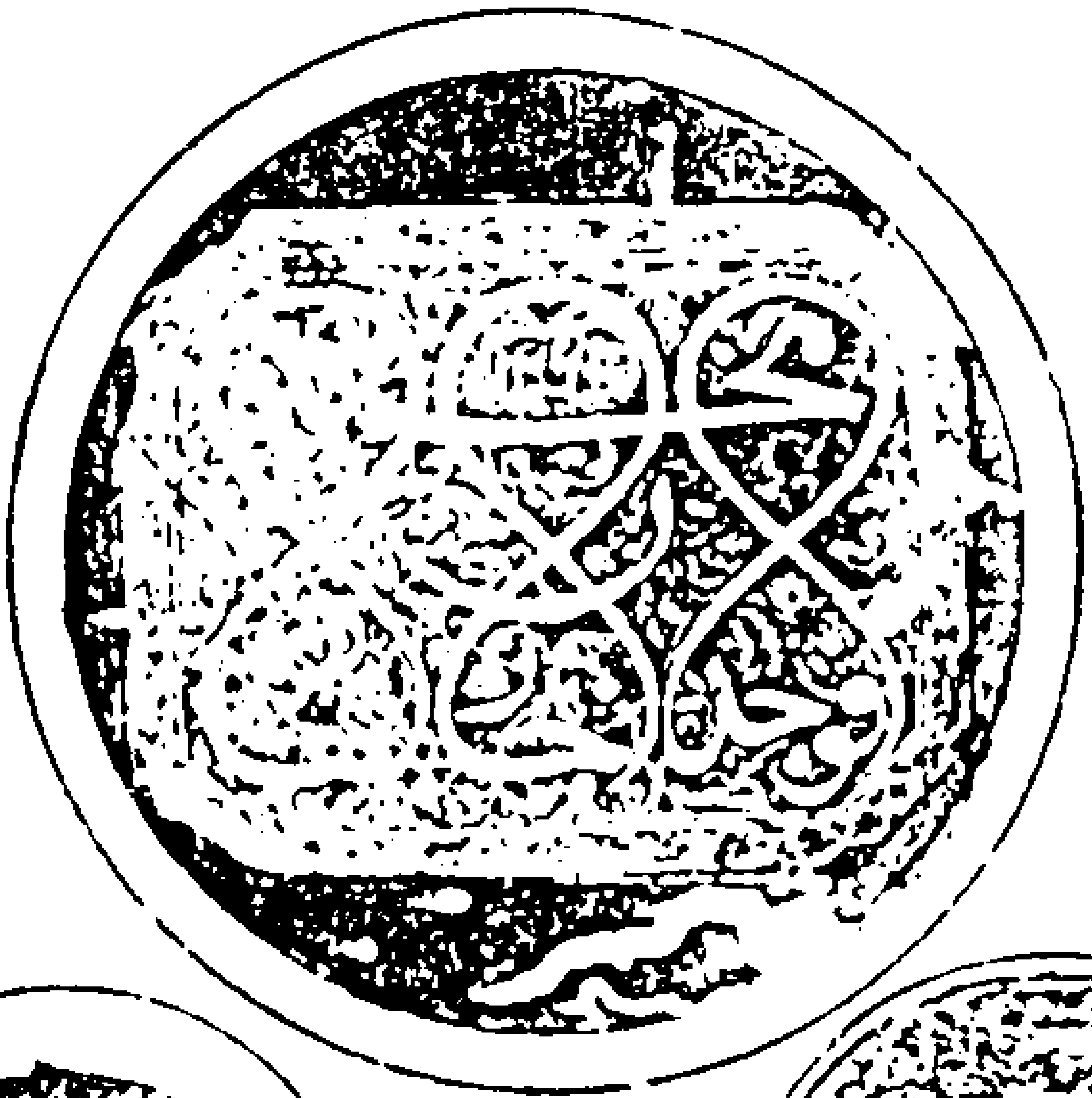

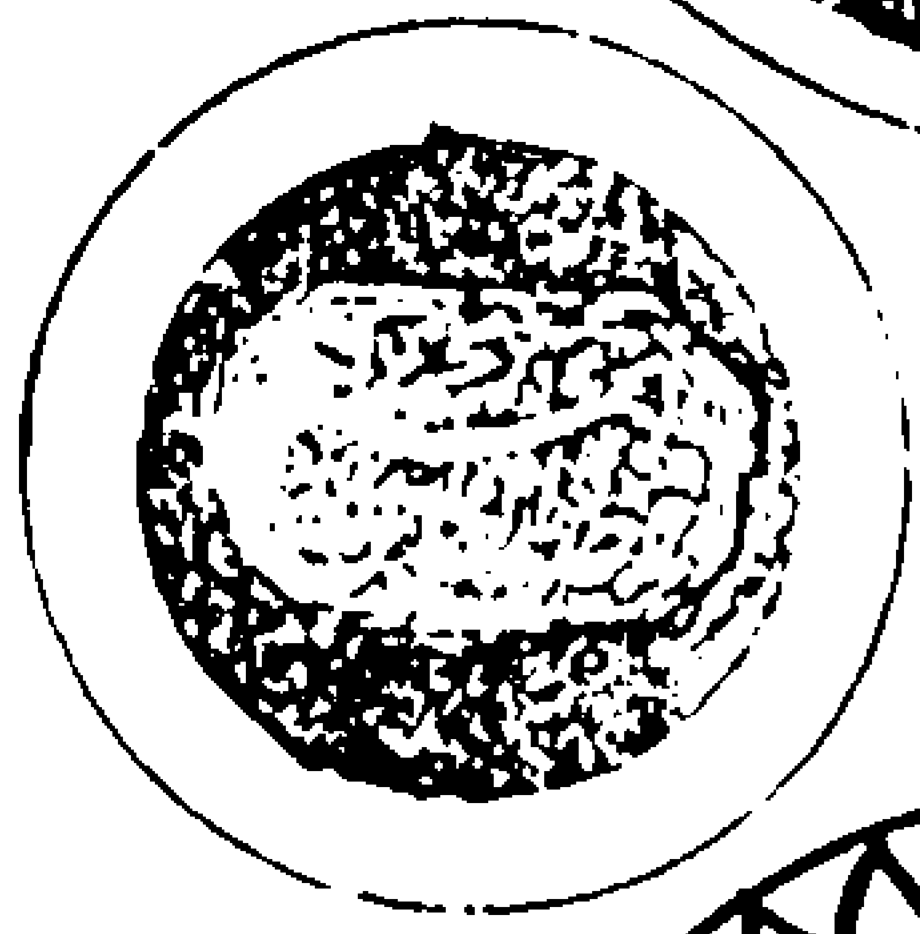

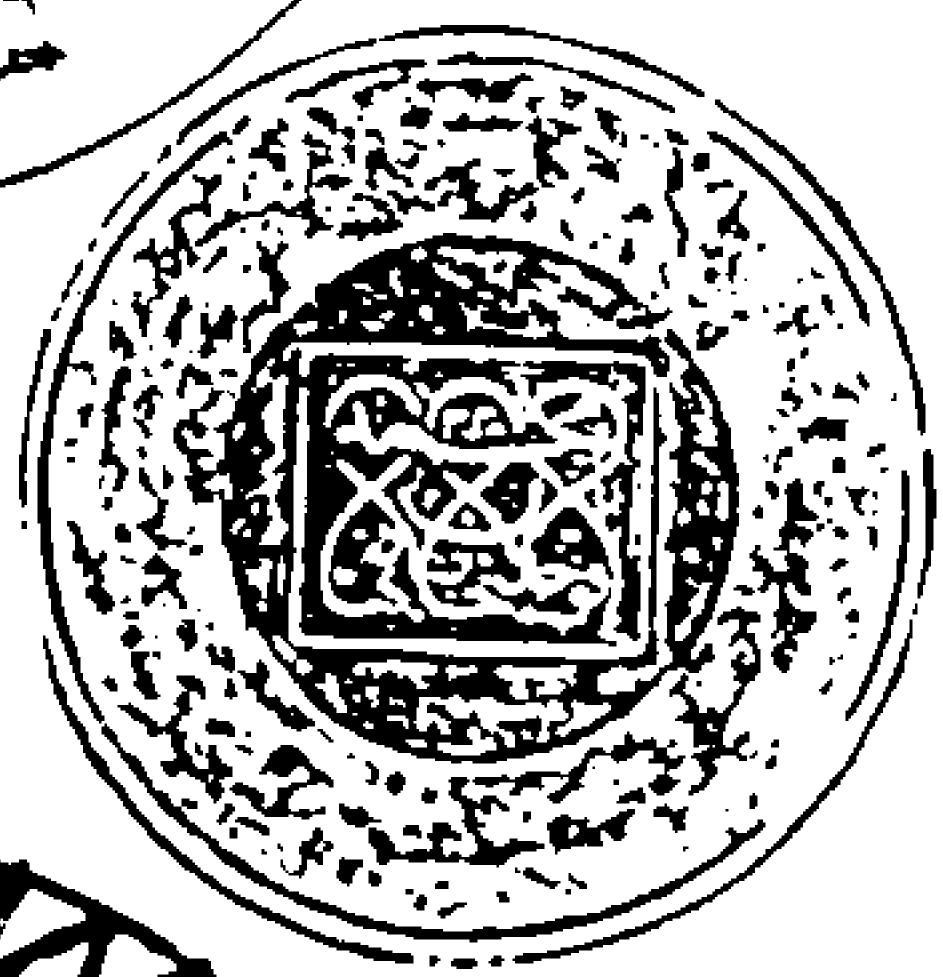

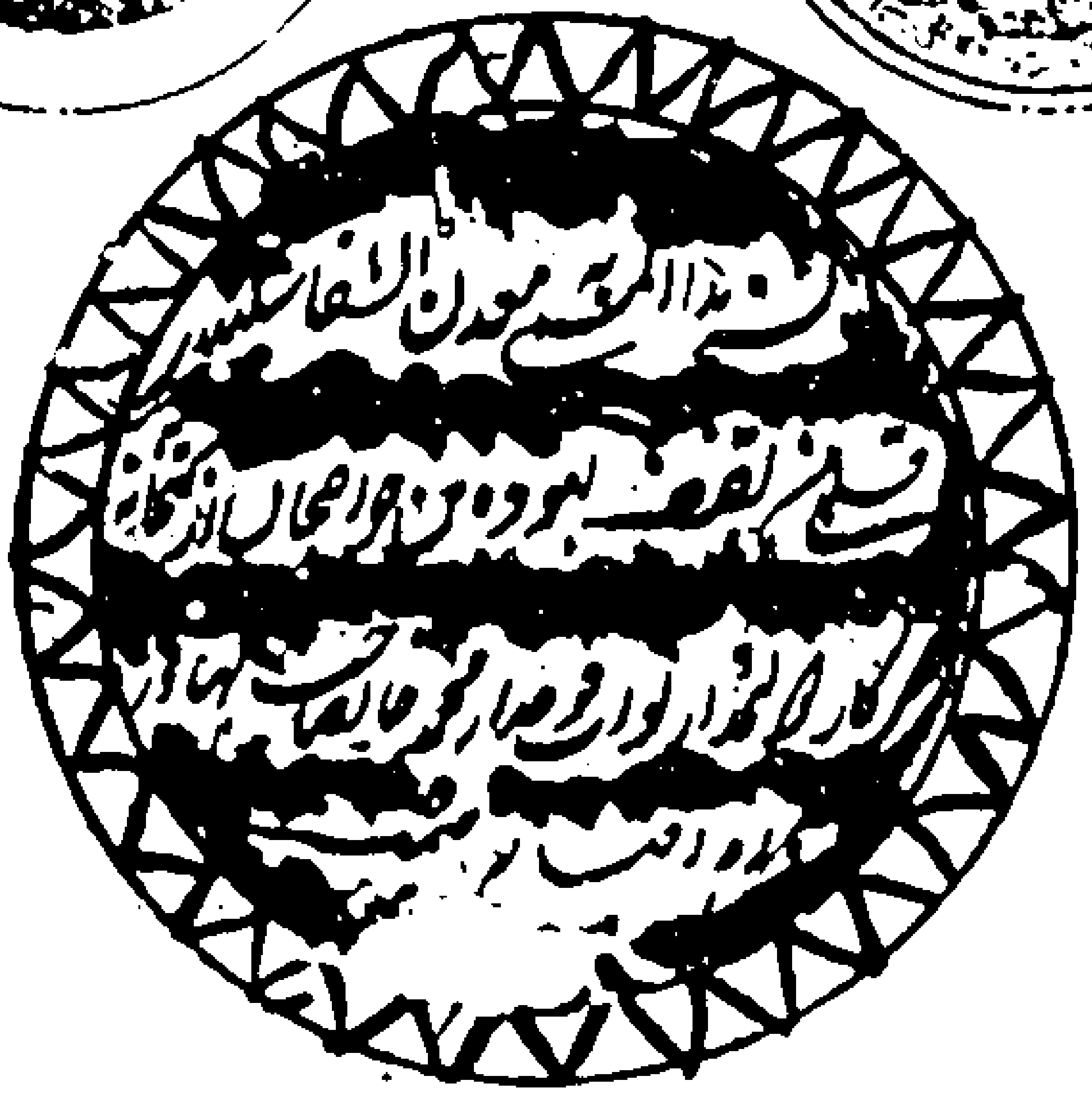

Marfat.com

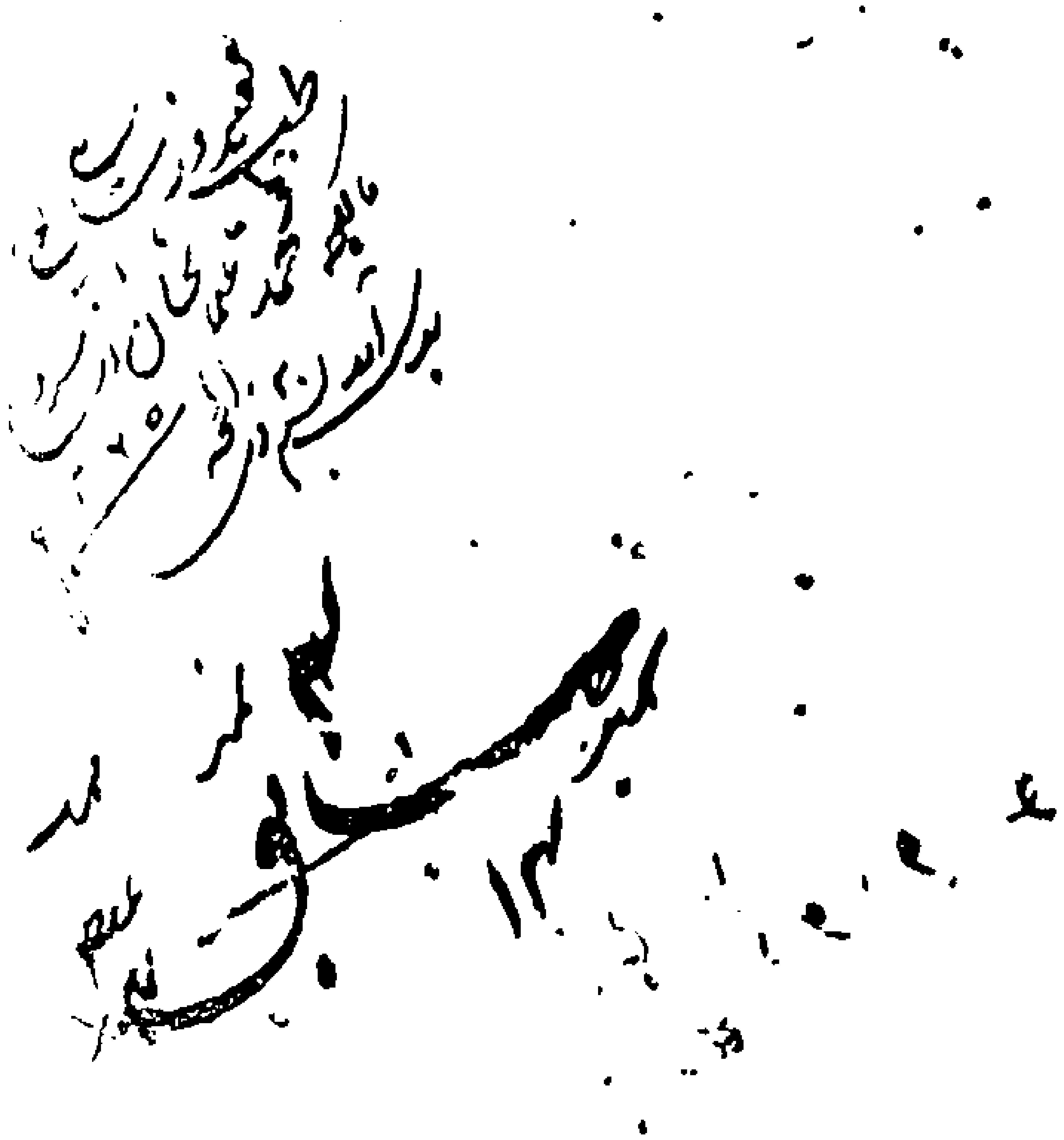

Marfat.com

تم بسم الله الرحمان الرحیم بالخیر

بعد از حمد بسیار و ثنای بیشمار مر خالق اللیل والنهار که با بشارت
کن فیکون هژده هزار عالم و چرخ بی ستون برافراخت یعنی
آن قادر پاک بشر را به یک مشت خاک در گردش افلاک و
عظمت عرش و تمامی فرش لوح و قلم و خلقت آدم به یک
طرفة العین مهیا موجود ساخت که هیچکس را بر حرف
ادای آن مجال جای مقال نمانده و انسان ضعیف نحیف عاجز
را سر مرا نت عالی در قدر متعالی وجود را نیز منسوب گردانید

Marfat.com

شب زمین گرفته می آید و بد جلوی میکند و جانوری که پیش
آید بدان میل نمیکند معلوم که خوب است اگر بکند و باز بد جلوی
کند باز طناب بر بسته بطلبد دو سه مرتبه طلبیده بکند و مرغ بخورانند
راست خواهد شد از زمان طناب را دور بکند وقتی که پر بسته
راست شده می آید بوی کبوتر بد هد اگر سیاه بدهد و اگر سفید
جانبی بر کند سفید بدهد این داده باز رفته به جانورها قطره بکند
هر وقت که دست کرده بیاید خوب تیز دستی نماید از زمان
آبداره با مرغ بدهد الله بحرمت استادان سیر خواهد شد
۲۶
تمت تمام شد طب سلطان فیروز شاهی بتاریخ بیست ششم
ماه سوال سنه ۱۰۶۵ هجری در مقام اکبر نگر مطابق جلوس همایون سنه ۲۸
تحریر یافت کاتب الحروف نور محمد صدیقی عاقبت بخیر باد

Marfat.com

وشصت و چهار و دوم اکبری ۔ نسخه مجربات منتخبی من تالیف بنکو لال

منشی محکمه سرکار نواب منتظم الدوله مهدی علیخان بهادر ناظم سرکار خیراباد

و محمدی و نانپاره و کهیری کده وغیره ۔

نسخه‌ها بر تلند طرفین، چوب‌ها، بهگری بریانه، انیزن خالص، دارچینی، جائیهل
کباب چینی، قرنفل، اولاً چوب را در آب در قلوه بسته پخته نمایند بعد ازان ادویه را
خوب باریک کرده آمیخته در پارچه باریک بقدر چهار برنج در پوتلی کرده در فروج نگهدارد
بر وقت دور کند، حسب صلاحیت رحم را نافع و کند و ترشی را دافع و مشهور را النفع است
مفتاح باید. و بهر در اوزان طبی سنجیده حکیم فتح الله رقی و نزار اکبری باشند وزن دران
هشت برنج باشند که نزد اطباء فارس سه جو میانه است باشند هشت سرخ تو رتی کرد
تو نه دوازده باشند یا یک سی و دو سرخ سیه‌ها سرکه دام و بهلولی باشد پنج ماشه
که یکتوله و هشت ماشه باشند و انکه و دانق چهار رتی و ثلث حصه رتی باشند درم سه ماشه
و یک رتی و نخا چهار ماشه و نیم رتی استار طبی یکتوله و نیم ماشه که یک سیر اکبری باشد
حبه یک جو میانه در کوچک و بزرگی نسوج که نزد فارسی تسو نامند دو جو قیراط چهار جو
اوقیه ... نیم مثقال رطل بغداد در وزن ده سیر ... طبی چهل سیر بغدادی ده ماشه
باشد ... پنج ماشه باشند درم ... و نیم ماشه تمّ نسخه مفتاح الفرح بر تصنیف تألیف
منکو لال منشی سرکار معظم الدوله مهدی علیخان بهادر ناظم سرکار خیرآباد و محمدی وغیره.

Marfat.com

Marfat.com

درو بچه اول است نسخه آن سنبل طیب مصطکی رومی
زعفران طباشیر سفید دارچینی اذخر اسارون فطراسالیون
غافت تخم کشوث قوة الک منقی تخم کاسنی رب السوس
حب بلسان عود بلسان الایچی کلان تخم خرفه وزن برابر کاسنی
خشک کرده برابر همه کوفته بیخته بسه چند عسل کف گرفته
سرشته خوراک از نیم توله تا یک توله و وایر برای امراض معده را
امراض حاده و بارده دل و دماغ و جگر و اعضای
دیگر را نافع صفت آن گل گاو زبان ابریشم مقرض کشنیز
صندل از هر یک یک توله بهمن سفید و سرخ هیل زعفران
کبابه عود عنبر قرنفل دارچینی صندل مروارید ناسفته از
هر یک نیم توله یاقوت سرخ زمرد مرجان ورق طلا مشک عنبر
هر یک یک دام و ورق نقره دو دام شربت سیب
وزن بنابت تبریز ده دام بدستور معمول معجون سازند نوش
دارو لولوئی امراض حاره و بارده دل و دماغ و جگر و دیگر
اعضا را نافع است خاصه برای تولید سر یاقوت رمانی یک
مثقال ابریشم مقرض مروارید ناسفته کهربا سنبل الطیب
طباشیر سفید گل سرخ هندی شیر آمله بدستور متعارف
سرشته شربت دو درم بعضی صفت مانند است
تمت تمام شد کتاب خیر التجارت بحمد الله... فاقدان این قدر
ساکن... فرمائید... خان... سوار...

Marfat.com

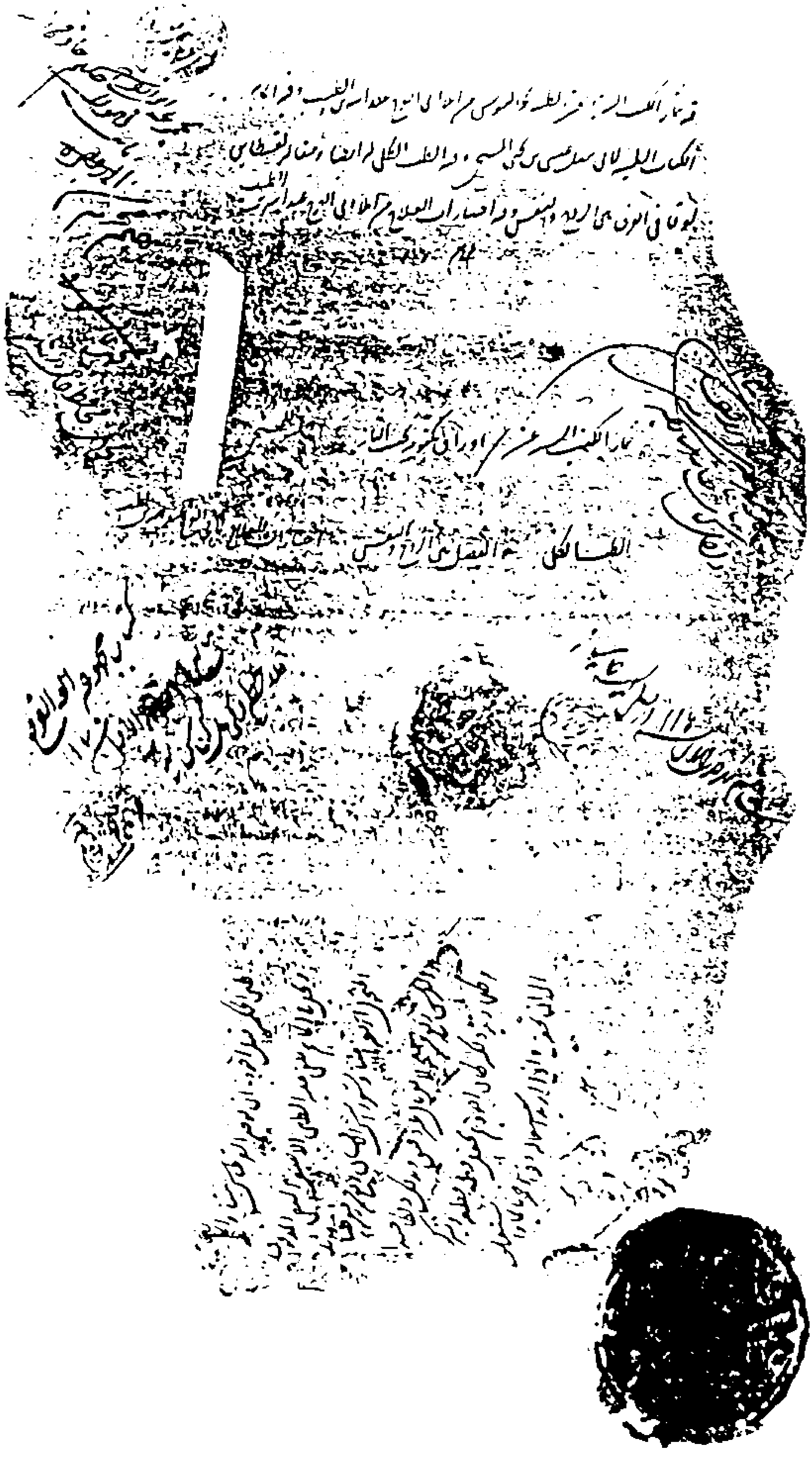

Marfat.com

داده باشد کند چون تیار شود مصالح و زعفران ...
خواهد بود که از شستن باد نجان ...
... خشک شود مصالح ... باشد ...
باد نجان را جیو ... باد نجان ...
قرنفل ... زعفران ... پیاز ...
... نمک ... باد نجان ... کرده نمک
انداخته ... روغن ... از ...
اندک آب نیم کرده ... باد نجان ...
... از قرنفل و روغن ...
و اندک آب داده چون تیار شود ...
... خشک شود زعفران و باقی مصالح ... داده ...
... و باز ... کند ...
... از ...

Marfat.com

تخمه نخوردن در فصل صیف و روغن گاو اگر باید گرم باشد و نه داشته باشد تخمه
بانی با اصفهان یا سهر یا زنه دلیعد جماع نبود و نه بعد استفراغ و بگرو نه بعد ریاضت
الا قوی مزاج بود ضد آتش و عفونت حصه حرارة غریزی مینماید و زیاده
میکند و قوی میکند حرارة غریزی را برای ظهور

اما ماکول واجب است حافظ صحت را که اقتضا کند از اغذیه بر گندم لطیف
با رسیده و گوشت و شیر شیرین ملایم مزاج و شراب خوشبوی ریحانی در صفت
نوشته غیر از ین سوی اغذیه دوای خون بقول و فواکه و از فواکه بسیار
شباهت دارد و بعد از آن خیر است و انگور شیرین و لطیف و رمان و خربزه و انبه
و زرشک که معنا و سکان آنها با اینها باشد اعتبار بر غذا احتیاجی ترد در
عرب و انگور در کابل و خربزه در بلخ و انبه در هند و باید که غذا خورد مگر در
شهوت صادقه نه مر صبر کند بر شهوت صادقه و باید که غذا و شراب ما یوجد بالفعل
در صیف باشد و وقتی که تبادل کند از اغذیه و داء بر سبیل خواص مر اگر
باید جز را از احتیاجی گفته شود در خواص آنها و سر بر ضرر او فال
است اعنی غذا بالا ر غذا و بدنیست حرکت خفیفه بعد غذا انفعال
ضرر عظیم دارد و همچنین احتراس لقمه تا مساغ ... و انسداد بعد
طعام مضر است و غذا ... اکثر دا اقوی باید و ضد آن در صیف
دست بردارند از غذا که هنوز شهوت باقی باشد واجب است که

Marfat.com

انا حل مع ما من النوشادر [illegible] مع ورق الغار [illegible] حتى كعب تستعمل [illegible]

[illegible] عن الخبز مع [illegible] لكن الكحل [illegible] كثيرة [illegible]

[illegible] المعادن [illegible] الاثارة [illegible] فلم [illegible]

[illegible] الكبريت [illegible] الى [illegible] على [illegible]

[illegible] كثيف [illegible] كالا [illegible]

[illegible] ورده في [illegible] حتى يحترق [illegible]

[illegible] الى [illegible]

[illegible]

[illegible] في [illegible] حتى [illegible]

التوتيا — [illegible]

[illegible] على النحاس [illegible] في [illegible]

الكبريت — [illegible] مع [illegible]

التكليس — [illegible]

[illegible]

[illegible] حتى [illegible]

[illegible] كل واحد [illegible]

[illegible] على الاطلاق الذهب [illegible]

ومن خواصه [illegible]

كان [illegible] على [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

النحاس من خواصه [illegible]

والله [illegible]

Marfat.com

الحمد لله والمنه رساله هذا بتاریخ بست نهم شهر شوال المکرم سنه ۱۲۵۶ هجری
نبوی در مطبع جامع الاخبار باهتمام خیرخواه خلق الله سید محمد الله
برای استفاده مبتدیان بغرض عروض طبع درآمد تمت بالخیر
این رساله تقویم الدستار بتاریخ بست نهم شهر ربیع الاول
سنه ۱۲۷۵ باتمام رسید

هر که خواند دعا طمع دارم زانکه من بنده گنه کارم

م م م
م م
م

Marfat.com

بالمحاصرة والمياه اي مياه الشام مقطوعة اي ممنوعة من الوصول الى داخلها والايادي وفي نسخة
والايدي الى الله بالتضرع مرفوعة وقد اجرق دوامر البلد اي نواحي الشام من البيوت والجوار
ونهب اكثر اي اكثر ما كان في دواخل البلد من الاموال وكل الخلق خشي نفسه اي كيس التسلمة
وماله اي الذي به قوت حاله وقوت عياله واهله اي من عياله ولفظة بهمزة ممدودة اي اليوم الى الامن
وجل بفتح وكسر جيم اي خايف من ذنوبه وسوء اعماله اي جبه لسوء احواله وقد تحصن
بتشديد الصاد اي استحكم الشام بما يقدر عليه بصيغة المجهول اي يلتقي به ما يمكن من التحصن
فجعلت هذا اي المتاليف المسمي بالحصن حصني اي حمايتي ووقايتي وتوكلت على الله اي في بدايتي
ونهايتي فهو حسبي اي كافي في جميع اموري ونعم الوكيل اي الموكول اليه الامر وقد اجزت
اولادي ابا الفتح محمدا وابا بكر احمد كذا في الجلال وفي الاصل محمد وابا القاسم عليا وابا الحسن محمد
وفاطمة وعايشة وسلمى وخديجة رواية اي روينه كتاب الحصن الحصين مع ما يجوز لي روايته
اي من ساير مصنفاتي في علم القراة والحديث وكذا اجزت اهل عصري مع شروطه الاجازة
وانواعها بينا ها في شرحي لشرح النخبة والحمد لله اولا واخرا وظاهرا وباطنا
وصلاته وفي نسخة على سيد الخلق وفي نسخة واشرفهم محمد وعلى اله
وصحبه وسلامه اي وسلام الله تعالى كذلك عليه وعليهم انتهى

	تمت تمت تمت	

Marfat.com

عرض دیدہ سمینار: مباحثے

ابو محفوظ الکریم المعصومی، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۲۰، ۳۲۵، ۳۳۲، ۳۳۸، ۳۵۲۔

شاہ اسماعیل، ۳۰۹، ۳۱۱۔

ڈاکٹر اعجاز حسین، ۳۱۵۔

ڈاکٹر افتخار احمد مدنی، ۳۰۹، ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۳۸۔

اکبر علی خاں مرحوم، ۳۰۵، ۳۱۶، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۶، ۳۲۸، ۳۳۱۔

ڈاکٹر امیر حسن عابدی، ۳۱۰، ۳۱۳، ۳۱۵، ۳۲۴، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۵۱۔

ڈاکٹر محمد انصار اللہ، ۳۱۱، ۳۱۹، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۳۰، ۳۳۶، ۳۳۸، ۳۵۰۔

ڈاکٹر حسین احمد، ۳۱۶۔

ڈاکٹر حنیف نقوی، ۳۲۹۔

آنسہ دل آرام، ۳۳۵، ۳۳۶۔

محمد ذاکر حسین، ۳۳۴۔

ڈاکٹر رحمت علی خاں، ۳۰۸، ۳۱۳، ۳۲۳، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵۔

شاہجہاں قاسمی، ۳۰۸، ۳۲۴، ۳۲۹۔

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی، ۳۱۸، ۳۲۷، ۳۳۳، ۳۳۶، ۳۵۳۔

ڈاکٹر ضیاء الدین ڈیسائی، ۳۱۷، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۳، ۳۲۶، ۳۳۲، ۳۳۹، ۳۵۳۔

پروفیسر حکیم ظل الرحمٰن، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۳۷۔

ڈاکٹر عابد رضا بیدار، ۳۱۱، ۳۱۸، ۳۲۵، ۳۵۲۔

ڈاکٹر عبد الباری، ۳۰۹، ۳۲۶، ۳۳۲۔

عبد الصمد خاں، ۳۲۷۔

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، ۳۰۸، ۳۱۳، ۳۱۹، ۳۲۱، ۳۲۴۔

ڈاکٹر عطا خورشید، ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۱۵، ۳۲۱۔

ڈاکٹر عطا کاکوی، ۳۲۶، ۳۳۶۔

فرخ جلالی، ۳۱۲، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۲، ۳۲۴، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۵، ۳۳۷، ۳۵۱۔

مصباح الحق عمادی، ۳۰۸۔

مضطر مجاز، ۳۲۸۔

مہر الٰہی، ۳۰۸، ۳۱۴، ۳۲۸، ۳۳۱۔

یحییٰ ندوی، ۳۲۰۔

Marfat.com

Marfat.com

○

اکبر علی خان :

خدا بخش لائبریری کی جانب سے سیناروں کا انعقاد علم وادب کی مختلف جہتوں کو روشن کرنے کی ایک مبارک روایت ہے۔ اس بار کے سمینار میں مخطوطہ شناسی کی منزل کے تین نشانات زیر بحث ہیں ترقیمہ، مہریں اور عرض دیدہ۔ یہ تینوں الگ الگ بھی اور مل کر بھی مخطوطے کی قدر و قیمت کو متعین کرنے کا معتبر ترین ذریعہ بنتے ہیں جعلسازیوں کو چھوڑ کر۔ ترقیمے کی روایت سب سے قدیم ہے۔ میرے ذہن میں جو قدیم ترین ترقیمہ ہے وہ مشہور خطاط بلکہ خط نسخ کے موجد ابن مقلہ بغدادی کا ہے جس کا انتقال ۹۲۹ھ میں ہوا۔ یہ ترقیمہ اس کے نقل کردہ قرآن مجید کے آخر میں پایا جاتا ہے۔ ترقیمہ دو حصوں میں ہے، پہلے حصے میں صرف عمر ابن المقلہ تحریر ہے اور دوسرے میں حمد و نعت صلوٰۃ وسلام اور کاتب کے لیے دعائیہ کلمات ہیں اور یہ دوسرا حصہ دو صفحوں میں ہے اس مثال سے معلوم ہوا کہ ابتداءً ترقیمے کا مقصد صرف کاتب کے نام کا اندراج، خدا و رسول کی ثنا و صفت کا بیان، ختم کار پر تشکر و امتنان اور کتابت جیسے عمل خیر کے نتیجے میں مغفرت کی آرزو کا اظہار تھا۔ قلم کو جو تقدس قرآن کریم نے بخشا ہے علم بالقلم اور ن والقلم وما یسطرون سے ظاہر ہے کہ اس کے صلے میں بخشش کی آرزومندی بھی فطری جذبے کا اظہار ہے۔ یہ چیز ترقیمے کی ابتدائی شکل ہے لیکن بہت جلد ہی ترقیمے کے ساتھ تاریخ کا اندراج بھی شروع ہو گیا۔ ایک اور عظیم خطاط ابن البواب کے قلم کے کم از کم دو شاہکار مختلف کتابخانوں میں موجود ہیں۔ ایک قرآن کریم کا نسخہ ہے جس کا عکس شائع ہو چکا ہے، قرآن مجید کے اس نسخے میں ابن البواب نے تاریخ کا اندراج کیا ہے اور اپنے نام کا بھی اظہار کیا ہے، اس کے بعد ترقیموں میں مزید اضافے ہونے لگے مثلاً صاحب فرمائش کا نام، کسی شخص سے کسی مصلحت کی بنا پر تعلق خاطر کا اظہار، مقام کتابت کا نام وغیرہ یہ سارے اندراجات تحقیقی نوعیت کے مختلف مسائل کو حل کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ مگر کس حد تک اس کا انحصار کاتب کے رویے پر ہے بعض اوقات محض لاپرواہی کے باعث ضروری اطلاع ہی چھوٹ جاتی ہے۔

Marfat.com

مثلاً تاریخ کا کوئی جز ترقیمے میں موجود ہے۔ مگر سن ندارد کبھی سن موجود ہے تو تاریخ دن مہینہ غائب۔ رضا لائبریری رام پور میں میر عماد کے قلم کا ایک بہترین نمونہ ہے جس کے ترقیمے کی عبارت حسب ذیل ہے۔

تمت رسالہ بعون اللہ فی شہور سنا تسع عشر والف ختمہ العبد الفقیر عماد الحسنی۔ شہور کا لفظ لکھ کر کاتب نے بے وجہ وقت کی حد بندی کرتے کرتے اسے ایک سال کی طویل مدت تک پھیلا دیا۔ اب یہ کیسے سمجھا جائے کہ یہ کتاب سال کے اوائل، اواسط یا اواخر کس زمانے میں مکمل ہوئی۔ بظاہر اس کتاب میں کوئی اور اندراج بھی نہیں جسے شہور کی یک سالہ مدت کو یوم و ماہ کے دائرے میں قید کیا جا سکے۔ اس کے برعکس ایک اور مثال عرض کروں، یہ دیوان غالب بخط غالب کے ترقیمے پر پائی جاتی ہے۔ یہاں غالب دن مہینہ تاریخ سب لکھ گئے سن کا لفظ بھی لکھ دیا مگر ہندسوں کا اندراج چھوڑ دیا۔ اب یہ سہواً ہوا یا عمداً کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ غالب کی دیگر تحریروں کے مطالعہ سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ وہ سال کا اندراج ضروری نہیں جانتے تھے۔ اور اکثر جگہ تاریخ کے بعد سال حال لکھ کر چھوڑ دیتے تھے جیسے وقت کوئی رواں دواں نہیں بلکہ جامد ہے۔ اس ترقیمے میں غالب نے عقیدت و محبت کے انداز میں مرزا عبدالقادر بیدل کا نام لیا ہے۔ ترقیموں میں تعلق خاطر کے طور پر یہ اندراج اس لیے اہم ہے کہ اس اظہار سے غالب کی کوئی بازیافت وابستہ نہیں۔ ان دو مثالوں سے معلوم ہوا کہ ترقیمہ جسے کتاب کی عمر کے تعین میں حتمی حیثیت کا مالک ہونا چاہیے تھا کبھی کبھی چیستاں بھی بن جاتا ہے اور یہ صورت اکثر رونما ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ دوسرے ذرائع استعمال کر کے محققین اسے حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دوسری زیر بحث چیز مہر ہے یہ بالعموم ایسے مخطوطات پر پائی جاتی ہے جو کسی نہ کسی صاحب حیثیت شخص کی ملکیت میں رہے ہوں۔ یہ حیثیت مال، منصب، علم تینوں کی ہو سکتی ہے مثلاً سلاطین امرا علما وغیرہ۔ ملکیت کے علاوہ ہمیشہ تو نہیں لیکن متعدد مواقع پر مہر مخطوطے کی عمر متعین کرنے میں مدد دیتی ہے۔ مہر کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ اپنے نقوش سے جس سن کا اظہار کر رہی ہے اسی میں ثبت کی جائے، یہ عمل دس بیس برس بعد بلکہ صاحب مہر کی تمام عمر میں کبھی بھی ہو سکتا ہے ہاں مالک کتاب کا تعین ضرور ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی مہر بغیر کتاب پر ثبت ہوئے بھی اپنا کام دکھا جاتی ہے اور کتاب کے زمانہ کتابت کو متعین کرنے میں مدد دیتی ہے۔ یہ بڑی دلچسپ صورتحال ہے۔ دیوان غالب بخط غالب کے زمانہ کتابت کا تعین غالب کے ایک ہی سال میں تیار کردہ دو مہروں سے ہوا تھا جن میں سے ایک پر ان کا نام اور عرف اور دوسری پر نام اور تخلص دونوں درج تھے جبکہ یہ دونوں

Marfat.com

مہریں مخطوطے پر موجود نہیں تھیں۔

تیسری زیر بحث چیز عرضدیدہ ہے۔ عرضدیدہ کا مطلب میری رائے میں شاہی ذخیرہ کتب ہے جب کوئی کتاب اپنی کسی بھی خصوصیت کے باعث بادشاہ کے مطالعے یا ملاحظے میں لائی جاتی تھی تو اس ذخیرے کا کتابدار یا امرا میں سے کوئی شخص جو ملاحظے میں لانے کی خدمت انجام دیتا تھا "عرض دیدہ شد" لکھ دیا کرتا تھا یعنی بملاحظہ حضور اس سے کتاب کی اہمیت میں اضافہ ہوجاتا تھا کہ ظل الٰہی نے اس کتاب میں خاصی دلچسپی لی۔ مجھے عرضدیدہ حامل جو نسخے یاد آتے ہیں وہ مغل شاہی کتبخانے کے ہیں اس لیے میں کم از کم یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ یہ رسم مغل بادشاہوں نے ڈالی تھی۔ اس جملے کے اوپر کبھی کبھی بادشاہ وقت کی مہر بھی ثبت کر دی جاتی تھی تاکہ اظہار واقعہ زیادہ معتبر ہوجائے عرضدیدہ کو اسٹاک ویریفکیشن کا بھی نشان قرار دیا جاتا ہے مگر میری رائے میں اگر ایسا ہوتا تو کثرت سے عرضدیدہ لکھا ہوا ملتا جبکہ ایسا نہیں ہے۔ عرضدیدہ بادشاہوں کے ذوق طبع کو سمجھنے میں بھی مددگار بن سکتی ہے کہ کس بادشاہ نے کس کتاب کو کتنی اہمیت دی۔ اور یہ سلسلہ کتنی نسلوں تک چلا۔ یعنی کتنے بادشاہوں کے زمانے میں عرضدیدہ لکھا گیا یا مہریں لگائی گئیں۔ اس ضمن میں اکبر، جہانگیر اور شاہجہاں کے دور کے عرضدیدہ کے نمونے خاصی تعداد میں مل جاتے ہیں بلکہ جہانگیر اور شاہجہاں نے دلچسپی کا اظہار اپنی ملکیت کی تحریریں لکھ کر بھی کیا ہے۔ شاہجہاں تو اپنے والد سے ایک قدم آگے بڑھ گیا اور خاصا اوّل، دوم، سوم، اور کبھی کبھی قیمت یک ہزار روپیہ وغیرہ جیسے اندراجات کے ذریعہ اپنی دلچسپی قدر افزائی بلکہ مخطوطہ شناسی کے کئی ثبوت ہمارے لیے چھوڑ گیا۔ مختصراً ترقیمے، مہریں اور عرضدیدے، یعنی کم و بیش تینوں مخطوطہ شناسی میں نشان راہ کا کام کرتے ہیں اور ان کے تفصیلی مطالعے کی ضرورت کا احساس دلاکر خدابخش لائبریری نے بہت اچھا کام کیا ہے جو حل مشکلات کرے گا اور نتیجہ خیز ثابت ہوگا۔ اگر مختلف زبانوں کے نمونے تاریخی ترتیب سے سامنے رکھ کر ان کا مطالعہ کیا جائے تو بہتر نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔ ترقیمے کی روایت کو آج تک لانے کے لیے اگر میں عرض کروں کہ میں یعنی اس فقیر بندہ تقصیر نے یہ تحریر آج بتاریخ ۲۸ ستمبر ۱۹۹۴ء کو معمار خانہ خدا بخش لائبریری میں مکمل کیا اور اسکے دوسرے اجلاس میں پڑھا تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ ختم کلام شد تمت تمام شد۔

ڈاکٹر امیر حسن عابدی، ڈاکٹر اکبر علیخان، ڈاکٹر انصار اللہ کے مقالے پر بحث

ڈاکٹر عطا خورشید:

عابدی صاحب سے ایک سوال کرنا چاہوں گا کہ پہلے جس نسخے کا انھوں نے تعارف کرایا وہ تذکرۃ الاولیا کا قدیم ترین نسخہ اور سعید نفیسی کے حوالے سے انھوں نے بتایا کہ اس کا سال تصنیف ۶۱۷ ھ ہے۔

Marfat.com

اور انھیں نیشنل میوزیم میں جو نسخہ ملا وہ ۶۱۳ھ کا لکھا ہوا ہے تو یہ بتائیں کہ تصنیف سے چار سال قبل کس طرح اسکی کتابت ہوگئی اگر ۶۱۷ھ میں کتاب لکھی ہی گئی تو ۶۱۳ھ میں اسکی کتابت کیسے ہوگئی۔

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن :

عابدی صاحب کا مقالہ بڑا پر مغز ہے، آپ نے فرمایا کہ فلاں نسخہ ظہوری پر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ ظہوری کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، اسطرح کی بہت ساری تحریریں ملتی ہیں کہ یہ فلاں مصنف کا لکھا ہوا نسخہ ہے تو کیا اس سے مان لیا جائے کہ یہ اسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ ہے یا اس کے لیے مزید کوئی اور بات غور و خوض کرنی ہوگی۔

دوسری بات عرضدیدہ جسے ہم استعمال کرتے ہیں اسکی تعریف سامنے آجائے کہ عرضدیدہ کسے کہتے ہیں اور اس کے حدود کیا ہیں۔

شاہجہاں قاسمی :

مہروں عرضدیدوں اور ترقیموں کے حوالے سے جو ہم مخطوطے کی تعیین و تصدیق کرتے ہیں تو خود ان مہروں عرضدیدوں کی تصدیق کی بھی کوئی صورت ہے، ممکن ہے کسی نے لکھ دیا ہو آج سے ایک ہزار سال پہلے کسی شخص کے بارے میں، مہر اسطرح کی بنا کر لگا دی ہو کوئی ترقیمہ لکھ دیا ہو اسکی تحقیق کی کیا صورت ہوگی۔

مصباح الحق :

جامی کی تفسیر سورہ یوسف کی کتابت مہربانو بیگم نے کی اور آپ نے ان کا سال پیدائش ۸۹۶ھ کا تخمینہ لگایا اور وہ کتاب مصنف کے پاس پیش کی گئی اور مصنف کی اس پر اصلاح ہے تو جامی کا خود انتقال ۸۹۶ میں ہوا تو اس پر اصلاح کیسے ہوسکتی ہے جبکہ مہربانو بیگم کی ولادت ۸۹۶ھ میں ہوئی ہے۔

● جالینوس کی جس کتاب کا آپ اپنے مقالے میں حوالہ دیا ہے اس کتاب کا پورا نام کیا ہے۔

ڈاکٹر رحمت علی خاں :

انصار اللہ صاحب کے مقالے کے سلسلے میں ایک چھوٹا سا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ آج کل کچھ ایسی چیزیں نکلی ہیں جس سے ہم مٹائی ہوئی کھرچی ہوئی تحریریں پڑھ سکتے ہیں تو اس سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

مہر الٰہی :

ترقیمے کے لیے انگریزی لفظ کالوفون استعمال کیا گیا جس کے معنی Finish یا Submit ہیں تو کیا یہ ترقیمے کے لیے صحیح لفظ ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر عطا خورشید:

انصار اللہ صاحب نے ترقیمہ کے لیے تتمہ کا لفظ استعمال کیا اس سے پہلے ایک لفظ خاتمہ کی بات بھی آئی تھی۔ میرا خیال ہے تتمہ یا ضمیمہ یا خاتمہ اسکا تعلق براہ راست ٹکسٹ یعنی متن سے ہوگا اور خاتمہ کیلیے کیٹلاگرس آخری عبارت کا استعمال کرتے ہیں۔ دوسری چیز انھوں نے غالباً انجمن ترقی اردو پاکستان کی فہرست سے ایک سنگھاسن بتیسی کے نسخے کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ یہ دو نسخے ایک ہی دن ۴ محرم ۱۲۹۴ھ میں لکھے گئے۔ یہ ناممکن ہے کہ دو نسخے ایک ہی دن لکھ دیے جائیں لیکن اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ترقیمے دو تین چار بھی ہوتے ہیں ایک مصنف کا ترقیمہ، دوسرا اس سے جو نقل ہوا تیسرا جو نسخہ نقل کیا گیا وہ ترقیمہ ممکن ہے اس میں ایک اصل نسخہ ہو جو ۱۲۹۴ھ کا ہو دوسرا نسخہ دوسرے کاتب نے اپنا ترقیمہ نقل کیا وہ پہلے ہی ترقیمے کو نقل کر کے چھوڑ دیا ہو۔

ڈاکٹر عبد الباری:

آپ نے فرمایا ایک دن میں دو نسخے تیار نہیں ہو سکتے ہیں۔ ترقیموں کے سلسلے میں تو ایسا ہو سکتا ہے کہ دو یا تین یا چار کتابیں رہی ہوں اور صرف آخری کا حصہ اگر رکھا جائے تو میرا خیال ہے دو یا تین بھی ممکن ہے۔

شاہ اسماعیل:

دونوں نسخوں میں من وعن وہی کتابت ہے وہی کاتب ہے تو بات آگے بڑھے ورنہ وہیں پر ختم ہو جائے گی۔

ڈاکٹر افتخار احمد مدنی:

ترقیمے کے سلسلے میں بات آئی، دو مخطوطے پر ایک ہی تاریخ۔ تو عام طور پر ایسا دیکھا جا رہا ہے کہ کاتب جس نسخے سے نقل کرتا ہے اس سے یہ تو بات سامنے آگئی کہ بہت سارے مخطوطات میں سنہ کتابت موجود نہیں ہے یا کاتب کا نام موجود نہیں ہے جبکہ مخطوطہ پورے طور پر مکمل ہے۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض جگہوں پر جس کاتب نے جس نسخے سے نقل کیا ہے اسے تو مکمل کر دیا ترقیمہ بھی تحریر کر دیا لیکن خود اپنی طرف سے اضافہ نہیں کیا۔ اہم مخطوطات اور مشہور کاتبوں کے نام سے جعلی نسخوں کا بھی ایک سلسلہ چلا ہے۔ صرف ترقیمے کی بنیاد پر کسی کتاب کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔ جعلی کتاب لکھنے کا سلسلہ ملفوظات سے ہی شروع ہوا ہے میرا جہاں تک اپنا مطالعہ ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر امیر حسن عابدی:

وہ تو بالکل صاف عبارت ہے تمت اور سعید نفیسی نے کس بنیاد پر یہ لکھا کہ وہ ۶۱۷ھ میں مکمل ہوا میں نہیں جانتا۔ انھوں نے اپنا ایک دعویٰ کیا ہے۔ ایسا لکھا ہے، یہ سب ترقیمے تو ان کے سامنے تھے نہیں، انھوں نے تو عطار پر ایک مفصل کتاب لکھی ہے اور بہت سی کتابیں، مثنویاں جو انکی طرف منسوب ہیں اور تمام کیٹلاگس بھی اس میں شامل ہیں انھوں نے اسکی تحقیق نہیں کی۔ نولکشور کا جو نسخہ چھپا ہے اسمیں بھی جعلی مثنویاں ہیں۔ ان کی محقق تو چند مثنویاں ہیں اور نثر میں تذکرۃ الاولیا ہے۔ تذکرۃ الاولیا کے سلسلے میں انھوں نے یہ لکھا کہ ۶۱۷ھ میں انھوں نے مکمل کیا۔ یہ ترقیمہ یا تتمہ تو ان کے سامنے تھا نہیں لیکن ۶۱۳ھ کی بات یہ ہے کہ کم از کم یہ کتاب اس سال مکمل ہوئی۔ اگر تمت الکتاب کا مطلب ہے کہ کاتب نے اس کو مکمل کیا تب تو اور اہم ہے۔ بہر حال یہ قدیم ترین نسخہ ہے جو قونیہ میں لکھا گیا اور ۶۱۹ھ سے بہت پہلے کا لکھا ہوا ہے انھوں نے ۶۱۷ھ کا کوئی ثبوت نہیں دیا ہے۔ ۶۲۲ھ یا ۶۲۷ھ میں وہ مرے ہیں وہ اسمیں دیا ہوا ہے۔ تو کم سے کم کتاب مکمل ہوئی ۶۱۳ھ میں اور قونیہ میں یہ نسخہ لکھا گیا خود قونیہ میں اس نسخے کا لکھنا، بہت اہم ہے نسخہ بھی عمدہ ہے خط نسخ میں ہے۔

نسخہ ظہوری کے سلسلے میں انھوں نے لکھا ہے کہ یہ ان کی نظروں سے گذرا ہے اور بہت سی جگہوں پر انھوں نے دو شعروں کا اپنی طرف سے کسی غزل میں اضافہ کر دیا ہے، ایک پوری غزل ان کے ہاتھ کی ہے جو بمبئی یونیورسٹی کے کیٹلاگ میں چھپا ہے، نذیر صاحب کی ظہوری پر تھیسس تھی انھوں نے اپنا عکس اس کتاب میں دیا ہے لیکن انھوں نے خود اس نسخے کو نہیں دیکھا میں نے اس پہلے صفحے کا حوالہ دیا ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ان کی نظر سے گذرا انھوں نے بعض اضافے کئے ہیں اور وہ تحریر اس صفحے سے ملتی ہے جو نذیر صاحب نے دی ہے۔ تو کچھ نہ کچھ تو بھروسہ کرنا ہوگا، ہر چیز کو آپ جعلی کہہ دیں یہ مناسب نہیں ہے۔

ہاں جامی کے سلسلے میں جو سوال اٹھایا گیا۔ دراصل میں جس وقت مقالہ لکھ رہا تھا اسوقت وہ نسخہ میرے سامنے نہیں تھا۔ ظاہر ہے وہ قلمی نسخہ بھی ہے جسکی کتابت بابر بادشاہ کی چھوٹی بہن مہر بانو بیگم نے کی تھی۔ نیز خود جامی نے اس پر اصلاحیں کی ہیں۔ مہر بانو بیگم بابر بادشاہ سے آٹھ برس چھوٹی تھیں اس لیے انکی ولادت ۸۹۶ھ میں ہوئی ہوگی میں نے مہر بانو کے سلسلے میں کہیں اور سے اطلاع حاصل کی کہ یہ چھوٹی بہن تھی یا بڑی بہن تھی یہ ٹامس ولیم وصیل کی کتاب میں غالباً میں نے دیکھا اس کے متعلق تو مجھے یہ ملا، میری نظر میں پورا نسخہ

Marfat.com

فی الحال نہیں ہے، بہرحال ان کی مہر تو موجود ہے جو مہر بانو بیگم کی ہے۔ مہر بانو بیگم کی اسکے اندر تحریر ہے۔ انھوں نے نسخہ کی کتابت کی تھی اور اس پر اصلاحیں خود جامی کی ہیں۔

ڈاکٹر انصار اللہ :

ابھی یہ بات آئی کہ کتاب مکمل ہونے سے پہلے کیسے لکھی گئی۔ جب پی ایچ ڈی میں میرا داخلہ ہوا "میر علی اوسط رشک" میرا موضوع تھا اس کا مطبوعہ دیوان مجھے دیا گیا اس دیوان کو دیکھتے ہی میرے ذہن نے یہ کہا کہ یہ کتاب اس سے پہلے مکمل ہو چکی ہے۔ اس کا جو مطبوعہ نسخہ ہے وہ ۱۲۶۳ھ کے بعد کا ہے مگر اس کا کوئی اندراج نہیں تھا، میرے ذہن نے ایک بات کہی کہ یہ یقیناً اس سے پہلے کی کتب ہے چنانچہ میں نے تلاش کیا اور مجھ کو اس سے پہلے کا چھپا ہوا نسخہ مل گیا۔ تو کوئی اندراج نہیں ہے کسی قسم کا کوئی اشارہ نہیں ہے کسی مورخ کسی تذکرہ نویس نے یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ دیوان ۱۲۶۳ھ سے پہلے مکمل ہوا ہے لیکن اس سے پہلے کا مکمل شدہ نسخہ میرے پاس موجود ہے اور اسکی نقل میں نے خدا بخش لائبریری کو دی ہے تو یہ دنیا بڑی عجیب و غریب جگہ ہے یہاں ہر نا ممکن چیز ممکن ہوتی ہے اور اسکی مثالیں مل سکتی ہیں۔

شاہ اسماعیل :

ترقیمہ عموماً کاتب کا ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ عادی کاتب نہیں ہے اسکو یہ یاد ہی نہیں آیا کہ سن کیا ہے بات تو پھر بھی رہی۔ نسخہ کون صحیح ہے کون جعلی۔ اسکے لیے تو ہم بہت ساری چیزوں کو دیکھنا ہوگا اس کے بعد فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کتابت کس زمانے کی ہے کس رنگ کی ہے کس ڈھنگ کی ہے کاغذ کیسا ہے یہ سب کچھ دیکھنا ہوگا۔

ڈاکٹر عابد رضا بیدار :

بہتر یہ ہوگا جیسے پچھلے سیشن میں یہ بات آئی کہ اصطلاحات ترقیمہ، تتمہ، خاتمہ، کیا یہ سب کے سب کالوفن کے ترجمے کے طور سے استعمال کیے جا سکتے ہیں یا ایک درجے کے مطابق تتمہ اختیار کیا جائے یا نا تمہ۔ کیا یہ سب کے سب کالوفن کے ترجمے کے طور سے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ ایک بات یہ آئی کہ دو نسخوں میں ایک ہی سنہ لکھا ہوا تھا ایک ہی دن ایک ہی تاریخ ایک ہی مہینہ وہ کیا ایک دن میں بیٹھ کے لکھ دیا یا برابر برابر۔ ایک نکتہ یہ ہے کہ وہ آدھا صفحہ اس کا لکھتا تھا آدھا صفحہ اس کا لکھتا تھا اور آخری دن یوم ذی الحجہ تھا تو اس دن اس نے آخری صفحہ لکھا آخری دن اس نے وہ لکھ دی۔ آپ آڑے نہیں آسکتے اگر آخری دن وہ آخری صفحے

Marfat.com

لکھ دے۔ لیکن یہ بہت اہم بات نہیں ہے۔ وہ کسی دوسرے نسخے کا من وعن نقل بھی تو ہو سکتا ہے جس پہ وہ تاریخ لکھی ہو۔ اب کسی جگہ لکھا ہوا ہے بخط آزاد بلگرامی ہمارے یہاں ایک نسخہ ہے اب مقابلہ کرتے ہیں تو تحریر ملتی نہیں ہے۔ شبہ ہے۔ بعض اور لائبریریوں میں بھی اس قسم کی چیزیں ہیں۔ محمود حسن قیصر صاحب نے بھی کچھ مسائل چھیڑے، علیگڑھ کے بارے میں کچھ اور سننے کو آیا۔ حسن نظامی نے شائع کر دیا بخط اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی وہ آدمی جو قرآن شریف لکھ رہا ہے کیا ایسا لکھے گا۔ حسن نظامی کو آپ سب جانتے ہیں لیکن یہ کہ لکھا ہوا ہے تو ہم مان لیں کیا۔

فرخ جلالی:

حیدر آباد میں بلگرامیوں کا ایک محلہ موجود ہے اور خاص طور سے یہ نسخہ ہے جو عماد الملک اور سید علی بلگرامی کے کتابخانے پر مشتمل تھا اس لیے بہت ہی نادر مطبوعہ کتاب سنہ ۱۶۵۱ء کی "گلستان" علیگڑھ میں موجود ہے اسکی اطلاع ایران میں بھی ہے، تو یہ بات اہم ہے کہ شاہی کتابخانوں کے یہ نسخے کیسے بلگرام پہنچے اور اسکی ایک بڑی شہادت یہ ہے جو جہانگیر نے پہلے ہی دن شاہی محل میں چند کتابوں کے جو جائزے لکھے تھے ان میں دو حیدر آباد سے آئی ہے ایک ورق سبحان اللہ کلکشن میں موجود ہے جسے شجاع الدین بلگرامی نے پیش کیا۔ ایک بات یہ کہ خود بہار میں نور الحسن بلگرامی بڑی اہم شخصیت گزری ہے جن کو ایک دور میں بنارس کی نوابی بھی انگریز دینا چاہتے تھے اپنے اثرات کی وجہ سے اور اس وقت تک اس کتبخانے کی کتابیں برابر بک رہی ہیں۔

عرضدیدہ کے سلسلے میں آپ نے بڑی اہم بات کہی کہ بادشاہ کو پیش کی گئی۔ یہ عرض کا لفظ قدیم زمانے سے فارسی میں اصل میں وزارت کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے تو ایک حصہ جو کتابخانوں کی دیدکرتا رہا تھا ان عرضدیدوں میں ٹرانسفر کا بھی ذکر ہے کہ ایک تحویلدار جیسے محمد باقر چارج دے رہے ہیں، اور ایک ہی تاریخ کے کئی عرضدیدے مختلف کتابوں میں موجود ہیں، اس سے اس بات کی تصدیق بھی ہوتی ہے کہ رجسٹر ہے اور اس میں یہ بھی لکھا جا رہا ہے کہ اسمیں کتنے ورق ہیں اور کتنی تصویریں ہیں۔ بعض مخطوطہ ایسا ہے جس میں یہ نوٹنگ موجود ہے کہ اس میں سے دو تصویریں یا تین ورق کم ہیں۔ ترقیمے کی بات جو بیدار صاحب نے اٹھائی اس کے لیے ایک اور لفظ ہے وہ بھی بڑا اہم ہے۔ ترقیمے کی ترکیب پر بھی عربی والوں کو کچھ اعتراض ہوگا۔ دیوان سودا اور اس سلسلے کی جو بات آئی مہروں کی تو میں نے اسی سے زیادہ کتابوں کی فہرست تیار کی اسمیں سب مہریں عموماً سرخ اور مستطیل ہیں صرف ایک دو مہریں کالی نظر آئیں۔

Marfat.com

ڈاکٹر رحمت علیخاں:

سب سے پہلے عرشی زادہ صاحب نے بحث اٹھائی ہے کہ عرضدیدہ زیادہ تر بادشاہوں کے لیے ہوتا ہے، شاہی لائبریریوں کا نسخہ اگر ہو تو اسے عرضدیدہ کہدیا مگر میرے حساب سے ایسا نہیں ہے۔ کئی امرا کے کتابخانے میں ہم نے پڑھا ہے کہ عرضدیدہ حیدر علی خاں عرضدیدہ منیر الدولہ قلی خاں وغیرہ تو اسطرح امرا یعنی اس زمانے کے بڑے قسم کے لوگوں کے کتبخانوں کی چیزوں پر عرضدیدہ ہو سکتا ہے، یہ صرف بادشاہوں کے لیے مخصوص نہیں۔ یہ بھی نہیں سمجھنا چاہیئے کہ صرف مغلوں کی حد تک مخصوص تھا بلکہ ہر جگہ ایسا تھا۔

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن:

عرضدیدہ کے لیے ضروری نہیں کہ بادشاہ یا امراہوں اور انہی کی خدمت میں پیش کیا جائے بلکہ عرضدیدے اور بھی ملتے ہیں، جو دوسروں کے نام ہیں جو زیادہ معروف نہیں۔ جہاں تک عرضدیدہ کالوفن اور مہروں کا مسئلہ ہے تو کیا جو مہر کاغذوں پر لگ جائے یا جو عرضدیدہ کسی کاغذ پر لکھ دیا جائے یا جو ترقیمہ کسی کاغذ پر لکھ دیا جائے وہ صحیح مان لیا جائے۔

ترقیمے، عرضدیدے یا مہروں کی صحت کے لیے تین چار چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے ایک یہ کہ اگر دسویں یا بارہویں صدی کا کوئی نسخہ ہے اور اس پر کوئی عرضدیدہ یا کوئی کالوفن ہے تو کاغذ کے بارے میں سوچنا ہے کہ کاغذ کس زمانے کا ہے کیونکہ کاغذ کی ہسٹری خود بتاتی ہے اسکی نوعیت خود بتائیگی نسخے کی قدامت کے سلسلے میں۔ کاغذ ایک بنیادی چیز ہونی چاہیئے فیصلہ کرنے کے لیے کہ وہ عرضدیدہ یا اسطرح کی معلومات صحیح ہیں یا غلط۔ دوسری چیز ہے روشنائی۔ آج کی روشنائی اور پانچ سو سال پہلے کی روشنائی میں لازماً فرق ہو گا اس لحاظ سے روشنائی بھی ایک حقیقت بنتی ہے۔ فیصلہ کرنے کے لیے کہ کون سا مخطوطہ کس زمانے کا قرار دیا جائے اور صحیح یا غلط کا کیا معیار ہونا چاہیئے۔ تیسری چیز ہے رسم الخط، ہر صدی کا رسم الخط چونکہ الگ الگ ہوتا ہے اس لیے رسم الخط بھی بنیادی چیز ہوئی کہ اس زمانے کا رواج کیا تھا اور جو لہجہ اختیار کیا گیا لکھنے کا وہ کیسا ہے اور کیوں؟ مثلاً اکبر کے عہد میں اللہ اکبر لکھنے کا رواج تھا۔ اسطرح کی اور بھی چیزیں ہو سکتی ہیں۔

ڈاکٹر امیر حسن عابدی:

بہار میں ضلع آرہ میں جو اب رہتاس ضلع میں ہو گیا ہے ایک بڑا کتب خانہ تھا آپ نے اس کا نام نہیں لیا صرف مارہرہ، بلگرام اور حیدرآباد کا ذکر کیا بہت بڑا کتب خانہ تھا وہاں بلکہ اسکی کتابیں بکی ہیں۔

Marfat.com

اور ہم تک پہنچی ہیں انہیں سے ایک صاحب گرفتار بھی ہوئے تھے، یہ لوگ بھی بڑے رئیس تھے۔ تو اس کا نسخہ تو بہت جگہ مل جائے گا۔

پروفیسر ابو محفوظ الکریم المعصومی:

بلگرام کے سلسلے میں اگر گفتگو کی جائے تو بنیادی بات یہ ہونی چاہئیے کہ بلگرامیوں میں سے سادات حسینی کون تھے۔ سادات زیدی کون تھے۔ سادات حسنی کون کون تھے۔ ترمذی کتنے تھے اور اس میں سے کس نے کہاں جا کر پناہ لی یا کہاں وہ منتقل ہوئے اور ان کے ساتھ کتابیں کس طرح منتقل ہوئیں۔ ان جگہوں کی کتابوں کا منتقل ہونا الگ بحث ہے بہت مفید ہے۔ بہت تاریخی ہے۔

مہر الہٰی:

عرض یہ ہے کہ سلسلے میں عرض ہے کہ بعض نسخوں پر ایک لفظ ملتا ہے تحویل اور داخل کتبخانہ اور عربی کے بعض الفاظ ملتے ہیں جس کے معنی ہیں میری تحویل میں آیا۔ "انتقل" یہ کیا اسی سے جڑے ہوئے ہیں یا اس سے الگ۔ ہمارے سامنے جب کوئی مخطوطہ آئے تو اعداد پر ہمیں نظر کرنی چاہئیے، ہندسوں کی ساخت بھی اہم ہیں مختلف زمانوں میں بعض حروف کی ساخت مختلف رہی ہے اس پر نظر کرنی چاہئیے، ترقیموں میں مہروں میں مختلف کیلنڈر کے سن لکھے جاتے ہیں ہمیں معلوم کرنا چاہئیے کہ کس کیلنڈر کا استعمال کب سے شروع ہوا۔ مثلاً ہجری سنہ کی بات ہے تو ذخیرہ شیرانی میں قدیم ترین مہر ۱۸۸۱ء کی ہے جو میرے علم میں ہے ممکن ہے اس سے پہلے بھی رہی ہو اسی طرح عیسوی کیلنڈر کا سترہ سو کچھ میں چلن ہوا۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے تو بہت پہلے کی اگر کوئی مہر لگا رہا ہے تو ہم اسے دیکھ سکتے ہیں اور بہت سارے سنہ استعمال میں رہے ہیں بعض سنہ تو مقامی ہیں وہاں ان کا استعمال ہے تو ٹھیک ہے لیکن دوسری جگہ اس سنہ کا استعمال مشتبہ ہو سکتا ہے تو سنہ پر نظر کرنے کی ضرورت ہے حروف کی ساخت پر غور کرنے کی ضرورت ہے، مثال کے طور پر کلکتہ میں 'ت' ۱۸۰۰ء کے قریب 'ط' سے لکھنے لگے تھے لیکن 'ت' پر دو نقطے اور اس کے اوپر 'ط' یہ ۱۸۲۵ء بلکہ ۱۸۳۰ء تک لکھنؤ میں رائج تھا۔ 'ت' پر چار نقطے غالب غدر کے بعد تک بنا رہے ہیں۔ تو اس سلسلے میں مختلف زمانوں مختلف علاقوں کی تحریروں کے نمونے ہمارے سامنے ہونے چاہئیں۔ کوئی کیٹلاگ بن جائے تو اس سے ہمیں بڑی سہولت ہو جائے گی۔

Marfat.com

پروفیسر ابو محفوظ الکریم المعصومی :

عرضدیدہ کی تحقیق شاہان مغلیہ یا شاہان وقت سے کرنی درست نہیں بلکہ دیگر حضرات کو بھی حق پہنچتا تھا کہ حسب موقع یا صوابدید عرضدیدہ لکھیں۔

ڈاکٹر اعجاز حسین :

ایک صاحب نے جو مقالہ پڑھا ہے جسمیں انھوں نے لال روشنائی کے متعلق جو بات کہی کہ واجد علی شاہ کی کچھ مہریں ایسی ملی ہیں جو لال روشنائی میں ہیں اور اس بنیاد پر انھوں نے کہا کہ یہ جعلی ہیں۔ واجد علی شاہ کا کتب خانہ مٹیا برج کلکتہ میں ہے وہاں ان کے پرپوتے پرنس انجم قدر صاحب کی اجازت سے میں نے کتب خانے کے کچھ نسخے دیکھے ہیں ان پر لال روشنائی میں کچھ مہریں بھی میں نے پائی ہیں۔ تو واجد علی شاہ سعادت علی خاں سے برجیس قدر کے زمانے تک جتنے بھی مخطوطے ملے ہیں ان کے اوپر خاص طور سے لال روشنائی یا کالی روشنائی میں جو مہریں ہیں اُن کے اوپر دو مچھلیوں کی تصویریں پائی جاتی ہیں وہی اسکے اصل ہونے کی بنیاد ہے اور لال روشنائی کالی روشنائی کی ایسی کوئی بات نہیں ہے جہاں تک میرا علم ہے۔

ڈاکٹر امیر حسن عابدی :

میں بھی وہاں ایک کانفرنس میں گیا تھا انجم قدر صاحب نے گائیڈ کیا تھا۔ وہاں کوئی کتب خانہ ہی نہیں ہے ان کا جو وہاں بہت بڑا امام باڑہ ہے وہیں انھوں نے دعوت کی تھی، ان سے میں نے کہا کہ کم از کم واجد علی شاہ کی جتنی کتابیں شائع ہوئیں یا جو کچھ بھی ہو اسے رکھئے۔

پروفیسر ابو محفوظ الکریم المعصومی :

میں تتمہ کے طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مٹیا برج کلکتہ میں اساتذہ فارسی کے کانفرنس کے موقع پر اتفاق سے میں بھی شریک تھا، انجم قدر صاحب نے اس موقع پر خاص طور سے دعوت دی تھی طعام و کلام کے بعد بھی اس کا موقع ہی نہیں تھا کہ وہ مخطوطات وغیرہ دکھائیں شاید موقع نہیں تھا ورنہ وہاں کافی چیزیں موجود ہیں علیگڑھ میں ان کے بھائی کوکب قدر صاحب کا بھی بیان ہے کہ وہاں ذخیرہ ہے لیکن وہ عام طور پر لوگوں کو نہیں دکھاتے ہیں۔

ڈاکٹر عطا خورشید :

اکبر علیخاں صاحب سے یہ معلوم کرنا تھا کہ انھوں نے پہلا ترجمہ ابن خلدون کا بتایا ہے اگر وہ فارسی ہے تو اس کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن عربی ترجمے اس کے قبل سے لکھے جا رہے ہیں کیا وہ فارسی کا پہلا ترجمہ ہے

Marfat.com

یادنیا کا سب سے پہلا ترقیمہ وہی ہے۔ اگر وہ عربی ہے تو جو سنہ انھوں نے بتایا ابن مقلہ کا اس سے تین چار سو سال قبل سے ترقیمے کی روایت ملتی ہے لیکن مولانا آزاد لائبریری میں مثنوی معنوی کا جو نسخہ ہے وہ سات سو کچھ کا ہے اس پر ترقیمہ عربی میں ہے۔ انھوں نے ۹۲۹ جو سنہ وفات دیا ہے اگر ابن مقلہ کا ۹۲۹ دیتے ہیں تو وہ غلط ہے۔

ڈاکٹر حسین احمد:

میں نے روشنائی پر بحث نہیں کی تھی میں نے مہروں کے سائز پر مہروں کے انداز پر بحث کی تھی۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ کالی روشنائی اسمیں ہے اور اس میں لال روشنائی ہے، اب آپ لوگ دیکھ کر پھر فیصلہ کریں گے۔ دوسری بات جو امیر حسن عابدی صاحب نے کی کہ ہر جمن بدھو کی مہروں پر بحث نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ بحث ہونی چاہیئے مخطوطات کے لیے یہ بہت ضروری ہے مخطوطات کی قدامت متعین کرنے میں مہروں سے بہت آسانی ہو جاتی ہے۔

اکبر علیخاں:

میں سمجھتا ہوں کہ شاید اس میں میرا کچھ عجز بیان بھی شامل رہا جو میں واضح نہیں کر سکا، میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ "عرضدیدہ شد" مہروں کے ساتھ مخصوص ہو کر رہ گیا تھا بلکہ مزید مجھے یہ بھی کہنا چاہیئے تھا کہ جس طرح مغلوں کی نقالی نوابین اور راجے مہاراجے کرتے رہے تھے اسی طرح دیگر امرا نے بھی نقالی کی جسکی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ ان کی اصل بھی مہروں پر جا کر ہی ختم ہوگی جہاں تک میری نظر سے وہ کتابیں گزری ہیں۔

"عرضدیدہ شد" کا مطلب یہ ہے کہ حضور میں پیش کی گئی' انھوں نے ملاحظہ فرمائی دوسرے یہ کہ وہ خود کہہ رہا ہے Verify کرنے والا کہ ہمارے سامنے پیش کی گئی اور ہم نے اسے Verify کیا میں سمجھتا ہوں انکیں سے پہلی صورت زیادہ میرے دل کو لگتی ہے، اسلیئے کہ دوسری صورت میں جب وہ کسی کتابدار کے سامنے پیش کی جاتی اور وہ Verify کر کے اس پر دستخط کرتا تو بہت کثرت ہونی چاہیئے تھی، عرضدیدہ کی اتنی کثرت نہیں ہے۔ اس لیے یہ بالعموم ایسی ہی صورت میں ہونا چاہیئے کہ وہ کتاب بڑی اہم تھی بادشاہ یا امیر کو اسکی ضرورت پیش آئی یا کتابدار نے یہ ضروری سمجھا کہ ملاحظے میں لائے اور بطور تبرک اس بات کا اظہار کر دیا۔

تحویل کتابخانہ والے نوٹ کی جو بات ہے میری رائے میں یہ بالکل الگ چیز ہے۔ تحویل کی تحریریں بہت مل جائیں گی اس لیے کہ وہ کثرت سے ایک تحویل سے دوسری تحویل میں جائیں گی جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔

تیسری بات یہ کہ میں نے جو ابن البواب کا تذکرہ کیا تھا تو وہ کسی روایت یا کسی اور قرات کی بنا پر نہیں کیا تھا

Marfat.com

میرا مقصد تو صرف اتنا تھا کہ ابن البوّاب نے جو ترقیمہ لکھا ہے اس میں اسنے تاریخ لکھی ہے اور یہ دونوں ابن المقلہ اور ابن البوّاب میں بڑے فصل کی بات نہیں ہے۔

ایک سوال یہ اٹھایا گیا کہ کیا یہ قدیم ترین کتاب ہے جس کا میں نے ترقیمہ عرض کیا میں یہ کہوں گا کہ میرے علم کی حد تک قدیم ترین ہے اسلئے کہ میں نے شاید عیسوی نہ کہا ہو گا سنہ کے ساتھ ہجری کہ دیا گیا وہ ۱۳۹ھ ہے۔

پروفیسر ابو محفوظ الکریم المعصومی :

عرضدیدہ کے سلسلے میں میرے مقالے میں کچھ میرے اپنے خیال کی باتیں ہیں اس لیئے کہ یہ چیزیں تحریری طور پر کسی دفتر معلومات میں شاید ابتک درج نہیں ہیں۔ یا اگر ہیں تو میرے علم میں نہیں ہیں تحویل شدہ کے بارے میں عرض کر رہا ہوں عرضدیدہ و تحویل فلاں کردہ شد اور شدہ، دونوں کا ساتھ ساتھ بھی وجود ہے جسکی بڑی اہمیت ہے اور ایک خاص نقطہ نظر سے ایک ہی انٹری میں دونوں باتوں کا آنا قابل غور بھی ہے اور کچھ اندازے سے اس کے معانی و مفاہیم طے کیے جا سکتے ہیں۔ لفظ تتمہ یا امضا کے بارے میں قطعاً غیر مطمئن ہوں مجھے اختلاف ہے اس تجویز سے کہ کالوفن کے لیے ختام یا خاتمہ چھوڑ کر تتمہ یا ضمیمہ یا تمام شد وغیرہ اصطلاحیں وضع کی جائیں ہمارے بزرگوں کی اصطلاحیں دوسری تھیں اور ہم ضرورت کے مطابق اصطلاح وضع کر سکتے ہیں لیکن ایسی اصطلاح وضع کریں کہ ماقبل کے لوگوں کے مصطلحات اور ہماری جدید اصطلاح میں تشابہ پیدا نہ ہو۔ ورنہ آئندہ نسل کے لوگوں کو زیادہ پریشانی ہو سکتی ہے توقیع کا بھی ایک لفظ آتا ہے اسکی بھی میں حمایت نہیں کر سکتا ورنہ توقیع بھی ہے امضا بھی ہے تتمہ بھی ہے۔ ترقیمہ کو ہم استعمال نہیں کرتے ہیں لیکن یہ جدید ترین طور پر اب اس کا استعمال شروع ہوا ہے اور اسکو مناسبت ہے رقم الثوب سے اور الرقیم سے کیونکہ رقیم کہتے ہیں کوئی لوح یا کوئی ورق جس پر کوئی تحریر ثبت ہو اسے الرقیم بھی کہتے ہیں اور لوح کے لیئے بھی کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں جو الرقیم ہے وہ تو اپنی جگہ پر ہے ہی لغتاً بھی قدیم زمانے سے یعنی تدوین لغت کے زمانے سے الرقیم کا یہ مفہوم موجود ہے۔ لہذا ترقیمہ کا اس سے تعلق نہیں رہا۔ عام طور پر عربوں کے ہاں ختام کا لفظ آتا ہے ختام الکتاب و ختام النسخہ دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ ختام التصنیف ایک الگ چیز ہے اور ختام الکتابہ ایک الگ چیز ہے جو کاتب کے نسخے کی بابت ہوتی ہے۔

ڈاکٹر ضیاءالدین ڈسائی :

عرض دیدہ ٹرانسفر آف چارج کے لیے بھی کبھی آیا ہو اور آیا ہے میرا جو ذہن جاتا ہے اور کہیں ٹرانسفر آف چارج بالکل نہیں ہے اور کہیں ٹرانسفر آف چارج کا یہ عالم ہے کہ ہر عرضدیدہ طویل شدہ بھی موجود ہے طویل شد تو

Marfat.com

مکمل کر دیا اور کہیں عرضدیدہ بغیر کسی Indicator کے ہے تو عرضدیدہ کا پہلے مفہوم اور اسکی ترکیب متعین ہو جائے تو بہتر ہے اسٹینگاس کے خیال میں عرضدیدہ بلا اضافت ہی درست ہے۔

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی:

صرف عرض میں چونکہ ہم نے اضافت لگادی اس لیے یہ سارے مسائل پیدا ہوئے کہیں عرضے نہیں لکھا گیا عرض دیدہ شد میں عرض کو آپ Noun تصور کریں، چیزے کہ عرض کردہ شد آج بھی ہم جدید فارسی میں استعمال کرتے ہیں بہت زیادہ عرض کردن۔ یعنی چیزے کہ مابکسی تقدیم می کنی، چیزے کہ مابکسی نشان می دہی، کہ این یک چیزے ہست شما بگیرید۔ تو یہاں اسمیں اتنا الجھنے کی بات نہیں ہے۔ آج جو استعمال کرتے ہیں عرض کردن، پیش کرنا اور یہ وہی لفظ ہے عرض دیدہ شد، عرضے دیدہ شد نہیں ہے۔ یعنی چیزے کہ عرض کردہ شدہ بود آں را من دیدہ۔

ڈاکٹر عابد رضا بیدار:

عرض دیدن مصدر نہیں ہے اور یہ طے ہو گیا ہے کہ اسمیں اضافت نہیں ہے۔ عرضے دیدن کہیں گے لیکن مطلب اس کا عرض دیدن ہوگا، آخری بات یہ کہ کوئی چیز پیش کی گئی وہ دیدہ شد اس بات میں میرا خیال ہے کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

فرخ جلالی:

اسٹینگاس معتمد نہیں ہے۔

ڈاکٹر عابد رضا بیدار:

اسٹینگاس میرے پاس نہیں ہے اتفاق سے وہ خدا ہے جسے آپ معتبر مانیں گے عرض دیدن اسمیں دیا ہوا ہے، کہتے ہیں۔ در عرف حال معنی موجودات گرفتن است اندراج کے کچھ شعر انھوں نے کوٹ کیے ہیں۔ عرض کردن کی طرح عرض دیدن بھی آتا ہے۔ تو یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ مصدر سے نہیں ہو رہا ہے عرض الگ ہے دیدہ شد الگ ہے۔

پروفیسر ابو محفوظ الکریم المعصومی:

دیدن اپنی جگہ پر مصدر ہے لیکن عرض دیدن ایک مصدر مرکب ہو گیا اسمیں عرض کا لفظ چیز کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ وہ خدا نے لکھا ہے چیزے بجنسے یا مختلف چیزوں کو خود انھوں نے دیا ہے اندراج کے حوالے سے اور جیسا کہ قاسمی صاحب نے فرمایا اور خود یہ بات ضیاء الدین ڈسائی صاحب بھی کہہ رہے ہیں یہی بات حکیم سید ظل الرحمٰن صاحب نے بھی فرمائی ہے تو عرض اصل میں شئی معروف کے معنی میں ہے مفعول کے معنی میں ہے

Marfat.com

ایک کتاب بادشاہ کو پیش کی گئی انھوں نے دیکھی یہ چیز وہاں نوٹ کر لی گئی۔ ظاہر ہے کتاب کی واپسی کے بعد ہی نوٹ کی گئی اسلیے عرضدیدہ ایک ثبوت ہے کہ کسی موقع پر بادشاہ نے کتاب دیکھی تھی بارے دگر پھر دیکھی ہو تو دوبارہ لکھتے ہیں عرض دیدہ اس کے ساتھ ساتھ تحویل کا بھی لفظ آجاتا ہے۔

ڈاکٹر انصار اللہ:

عرضدیدہ خود بادشاہ لکھتا تھا یا نہیں۔ ایک تحریر ملتی ہے لاہور میں ذخیرہ شیرانی میں یوسف زلیخا کا نسخہ ہے اور اس کے لیے یہ بتایا گیا ہے کہ جہانگیر بادشاہ کے ہاتھ کی تحریر ہے عرض دیدہ شد۔

ڈاکٹر ضیاء الدین ڈسائی:

اگر آپ نے اسے دیکھا ہو یا اس کا فوٹو ہو تو میں ماننے کو تیار ہوں ورنہ بڑے بڑے فہرست نگاروں سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں میں نے جتنے بھی بادشاہوں کی تحریریں دیکھی میں تقریباً ایک درجن شاہجہاں کی تحریریں دیکھی ہیں جہانگیر کی بھی کئی تحریریں دیکھی ہیں لیکن کہیں بادشاہ کے لکھنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا بادشاہ تو حکمراں تھا بادشاہ عرض کراتا تھا وہ خود عرض نہیں کرتا تھا۔

ڈاکٹر عطا خورشید:

مولانا آزاد لائبریری علیگڑھ میں ایک نسخہ ہے عراقی کا جس پر بہت سارے عرض دیدے ہیں اور جہانگیر کی تحریر بھی ہے میرا خیال ہے وہ تحریر جہانگیر ہی کی ہے۔

فرخ جلالی:

وہ تحریر نجم آذر کی ہے اسمیں عرضدیدہ جہانگیر کے ہاتھ کا نہیں لکھا ہے جو ایک دوسرا ترکی کا دیوان ہے فرق اسمیں صرف یہ ہے کہ ترجیعات عراقی کی تحریر میں جہانگیر نے آگرہ کا لفظ اور بڑھایا لیکن اس کتاب میں اور عرضدیدے تو ہیں لیکن جہانگیر کی تحریر میں لفظ عرضدیدہ نہیں ہے۔

ڈاکٹر ضیاء الدین ڈسائی:

یہ جو بھی Endorsement ہوتے ہیں یا یہ مہریں اور Endorsement جو ہوتی ہیں ان میں تطابق کرنا بڑا مشکل ہے عرضدیدے کے ساتھ اس وقت Signature تو ہوتی نہیں تھی عام طور پر مہریں Signature کے طور پر لگائی جاتی تھیں تو یہ دیکھنے پر ہی پتہ چلے گا کہ عرضدیدہ کا تعلق جہانگیر کی تحریر سے ہے یا نہیں۔

Marfat.com

فرخ جلالی:

دہ خدا کی لغت جو ابھی منگائی گئی خود اسمیں فرہنگ اندراج کا حوالہ ہے جو خود انیسویں صدی میں مدراس میں بیٹھ کر لکھی گئی وہ خود جامع ضرور ہے لیکن معتبر نہیں۔

پروفیسر ابو محفوظ الکریم المعصومی:

فرہنگ اندراج کو جب دہ خدا نے تسلیم کرلیا ہے تو میں سمجھتا ہوں اب اس سے زیادہ انکار کرنے کی گنجائش تو خیر نکل سکتی ہے، دہ خدا سے بھی غلطیاں ہوئی ہیں جیسی کہ فرہنگ اندراج سے نہیں ہوئی ہے بعض الفاظ کے سلسلے میں۔ بہرحال جب دہ خدا نے تسلیم کرلیا ہے تو ہمیں بھی تسلیم کرلینا چاہیئے۔ ہندستان کی فارسی میں کچھ ایسے اجزا ہیں جو اوریجنل پرشین ہیں اصل ایرانی ہیں۔ جسکو اب ایران والوں نے فراموش کردیا ہے اور اس بات کی توضیح خود آپ کی اور ڈاکٹر نذیر احمد کی تجویزوں میں بہت زیادہ آتی رہتی ہے۔

ڈاکٹر ضیار الدین ڈسائی:

خود دہ خدا بھی اندراج کو مانتا ہے ان کا حوالہ دیتا ہے تو پھر ایرانی اور ہندستانی کا اب سوال ہی کہاں ہے۔

● ــــ ہماری ساری بحث اس لغت کے مطابق غلط سمت میں جاری ہے۔ اس لغت سے تو معاملہ یہ قرار پاتا ہے ''موجودات گرفتن است'' اسٹاک چیکنگ سے زیادہ اس کے معنی نہیں ہوسکتے۔ جائزہ لینا، دیکھنا، چیک کرنا یہی معنی ہے'' موجودات گرفتن'' کا۔

اکبر علیخاں:

عرض دیدہ بہت زیادہ تعداد میں نہیں ملتا ہے اور جیسا کہ ضیار الدین ڈیسائی صاحب نے فرمایا بالعموم بادشاہوں کے حضور اگر کوئی کتاب پیش کی گئی ہے تبھی لکھا گیا ہے اس لیے کہ وہیں پر بادشاہ کی اتفاق سے تحریر بھی ہے ماضی کے بارے میں حتمی طور پر تو الہامی کیفیت میں ہی فیصلہ لیا جاسکتا ہے۔ ہمارے سامنے جس تعداد میں مثالیں ہیں میں نے اس سلسلے میں یہ عرض کیا تھا کہ یہ اکبر، جہانگیر، شاہجہاں اور عالمگیر کے زمانے کی کتابوں پر زیادہ ہے اسلیے اسے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ ہندستان سے باہر کی کوئی چیز ہے یہ ہماری ہی اصطلاح ہے جو کچھ بھی ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ تو ان کتابوں پر لکھی گئی ہے جو بادشاہوں کے ملاحظے میں لائی گئی ہیں۔ کل میرے سامنے یہ لغت نہیں تھی اس لیے اس وقت میری رائے تو یہ تھی کہ عرض دیدہ شد جیسے بملاحظہ حضور آمدہ شد اگر یہ اسٹاک ویریفیکیشن کے لیے ہوتا تو کثیر تعداد میں اسکی مثالیں ملنی چاہیئے تھیں جو نہیں ملتیں۔

Marfat.com

● کتبخانہ شاہان اودھ کی جتنی کتابیں ہیں سب پر اودھ کے بادشاہوں کی مہریں ہیں اور اسمیں عرضدیدہ کا ایک جگہ بھی کہیں اندراج نہیں ہے،" بجائزہ رسید" اور پوری کتابوں کی صرف تین بار چیکنگ ہوئی ہے چوتھی بار آپ دکھا دیجئے کسی کتاب پر، اتنے برس تک وہ کتابخانے وہاں موجود رہے لیکن جائزہ صرف تین بار لیا۔

اکبر علیخاں:

کیا ضروری ہے کہ وہ روایت لکھنؤ بھی پہنچی ہو۔

ڈاکٹر عطا خورشید:

اسٹاک ویریفیکیشن کی جو بات آپ کر رہے ہیں میرا خیال ہے کہ عرضدیدہ شد خالص مغلیہ اور شرق شاہی کتبخانوں کی اطلاع تھی نہ بہمنی سلاطین کے یہاں یہ اطلاع ملتی ہے نہ شاہان اودھ کے یہاں۔

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن:

موجود گرفتن کو اسٹاک ویریفیکیشن کے بجائے پیش کرنے حاضر کرنے کے معنی میں لیا جائے تو کیا حرج ہے اس Context میں جو ہندستان میں رائج ہے اس معنی میں وہ صحیح ہو جاتا ہے۔

عطا خورشید کے مقالے پر بحث

ڈاکٹر انصار اللہ:

آپ نے جو مقالہ پیش کیا اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ بادشاہ بھی عرضدیدہ لکھتا تھا۔

ڈاکٹر ضیاء الدین ڈسائی:

جب تک جہانگیر کی اور تحریریں آپ لا کر نہ دیکھیں مولانا آزاد کے پاس ۱۹۵۴ء میں جہانگیر کی تزک کا نسخہ آیا کہ یہ خودنوشت نسخہ آج نیشنل میوزیم میں ہے تو مولانا آزاد نے فائل پر لکھ دیا۔ ایسا مجھے لگ تو رہا ہے کہ جہانگیر کی تحریر ہے لیکن کیشنر جی ام پٹی کلکشن میں میں نے جہانگیر کی تحریر کی ایک تصویر دیکھی ہے وہ مجھے پیش کر دیا جائے۔ آرکیالوجی کے ڈائرکٹر جنرل کو لکھا ہے پھر کیشنر جی ام پٹی کی وہ کتاب منگا کر دیکھا۔ اسے ملایا اسکے بعد مولانا نے کہا ہاں یہ درست ہے اس زمانے میں شاید پانچ ہزار روپے میں وہ کتاب خریدی تھی آج نیشنل میوزیم میں ہے۔ تو جب تک آپ دیکھیں نہیں اس پر غور نہ کریں تب تک کوئی فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ میر نظام الدین احمد صاحب طبقات الکبری کی لائبریری کا عرضدیدہ میں دکھا سکتا ہوں میرے پاس فوٹو ہے مہر کے ساتھ جسمیں یہ عبارت ہے عرضدیدہ شد اور نیچے مہر۔ تو جو بڑی لائبریریاں ہوتی تھیں شاہی کتبخانے ہوں یا امرا و نوابین کی لائبریری ہو جب تک چیزیں سامنے نہ ہوں یہ کہنا مشکل ہے کہ بادشاہ نے خود عرضدیدہ لکھا ہے یا اورنگ زیب نے۔

Marfat.com

فرخ جلالی :

آپ نے جو یہ بات کہی کہ اس کا اندراج باقاعدہ اس کتاب کے سوا نہیں ہوتا تھا، سیاق کی بہت سی کتابیں ہیں کہ کیسے دفتر چلائے جاتے تھے اصطلاحات کیا کیا تھیں ہر چیز کا ایک رجسٹر ہوتا تھا اور اس رجسٹر میں اس کا وہ نام نہیں ہوتا تھا جو نام اس زبان میں ہوتا تھا مثال کے طور پر اگر ہاتھیوں کی فہرست ہوتی تھی تو اسمیں زنجیر لکھا جاتا تھا رجسٹر میں لفظ فیل نہیں لکھا جاتا تھا اسی طرح دستور السیاق کی جتنی کتابیں ہیں اسمیں یہ رجسٹر کتابوں کا بھی موجود ہے۔ اردو میں بھی ایک قدیم کتاب موجود ہے جس کا نام ہے مکتب نامہ۔ آخر زمانے میں جو ریاستیں تھیں وہاں مغل پیٹرن کے دفتر Maintain کیے جا رہے تھے۔ اس قسم کی کتابیں فارسی کے علاوہ اردو میں بھی شائع ہوئی ہیں کتابوں کے رجسٹر تو Maintain کیے جاتے تھے اسکی اطلاع حتمی طور پر ہے۔

دوسری بات جو سنہ الٰہی کی ہے وہ تو دیا ہی جاتا ہے، آپ نے فرمایا ایک ہی دن میں تین عرضدیدے، کہ ایسا کسی جگہ ہوا ہو، تو یہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اصل میں یہ دیکھنا ہے کہ دستخط جو ہیں وہ ہیں یا نہیں۔ شاہی کتب خانے کی جو کتابیں ہیں ان کی کچھ علامات بھی ہیں اس پر میں نے کچھ کام الگ سے کیا ہے لیکن ان کتابوں سے جو سول آف اسکالر شپ تیموری مغلوں کا معلوم ہوتا ہے اس کے مختلف موضوعات ہیں۔ مثال کے طور پر ایک کتاب نواب رحمت اللہ خاں شروانی صاحب کے کتبخانے میں ہے شبلی نے بھی اس پر مضمون لکھا ہے وہ آنکھوں سے متعلق سرجری کی کتاب ہے اور وہ شاہی کتبخانے کی کتاب ہے اور بہت خاص کتاب ہے جس کا ایک خاص نشان ہوتا ہے۔ امرا میں صادق خاں اور ان جیسے کچھ اور امرا جو بحر العلوم قسم کے ہیں تعداد میں کم ہیں عام طور پر امرا صاحب سیف ہوا کرتے تھے۔ وہ دینیات کی کتابیں، سائنس کی کتابیں یا اور علوم کی کتابیں اس طریقے سے نہیں پڑھا کرتے تھے۔ لہٰذا میرا خیال ہے کہ امرا کے ایشوز ریکارڈ کا عرضدیدہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ عبدالرحیم کا کتب خانہ بہت مشہور ہے۔ عبدالرحیم کے کتبخانے کا ایک دستخط رام پور میں ہے اسمیں وہ تحریریں عبدالرحیم بن بیرم علی کی موجود ہیں، اس قسم کی تحریروں میں کہیں عرضدیدہ کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے وہ کتب خانہ بھی بہت زبردست تھا، اہل علم جانتے ہیں اس لیے یہ نتیجہ نکالنا کہ عرضدیدہ ایشور کارڈ ہے درست نہیں ہے۔

ڈاکٹر انصار اللہ :

کیا کتبخانے کے مالکوں نے بھی کہیں عرضدیدہ لکھا ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر ضیاء الدین ڈسائی:

میں نے کافی کتبخانوں کے مخطوطات دیکھے ہیں اور میرا یہ دلچسپ مشغلہ رہا ہے کہ مہریں اور جو انکی یادداشت جسے Endorsement کہتے ہیں میرے پاس صرف پیر محمد شاہ کے اتنے Endorsement یہاں ہیں میں انھیں پڑھ نہیں سکتا۔ مالک کتاب ہمیشہ اپنے نام لکھتا تھا عام طور پر اور نیچے اپنی مہر لگاتا تھا۔ Signature کے طور پر اگر وہ نام لکھے تو کوئی یہ نہیں کہے گا یہ اسکے Signature ہیں۔ تو ایک ہی مخطوطہ دو، چار، چھ، آٹھ آٹھ مالکوں کا ملتا ہے اور اس میں یہ لکھتے ہیں من متملکات فلاں، پھر بالشراء، اگر خریدی ہو اگر ورثے میں آئی ہو تو لکھے گا بالارث۔ ایسی کئی چیزیں مالکوں کی ہوتی تھیں لیکن عرضدیدہ کا سوال ہی نہیں ہے کیونکہ عرضدیدہ کا مقصد بالکل الگ تھا۔

ڈاکٹر رحمت علیخاں:

عرضدیدہ کسی مالک نے نہیں لکھا جیسے آپ نے کہا متملکات اور دوسرے الفاظ استعمال کیے ہیں مالکوں نے عرضدیدہ نہیں لکھا البتہ مہر لگادی، دستخط کر دیئے۔

ڈاکٹر ضیاء الدین ڈسائی:

اکبر کے زمانے میں سنہ الٰہی کا سلسلہ شروع ہوا تو شاہجہاں کے عہد کی ابتدا تک چلتا رہا اس لیے عام طور پر ہمیشہ یہی ملتا ہے۔ بتاریخ چہار اسفندارموز، بتاریخ چہارم شہریور سنہ الٰہی۔ تو چونکہ وہ Official era تھا، اس لیے شاہی لائبریریوں کی جو چیزیں ایسی ہیں اور مہر کے بعد کوئی عبارت ہے تو اس مہر کے دو معنی ہیں۔ یا تو یہ کہ اسکی اپنی ذاتی ملکیت میں رہی ہے یا یہ کہ وہ لائبریری میں کام کرتا رہا ہے اور اس نے اپنی مہر لگائی ہے۔ یہ دونوں قسم کی مہریں ملتی ہیں اب امانت خاں۔ شاہجہاں کے زمانے میں دو امانت خاں گزرے ہیں ایک تو امانت خاں شیرازی، جو لائبریرین رہا ہے۔ مہروں میں کچھ اور چیز ہے اگر وہ شاہی ملازمت میں ہو تو وہ مہر میں ہمیشہ سنہ جلوس بھی لکھے گا اور ہجری بھی۔ آپ غور سے دیکھیں مہر کے اندر ہوگا۔ فدوی فلاں مرید فلاں خانہ زاد فلاں بندہ فلاں۔ اگر اسمیں عام طور پر سنہ عہد یا سنہ ۲، ۲ ہندسوں میں اور ساتھ ساتھ ہجری یہ دونوں چیزیں آتی ہیں جیسے سکوں میں تو اس کے یہی معنی ہیں وہ عام طور پر شاہی ملازم ہوگا۔ اپنی ذاتی کتاب پر بھی وہ مہر لگائے گا تو اس کے بھی معنی ہیں یہ اس کی اپنی کتاب ہے لیکن یہ شاہی ملازم ہے۔ بندہ درگاہ اور ایسے ہی Endorsement وغیرہ ہے۔ ابھی میرے پاس لاس اینجلس سے ایک کتاب آئی تھی اسمیں محی الدین

Marfat.com

فدوی نظام الملک یہ مہر پر ہے اور ۱۱۴۲ یا کچھ ہے تو سمجھیے یہ محمد شاہ کا سنہ جلوس ہے۔ اب اسے کسی نے پڑھا نظام الملک فدوی محی الدین اور اس پر یہ قیاس آرائیاں کہ یہ محی الدین ہو سکتا ہے عالمگیر ہو تو یہ عالمگیر کے ملازم تھے یا ہو سکتا ہے یہ محی الدین حضرت عبدالقادر محی الدین جیلانی ہوں، تو ان کے مرید ہوں تو یہ قیاس آرائیاں درست نہیں۔

ڈاکٹر امیر حسن عابدی:

کوئی بھی کتبخانہ ایسا نہیں تھا جہاں رجسٹر نہ ہوتا تھا، ہمیشہ پندرہ بیس ہزار کتابیں قلمی کتابیں اسوقت ہوتی تھیں بغیر رجسٹر کے کیسے ہو سکتی تھیں۔ مہروں کے سلسلے میں عرض ہے کہ یہ لازم نہیں کہ میرے کتبخانے کی ہر کتاب پر میری مہر ہو وہ تو جو لائبریرین ہوتے تھے امرا کے یہاں جو مہریں ہوتی تھیں تو یہ لازم نہیں کہ ہر امیر کے کتبخانے میں اسکی مہر بھی ہو یہ تو ان کے شوق کے اوپر ہے۔ اسی طرح بادشاہوں کے کتب خانے میں ہر ایک پر عرضدیدہ نہیں تھا وہ تو کوئی اہتمام ہوتا تھا۔ جہانگیر تو بڑا شوقین تھا ان سب چیزوں کا ممکن ہے اس نے خود بھی لکھا ہو۔ مصور جو نسخے ہوتے تھے اسمیں کتاب سے زیادہ اہمیت تصویروں کی اور پینٹنگ کی ہوتی تھی اور کوئی ایسی عربی وغیرہ کی کوئی نادر کتاب آجاتی تھی تو لائبریرین اسے اہتمام سے پیش کرتا تھا۔ جہاں تک جہانگیر کا تعلق ہے وہ خود رائٹر تھا اور مغل دور کا سب سے عمدہ جو زمانہ تھا آرام و آرائش کا وہ جہانگیر کا زمانہ تھا اور جہانگیر اپنا زیادہ تر وقت تصویروں پر لگاتا تھا، کشمیر میں خود کھڑا ہو کر اک درخت کو ناپ رہا ہے یہ کتنا چوڑا ہے لوگ کہتے ہیں اسمیں تین آدمی داخل ہو سکتے ہیں، ہم نے دیکھا نہیں دو ہی آدمی داخل ہو سکتے ہیں یہی سب کام کیا کرتا تھا آدمی بڑا باذوق تھا لیکن ملک میں ہزاروں مسائل تھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

فرخ جلالی:

Ancient-histoian نے جس طرح اپنے دور کے Inscription سے استفادہ کیا ہے اس طریقے سے مڈیول ہسٹورین نے اس کا کوئی خاص فائدہ نہیں اٹھایا ہے۔ اور جو بڑے بڑے مطالعے سامنے آئے ہیں اس میں بھی اس سے کوئی استفادہ نہیں کیا گیا ہے۔ مورخین نے عرضدیدے کی شکل میں اور جو شاہی تحریریں ہیں یا علما کی تحریریں ہیں پھر ترقیمے یا امضایں جو تاریخ، جغرافیہ زمانے کے سماجی و دینی حالات کے بارے میں جو اطلاع ہیں اسکو مورخین نے ابتک استعمال نہیں کیا ہے۔ ہر اچھی حکومت کے انتظام اور استحکام کے پیچھے معلومات کا ایک دریا بہہ رہا ہے جب اس کے بہاؤ کی برتری کمزور ہوئی اور سلطنت کے

Marfat.com

اقبال کی جگہ ادبار اور زوال نے لی تو علم اور معلومات پر توجہ کم ہوئی اور کم ہوتی چلی گئی۔

ڈاکٹر عابد رضا بیدار:

کالوفن کے لیے اُردو میں کیا لفظ استعمال کیا جانا مناسب ہوگا۔

ڈاکٹر انصار اللہ:

جہاں تک اردو مخطوطات کا تعلق ہے ترقیمہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ چونکہ اُردو والے اس لفظ کا استعمال کر رہے ہیں اس لیے اب اس لفظ کو ہمیں قبول کر لینا چاہیئے اور اگر اس لفظ کو ہٹائیں گے یا بدلنے کی کوشش کریں گے تو سوائے الجھن کے کوئی بڑا فائدہ نہیں ہوگا۔

پروفیسر ابو محفوظ الکریم المعصومی:

ہمارے سامنے دو باتیں ہیں ایک یہ کہ اس وقت تک فہرست نگاری میں عربی فارسی یہاں تک کہ اُردو دست نویس نسخوں کی جو فہرستیں لکھی جا رہی ہیں یا لکھی جا چکی ہیں ان میں فہرست نگاروں نے بہر حال ایک اصطلاح کے طور پر کالوفن کے لیے کوئی نہ کوئی لفظ استعمال کیا ہے تو یہ ایک پہلو ہے۔ دوسرا پہلو یہ کہ ہمیں کالوفن کے لیے کس لفظ کا انتخاب کرنا چاہیئے جو زیادہ مناسب ہو۔ پہلے پہلو کے سلسلے میں اس بات کا قائل ہوں کہ عربی کے کیٹلاگ، بلکہ گیارہویں بارہویں صدی تک کے مصنفین اپنی کتاب ختم کر کے خود ہی کالوفن لکھتے ہیں، انھوں نے ایسی جگہ پر ختام الکتاب کا لفظ استعمال کیا ہے، بیہر ایسے شخص نے یہ لفظ استعمال کیا ہے جو عربی زبان کے سلسلے میں اپنے عہد کا عربوں اور غیر عربوں میں عربی زبان کا سب سے مستند محقق سمجھا جاتا ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ ساتویں آٹھویں صدی تک کے مصنفین کو بھی ہم نے پایا ہے کہ وہ کالوفن یعنی ختام الکتاب لکھتے ہیں اپنے مضمون کو ختم کرنے کے بعد اور پھر وہ مختصر روداد کتاب کے سلسلے میں یا کتاب کی تاریخ یا کن حالات میں انھوں نے کتاب ختم کی ہے اسکی طرف اختصار یا تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں۔ اُردو والے کالوفن سے کیا مراد لیتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ بھی یہی مفہوم مراد لیتے ہیں کہ اصل کتاب کے خاتمہ کے بعد نسخہ مخطوطہ کے اوپر کوئی ایسی عبارت ہمیں ملے جس کے ذریعہ کاتب اپنے نام کی بابت تاریخ اور مقام کی بابت، اگر ضروری سمجھا ہو تو مصنف کے نام کی بابت بھی اس نے اطلاع فراہم کی ہو۔ اس میں کچھ اور بھی تفصیلات جوڑی جا سکتی ہیں۔ کالوفن سے مراد وہی ہے جسے ہم نے اپنے مصنفین کے یہاں ختام کے

Marfat.com

لفظ کے تحت پایا ہے ۔ لفظ ترقیمہ کو بعینہ مخطوطات میں پانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ اس لیے کہ یہ لفظ تو پچاس ساٹھ سال کے اندر ہی وجود میں آیا اگر کاتب نے کوئی تاریخ لکھی ہے اپنے طور پر اپنے نسخے کی تاریخ بتانے کے لیے تو اس کے لیے ہم کاتب کی تحریر کو ممیز کرنے کے لیے ختام الکتاب یا ختام الکتابہ بھی قرار دینے کے حق میں ہیں ۔ اس لیے کہ حقیقی معنوں میں کتاب کے جزو کی حیثیت سے کالوفن جسکو ہونا چاہیے وہ ختام المصنف ہے کاتب کی اپنی تحریر ہے وہ حقیقی کالوفن نہیں ہے مگر مجازاً ہم کثرت استعمال میں دونوں ہی کو کالوفن کہتے ہیں اور کیٹلاگر کالوفن بول کر ہی دونوں کو پیش کرتے رہتے ہیں ۔

ڈاکٹر عبدالباری :

میں بھی سمجھتا ہوں کہ عربی کی مناسبت سے ختام کا لفظ بہتر ہے اب فارسی اور اردو کی مناسبتیں دیکھی جائیں ۔

اکبر علیخاں :

ابتک کے جو فہرست نگار ہیں اردو کے، انھوں نے ایسے موقع پر کس لفظ کا استعمال کیا اگر وہ ترقیمہ ہے اور ترقیمے کو سننے کے بعد ہی سمجھ میں آتا ہے کہ یہ کالوفن کے لیے استعمال ہوا ہے تو میرے خیال میں اسے قبول کر لینے میں کوئی قباحت نہیں ہونی چاہیے یہ الگ بات ہے اگر عربی کتابوں کی فہرست آپ بنائیں اور عبارت ہی میں اسکی تفصیلات دی جائیں تو ختام الکتاب رکھا جائے یا فارسی کے لیے اس زبان کا جو بھی لفظ بہتر طور پر اس مفہوم کو ادا کر سکے یا فارسی کے فہرست نگاروں نے جس لفظ کو کثرت سے استعمال کیا ہو اسے اپنایا جائے بہتر صورت یہی معلوم ہوتی ہے ۔

پروفیسر عطاءالرحمٰن عطا کاکوی :

میرے خیال میں ترقیمہ جو لفظ ہے اسی کو برقرار رکھنا چاہیے دوسرا لفظ رکھا جائے گا تو شبہات پیدا ہوں گے کہ کاتب نے لکھا ہے، یہ کاتب کی تحریر ہے یا کیا ہے ۔

ڈاکٹر ضیاءالدین ڈسائی :

چونکہ لفظ ترقیمہ کالوفن کے معنی میں ہمارے ہاں چلن پا گیا ہے اس لیے اسی کو ہمیں رکھنا چاہیے۔ خاتمہ میں پھر بھی ابہام کی گنجائش ہے کہ وہ خاتمہ مصنف کا ہے کاتب کا ہے یا کسی اور کا، ترقیمہ میں اس ابہام کی گنجائش بھی نہیں ہے ۔

Marfat.com

ڈاکٹر رحمت علیخاں :

اس زمانے کے لحاظ سے ترقیمہ ذرا گنجلک لفظ ہے۔ میرے خیال سے تمت کیا جا سکتا ہے یا تام زیادہ بہتر ہے۔

ڈاکٹر امیر حسن عابدی :

تمت سے تتمہ بنے گا اور کتبہ سے کچھ نہیں بنتا ہے۔

ڈاکٹر انصار اللہ :

عربی، فارسی، اُردو کے علاوہ ہندی اور سنسکرت زبان میں بھی ترقیمے لکھے گئے ہیں اور چونکہ وہاں سنسکرت میں اتی کا لفظ آیا ہے، ہندی میں سماپتی کا لفظ آیا ہے، عربی میں کتبہ یا تمت کا لفظ آسکتا ہے لیکن اردو کے مخطوطات میں یہ الفاظ موجود ہیں تو یہاں ساری چیزوں کی رعایت لازماً کرنی چاہیئے ترقیمے کا لفظ ہمارے یہاں مروج ہو چکا ہے اس لیے اس لفظ کو ہمیں جاری رکھنا چاہیئے۔

عبد الصمد خاں :

جہاں تک ہمارے کتب خانہ اُردو ریسرچ سنٹر (حیدر آباد) کا سوال ہے تو ہم تو ابتدائیہ اور خاتمہ استعمال کرتے ہیں شروع کے جملے ابتدائیہ اور خاتمہ کے جملے خاتمہ۔

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی :

خاتمہ ایک کتاب کا خاتمہ ہے یعنی کتاب کہاں ختم ہو رہی ہے اس لیے خاتمہ کا مفہوم ہے آخری جملہ۔ لیکن ترقیمہ تو بالکل الگ چیز ہے ٹکنیکل چیز ہے اس ترقیمے کا تعلق اصل متن کتب سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ لفظ اس قدر رائج ہے کہ آپ نے لفظ ترقیمہ کہا اور سننے والے نے جو متعلق آدمی ہوا سے سمجھ لیا۔ اس کا تعلق کتاب سے نہیں ہے ایک ایسی چیز کے بارے میں ہم گفتگو کر رہے ہیں جو کاتب نے کتاب میں اضافہ کر دیا ہے۔

● — میرا خیال ہے جو اصطلاحات وضع ہو جاتی ہیں چلن پا جاتی ہیں تو ان میں تبدیلی کی کوشش نہیں ہونی چاہیئے ترقیمہ ہمارے یہاں رائج ہو چکا ہے۔ غالب نے اپنی ساری کتابوں میں خاتمہ لکھا ہے۔ خاتمہ کل رعنا" اس میں کہیں ذکر نہیں ہے کہ کب کتاب لکھی گئی کیوں لکھی گئی کچھ تفصیلات ہیں لیکن ترقیمے سے جو چیز ہمارے ذہن میں آتی ہے کہ کب کتاب لکھی گئی کس تاریخ کو مکمل ہوئی وہ چیز خاتمہ میں نہیں ہے۔

Marfat.com

مہر الٰہی :

ابتک جو فہرستیں چھپ چکیں اسمیں یہ لفظ برابر استعمال ہو رہا ہے اور لائبریری سائنس کی دنیا میں ہم نے اسکو Accept کر لیا اس لیے اسے بدلنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ہے۔

فرخ جلالی :

میں ترقیمے کے حق میں ہوں چونکہ عربی فارسی کی کتابوں کا معاملہ چلتا رہتا ہے توکبھی کبھی عربی والے لفظ ترقیمہ پر قواعد کی رو سے اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے بجائے امضا ہونا چاہیئے، کبھی کبھی امضا کے استعمال کو بھی جائز سمجھنا چاہیئے۔

مضطر مجاز :

فرخ جلالی صاحب نے اپنے مقالے میں فرمایا کہ تزک بابری کا ایک نسخہ رام پور لائبریری میں ہے۔ کچھ دنوں پہلے ہندی میں ایک تفصیلی آرٹکل آئی تھی جس میں کسی صاحب نے لکھا تھا کہ رام پور رضا لائبریری سے کافی خط وکتابت ہوئی لیکن کوئی جواب نہیں ملا، کافی دنوں بعد انھیں اطلاع دی گئی کہ تزک بابری رامپور لائبریری میں موجود نہیں ہے۔ ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ کیا واقعی تزک بابری وہاں موجود نہیں ہے۔ اس مخطوطے کی شدہ شدہ مجھے یہ بھی اطلاع ملی کہ ہمارے یہاں جو مشہور ہسٹورین تھے ہارون خاں شروانی ان کے کتب خانے میں تزک بابری کا نسخہ ہے چنانچہ ان کو انھوں نے لکھا، اس کا زیراکس ان کو روانہ کیا گیا۔ تو ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ واقعی وہ نسخہ اسوقت انڈیا میں کم از کم ہارون خاں شروانی کے ذخیرے میں ہے یا رام پور لائبریری میں بھی ہے۔

اکبر علیخاں :

اصل بات یہ ہے کہ تزک بابری کا کوئی بھی نسخہ وہاں موجود نہیں ہے، جب فرخ جلالی صاحب ارشاد فرما رہے تھے تو میں خاموش اسلیے رہا کہ شاید انہیں یہ غلط فہمی ہو کہ واقعات بابری کا ایک نسخہ وہاں ہے، اسی کو وہ ریفر کر رہے ہوں۔

ڈاکٹر امیر حسن عابدی :

لال قلعہ میں مغل بادشاہوں کا جو میوزیم ہے اس کے اندر شاہناموں کا بہت اچھا مصور نسخہ ہے اور اسمیں تمام بادشاہوں کا نام ہے، پورا دائرہ ہے یوں۔

ڈاکٹر رحمت علیخاں :

ایک صاحب نے جہانگیر کی ایک تحریر پیش کی ہے وہ میرے خیال سے فرضی ہے۔ دوسرا سوال یہ کہ

Marfat.com

چہرے سے کیا مراد ہوتا ہے، مخطوطات میں کئی جگہ آیا ہے چہرہ اور ہدیہ سابق۔

فرخ جلالی:

تزک بابری میں نے خود نہیں دیکھا ہے، یہ اطلاع مجھے ایک مضمون سے ملی کہ تزک کا ایک نسخہ وہاں ہے۔ آپ کی جو اطلاع ہے وہ صحیح ہے۔ اصل تزک ترکی میں ہے، اس کا ایک نسخہ سودیت یونین میں ہے دوسرے نسخے کی اطلاع یہ ہے کہ آگرہ میں بھی کسی کالج میں تھا اب شاید وہ نیشنل میوزیم میں پہنچ گیا۔

ڈاکٹر رحمت علیخاں:

تزک بابری کا دوسرا نسخہ سالار جنگ میوزیم میں ہے۔

فرخ جلالی:

شاہنامے کا جو مسئلہ ہے اسمیں الگ الگ بادشاہوں کی مہریں ہیں۔ اور اسمیں پورا شجرہ تیمور تک دینا مغل بادشاہوں، شہزادوں کا معمول رہا ہے، اسکے سکے بھی ملتے ہیں۔ سر سید کو بھی ایک سکہ ملا تھا ابھی حال میں لندن میں بکا ہے جس میں سو تولے کی ایک اشرفی تھی اور سر سید نے پورے پانچ، دس، تیس، چالیس اور سو تولے کی اشرفیوں کے مختلف نام اور اس کا عکس بھی دیا ہے جو ان کو اسوقت ملا تھا اس قسم کا پورا شجرہ تزک میں شائع ہوا ہے۔

چہرہ اور ہدیہ یہ تیموری اصطلاح ہے تیموریوں کے یہاں چہرے لکھنے کا خاص رواج تھا اسکی ایک تفصیل دی جاتی تھی اس کا ایک پیٹرن دیا گیا ہے اسی طریقے سے کتاب کے مختلف سائز اور جزو کے سلسلے میں اس قسم کے رجسٹر تو نہیں دیکھنے میں آئے ہیں لیکن جو سیاق کی کتابیں ہیں اسمیں یہ دیا ہوا ہے کہ کس قسم کی اطلاعات ہونگی اور ہدیہ سابق تو یہ ہے کہ اس کتاب کی قیمت کیا ادا کی گئی یا اس وقت اس کتاب کی قیمت کیا ہے Valuation کے لیے ہدیے کا لفظ استعمال کیا گیا۔

چہرے سے مراد ہے کتاب کے اوراق کتنے ہیں، کتنی اس کے اندر تصویریں ہیں کتنے سطور ہیں اس قسم کی اطلاعات اسمیں ملتی ہیں۔

ڈاکٹر حنیف نقوی:

خانقاہ عمادیہ پٹنہ سیٹی منگل تالاب کے مخطوطوں کے سلسلے میں ایک مقالہ جو آپ نے پیش فرمایا۔ اردو نثر کا ایک قدیم ترین نمونہ اسی کتب خانے سے دستیاب ہوا تھا۔ "سید عبدالرایتہ" اور اس کا جو ترجمہ تھا

Marfat.com

ربیع الاول ۱۸۰۱ھ، اسے ایک عرصہ تک اردو نثر کا قدیم ترین نمونہ سمجھا گیا۔ قاضی صاحب نے بھی اسکو قدیم ترین نمونہ سمجھا ——— اور اسکو قدیم ترین نمونہ کے طور پر پیش کیا، رسالہ معیار میں چھاپا۔ بعد میں یہ طے ہوا کہ یہ جعلی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ترقیموں کو اتنی آسانی سے مان لینا اور نتیجے نکال لینا مناسب نہیں۔ وہ خانقاہ عمادیہ کا ہی نسخہ تھا۔ حضرت شاہ عماد الدین قلندر سے منسوب تھا وہ تو جعلی تھا ہی، بعد میں یہ ثابت بھی ہو گیا۔

ڈاکٹر انصار اللہ:

مجھے عرض کرنا ہے سنہ کے سلسلے میں پچھلے دنوں اردو کی ایک کتاب کا ذکر آیا اس پر سنہ جلوس شاہجہانی لکھا ہے کتاب کی زبان بہت قدیم نہیں ہے، میرا خیال ہے وہ شاہجہاں کے زمانے کی نہیں شاہجہاں ثانی کے زمانے کی ہے، تو جہاں واضح طور پر سنہ لکھا ہو وہاں بھی گنجائش ہوتی ہے غور و فکر کی مختلف زمانوں میں مختلف سنہ رائج رہے ہیں ابراہیم نامہ پر سنہ شہور تحریر ہے جب علی گڑھ سے تاریخ ادب اردو چھپی تو اسمیں اس لفظ شہور پر نگاہ نہیں کی گئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا زمانہ قدیم تر خیال کیا گیا بعد میں اسکی تصحیح کی گئی تو یہ دیکھنا چاہئیے کہ کون کون سے سنہ کس کس زمانے میں جاری تھے۔ اس پر میم لکھا ہے تو م کے معنی آج ہم میلادی یا مسیحی سمجھ سکتے ہیں۔ کسی زمانے میں کوئی ایسا بھی سنہ ہو سکتا ہے کہ اس کے مخفف کے طور پر م کا استعمال ہو۔

مہر الٰہی کے مقالے پر بحث

ڈاکٹر امیر حسن عابدی:

رواج یہ ہوتا تھا کہ کاغذ کی قلت ہوتی تھی اب بہت سے مخطوطات ہیں اسمیں طب کے بھی نسخے ہیں کاغذ بچا ہے تو اسمیں ایک حکایت نقل کر دیا کسی حکیم نے نسخہ نقل کر دیا اس کتاب کے اوپر مصلح الدین نے کہیں کچھ لکھا ہوگا اسکو یہاں نقل کیا ہے، لیکن یہ جو خط ہے اس زمانے میں اس کا رواج نہیں تھا۔ عبد الضعیف کسی نے پڑھا ہے ضعیف تو ہے ہی نہیں۔ اور مصلح الدین المشتہر کیا خود سعدی اپنے لیے لکھے گا۔ یہ تو کسی نے لکھا ہے اسکو نقل کیا ہے۔ یہ سعدی کے زمانے کا خط ہی نہیں ہے اس زمانے میں تو خط نسخ کا رواج تھا یہ اکبر کے زمانے کا خط معلوم ہوتا ہے۔

یحییٰ ندوی:

مہر الٰہی صاحب نے اپنے مقالے میں کشاف کے شروع کے مقدمے کا جو حصہ سورہ فاتحہ سے ملتا ہے وہ نقل کر کے پیش کیا ہے، وہ چھٹی صدی کی کتابت نہیں ہے آٹھویں صدی سے جو قریب تر ہے وہ کتابت ہے

Marfat.com

طیبی کا جو نسخہ مولانا آزاد لائبریری میں ہے بعینہٖ یہی کتابت ہے۔ یہ کتاب جو ایک صفحہ ہے بالکل کشاف ہے۔ عبارت وہی ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ جس وقت شیخ سعدی نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اس وقت ان کی عمر کیا تھی میں نے رام پور سے پورا طیبی کا نسخہ لایا اسمیں سو صفحے غایب ہیں۔ طیبی نے اپنی کتاب کا جو ذکر کیا اس میں ایک لفظ امیر الخیل ہے اس زمانے میں خیل یا آفندی کا لفظ رائج تھا۔ یا نہیں یہ بہت اہم چیز ہے۔ آفندی کا لفظ کب سے رائج ہوا یا امیر الجبل ہوتا تو عرب کے علاقے میں بہت سے اسماہیں جن کا نام جبل ہے خیل کا مطلب قبیلہ خیل جو ہوا یہ کب سے ہوا اویس آفندی کے زمانے میں وہ تھے یا نہیں اسکی کتابت بھی بتاتی ہے کہ شیخ سعدی کے زمانے کی نہیں ہے۔

فرخ جلالی :

دراصل اسمیں سعدی کا جو نام دیا ہے وہ مصلح الدین دیا ہے اور معاصر عرب کے تذکروں میں ایک جگہ یہی نام استعمال ہوا ہے۔ کافی جگہوں پر ایران میں بھی یہ بحث چل رہی ہے کہ سعدی کا اصل نام مصلح الدین تھا یا مشرف الدین یا اس کے علاوہ اور کوئی نام تھا۔ یہ بات بھی خاصی اہم ہے، اس کا سواد خط اس زمانے سے مطابقت نہیں رکھتا یہ کہنا درست نہیں۔

مہر الٰہی :

میں نے بحیثیت لائبریرین آپ کے سامنے ایک چیز پیش کی ہیں دعویٰ نہیں کرتا کہ یہ شیخ سعدی ہی کی تحریر ہے جو چیز ملی آپ کے سامنے پیش کر دی۔ وہ نسخہ کتنا قدیم ہے میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں دوسری بات اس پر جو 'م' ہے وہ کیا ہے۔

ڈاکٹر امیر حسن عابدی :

صرف خط نسخ تھا اس زمانے میں ایران میں جیسے میلادی کا لفظ لکھتے ہیں تو 'م' ہے وہاں پر یا مسیحی تو 'م' سے کوئی لازم نہیں کہ اس سے مراد اس زمانے کا آپ لیں۔ یہ تحریر سعدی کی نہیں ہے یہ بھول جائیے۔ وہ کبھی اپنے لیے نہیں لکھے گا المشتہر۔

اکبر علیخاں :

اسے لازماً 'م' کیوں سمجھا جارہا ہے یہ تو جیسے خاتمے پر کوئی لکیر کھینچ دی جاتی ہے۔ یہ تو میم ہرگز نہیں ہے جیسے دستخط کے نیچے ایک لکیر بالکل وہی حیثیت ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر عبد الباری / شریف حسین قاسمی کے مقالے پر بحث

پروفیسر حکیم ظل الرحمٰن:

یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ ابن سینا کے ایک ذاتی نسخے کا آپ نے تذکرہ کیا اس کا بیک گراؤنڈ کیا ہے کتاب کون سی ہے۔

فرخ جلالی:

کئی دیوانوں کا ذکر آیا ہے حافظ کا انتقال ۷۹۱ھ میں میرے خیال میں صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ انتخاب دیوان کا سال ہے ۷۹۳ھ میں شیراز کے مزا..ں کی فہرست ہے جس میں حافظ بحیثیت وفات پائے ہوئے کا ذکر نہیں ہے اور یہ جو ۷۵۹ھ پڑھا گیا اسے ۷۹۵ھ پڑھنے میں بھی میرے خیال میں کوئی قباحت نہیں ہے جو ایک دیوان وہاں موجود ہے۔ اس حیثیت سے یہ بات زیادہ اہم ہے۔

دوسری بات عبدالباری صاحب کے مقالے میں علیم اللہ جالندھری کا جو ذکر آیا وہ بڑا اہم ہے یہ عموماً لغات میں دلچسپی رکھتے ہیں فرہنگ غواص بھی شاید ان کے پاس رہ چکی ہے۔ علیم اللہ جالندھری کا ذکر تذکرہ علمائے ہند میں بھی موجود ہے کیا یہ وہی ہیں۔

● ڈاکٹر عبدالباری صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ انھوں نے ایک مہر کی عبارت کے بارے میں فرمایا کہ قابل تحریر نہیں ہے۔ اس سے کیا مراد ہے کیا کوئی فحش بات ہے یا Readable نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالباری:

اسکی تفصیلات میں نے زیادہ نہیں دیکھی ہے۔

پروفیسر ابو محفوظ الکریم المعصومی:

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی نے منظوم ترقیمے کا ذکر تو دو بار کیا لیکن اس کا کوئی نمونہ سننے میں نہیں آیا۔

ڈاکٹر ضیاء الدین ڈسائی:

ایک منظوم ترقیمہ ہے۔ مجھے اس وقت یاد نہیں ہے۔ پیر محمد شاہ درگاہ کے کتب خانہ کی ایک کتاب میں بارہویں صدی کی ابتدا یا نصف اوّل کا ایک منظوم ترقیمہ ہے جو بڑا دلچسپ ہے۔ اسمیں صوبے کا پھر دیوان کا پھر قاضی کا، سب کے نام آتے ہیں کہ یہ دیوان تھا، اس وقت یہ کتاب لکھی گئی۔

Marfat.com

پروفیسر حکیم ظل الرحمن :

ابن سینا کے زمانے کے جن صاحب کا آپ نے نام لیا کہ یہ بہت بڑے لغت کے ماہر تھے اپنے زمانے میں۔ تو دربار میں لغت پر بحث چل رہی تھی ابن سینا نے اس سے اختلاف کیا جو لغت کے تعلق سے بیان کر رہے تھے انہوں نے طنز کرتے ہوئے ابن سینا سے کہا کہ آپ تو فلسفہ، طب یا طبیعیات، کیمیا، اور مابعد الطبیعیات کے آدمی ہیں لیکن لغت سے آپ کا کیا تعلق جو آپ مداخلت فرما رہے ہیں۔ ابن سینا خاموش ہو گیا اور خاموش ہو کر گھر آ گیا اس کے بعد اس نے لغت پر ایک نہایت جامع کتاب تصنیف کی اور تصنیف کے بعد اسکو مٹی میں دبا یا، کاغذ بھی بہت بوسیدہ اس نے استعمال کیا تھا اور بہت پرانی سی جلد بندھوا کے اس کے یہاں بھجوا دی اور کہا کہ صاحب یہ پرانی لغت میرے ہاتھ آئی ہے ذرا اسکی وضاحت فرما دیں اور مطلب بتا دیں تو اسقدر ادق مسائل اس نے لغت کے اٹھائے تھے کہ وہ اس کے حل کرنے سے عاجز رہے بالآخر ان کو یہ یقین ہو گیا کہ ابن سینا نے انہیں بیوقوف بنانے کے لیے یہ کارروائی کی ہے۔

منظوم ترقیمے کا نمونہ :

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی :

ہمچناں دل در تحیر مست بود — گاہ اندر حمد و گاہی در درود
حق تعالیٰ از مدد در ہا گشاد — اتفاقم ختم ایں نسخہ فتاد
شد بدست خسرو ایں نسخہ تمام — روز بست و پنجم از ماہ صیام
خسرو گویندۂ آں فخر دیں — خادم بیچارۂ بی کبر و کین
سال اندر بست و ہفت و ہفتصد — بود چوں ایں دولتم آمد بصد
گفت عطار از ہمہ مرداں سخن — گر تو مردی ہم بخیرش یاد کن
جان او از نور حق آسودہ باد — نام او در آسماں بستودہ باد

ڈاکٹر افتخار احمد مدنی۔ ڈاکٹر اعجاز حسین کے مقالے پر بحث

ڈاکٹر رحمت علیخاں :

شانتی نکیتن میں جو نگرستان ہے اس میں آپنے فرمایا کہ ضمیمہ بھی ہے اس کے نیچے لکھا ہوا ہے تو ملا تو اس کا تال میل کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ دوسری بات بیجاپور میں روپیہ نہیں ہوم چلتا تھا آپ نے لکھا کہ بیجاپور میں

Marfat.com

کچھ روپیوں میں خریدا گیا وہ کس طرح۔

محمد ذاکر حسین :

مجموعہ الانساب کا آپ نے نام لیا ہے یہ کس موضوع پہ ہے۔

ڈاکٹر رحمت علیخاں :

چار مقالے پڑھے گئے عام طور پر ہمیں ڈاکٹر عبدالباری صاحب سے بہت زیادہ امید ہوتی ہے کہ ان کا مقالہ بڑا پر مغز ہوگا لیکن شاید انھیں کچھ زیادہ وقت نہیں مل سکا۔

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی نے اچھا مقالہ پیش کیا کچھ نئی باتیں پیش کیں جو ابتک آئی نہیں تھیں۔

ڈاکٹر افتخار احمد مدنی کو اپنے مضمون کو پھیلانا چاہیئے تھا کیونکہ وہ جو کہنا چاہ رہے ہیں اس سے وضاحت نہیں ہوتی ہے۔ ڈاکٹر اعجاز حسین کے مقالے میں بھی کچھ وضاحتیں مطلوب ہیں وہ ہو جائیں تو اچھا رہے گا۔

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن شائستہ خاں شاہجہاں قاسمی کے مقالے پر بحث

ڈاکٹر امیر حسن عابدی :

یہ جو مقالے آپ لوگوں نے پڑھے یہ کیا جو چھپے ہوئے ہیں ان پر Based ہیں۔

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن :

جو کچھ کتاب میں ترقیمہ لکھا ہوا ہے اسے دیکھ کر مقالہ لکھا گیا ہے جو قدیم نسخے کیٹلاگ ہو چکے ہیں اور جو نئے کلکشن آئے ہیں اس پر بھی کام ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر افتخار احمد مدنی :

میرے مقالے میں جن مخطوطات کا ذکر آیا ہے وہ نہ مخطوطات کی توضیحی فہرست میں ہیں نہ ہینڈلسٹ میں۔

شاہجہاں قاسمی :

بنیادی طور پر مقالہ مخطوطہ دیکھ کر لکھا گیا ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس کا کیٹلاگ بھی موجود ہے لیکن مہروں اور عرضدیدوں کی تفصیلات کیٹلاگ میں موجود نہیں۔

پروفیسر حکیم ظل الرحمٰن :

آپ نے جس نسخے کا حوالہ دیا ہے ۴۸۳ کیا اس سے قدیم نسخہ ہندستان میں کہیں ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر رحمت علیخاں :

یہ ۴۳۴ھ کا نسخہ ہے، چھوٹے چھوٹے طب کے رسالے ہیں مجموعہ رسائل ہے۔

فرخ جلالی :

آپنے ابھی سراج کا جو حوالہ دیا ہے کیا یہ وہی مصنف ہیں جنھوں نے اسلامی فرقوں پر ایک رسالہ لکھا ہے یا دوسرے مصنف ہیں۔

دلارام :

خدا بخش لائبریری میں جو ترکی مخطوطات ہیں ان کی تعداد تقریباً تیس ہے، ان میں سے پچیس مخطوطات میں کوئی نہ کوئی مہر ضرور ہے اور کولوفن بھی ہیں۔ ترکی مخطوطات میں جو ترقیمے ہیں وہ ترکی زبان میں نہیں ہیں بلکہ فارسی زبان میں ہیں، کبھی کبھی صرف تمام شد یا اشتہ وہ کتاب تمام بلدز، ترکی میں صرف یہ لکھا ہوا ہے۔ میں صرف تین نسخوں کے بارے میں کچھ بتاؤنگی۔ پہلی کتاب عرضداشت فضولی۔ یہ چھوٹی سی کتاب ہے اسمیں تین مخطوطے ہیں دو فارسی کے نسخے ہیں اور ایک ترکی میں ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب میں دس مہریں ملتی ہیں ان دس مہروں میں در اصل صرف پانچ مہریں ہیں۔ کیونکہ سید ولایت خان اور مرشد نواب وہ لوگ ہمیں جو اتنا زیادہ مہر لگانے کو پسند کرتے ہیں کہ سرورق پر بھی مہر بیچ میں بھی مہر اور آخر میں بھی مہر لگاتے ہیں۔ اس مخطوطہ میں جو مہر ہے یہ سب پٹنہ ہی کے رہنے والوں کا ہے یہ مخطوطہ گیارہویں صدی میں لکھا گیا اور یہ مخطوطہ علی ناقل کا ہے۔ دوسرا مخطوطہ بارہویں صدی کا ہے ۱۱۵۶ھ کا یہ محمد مہدی کا ہے اس کے بعد مہر از کتب خانہ سید ولایت علی خاں ۱۲۰۰ھ کا ہے اور آخری نسخہ نواب خورشید کا اس کا سال آتا ہے ۱۲۶۰ھ ان مخطوطوں پر جو چار پانچ مہریں ہیں اسمیں الگ الگ جو تاریخیں ہیں اس سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ اس آدمی کے پاس یہ مخطوطہ اتنے سال رہا اس کے بعد یہ اس آدمی کے پاس گیا ہے۔

حکیم ظل الرحمن کے مقالہ پر بحث

ڈاکٹر امیر حسن عابدی :

اس کی کم از کم اُردو زبان میں ہینڈ لسٹ شائع کرا دیں تاکہ لوگوں کو اس سے فائدہ ہو۔ کیٹلاگ یا ہینڈ لسٹ کے بغیر کوئی لائبریری دنیا میں زندہ نہیں رہتی۔

Marfat.com

ڈاکٹر انصار اللہ:

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ کسی مخطوطہ پر جلد بندی کی مہر لگی ہے اسکی کتابت اس سے پہلے ہوئی ہوگی۔ بات کہی بھی گئی کہ مخطوطہ پر ۱۲۳۸ء کی مہر ہے اسکی کتابت اس سے پہلے ہوئی ہوگی۔ یہ ضروری نہیں ۱۲۳۸ء میں ایک شخص نے مہر لگوائی چالیس سال مزید زندہ رہا تو وہ چالیس سال کے اندر استعمال کر سکتا ہے۔ کوئی اسکو روکنے والا نہیں ہے استعمال ہوتی رہتی ہے اسکی مثالیں بہت مل سکتی ہیں۔ دوسری بات یہ کہ منتظم الدولہ کی کتاب کے سال کتابت میں سنہ نہیں یا یاد ہ مجھے بتادیں۔

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی:

جس طرح ہمارے یہاں ترقیمہ ایک لفظ ہے جو کاتب، کتاب اور نسخے کے آخر میں اپنی طرف سے لکھتا ہے اسی طرح ایک دوسرا لفظ بھی ہے جسے ہم ظہر یا ظہریہ کہتے ہیں جسے انگریزی میں فلائی لیف کہتے ہیں زیادہ تر مخطوطات جو آپ نے بتائے ہیں وہ اسی فلائی لیف سے متعلق ہیں۔ اسی طرح ایک کتاب کا آپ نے نام لیا اختیار قاسمی، میں نے وہ کتاب دیکھی ہے وہ اختیارات قاسمی ہے۔

● — محترمہ دلارام سے صرف معلومات کے لیے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ترکی مخطوطے کی پٹنہ میں جو کتابت ہوئی ہے اس کا سنہ کیا ہے کس سنہ میں کتابت ہوئی۔

دلارام:

کتاب کے بارے میں میں نے یہ بات کہی ہوگی کہ جو مہر اسمیں آئی ہے وہ سلطان ولایت خاں اور خورشید نواب کا ہے یہ پٹنہ ہی کے رہنے والے تھے یہ ایک خاندان تھا یہاں کا۔

پروفیسر حکیم ظل الرحمن:

منتظم الدولہ سے متعلق کتبخانے کی کتاب میں ایک کا نام ہے مجربات منتظمی دوسری کتاب مفتاح الفرج یہ دو کتابیں منگولال کی ہیں۔ جو انکی سرکار سے وابستہ تھا ان کا سنہ ہے چہاردہم ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجر۔

پروفیسر شاہ عطاء الرحمن:

ایک سمینار ہونا چاہیئے کہ بخط مصنف کتنے مخطوطات کہاں کہاں ہیں۔

ڈاکٹر افتخار احمد مدنی:

اس سمینار میں اس بات کی کوشش نہیں کی گئی کہ تحقیق کی جائے۔ ترقیمہ میں جو کچھ لکھا گیا وہ صحیح ہے۔

Marfat.com

یہاں قرآن شریف کا ایک ترجمہ ہے خدا بخش لائبریری میں یہ فارسی ترجمہ ہے اسمیں ترقیمہ نہیں ہے آخر میں دو تین اوراق نہیں ہیں۔ جسکی تکمیل کے بعد مکمل کرنے والے نے یہ لکھا ہے۔

"ایں نسخہ را در ریعان شباب ۸۴۲ھ نوشتہ لکن آخری اوراق ایں کلام پاک ضائع شدہ بود بدیں وجہ ایں فقیر بخط خام خود نوشتہ ایں را مکمل نمود" اس کے نیچے اس کا نام ہے حافظ محمد یحییٰ اس کے نیچے یہ عبارت ہے۔" از تلاوت اکثر آیات شریفہ و قرأت ترجمہ بر حقیر فقیر واضح شد کہ ایں قرآن مجید و فرقان حمید نوشتہ قلم اہل ولایت ایران است زیر کہ اصل قرآن شریف بخط نیر یز است و ترجمہ خط شکست ہرگاہ دلم تعین این مضمون می کند و در تصدیق و تائید تحریر جناب حافظ محمد یحییٰ صاحب باک ندارم۔

ابتدا میں پہلے ورق پر ایک عبارت ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عباسی خلیفہ کے عہد میں لکھا گیا اور یہاں انھوں نے کاتب کا نام دیا ہے نقیر عبدالقادر جیلانی تحریر در ۵۵۶ھ باتمام رسید۔

ابو محفوظ الکریم المعصومی کے مقالے پر بحث

ڈاکٹر امیر حسن عابدی:

خط بہار ہے خط بہار نہیں ہے۔ ملا جیون کا لکھا ہوا قرآن نیشنل میوزیم میں موجود ہے۔ پروفیسر حسن عسکری نے اس کی تصدیق کی تھی۔

فرخ جلالی:

جس کتاب پر ابن اسلام خاں کا نام ہے۔ ابن اسلام خاں نام کے دو گورنر ہیں بنگال میں جہانگیر کے عہد میں۔ ایک شیخ سلیم چشتی کے بیٹے ہیں دوسرے کوئی اور ہیں۔ کیا یہ شاہی کتبخانے کی کتاب جیسی کوئی شہادت آپ کو کتاب میں ملی۔ تیسری بات ملا جیون اورنگ زیب کے استاد بتائے جاتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ انھوں نے اپنے لکڑ دادا۔ پردادا کا نام عبدالرزاق جو بتایا ہے تو اس میں خاصہ خدا ان کے لیے عزت کا جملہ ہے تو جو سنہ انھوں نے بیان کیے ہیں اسکی روشنی میں کیا ملا جیون اورنگ زیب کے بادشاہ ہونے کے بعد استاد ہوئے یا پہلے ہوئے۔

ڈاکٹر ضیاء الدین ڈسائی:

خط بہار پر ایک جی۔ اس۔ فرید کا مضمون انڈو ایرانیکا میں چھپا تھا۔ دوسرا مفصل مضمون وحید قریشی کا رسالہ تحقیق پنجاب یونیورسٹی کے جرنل میں چھپا ہے وہ بڑا محقق ہے۔ میرا خیال ہے یہ خط بہار ہے تیرہویں صدی کے جو کتبے ملتے ہیں مشرقی ہندستان کے جو فرید صاحب نے شائع کئے ہیں اس سے یہ

Marfat.com

خط ملتا ہے۔ خطِ بہار کی جو تعریف ہے وہ ان کتبوں کے خط پر بھی صادق آتی ہے دوسری بات یہ کہ یہ نویں اور دسویں صدی تک محدود ہے دسویں صدی کے بعد اس خط میں کوئی نسخہ نہیں ملتا ہے، نویں صدی کے تاریخ والے نسخے ملتے ہیں اور اکثر و بیشتر قرآن شریف کے نسخے ملتے ہیں کچھ دوسرے غیر مذہبی نسخے بھی ملتے ہیں لیکن بہت کم۔

پروفیسر ابو محفوظ الکریم المعصومی :

کسی شاہ یا شہنشاہ کے ملاحظے کے نتیجے کے طور پر عرضدیدہ کا رواج ملتا ہے امرا اور ثانوی درجے کے امراء کے یہاں بھی عرضدیدہ عرض کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ دوسرے شاہی کتبخانوں میں ریمارک لکھنے، مہر لگانے اور مغلوں سے پہلے بھی مہر پائے جانے کا یقیناً ثبوت ملتا ہے۔ مغلوں سے پہلے کا مطلب ہندستان میں بھی دکن کی تعلیم میں شاہی دور یا اس سے کچھ پہلے کے اخباروں میں بھی یہ چیزیں ہیں لیکن ہندستان سے باہر ان نسخوں پر ان مذاہب کا ہمیشہ پایا جانا ضروری نہیں۔

ڈاکٹر انصار اللہ :

ایک الگ سمینار ہونا چاہیئے جسمیں مہروں کے مسائل بھی سامنے آئیں۔

ڈاکٹر امیر حسن عابدی :

عرضدیدہ چونکہ زیادہ نہیں ہے بیس سے تیس ہو سکتا ہے لیکن یہ سب الگ الگ موضوعات ہیں الگ الگ سمینار ہونا چاہیئے مہریں بہت اہم ہیں ہزاروں مہریں ہیں وہ کب سے شروع ہوئیں کس کس طرح کی مہر ہوتی تھی قدیم زمانے میں ان سب پر بحث ہونی چاہیئے۔

ڈاکٹر افتخار احمد مدنی :

خدا بخش لائبریری میں کیمیائے سعادت کا ایک نسخہ موجود ہے جسمیں آخر میں چند اوراق کا اضافہ کیا گیا ہے اور ابتدا میں اور اس کے اضافے میں یہ لکھا گیا ہے کچھ مختلف لوگوں کے حوالے سے جس کے ابتدائی اوراق کاتب کے ہیں کاتب نے اپنا نام لکھا ہے اور بقیہ کتابت خود امام غزالی کی ہے۔ تو کس طرح ہم طے کریں تو اب تک جو کچھ لکھا ہے کیا ہم اسے مان لیں۔ جو اصول بنائے گئے ہیں کتابت کے سلسلے میں زمانے کے تعین کے سلسلے میں کیا اسے بالکل نظر انداز کر دیا جائے۔ شاہی نسخے یا مختلف زمانے میں تحریروں کے سلسلے میں جو چیزیں سامنے آئی ہیں کیا اسکو عمل میں نہ لایا جائے صرف ترقیموں کو دیکھ کر ختم کر دیا جائے۔ مہر کے سلسلے میں ایک وسیع مطالعے کی ضرورت ہے۔ ایک بار ایک آدمی نے مہر بنائی اور ایک زمانے تک وہ لگتی رہی تو کیا یہ مان لیا

Marfat.com

جائے کہ یہ فلاں صدی کی مہر ہے یا ایک آدمی نے کئی بار مہریں بنوائی ہیں۔ ہمارے یہاں اسکی مثالیں ہیں۔ تو مختلف اوقات میں مختلف مہریں بنتی رہی ہیں لائبریریوں میں جو مہریں موجود ہیں اسے جمع کیا جائے اس سے یہ معلوم ہوگا کہ ایک ہی آدمی کی مہر کس کس زمانے میں کس کس سنہ کے تحت کیسے کیسے لگی۔

شاہجہاں قاسمی:

عرض دیدہ کا رواج کب سے ہوا اس کا پس منظر کیا ہے، کیا صرف یہ فارسی زبان میں ملتا ہے یا دوسری زبانوں کی کتابوں میں بھی عرضدیدے ملتے ہیں؟ مہروں کی بھی تاریخی حیثیت سامنے آنی چاہیئے یعنی مہریں کب سے شروع ہوئیں اس کا رواج کب سے ہوا، مہروں کی تحقیق ہم کیسے کریں کہ یہ مہر صحیح ہے یا غلط۔ کیا زمانہ کتابت کی تحقیق کاغذ اور روشنائی کے حوالے سے بھی کی جا سکتی ہے۔

ڈاکٹر ضیاء الدین ڈسائی:

اس سیمینار کے موضوع میں سب سے بڑی کمی لفظ تحریر کی ہے، آپ نے یہاں لکھا ہے:

Study of Mss. in Colophons, Arzdeedas & Seals

آپ نے تحریر کا لفظ چھوڑ دیا، تحریر سے میری مراد وہ ہے، عرضدیدہ الگ ہے یہ ترقیمہ الگ چیز ہے، مہر الگ چیز ہے، تحریر الگ چیز ہے اور تقریبًا کوئی مخطوطہ ایسا نہیں ہوتا جس پر کوئی تحریر نہ ہو اور یہ تحریر ہی کی وجہ سے Seal وجود میں آیا ہے، میں ابھی اس کی غرض وغایت پہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے یہاں اس چیز کا بہت کم خیال ہے لوگوں کو کہ یہ مہریں کیوں ابھی ایک حضرت نے فرمایا کہ قدامت کیا ہے مہریں کب شروع ہوئیں جب سے انسان نے لکھنا پڑھنا سیکھا جب انسان نے کسی کتاب یا کسی تحریر کو اپنی ملک میں پایا۔ مہریں کچھ عرصہ پہلے تک یعنی جب تک انکا رواج نہیں ہوا، انگریز زمانے سے کچھ پہلے تک جبکہ Signature پہچانی جاتی تھی مہر Signature کا کام دیتی تھی یعنی کسی زمانے میں اورنگ زیب یا شاہجہاں لکھتے کہ ابھی یہ کتاب آئی اور اس پر اپنی ملکیت جتانے کے لیے لکھتے تو کوئی یہ نہ پہچانے کہ یہ شاہجہاں ہیں آج تو ہم Assev بھی کراتے ہیں آج ہمیں ذرا اندازہ بھی ہے۔ مہر محض اس لیے لگائی جاتی ہے تحریروں کے نیچے عام طور پر یہ مہر ہوتی ہے آپ ہمیشہ یہ دیکھیں گے، اگر تحریر کے بغیر مہر ہو تو اس کا مقصد اسکی ملکیت بتانے کا ہے، میرے پاس کوئی کتاب آئی کوئی مخطوطہ آیا میں نے اپنی مہر لگا دی یہ میری کتاب ہے یہ مہر جسکی ہے یہ اس کی کتاب ہے اور اگر وہ لکھنا چاہے تو وہ لکھ دے گا یہ فلاں وقت میرے ملک میں آئی یا اتنے روپے میں میں نے اسے خریدی

Marfat.com

یا یہ کیا وہ کیا، جو بھی ہو، یہ تحریر ہے تو مہر کی غرض و غایت یہی ہے مہر اسی لیے وجود میں آئی۔

رہا عرضدیدہ، تو میرے نزدیک عرضدیدہ اتنا اہم نہیں ہے یعنی مخطوطات کی اہمیت جتانے کے لیے عرضدیدہ کی اتنی زیادہ اہمیت نہیں ہے جتنی مہروں کی اور جتنی تحریروں کی، ترقیموں کی۔ ترقیمے بھی نہایت اہم چیز ہیں تو عرضدیدے جو ہیں اور اس سلسلے میں کافی مجھے اطمینان ہے کہ میں صحیح ہوں، غلط تو ہر آدمی ہو سکتا ہے کہ عرضدیدے صرف صاحبان ثروت اور صاحبان سلطنت کی لائبریریوں کے لیے ہوتے تھے، جیسے نواب صاحب ہوں وہ اپنی کتاب منگوائیں ان کو لانے کے لیے ہوں تب وہ عرضدیدے ہیں۔ میرے پاس ایک مثال ہے ایک فوٹو ہے جسمیں عرضدیدے ہیں لیکن یہ کہنا کہ یہ امیر کا ہے یا بادشاہ کا یہ مشکل ہے کیونکہ بعد میں ایک ہی صفحہ پر کئی لوگوں کی مہریں آ گئیں۔ اصل مالک کی آئی، پھر شاہی کتب خانے میں گئی وہ آئی، پھر امیر کی ہوئی وہ آئی۔ اچھا اس زمانے میں بھی معلوم ہوتا ہے کہ کتابوں کو غائب کرانا، کتابخانوں سے شاہی کتابخانوں سے مشکل نہیں تھا، بڑا آسان تھا۔ یعنی ہم ان تحریروں اور مہروں کے ذریعہ یہ دیکھتے ہیں کہ مغل شاہی کتبخانے کی کتاب ہے اور تیس سال بعد دیکھتے ہیں کہ ایک پرائیوٹ آدمی کے پاس آ رہی ہے تو مہروں سے کئی چیزوں کا پتہ چلتا ہے لیکن خود مہروں کی نوعیت پر کسی نے روشنی نہیں ڈالی۔ مہروں کی کئی نوعیت ہوتی ہے۔ خاص طور پر اسکی Legend جو ہوتی ہے جو نام ہوتا ہے جس کے نام کی مہر ہے ایک تو صرف سادہ نام یعنی فلاں بن فلاں اور عموماً یہ جو ایک صاحب نے فرمایا یہ مہر کس زمانے کی ہے تو عام طور پر صاحب مہر اپنا نام اور سنہ اسمیں کھدواتا ہے یعنی ہر مہر میں تقریباً سنہ بھی ہوتا ہے۔ البتہ مہر جعلی ہے یا نہیں اسکی شناخت کرنا اتنا مشکل نہیں ہے جتنا کہ سمجھا جاتا ہے، البتہ بڑے سے بڑا بھی جو ماہر ہے وہ بھی دھوکے کھا جاتا ہے یہ اور بات ہے لیکن میں کل جو مہریں دکھائی گئیں فرخ جلالی صاحب یا مہر الٰہی صاحب والی جسمیں معصومی صاحب نے بھی کہا، وہ جو اکبر کی مہر بتائی جاتی ہے جلال الدین محمد اکبر بن محمد ہمایوں، یا جو کچھ بھی ہو اس کے بھی ہونے میں مجھے خود بھی شبہ ہے کہ وہ شاید صحیح نہ ہو۔ اس لیے کہ اسکے خط، اسکے طرز کی اکبر کی کوئی مہر میں نے آج تک نہیں دیکھی نہ سکوں میں نہ کسی اور چیز میں کہ جس میں اس نے اپنے والد کا نام لکھا ہو، عام طور پر یہ بہت کم ہے سوائے سکوں میں اور وہ بھی منظوم، بہر حال وہ اور چیز ہے تو یہ بات مہروں کے سلسلے میں آدمی کہہ سکتا ہے لیکن عام طور پر پھر اس کا خط بھی ہے ہمارے یہاں نستعلیق میں جو مہریں ملتی ہیں وہ زیادہ سے زیادہ دسویں صدی ہجری میں بھی بہت کم، دسویں صدی اور گیارہویں صدی سے اس کا رواج ہے۔ دسویں صدی سے پہلے کی کوئی مہر عام طور پر نستعلیق میں نہیں ملتی کیونکہ

Marfat.com

نستعلیق کا چلن اور رواج پانا بھی کافی دیر سے ہوا۔ ہندستان میں تو صرف نویں صدی کے اواخر میں بھی بطور استثنا دو چار نمونے ملتے ہیں نویں صدی کے، دسویں صدی سے البتہ ملنا شروع ہوتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ہر مہر پر تاریخ بھی اسکی ہوگی، آج بھی جو مہر بنائے گا یہ ٹھیک ہے کہ اب آج کا مجھے معلوم نہیں ورنہ پچھلی صدی نے سے تکیت رائے وغیرہ میں بھی مہریں ہیں اس لیے یہ کہ رہے ہیں کہ مہاراجہ تکیت رائے کی اس زمانے کی ہے۔ اس پر بھی میں آتا ہوں کہ کیوں الگ الگ زمانہ ہے، تو یہ مہروں کی نوعیت ابھی میں عرض کر رہا تھا کہ مہروں کی قدامت کو پرکھنے کے لیے اتنا مشکل نہیں ہے البتہ جیسا میں نے ابھی عرض کیا کہ اچھے سے اچھے ماہر کو گیت گووند کا پتہ نہیں ہے، گیت گووند ایک بڑا اہم مخطوطہ ہے وہ نیشنل میوزیم کے لیے خریدا گیا، نیشنل میوزیم میں کال کھنڈال والا' کیپلا واس سے لیکر بڑے سے بڑے ماہرین ہیں اور بعد میں پتہ چلا اور خود جس نے جعل کیا اس نے اعتراف کیا کہ یہ میرا کیا ہوا ہے اور وہ ثابت ہو گیا اور یہ ایک مسئلہ بن گیا تو ویسے تو بڑے سے بڑا ماہر بھی دھوکہ کھا جائے لیکن جہاں تک ہو سکے آدمی کچھ ایک حد تک وہ کر سکتا ہے۔ ابھی میں عرض یہ کر رہا تھا کہ مہر ایک تو آدمی کے صرف نام پر کہ فلاں بن فلاں یا فلاں، دوسرا تنوع کے طور پر سمجھیے یا جو ہو سجع بناتا تھا جیسے سکوں میں بھی منظوم نام وغیرہ ہوتا تھا اسطرح مہروں میں بھی منظوم نام ملتے ہیں جسے سجع ہم کہتے ہیں تو سجع میں بہت کم لیکن کبھی کبھی پورا شعر بھی ہوتا تھا، کل بھی ایک دو میں نے دیکھا جسمیں پورا شعر تھا، خاص طور پر اودھ کے نوابوں کی جتنی بھی مہریں ہیں ان میں چاہے واجد علی شاہ کی ہو، سلیمان جاہ کی ہو، امجد علی شاہ کی ہو جتنی بھی ہو پورا شعر مہر پہ ہوتا ہے لیکن عام طور پر چونکہ پورا شعر ایک مہر میں سما دینا ذرا مشکل ہوتا ہے تو عام طور پر وہ سجع ہوتا ہے تو ———

سجع میں البتہ ہمارے اچھے سے اچھے فہرست نگاروں سے بھی سجع پڑھنے میں غلطیاں ہوئی ہیں۔ میرے پاس مثالیں ہیں اور یہ صرف ہندستان میں نہیں ہمارے ایران میں بھی ابھی کچھ دن پہلے ایران کا میں ایک کیٹلاگ دیکھ رہا تھا اسمیں بھی ایک مہر کا ذکر تھا، سجع تھا وہ غلط انھوں نے پڑھا، وہ سمجھے ہوں گے کہ یہ نثر میں ہے یا جو کچھ بھی ہو۔ سالار جنگ میوزیم اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ ہندستان کے کم از کم کتب خانوں کی فہرستوں میں سالار جنگ کی فہرست (کیٹلاگ) کو ایک طرح کی انفرادیت حاصل ہے وہ یہ ہے کہ کیٹلاگ کو جو ڈسکرپٹو کیٹلاگ کہتے ہیں صحیح معنوں میں ڈسکرپٹو کیٹلاگ ہے۔ ہمارے خود خدا بخش کی جو فہرستیں ہیں وہ چونکہ سر ڈینی سن راس کی رہنمائی میں اس کی ابتدا ہوئی اس لیے وہ بھی کافی حد تک ڈسکرپٹو ہے لیکن پھر بھی اسمیں اس چیز کی قید نہیں رکھی گئی جو سالار جنگ میں رکھی گئی۔ ——— لوگوں کو تعجب ہوگا کہ محمد اشرف مرحوم ہو گئے ہیں وہ میرے بہت قدیم ملنے والے

Marfat.com

تھے ۱۹۵۳ء ۱۹۵۴ء سے میری ملاقات ہے اور وہ پیشے سے انجینئر تھے۔ فارسی، عربی انھوں نے ویسے ہی اپنے طور پر پڑھی، عربی تو شاید کم ہو گی ان کی میری طرح میں بھی عربی داں نہیں ہوں لیکن فارسی انھوں نے ہو سکتا ہے۔ مدرسے میں تعلیم پائی ہو یا جو کچھ بھی ہو، تو وہ جو انھوں نے خدمت انجام دی ہے انھوں نے مہروں کا بالالتزام ترقیمہ اور مہر اپنے یہاں یہ دونوں چیزیں دی ہیں لیکن اس میں کئی جگہ کیونکہ اشرف صاحب نے جب تک وہ کام نہیں کیا، تب تک ان کا اس چیز سے تعلق نہیں تھا، میں جب بھی سالار جنگ جاتا تھا، جب وہ پرانی بلڈنگ میں فہرست لکھا کرتے تھے اور میں جاتا تھا، کئی چیزیں مجھے یاد ہیں آج بھی کہ گل رعنا کا جو نسخہ خود نوشت غالباً ہے یہ شفیق کا ہے شاید لچھمی نرائن شفیق، تو مجھ سے انھوں نے مشورہ بھی کیا تھا کہ یہ کیا ہے۔ بہرحال میں عرض کر رہا تھا کہ ان کے کیٹلاگ میں کچھ اغلاط رہ گئے ہیں۔ یہ تو بڑے سے بڑے تھے، ایک ترقیمہ پڑھنے میں آئیون آکس سے بھی بڑی غلطی ہو گئی جو میں آئندہ کہوں گا، بہرحال مہروں میں ایک تو سجع ہوتا ہے سجع سے مراد مثلاً عبداللطیف کا ہے تو وہ خود اگر شاعر ہو تو خود سجع اپنے نام کا بنائے گا، اگر شاعر نہیں ہے تو کسی اچھے شاعر سے وہ کرائے گا تو کئی مرتبہ تو نام کی مناسبت سے وہ سجع ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک: قوام الدین بہ محشر سربلند است۔ اس سجع میں ابہام ہے۔ بعض سجع جیسے کل پڑھا محمد شفیع کا معصومی صاحب نے ذکر کیا تو وہاں تو صاف ہے کہ یہ نام محمد شفیع ہے لیکن بعض جگہ صرف محمد ہو لیکن وہ دارد امید شفاعت یا شفیع محمد، تو وہ محمد کے ساتھ شفیع لینا یا شفاعت لینا ذرا ابہام ہے، ابھی جو میں نے سجع عرض کیا اس میں ابہام ہے قوام الدین اور سربلند، دونوں سربلند خاں ٹائٹل بھی ہوتا تھا لیکن میرے خیال میں نام اس کا قوام الدین ہے اور سربلند ویسے استعمال ہوا کہ وہ نام آور ہے سربلند ہے محشر میں کیونکہ نام بھی اس کا قوام الدین ہے یعنی دین کا قوام تو اس وجہ سے محشر میں اپنے آپ کو سربلند کہتا ہے۔ بہرحال تو یہ سجع ہے۔

کچھ سجع ابھی میں نے عرض کیا ابہام کا پہلو لیے ہوئے ہے، تو یہ سالار جنگ میوزیم کا کیٹلاگ دیکھیں گے تو اس میں انھوں نے ایک انڈکس بھی دی ہے جس میں تمام مہروں کے جو Legends ہیں وہ بھی سب دیئے ہیں اور بعض بڑے دلچسپ ہوتے ہیں جیسے اگر تنی یا حیدر اگرتن۔ ان کا نام حیدر علی خاں ہو یا جو کچھ بھی ہو مطلب میرا یہ ہے کہ اس طرح کے بڑے دلچسپ، یہ جو عام لوگوں کی مہریں ہوتی تھیں وہ یا امیر ہوتا یہ ہوں اور جیسا میں نے عرض کیا یہ ملکیت جتانے کے لیے مہریں عمل میں آئیں شاہی کتب خانوں کے مہروں کی بھی یہی ہے غرض و غایت وہ کوئی اور وجہ نہیں تھی، وجہ یہی تھی کہ یہ ملکیت فلاں جگہ کی ہے چاہے امیر کی ہو چاہے بادشاہ

Marfat.com

کی ہو چاہے کسی کی بھی ہو تو شاہی کتب خانوں کے مہروں کی یہ بات ہے کہ وہ شاہی کتب خانے میں جب داخل ہوئی تو عام طور پر شاہی کتبخانے کا جو کتابدار تھا، لائبریرین تھا، ایک چیز یہاں یہ عرض کر دوں کہ شاہی کتب خانہ کوئی معمولی ایک دو آدمی کا تو تھا نہیں جیسے خدا بخش لائبریری میں بھی کئی لوگ ہیں ڈائرکٹر ہیں۔ اسسٹنٹ ڈائرکٹر ہیں اسی طرح لائبریری میں بھی کئی لوگ اور عام طور پر اچھلے سے اچھا خطاط بھی [illegible] تھا وہ بھی لائبریری میں ہوتا تھا ان کو منصب دیا جاتا تھا، صدی کا منصب۔

عبدالرشید دیلمی مشہور عماد قزوینی کا جن کو بھانجہ بتایا جاتا ہے وہ نستعلیق کا وہ ہے اسکی جو مہر ہے اس کا جو سجع ہے سب لوگوں نے اس کو صحیح نہیں پڑھا۔ اس کا ہے: بندہ شاہ جہاں عبدالرشید دیلمی۔

عام طور پر لوگ عبدالرشید دیلمی بندہ شاہجہاں پڑھتے ہیں۔ لیکن وہ اصل میں بندہ شاہ جہاں عبدالرشید دیلمی ہے اور وہ تاریخ بھی دیتے ہیں تو وہ تاریخ سے مراد عام طور پر یہ ہے کہ اس سنہ میں وہ وہاں موج تھا، جب بھی کوئی امیر یا کوئی شاہی ملازم چاہے لائبریری کی ملازمت میں ہو یا کسی اور جگہ وہ داخل ہوتا تھا تو جب اپنی مہر بناتا تھا تو وہ اس حساب سے بناتا تھا اگر حیثیت اپنی نجی مہر یعنی پرائیوٹ آدمی کے طور پر مہر ہو، پھر تو وہ استعمال میں نہیں لاتا تھا وہ بادشاہ کی ملازمت میں آنے کے بعد مہر بناتا تھا اسمیں اگر وہ بڑا آدمی ہے یا کوئی وہ ہے تو اپنے آپ کو فدوی فلاں یا اسطرح کا لاتا تھا۔ تو وہ بھی دو تین قسمیں ہیں۔ اسمیں وہ بالعموم تقریباً بلا استثناء وہ سنہ جلوس بادشاہ کا اور ہجری سنہ دیتا تھا، تو یہ بھی مہر کی تاریخ ہے اسمیں بھی یہ دیکھا جائے گا۔ اسمیں بھی ایک آدمی کی دو دو تین تین مہریں ہوتی تھیں۔ ایک چیز اور یہ بھی ہے اور یہ مسئلہ جو میں کہنے والا تھا اس کا حل فرخ جلالی صاحب جیسے جو بڑے اس میدان کے تجربہ کار ہیں وہ بھی بتائیں کہ ایک آدمی ہے جہانگیر کی ملازمت میں ہے اسوقت اس نے مہر بنوائی۔ جہانگیر کے بعد شاہجہاں کے دور میں جب وہ Continue رہا تو پھر وہ اپنی مہر دوسری بنائے گا عام طور پر کیونکہ وہ سنہ جلوس اسکو لکھنا پڑتا ہے تو مہریں جو سنہ جلوس ہوتا تھا اور نام یہ مہریں سجع بھی ہوتی تھی صرف نام بھی ہوتا تھا یعنی نثر میں وہ کیا ہو گا کہ عنایت خاں بندہ شاہجہاں، اگر اسکو وہ بحر میں لا سکتا ہے تو اس کا سجع بنا دے گا اعتماد خاں بندہ شاہجہاں پھر عارف کی مہریں نید سجع ثانی کی ہیں۔ بندہ شاہجہاں شد محمد عارف کئی ایسی مہریں ہیں تو اسطرح کی یا معمولی نثر میں یا سجع کے طور پر ہوتی تھیں۔

ابھی جو میں نے عرض کیا وہ ملکیت رائے والا جواب ہے کہ ابھی دس دن پہلے میں نے اس کا عکس

Marfat.com

دیکھا ہے لاس اینجلس سے کتاب چھپی ہے، وہ ہے مناجات حضرت علی، امیر المومنین حضرت علی لکھا ہوا ہے اور یہ شہنشاہ کشمیری مجھے خیال ہے کہ میں نے کہیں اس کا حوالہ پڑھا ہے اس کا نام آیا ہے، اس نے یہ مناجات حضرت علی کو ایک ہزار چوبیس ہجری میں ۱۰۲۴ھ ، دار الخیر اجمیر میں اجمیر کا نام دار الخیر تھا جیسے اجین کا دار الفتح تھا، اسطرح دار السلطنت وغیرہ دار الخلافت تو ہے۔

اسی طرح دار السرور برہان پور، دار الجہاد حیدر آباد۔ بہر حال اس مناجات حضرت علی پر ایک ہی کی دی کی ایسی دو مہریں ہیں آپ نے تو شاید ٹکیت رائے کی الگ الگ کتابوں کو دیکھی ہو گی تو ایک ہی کتاب پر دو مہریں ہیں ایک ہی کے دو سنہ ہوں گے کیونکہ وہ جہانگیر کے امیر کی حیثیت سے امیر ہو منصبدار ہو ملازم ہو جو بھی ہو اسکی حیثیت سے ایک مہر تھی اسکی ملکیت جتانے کے لیے کہ یہ کتاب میری محمد یوسف عرف عرج تا دجی اور پھر تاریخ دی ہے کہ تاریخ فلاں فلاں اور نیچے مہر ہے اور عام طور پر آپ یہ دیکھیں گے کہ مہریں آپ کو عبارت کے نیچے ملیں گی۔ چاہے دائیں طرف چاہے بائیں طرف، عام طور پر بائیں طرف ہوتی ہیں لیکن کبھی جگہ ہوئی نہ ہوئی اسمیں بھی ہلوگوں کو کئی مرتبہ دھوکہ ہو جاتا ہے کہ ایک ہی صفحہ پر اگر زیادہ مہریں ہوں اسطرح اسمیں اگر گنجائش نہ ہو تو تحریر سے تھوڑی الگ بھی ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ بھی دھوکہ میں آنے کی بات ہے اس سے کئی غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں بہر حال محمد یوسف کی ایک مہر جہانگیر کے زمانے کی ہے اور اسکی عبارت بھی الگ ہے، ایک میں اشعار ہیں یعنی شعر ہے اور ایک میں صرف نام ہے اور دوسری شاہ جہاں کے زمانے کی اور ــــ جہانگیر کے زمانے کی جو مہر ہے وہ تو صرف اسکی ملکیت کی مہر ہے اور شاہ جہاں کی ذاتی جو مہر ہے یہ ضروری نہیں لیکن چونکہ وہ بھی اس کی ملکیت کی ہے لیکن وہ اس زمانے کی ہے جب وہ بادشاہ کو پیش کر رہا تھا تو وہ پیشکش کے طور پر اس کے نیچے جو شاہی کتابدار کی تحریر ہے اس پر مہر نہیں ہے وہ عرضدیدہ ٹائپ کی ایک تحریر ہے عرضدیدہ نہیں ہے لیکن یہ داخل کتبخانہ ہیں جیسے لکھتے ہیں از وجوہ فلاں از بابت فلاں یہ دو لفظ عام طور پر آتے ہیں کیونکہ شاہی زمانے میں ہر ایک چیز منصبدار ہو بڑا امیر ہو، اعتماد الدولہ ہو، عبد الرحیم خانخاناں ہو اسکی جو بھی چیز ہوتی وہ ملک ہوتی تھی گورنمنٹ کی یعنی جب وہ مرے تو ارث کے طور پر اسکے بچوں کو نہیں جاتی تھی وہ شاہی خزانے میں پھر بادشاہ جو طے کرے اس کے مطابق ہوتا تھا آپلوگوں کو علم ہو گا، کئی لوگوں کو جنھوں نے پڑھا ہے کہ خانخاناں پر جب جہانگیر ناراض ہوا ہے تو جہانگیر نے اس کا کتبخانہ ضبط کر دیا تھا یعنی اپنے تعین میں لے لیا تھا، خانخاناں ایک کتاب بھی اسمیں سے استعمال نہیں کر سکا، ایک نسخہ ناسخہ مثنوی ہے جس پر نذیر صاحب کا مضمون

Marfat.com

ایران میں چھپا ہے۔ نسخہ ناسخہ مولانا روم کی میرے خیال میں عربی فارسی میں تو غالباً یہ پہلی ایسی کتاب ہے جو جہانگیر، اکبر، شاہجہاں کے زمانے کی ہے، لیکن ہوسکتا ہے یوروپین زبانوں میں بھی یہ ہو جسکو ہم آج کریٹیکل ایڈیشن کہتے ہیں یہ فرسٹ کریٹیکل ایڈیشن ہے۔ مثنوی مولانا روم کا اور یہ عبداللطیف عباسی گجراتی بہت مشہور ہے مثنوی کی جسکی شرح بھی ہے مثنوی کی لغات بھی ہے جو لطائف مثنوی کے نام سے کئی مرتبہ چھپ بھی چکی ہے اور شرح ہے تو عبداللطیف عباسی نے بھی زائد نسخے جمع کر کے مثنوی کی تصحیح کی ہے نہ صرف یہ کہ تصحیح کی ہے بلکہ اس نے ایسے کاتب رکھے تھے کہ جو اس کے تصحیح شدہ نسخے سے آپ کے پاس مثنوی کا نسخہ ہے تو کہتا تھا کہ لاؤ میں اسکی تصحیح کرادوں اور تصحیح کرا کے واپس کرتا تھا تو خانخاناں کے پاس اس نے سنا کہ مثنوی کا ایک نہایت قدیم نسخہ ہے تو اس نے ایک خط میں لکھا، ایک خط موجود ہے اس کا کہ اب سنا ہے کہ آپ کا کتبخانہ بادشاہ نے واپس دے دیا ہے، جہانگیر نے جب اسکو معاف کر دیا، تو اس کا کتابخانہ بھی اسکو واپس کر دیا۔ اب وہ نسخہ جو آپ نے مجھے وعدہ کیا تھا کہ میں دوں گا تو آپ مجھے دیجئے تو میں اپنے استعمال میں لاؤں اس کا مقابلہ کروں اگر آپ کے ہاں کاتب نہ ہوں تو میں اپنا کاتب بھیجوں جو آپ کے کتبخانے میں بیٹھ کر تصحیح کر دے تو یہ پیشکش کیا کرتے تھے تو اس وقت شاہی کتابدار لکھتا تھا از بابت فلاں ۔ تو یہ محمد یوسف جس کا میں نے ذکر کیا جہانگیر اور شاہجہاں کا تو شاہجہاں کے زمانے میں یہ مناجات حضرت علی شاہی کتبخانے میں آئی اور اس پر تاریخ بھی دی ہے شاید چھٹا سنہ جلوس ہے ۱۰۴۲ھ یا ۱۰۴۳ھ کہ یہ آج فلاں روز، اسمیں عام طور پر دن مہینہ اور سنہ یہ بالعموم دیتے تھے۔ اور جیسے میں نے کہا کہ جہانگیر اور اکبر کے زمانے میں عام طور پر ایرانی وہ جو Solar year ہے شمسی وہ دیتے تھے اور شاہجہاں نے چونکہ اپنے زمانے میں اسے بند کر دیا تو کچھ وقت تک چلا کچھ وقت سنہ ہجری ورنہ سنہ جلوس تو اورنگ زیب اور آخر مغل بادشاہوں تک رہا ہے تو سنہ ۶ جلوس میں غالباً آئی تو اسکی پوری عبارت ہے اور عام طور پر ایسی عبارتوں پر دو قیمت تو کم از کم لکھتے تھے بالعموم یعنی کبھی نہ لکھا ہو ایسا بھی ہوسکتا ہے اور کاغذ جیسے کل کسی نے کہا، اس کا چہرہ جسے کہیں کتاب کا، کتاب کے کتنے اوراق اور جلدوں میں اسکی وہ دیتے تھے بیس پچیس روپے پانچ روپے اور ہر وقت جب بادشاہ بدلتا تھا تو عام طور پر دوسرے بادشاہ کے وقت وہ عرضدیدے جو خاص خاص کتابیں خود بادشاہ منگوا کے دیکھتا تھا ورنہ کتابدار اس پر بھی لکھ دیتا تھا اور اسمیں پھر قیمت دوبارہ لکھتا تھا تو بعض جو دیوان کامران یہاں ہے اس کی آپ تحریریں اور عرضدیدے دیکھیں تو اس سے اندازہ ہوگا غالباً ہشت اشرفی ہے یا ہشتاد اشرفی ہے غالباً اسی مہروں کا ہے سونے کے تو

Marfat.com

آپ دیکھیں گے کہ کامران کا دیوان جب آیا ہے غالباً پہلی مرتبہ جہانگیر کے عہد میں آیا ہے۔ اسوقت بھی قیمت وہی تھی اور جب یہ شاہجہاں اور بعد میں بھی آیا ہے تو بھی ان کا کتابدار اسکی قیمت وہی لکھ رہا ہے بہرحال یہ چیزیں ہوتی تھیں۔ یہ مناجات حضرت علی پر کم از کم آٹھ عرضدیدے ہیں صرف یہ کہ سنہ جلوس میں فلاں مہینہ عرضدیدہ شد۔ سنہ سنہ سنہ۔ سنہ جلوس عرضدیدہ شد۔ آخری دوسری، تیسری مہر جو ہے وہ تو ایک آدمی کی ہے، تیسری مہر وہ ہے جس کا میں نے کل ذکر کیا وہ محی الدین فدوی یا مرید، مرید یا فدوی نظام الملک ۱۱۴۲ھ اس پر ہے وہ مجھے یاد نہیں کہ ۱۱ سنہ جلوس اسمیں آیا ہے یا نہیں میں نے تو فوٹو اس کا دیکھا ہے چھپا ہوا۔ تو پڑھنے والے نے اسکو نظام الملک فدوی یا مرید محی الدین کیا اسکو جو غلط نتیجہ نکالا۔ تو یہ جو مہریں ہوتی تھیں امیروں کی منصبداروں کی ہوتی تھیں۔ اور اسمیں اچھا سے اچھا امیر بھی یعنی جو بعد میں مثلاً عنایت خاں ہیں اسمیں دھوکہ ہو سکتا ہے اس لیے کہ عنایت خاں نام کے شاہجہاں ہی کے دو تین امیر ہوئے ہیں یکے بعد دیگرے، اب ایک عنایت خاں تو مشہور عنایت خاں ہیں ظفر خان احسن کا لڑکا۔ ظفر خاں احسن یہ ابو الحسن تربتی کا لڑکا تھا، ابو الحسن تربتی یہ اعتماد الدولہ اور شاہی خاندان سے بھی وابستہ تھا اور اس کا لڑکا ظفر خان احسن جو کشمیر کا گورنر بھی رہا ہے۔ اور جس پر عابدی صاحب کے شاگرد اور دہلی یونیورسٹی کے ایک احسن خاں صاحب نے دیوان اور سب کچھ چھاپا ہے اس کا لڑکا تھا عنایت خاں جو شاہجہاں نامہ کا مصنف بھی ہے یہ ملخص کیا ہے اس نے عبدالحمید لاہوری کا یہ عنایت خاں بھی لائبریری میں تھوڑے دن رہا، امانت خاں شیرازی جس نے تاج محل کے کتبے لکھے ہیں وہ بھی وہاں تھا بلکہ اس کو تاج محل کے کتبے لکھنے کے لیے دیا گیا ہے ان سے پہلے اسکی جو مہر ہے اس کا دوسرا جواب ہے کہ اسکی بعض مہریں عبدالحق بن قاسم شیرازی کے نام سے ہیں لوگوں کو بہت کم علم ہے کہ اس کے والد کا نام قاسم شیرازی تھا۔ البتہ قاسم شیرازی کے متعلق زیادہ معلومات ہمیں نہیں ہیں لیکن اسی زمانے میں قاسم شیرازی ایک ایران کا بڑا مشہور نقاش بھی ہے۔ اب آج تک میں طے نہیں کر پایا کہ آیا قاسم شیرازی وہی ہے، زمانہ وہی ہے، قرائن تو کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ ہو باپ کا بیٹا بھی آرٹسٹ بنا ہو، بہرحال عبدالحق شیرازی جو ہیں جس کے کتبے تاج محل میں اس سے پہلے اکبر کے مقبرے پر جو کتبے ہیں اسی عبدالحق شیرازی کے کتبے ہیں اس نے جب ممتاز محل کے کتبے بنائے تو امانت خان کا اسکو خطاب دیا' جہانگیر نے اور وہ بھی شاہجہاں کے کتابخانے میں تھا، اسکی مہر کی کئی کتابیں ملتی ہیں ہندستان اور بیرون ہندستان کے کتب خانے میں اور اسمیں امانت خاں کے نام سے بعد میں اسکی تو وفات ہو گئی ۱۰۴۵ھ یا مجھے سنہ یاد نہیں۔ اس کے بعد ایک

Marfat.com

امانت خان ہیں اسکی بھی مہریں ہیں تو صرف امانت خان ہو تو یہ کہنا مشکل ہے لیکن جب سنہ ہوتا ہے اس میں اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس زمانے میں یہ امانت خاں تھے، اچھا دوسرا ایک لفظ مہروں کے نام میں ملتا ہے۔ مرید فلاں تو مرید کے معنی اس وقت جیسے آج بھی ایران میں ارادت مند کہتے ہیں مرید انگریزی میں بالکل جیسے Faith fully کہتے ہیں Yours faith fully، یہ بالکل Faith ارادت کسی میں Faith رکھنا، ہمارے یہاں پیر اور مرید کا جو تصور ہے وہ اسی لحاظ سے ہے چونکہ مرید میں اتنا اعتقاد ہو فنافی الشیخ ہو جو کچھ بھی ہو، تو مرید فلاں، فلاں مرید عالمگیر بادشاہ، تیسرا ایک لفظ ہے خانہ زاد کا کہ فلاں خانہ زاد شاہجہاں بادشاہ غازی خانہ زاد عالمگیر بادشاہ یہ عام طور پر جہانگیر کے زمانے میں تو بہت کم مہریں دیکھی ہیں میں نے، میرا خیال ہے شاید مجھے یاد نہیں ہے لیکن شاہجہاں اور بعد میں یہ خانہ زاد کا لفظ کاٹ دیا تو خانہ زاد میں بھی جو اس لفظ کا صحیح مفہوم تو سب جانتا ہے خانہ زاد کے کیا معنی ہیں لیکن اس کا صحیح Connotation کیا ہے یہ جو میں عرض کر رہا ہوں اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ خانہ زاد کی مہر ہے اور وہاں انھوں نے اسکو کچھ اور طریقے سے لیا ہے تو خانہ زاد کے معنی یہ تھے انگریزی میں ہم لوگ اسکا ترجمہ کرتے ہیں House born slave یہ اس کا لغوی ترجمہ ہے۔ وہ ملازم یا بندہ جو گھر میں پیدا ہوا تو مطلب اس کا یہ تھا کہ وہ آدمی جسکی پیدائش کے وقت اس کا باپ شاہی ملازم ہو وہ خانہ زاد کہلاتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر عبدالرحیم خاں بن بیرم، عام طور پر بڑے امیروں کو ضرورت نہیں ہوتی تھی لیکن اگر وہ خانہ زاد لکھتا تو چونکہ بیرم خان بھی خاندان کا نوکر تھا اسلیے وہ خانہ زاد کہلاتا تھا اسطرح یہ اپنے آپکو فخر سمجھتے تھے جیسے حیدرآباد کے حضرات کو معلوم ہے کہ نظام اسعد جاہ صاحب کے زمانے میں بھی فخر مخدوم، خادم کہلانے کا جیسے ہوتا ہے تو خانہ زاد کہلانا بھی ایک فخر ہوتا تھا اس زمانے میں بلکہ بادشاہ خود بھی کہتا تھا کہ آپ جیسے خانہ زاد ہو کر آپ یہ کرتے ہیں اسطرح کے بھی ہمیں حوالے ملتے ہیں تو مہروں کی نوعیت میں چیزیں اور بھی ہیں۔

میرے نزدیک عرضدیدوں کی اتنی اہمیت نہیں ہے مخطوطات کے مطالعے میں میرے نزدیک مخطوطات کا جو مطالعہ ہے اسکی اہمیت ہے تاریخی اہمیت ہے اور ظاہر ہے کہ وہ مخطوطہ صحیح ہے یا نہیں یہ مستند ہے یا نہیں اسکی تاریخی اہمیت کو ہم مانیں گے تو عرضدیدوں کی صرف نسخے کی قدامت کے لیے وہ کافی ہوتی ہے کہ فلاں سنہ میں یہ شاہی یا امیر کے کتب خانے میں تھا، اصل چیز یہ مہریں ہیں لیکن اس

Marfat.com

سے بھی زیادہ ترقیمے ہیں۔ ترقیمہ تو کافی لوگوں نے لکھا ہے۔ میں صرف دو تین مثالیں دوں گا۔

کیمیائے سعادت کے سلسلے میں ابھی کسی نے جو ذکر کیا، آپ نے جو کہا وہ ترقیمہ نہیں تحریر ہے اور ایسی بیشمار کتابیں ملتی ہیں کہ جو ناقص الاول اور ناقص الآخر ہو، اور بعد میں کسی نے اسکو مکمل کر دیا ہو، سرورق کو ترقیمے میں شامل نہیں کیا جاسکتا، سرورق کی جو تحریر ہو اسکو ترقیمے میں جو کیا ہے اس کا کوئی تال میل نہیں ہے وہ ٹھیک ہے کہ تطابق پا جائے تطابق نہ پائے تو یہ کوئی ضروری نہیں کہ سرورق میں جو کہا وہ تحریر الگ چیز ہے ترقیمہ الگ چیز ہے۔ ترقیمہ کا سب سے بڑا Pet fall یہ ہے کہ کسی بھی مخطوطے کا اختتام کئی جگہ ہم نے مصنف کے احوال کو، مخطوطہ کا جو اختتام ہے اسمیں یہ لکھے گا کہ قد فرغ فلاں بن فلاں .... سنہ ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ترقیمہ اسکی تصنیف کا ہے۔ ملا علی قاری کی ایک شرح ہے، بعض مصنف جو ہوتے تھے وہ اپنی ہر تصنیف کے آخر میں اپنی سنہ تصنیف اسی طرح دیتے تھے کہ اس کی تمہید سے پہلے.... یہ میں نے وہ کیا فلاں سنہ میں اب اسکو ہم اگر ترقیمہ سمجھ لیں تو ہم یہ کہیں گے یہ آٹوگراف ہے تو کسی کاتب نے اسی کو نقل کر دیا اور اس نے اپنا ترقیمہ نہ لکھا تو ہم کہیں گے کہ یہ آٹوگراف ہے اور ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ بہر حال ترقیمہ اور چیز ہے تحریر اور چیز ہے۔ کسی مخطوطے کے آخر میں کوئی بھی تحریر ہو تو ہر تحریر ترقیمہ نہیں ترقیمہ تو صرف جہاں وہ صاف کہے کہ اس کتاب کی کتابت سے میں فلاں تاریخ کو فارغ ہوا یا کتابت میں نے فلاں تاریخ کو کی اور یہ ترقیمے کی میرے نزدیک مخطوطے کا نام بھی کئی مرتبہ اس سے ملتا ہے اس سے بہر حال گنجائش رہتی ہے غلط فہمی کی بعض مخطوطے ناقص الاول ہوں اس کا ہمیں پتہ نہیں بعض نسخے تمام ہیں اس کے نام کا ہمیں پتہ نہیں مخطوط میں بھی نام نہیں ملتا اکثر جگہ وہ حمد اور نعت کے بعد وہ شروع کر دیتے ہیں اسمیں کئی جگہ ترقیمے کی مدد سے مخطوطے کا کتاب کا نام ملتا ہے لیکن اسمیں البتہ تھوڑی سی اشتباہ کی گنجائش رہ جاتی ہے۔ وہ کاتب پر ہے، عام طور پر زیادہ کاتب زیادہ باسواد نہیں ہوتا لیکن کاتب اچھے لوگ بھی ہوتے تھے اچھے اچھے لوگ ہوتے تھے۔ بہر حال پیچھے جو لکھتا ہے تو ترقیمے کی اہمیت کتاب کی Authenticity کتاب کی قدامت جتانے کے لیے ہے وہ تو مسلم ہے لیکن دوسری طرف اسکی جو تاریخی اہمیت ہے وہ بھی اہم ہے اور کئی اسکے پہلو ہیں۔ جسکی تفاصیل میں جانا نہیں چاہتا اصل میں عابدی صاحب نے کہا کہ ایسے سمینار کی تیاری ۶ مہینہ پہلے کرنی چاہیے، ۶ مہینہ پہلے اطلاع کرنی چاہیئے ایک تو میں بیمار آدمی ہوں دوسرا میں ایک اور کام کر رہا ہوں۔ شاہجہاں کی تاریخ کے سلسلے میں تو مجھے ایک منٹ کی یہاں آنے کی بھی فرصت نہیں لیکن چونکہ یہ میرا مشغلہ

Marfat.com

دلچسپ ہے اور ہندستان میں کم لوگ ہوں گے جنھوں نے مہریں تحریریں میں جہاں بھی گیا وہاں اور ہمارے درگاہ پیر محمد شاہ میں تین ساڑھے تین ہزار مخطوطات ہیں اسکی تقریباً سب تو نہیں لیکن میں نے سینکڑوں کتابوں کی مہروں اور ترقیموں کا وہ کیا ہے۔ بہر حال میں عرض کر رہا تھا کہ ترقیمے نہایت اہم ہیں لیکن سب سے اول شرط ہر چیز میں چاہے عرضدیدہ ہو چاہے مہر ہو یا ترقیمہ ہو یا تحریر، جو صحیح چیز ہے اسکو صحیح پڑھنا، صحیح پڑھنا اگر نہ ہو تو وہ چیز غلط ہو جاتی ہے۔

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ جو بھی چیز چاہے مہر ہو چاہے تحریر ہو چاہے ترقیمہ ہو چاہے عرضدیدہ اسکو صحیح پڑھنا یہ سب سے پہلی شرط ہے جو بھی اس مٹیریل کو ہینڈل کرے اسے یہ چاہیے، جیسے ابھی میں نے ذکر کیا لاس اینجلس کی پینٹنگ کا کیٹلاگ چھپا ہے اس پر جو بھی فارسی عربی میں تحریریں ہیں ان لوگوں نے بلکہ سائمن ڈگ وی جیسے آدمی کو، فارسی کا بھی ملکہ ہے۔ انھوں نے بھی بیرم خاں کی غزل کے تین شعر دیے ہیں تصویر پر، کیونکہ لکھنے میں پ کے تین نقطوں کی طرح "ب" اور "ی" لکھا ہوا ہے تو اس نے بیرم پڑھا لے اور اس سے جو نتیجہ نکالا وہ الگ ہے لیکن وہ صحیح بیرم ہے تو مٹیریل کو صحیح ہینڈل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ ایک اور مثال دیدوں کہ ایک جگہ ہے بیرم عبدالرحیم خانخاناں بن بیرم عفی عنہ اب انھوں نے عفی کو الف پڑھ کے بیرم علی کر دیا عبدالرحیم بن بیرم علی حالانکہ بیرم علی اس کا نام نہیں تھا اس کا نام تو تھا بیرم یا بیرم خاں تو جب تک آپ یہ نہ کہیں تب تک آپ یہ نہیں کر سکتے پھر ترقیموں کی اہمیت پر میں یہ کہہ رہا تھا کہ صحیح پڑھنا، یہ ترقیمہ ہے یا کتاب کا اختتام، ترقیموں کے بارے میں جو بھی نام آپ کہیں اختتام یا خاتمہ یہ غلط ہے کہ خاتمہ اور اختتام سے ابہام پیدا ہوتا ہے چاہے وہ مصنف کا اختتام ہو یا کتابت کا تو ترقیمے کا لفظ تو بھی اس کے معنی ہوں جب چلن پا گیا ہے تو جب الگ کا ہو فن کے منی میں وہ استعمال ہوتا ہے تو وہ ہونا چاہیئے تو یہ کتاب کا ترقیمہ ہے یا کتاب کا خاتمہ ہے یہ سب سے پہلے طے کرنا چاہیئے، بہت کم مخطوطات ہیں جسمیں اس کی ضرورت پیش آتی ہے، انھیں میں جہاں میں نے جیسا عرض کیا کہ مصنف نے خود اپنی کتاب کے خاتمے کے طور پر اپنا نام اور تاریخ وغیرہ دیا ہے۔ کیونکہ عام طور پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کتاب یا مخطوطے کے آخر میں جو تاریخ والی عبارت ہو وہ ترقیمہ ہے، یہ صحیح نہیں ہے اسلیے کہ مصنف اپنی کتاب کی تصنیف کا سال بھی تو دیتا ہے وہ بھی اسوقت دیتا ہے تو پھر سال بھی دیتا ہے۔ فلاں سال بہر حال تو ترقیمہ کی کئی قسم کی اہمیت ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ خود شوق آدمی کا ذاتی۔ کئی لوگ لکھواتے ہیں تو ترقیمے میں ہوتا ہے کہ فلاں نے یہ لکھوایا۔ ایک احمد آباد میں نسخہ ہے مرصاد العباد مشہور فارسی کا نسخہ ہے۔

Marfat.com

وہ جہانگیر کے لیے ہے یعنی یہ دیکھئے کہ بادشاہ کو پیش کرنے کے لیے منصبدار یا ملازمت کا خواہشمند جو بادشاہی ملازمت کا خواہشمند ہوتا تھا وہ اچھی کتابیں اچھے کاتبوں سے اچھے نقاشوں سے اچھے مذہبوں سے وہ کرواتا تھا تو مرصاد العباد کا جو نسخہ ہے اس پر کئی تحریریں بھی ہیں ترقیمہ جو ہے وہ یہ ہے کہ یہ کتاب دار السرور برہانپور میں ۱۰۱۵ یا ۱۰۲۵ جو بھی ہو، جہانگیر بادشاہ کو پیش کرنے کے لیے فلاں تاریخ کو لکھوائی گئی اور پھر اسمیں ترقیمہ یہ ہے کہ محمد مومن عرب شیرازی ۱۰۵۱ھ میں اسکے بھانجے یا بھتیجے نے یہ کتاب پیشکش کے طور پر شاہجہاں کو پیش کی اب یہ عرب شیرازی قطب شاہیوں کا بڑا مشہور خطاط رہا ہے اس کے کتبے بھی ملتے ہیں اس کی کئی کتابیں بھی ملتی ہیں یہاں ایک نسخہ ہے جہانگیر نامے کا جو میرا خیال ہے اس لحاظ سے قدیم ترین ہے اس کے بارے میں انھوں نے لوگوں کو سرکلیٹ کیا ہے اسمیں لکھا ہے کہ پروفیسر نور الحسن کو اسکی Authenticity میں شک ہے۔ میرے نزدیک اسمیں کوئی شک نہیں وہ تو خط ہے عرب شیرازی کا ہے یعنی وہ یہ کہ رہا ہے کہ میں نے یہ گولکنڈہ کے سلطان محمد قطب شاہ یا اس کے کتابخانے میں لکھی اس کا خط ہے اسکی نستعلیق اتنی بہترین ہے اسکی اور کتابیں ملتی ہیں اور پھر غالبًا اس پر مہر ہے قطب شاہ کی پھر اس صورت میں اسکو یہ کہنا کہ یہ Authentic نہیں ہے، میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ بہر حال تو ترقیمے جو ہیں کتاب کی Authenticity کا پتہ دیتے ہیں اور اسکی تاریخی اہمیت بھی ہے اور یہ تاریخی اہمیت کئی طرح کی ہوتی ہے۔

جہاں تک روشنائی اور مخطوطات کی قدامت کا تعلق ہے تو پروفیسر محمد شفیع پرنسپل حافظ محمود خان شیرانی یہ برصغیر میں دو اشخاص ایسے تھے جو مخطوطہ دیکھ کر اس کا سنہ کہدیتے تھے شفیع صاحب کو بھی وہ تھی وہ کاغذ اور روشنائی سے کہ یہ فلاں سنہ کا ہے تو ان چیزوں کی تو رہتی ہے لیکن مہریں ترقیمے یہ جبتک Authentic ہو تو ظاہر ہے یہ سب سے زیادہ جو لکھی ہوئی چیز ہے وہ کاغذ اور روشنائی سے بھی نہیں۔ بیجاپور میں ایک صاحب تھے، ایک بانگی فیملی ہے جو ایسے مخطوطات لکھوا کر زمین میں دفن کروا دیتے تھے نکال کر پرانا نظر آئے تو بیچتے تھے یہ فلاں ہے فلاں ہے وہ فلاں، کتبے بیچے ہیں دلی میں پتھر کے کتبے بلند شہر کے ایک صاحب نے۔

(ڈاکٹر ضیاء الدین ڈسائی کے خطبے پر بحث)

ڈاکٹر انصار اللہ:

مہروں پر سنہ جلوس اور سنہ ہجری لکھا جاتا تھا لازمًا ایسا نہیں ہے، کبھی ایک سنہ ہوتا ہے کبھی دونوں سنہ ہوتے ہیں یا کبھی یہ ہوتا ہے کہ محض تیسویں سنہ، کوئی بھی سنہ ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا ہے اسی

Marfat.com

طرح کسی نے یہ فرمایا کہ شاہان لکھنؤ کی تمام مہروں پر شعر ہوتے تھے، یہ بالکل صحیح ہے۔ حیدر سے واجد علی شاہ تک ہر ایک کی ایسی مہر ملتی ہے جسمیں ایک شعر لکھا ہوتا ہے لیکن ایسی مہریں بھی ہیں جسمیں شعر نہیں ہیں۔ دونوں شکلیں ہیں۔ بات یہ بھی آئی کہ بعض ناموں کے پتے وغیرہ، تو محض پتے نہیں ہوتے تھے بلکہ بعض وقت واقعات کی طرف اشارہ ہوتا تھا مثلاً فلاں کو یہ اعزاز ملا، اس قسم کی مہریں بھی مل جائیں گی۔

ڈاکٹر امیر حسن عابدی:

ضیاء الدین ڈیسائی صاحب کی ایک بات عجیب لگی کہ پہلے زمانے میں کسی کی پروپرٹی نہیں ہوتی تھی سب کی پروپرٹی ہوتی تھی۔ جو بادشاہ ہوتے تھے دوسرے بادشاہوں کو قتل کر کے، فتح کر کے قبضہ کر لیتے تھے، میں رام پور کی بات بتا رہا ہوں کہ نواب صاحب خوش ہیں تو کچھ دے دیا جس روز ناخوش ہوئے سب کچھ لے لیا، انگریزوں کے زمانے میں ہندستان میں ایسا ہوتا تھا۔ آپ نے جو کہا کہ کسی کی پروپرٹی نہیں ہوتی تھی یہ مناسب نہیں ہے۔ رضا شاہ ایران میں جب بادشاہ ہوا تو کتنے آدمیوں کو اجڑوایا جہاں کا وہ رہنے والا تھا، کتنی زمینیں چھین لی۔

مہروں کے بارے میں یہ عرض ہے کہ ایک رئیس ہے اس نے ۱۹۵۴ء میں ایک مہر بنائی سال دو سال بعد کوئی آدمی آیا اس نے کہا یہ مہر زیادہ خوبصورت ہے وہ مہر لگا دیا تو مہر ہر سال تھوڑے ہی بناتا تھا وہ، مہر پر ۱۹۲۱ لکھا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ۱۹۲۱ء میں ہوا تو مہر جو بنی تو وہ پچاس سال تک چلے گی اور اس پر ۱۹۲۱ء ہی لکھا رہے گا۔

● جلال الدین اکبر کی مہر کے سلسلے میں انھوں نے بتایا کہ اس پر جلال الدین محمد اکبر بن ہمایوں لکھا ہوا ہے اور یہ بھی کہا کہ اسطرح کا کوئی سکہ معلومات میں نہیں آیا اس لیے اسطرح کا سکہ مشکوک ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ دو سال پہلے کلکتہ میں اکبر کا ایک سکہ آیا تھا جس پر جلال الدین محمد اکبر بن ہمایوں لکھا ہوا تھا اور یہ سکہ وہاں کے ایک ڈیلر بابولال جین کے ہاتھ آیا تھا بعد میں یہ سکہ کریفٹن یونیورسٹی کے سکریٹری نے دس ہزار روپے میں خرید لیا، یہ سکہ ابھی کینا ڈا میں ان کے ساتھ موجود ہے جس پر جلال الدین محمد اکبر بن ہمایوں کندہ ہے۔

فرخ جلالی:

شاہجہاں سے محمد شاہ کے عہد تک مغل بادشاہوں کا یہ رواج رہا تھا کہ ایک خاص منصب تک کے عہدیدار جب کبھی بھی کہیں پہنچتے تھے تو سارا مال گورنمنٹ پروپرٹی ہوتا تھا اسکی ایک فہرست بنتی تھی اس کے بعد

Marfat.com

بادشاہ اسمیں سے ایک بڑا حصّہ اسکے وارثان میں تقسیم کر دیتا تھا یہ اصول ہوتا تھا۔ اسکی تاریخی استناد میں کوئی شبہ نہیں۔

● ایک تصنیف ہے تفریح طبع جس کا سنہ تصنیف ہے ۱۱۲۲ھ اس کا ایک مخطوطہ میرے پاس ہے جس پر تین مہر لگی ہوئی ہے۔ ایک مہر ہے ... صلاح الدین خاں ... محمد شاہ بادشاہ ۱۱۴۵ھ لکھا ہے۔ کتاب تصنیف کب کی گئی، لکھی کب گئی۔ یہ پتہ نہیں اسپر مہر لگی ہوئی ہے ۱۱۴۵ھ کی۔

ترقیموں میں جعل سازی بہت کی گئی اور جعل کی گرفت آسان ہے۔ پہلے جو جعل کیے جاتے تھے اسکی مثال موجود ہے۔ غالب کی ایک کتاب پنج آہنگ کا ایک نسخہ بنارس ہندو یونیورسٹی لائبریری میں ہے جس پر لکھا ہوا ہے زمان ۱۱۴۲ھ۔ غالب پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اس وقت جس شخص نے جعل بنایا وہ نہیں جانتا تھا کہ غالب کس زمانے کا تھا۔ اسکو ایک مخطوطہ ملا اس نے کاتب کی تحریر سے ملا کر کسی روشنائی سے لکھ دیا اگر یہ معلوم نہ ہوتا کہ غالب ۱۲۱۲ھ کے بعد پیدا ہوئے ہیں تو یہ جعل پکڑا ہی نہ جاتا اس پر غور کیا تو معلوم ہوا خط بھی مختلف ہے سیاہی بھی مختلف ہے ایک اور نسخہ بنارس ہندو یونیورسٹی لائبریری میں ہے کلیات سودا جو ناقص الآخر ہے، یہ بھی نسخے کی ایک کمی ہے یا یہ کہ اسمیں اسی قسم کا کاغذ اس پر لگا دیا ہے سلیقے کے ساتھ اور ترقیمہ ہے۔ "تمت تمام شد، دیوان کلیات سودا بتاریخ ۵ ر مارچ ۱۹۱۶ء بوقت دو پہر بانجام رسید"۔ نسخہ یقیناً اس سے بہت پرانا ہے لیکن اسکو مکمل دکھانا تھا کہ یہ مکمل ہے تو ان سارے موضوعات پر علیحدہ علیحدہ سمینار کرنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے۔

پروفیسر ابو محفوظ الکریم المعصومی:

مخطوطات کی غصبیت کے سلسلے میں عرض ہے کہ مستقل سمینار ہو اسلیے کہ مصنف کی طرف پوری کی پوری کتاب پورا کا پورا متن منسوب کر دیا جاتا ہے۔ شکوک وشبہات بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بہت سارے محققین بھی اس اشتباہ میں ہوتے ہیں کہ وہ صحیح نسبت ہے، اس قسم کی چیزوں پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے جس دکان کا مخطوطہ ہو اس دکان پر حتی الامکان عبور، اور موجودہ نسل کو اس میں جوڑنا اور اسکے ساتھ بقیہ فروع پر غور وخوض کرنا کہ یہ متن مکمل طور پر یا جزوی طور پر، یا بڑا حصّہ اس کا جعلی ہو اور فلاں فلاں سے منسوب ہو فارسی عربی یہاں تک کہ اردو میں بھی اسکی مثالیں ملتی ہیں۔ ان مسئلوں پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر شریف حسین قاسمی:

یہ ایک Exploratory قسم کا سمینار ہے ہمیں پہلی مرتبہ توجہ سے ان مسائل پر سوچنے کا موقع ملا۔ کسی مخطوطے میں اگر کوئی کالوفن ہے تو ہر کالوفن ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، نئے نئے مسائل ہوتے ہیں۔ نئی نئی جستجو ہے نئی نئی اطلاعات ہیں دیکھنا یہ ہے کہ یہ کالوفن Genuine ہے یا نہیں۔ ان مسائل پر جب تک پوری ٹیم بیٹھ کر غور نہ کرے صحیح نتیجہ اخذ نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر ضیاءالدین ڈسائی:

میں نے چونکہ مقالہ لکھا نہیں زبانی کہا اور کئی چیزیں ایک ساتھ کہیں اسلیے اس میں کچھ غلط فہمی ہو گئی۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ شاہان اودھ کی صرف منظوم مہریں تھیں۔ رہا ملک کا معاملہ تو فرخ جلالی صاحب نے ٹھیک ہی کہا کہ منصبداروں کی جو بھی مہر ہوتی تھی اسمیں وہ لفظ میں نے غلط استعمال کیا یا صحیح استعمال کیا مجھے یاد نہیں لیکن منصبدار کی جو چیز ہوتی تھی وہ شاہی پراپرٹی مانی جاتی تھی ایسی بے شمار مثالیں ہیں۔ کہ جب کسی منصبدار کی دکن میں وفات ہوئی تو فلاں کو بھیجا گیا اس نے پوری فہرست بنائی اتنا ہاتھی، اتنے گھوڑے، اتنی یہ اتنی وہ، وہ فہرست بادشاہ کو بھیجی گئی انھوں نے ہاتھی رکھ کر باقی چیزیں ان کے بچوں کو بخش دیں ان کے بچوں کو وہ منصب بھی دیتے تھے، سعد اللہ خان شاہجہاں کا وزیر اعظم جب مرا تو بادشاہ نے اس کے پانچ سو اونٹ ضبط کر لیے۔ یہ سنہ جلوس کے بارے میں جو آپ کہہ رہے ہیں کہ بادشاہ کے علاوہ نہیں ہے۔ مہروں پر آپ عنایت خاں کا ہی دیکھ لیجئے کسی بھی امیر کا دیکھ لیجئے کہ سنہ جلوس ہے ہر ایک کا۔ امانت خاں شیرازی کی اکثر مہروں پر سنہ عہد آپ کو ملے گا ٥ء۔ آپ نے جو سکے کے بارے میں کہا تو وہ تو جب تک دیکھیں نہیں تب تک کچھ کہنا مشکل ہے۔ میں نے ایک عام بات کہی تھی جلال الدین محمد اکبر کے بارے میں اس کے جو خط ہیں اور سب چیزیں ہیں۔

میرے نزدیک سمینار کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک موضوع پر ایک Key note paper تیار کیا جائے چاہے لائبریری کی طرف سے ہو چاہے جو اس لائبریری کے ماہرین ہوں انکی طرف سے ہو اور یہ Key note paper سارے مدعوئین کو پہلے بھیجیں اور ان سے کہیں کہ ایک مقالہ اس موضوع پر آپ پیش کریں اور پھر اس پر سمینار میں بحث ہو تو ایک موضوع پر پوری چیزیں سامنے آجائیں ورنہ یہ چیز نہیں ہو پائیگی۔

ڈاکٹر عابد رضا بیدار:

میں آپ سب کا شکر گذار ہوں۔ سمینار میں کوئی بات طے نہیں ہوتی ہے۔ سمینار طے کرنے

Marfat.com

کے لیے ہوتے بھی نہیں ہیں، اصل میں کچھ باتیں آجاتی ہیں ذہن میں اور جب بھی دو سے زیادہ آدمی بیٹھتے ہیں تو بڑی اچھی باتیں جو پہلے سے کبھی نہیں آتیں۔ اپنے آپ سامنے آتی چلی جاتی ہیں وہ ان دو آدمیوں کا اثر ہوتا ہے جمال ہمنشیں کا دس فیصد، لیکن اپنے ذہن میں جو جوتیں جگتی ہیں وہ بڑی اہم ہوتی ہیں تو اسمیں سے کچھ نہ کچھ تو ہمیں ملے گا اور یوں بھی یہ اتنی باریک سے باریک چیز تھی کہ اسمیں اس سے زیادہ باتیں اور کیا ہوسکتی تھیں لیکن یہ بات کہ اسکی بدولت ہم نے اپنے مخطوطات کا اسٹڈی کیا، کرایا اور آگے دلچسپی پیدا کی، کرائی یہ چیز خود اہم ہوجاتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ یہ بھولے ہوئے سائنسیز جواب بھولے میں آرہے ہیں یہ گاہے گاہے تھوڑا سا یاد آتا رہے تو میں پھر شکر گزار ہوں آپ سب کا۔

●●

Marfat.com

Marfat.com

ارحم الراحمین بمودای سبقت رحمتی غضبی وہو اصدق القایلین لمن بنده کمترین را مبدل بمقبلین کرد و اندانه جواد کریم

رحیم منقه بمیناء الدائرة الفاقره افقر فقراء ارباب الله الغنی غلام حسین بن ہدایت علی ابن السید علیم الله

فیض الله الطیب رطب راکسی عفی الله عنهم بفضله السنی ویمن سید الانبیاء

والمرسلین محمد خاتم النبیین وعترته المعصومین الطیبین الطاهرین علیه وعلیهم السلام

والصلوة الی یوم الدین یوم الثلثاء لسبع خلون من شهر رمضان المبارک

المنتظم فی سلک شهور سنه خمس وتسعین و مائة الثانیة عشرة من الهجرة

المقدسة النبویة علی صاحبها السلام والتحیة ۵ط

ASIATIC SOCIETY

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد و ثنای پادشاه علی الاطلاق و شکر و سپاس خالق انفس و آفاق جلّ جلاله را موسوم داران عرصهٔ امکان
و کون لسان زرد... بلوغ فلسفه و السنهٔ شتی با بزرگان زبان حمد آراسته‌اند و گدایان
بارگاه کبریش از فیض... بفیوضات آسمانی و تائیدات نهانی خسروان جهان و سلاطین
دوران را تاج‌بخش و مملکت‌ستان و درود و ثنا بعد و صلوات غیر معدود نثار آستان
ملایک آشیان صاحب تسخیر افلاک مسیر جهان‌گیر عرش سریر قلوهٔ کشی افلاک فرمان
فرمای کشور املاک سرافراز کونین عارج معارج قرب قاب قوسین ناسخ ادیان و ملل
خلیفهٔ خدای عزّ و جل سید الانبیاء و الرسل مبعوث علی الکل یعنی محمد که لولاک در شان
اوست جهان جمله مرهون احسان اوست صلی الله علیه و علی آله الذین ورثوا
منزلته بالاستحقاق و وجب طاعتهم علی الامم فی الآفاق اذهب الله عنهم الرجس و طهرهم تطهیرا
و لتسرّ لهم هدایة الخلق و امارته تیسیرا اما بعد بر رای بیضا ضیای مستخبران آثار و متفحصان اخبار مخفی نماند
که در کتاب سیر المتاخرین من الثانیة عشرة الی الخمس و التسعین من المأة الثانیة بعد الالف که این
اقل الخلیفة بل لاشیء فی الحقیقة غلام حسین بن هدایت علی خان بن السید علیم الله بن السید فیض الله الحسنی
الطباطبائی عفی الله عنهم بعفوه و رحمته متصدی تحریر آن گشته و احوال عهد پادشاه مغفور پناه محمد شاه
تا سال جلوس و دوم عهد او مطابق سنهٔ یکهزار و یکصد و پنجاه و دو هجری نبوی ص م و در آن کتاب نوشته
بعد لکن ان احوال ملک... آباد را بنا بر هجوم سوانح ایام تسلسل بیان تمام داده باتمام رسانیده... آل

Marfat.com

بدین میدان مرکب برانده فلما حوادث ایام و دور ربا م دون
بدین شکسته و از افواج زمان و مصائب حدثان در سفینه سینه
جمع شد انواع اضطرار موجود و ابواب استظهار مفقود و اسباب
ظفر ناپاید و اسباب مکاید مهیا :: ملخص کتاب و ذب
کتاب مستطاب فصاحت و بلاغت آیات فصایح دلالات
که گنجینه علم و فضل و دانش است و خوانی بود همه از تفحص بسیار
بهم رسانیده برای نواب همایون کامگاری نامدار اقبال آثاری
سلطان علی نویسانیده یادگاری گردانید. بیت نیست جز و متاعی
کز دریا یادگار :: چون قلم این جا سخن می ماند از ما یادگار نوشت
تاریخ ۹ ماه اکتوبر سنه ۱۸ روز دوشنبه بخط خام محمد حسن خان ولد چاندخان مرحوم
هر که خواند دعا طمع دارم :: زانکه من بنده گنه کارم فقط

ASIATIC SOCIETY

ASIATIC SOCIETY

Marfat.com

ذو الجلال موکد بتوبیخ طه ما انزلنا علیک القرآن لتشقی اصدار افتاده است

... ماد ... نسب ... و ... سان بود و ... ست و ملتمسات

او را هم بدرگاه دیر این حبیب چندین رنج و عنا چرا بر خود اختیار می کنی

و التماس ... بشارت کن تا ... بشارت به رسانم خواجه

طریقت و پیشوای حقیقت به درج فلات بگشاد و لطف در رساله

درمیان آورد و گفت یا اخی جبرئیل . افلا اکون عبدا شکورا بالا بین

همه مناقب بر ست آخر بنده ام و بنده زاده ام و از درگاه

ملت ظلمه بند مثال در حق محمد صادر است اول بر حکم اشارت

رحمت بعالمیان بشارت کرد قوله تعالی و ما ارسلناک الا رحمة

للعالمین و جای دیگر بر رسالت خود با اصحاب تاوه کرد محمد رسول الله

... آمنو ... آیة و جای دیگر خاتم نبوت را بمسمار مهر رسالت

مستحکم فرمود و گفت رسول الله خاتم النبیین و جای دیگر مثال بشارت

بمتقیان و مخلصان و بشارت و وعید متمردان بعث فرمود

یا ایها النبی جاهد الکفار والمنافقین و چون بدین همه مرتبه و اهتمام

و مراسم و احتیاط مشید گشته امر بایستی که سواد ظلم و ضلالت کفر

Marfat.com

ASIATIC SOCIETY
ASIATIC SOCIETY OF ... LIBRARY 26/6/75

اصناف حمد و سپاس و انواع شکر و ستایش خداوندی را سزد که
طبقات آسمان بنجوم آراسته و صفحات زمین بمردم پیراسته کسوت
سیادت مفاخر انسان که الانسان بنیان الرب در شان اوست پوشانید
و لباس خلقت را مزین باعزاز ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
ساخته و پرداخته از مقدری که بانواع زبان را قدرت وصف او بارد
مصوری که جهان را بصنع بیحد آلوده باوقی مدح مجید از حد او لیک بنسبت
وصف زبان یک سپاسگذاری ستایش برون آمدن و شناسنت برانگه
رحمت از حق هم ظاهر شد رحیمی که مرزهای هند را بتشریف ایمان مشرف ساخته
و کریمی که منکران سند را بخلعت اسلام نواخته عالم گمراه را بنعمت دین محمدی
بخود خواند و چراغ هدایت در صحن و در عالمیان منور و روشن ساخت
ذوالجلال

Marfat.com

وبیست و هشت روز در سلک و کلک در شهر احمدنگر بتوقیع آمد کتاب خلاصة التواریخ در [illegible] المبارکه

سنه [illegible] مهذاری سالکش مباله اور در علوم هندوی و فارسی

و سهنکرت و [illegible] و در خوش نویسی و منشی گری

همه [illegible] نادر العصر والدوران بود مشعر بر کیفیت سلاطین

هندوستان از هنود و مسلمین قرابت دای راجه چندسین نامدار

دولت حضرت اورنگ زیب عالمگیر واقعه تاریخ [illegible]

هندوی [illegible] محمد شاه جلوس والا در [illegible]

جشن نوروز [illegible] بروز شنبه [illegible]

صورت اتمام یافت

تمام کام [illegible] شد

کار [illegible] تمام شد

[illegible]

نویسنده [illegible]

ASIATIC SOCIETY

Marfat.com

A Summary History of Hin[illegible] under the Govern[illegible] during the reign [illegible] Hindu and Mahommedan Princes to the Reign of Aurang Zebe – 5 9

ASIATIC SOCIETY

بسم الله الرحمن الرحیم

[illegible] SOCIETY

نقش [illegible] نمایان دمی مصور کارگاه ممکنات چون [illegible] کرد که صور برایا [illegible]

وجهره [illegible] [illegible] کرد و بوحدت ازلی [illegible] و [illegible] وجود [illegible]

طبع [illegible] و اختلاط [illegible] بر [illegible] آمیزی ارادت [illegible] ابهری [illegible]

نقوش [illegible] اشکال عجیبه [illegible] بر [illegible] اشیا [illegible] مختلف [illegible]

نقش [illegible] بقدرت ابداعی و صنعت اختراعی [illegible] کون خلقت [illegible]

از مکامن [illegible] بر منصه شهود [illegible] از جلباب عدم بمنصه وجود آورد [illegible]

و اعظم موجودات [illegible] صانع و مظهر [illegible] خود [illegible]

و [illegible] شایان [illegible] جهانی [illegible]

و [illegible] کامیاب [illegible] حضرت [illegible]

Marfat.com

در روی کنجد تا نیم دمی بر آورد و تنگی کرد و هنگام تریخ او با دشاه نیم شبی رسیده سر او را ببرید

نوازش کرده و برداشته چند مرتبه فریاد زده و فرمودند که شیخ جیو حکیم علی را همراه آورده ام فراق

نمی بینید و چون از خود بیخود بود از و صدای و ندای برنخاست چون مکرر رسیدند و دستار خود را از دهان زده

آخر شیخ ابوالفضل را تسلی نموده بازگشتند و مقارن آن حال خبر رسید که او خود را بسیر دارالسلام مبادا دنیا

علی الاتیان والاسلام و متصل این قضیه بفاصله چند روز حکیم همام در تاریخ ششم ربیع الاول رفت

و تاریخ هفتم کمال الصدر درگذشت و مالهای این هر دو را به ساعت در حجرا قفل کرده و بیاری که نقش ختام بود

والدوام الباقی این بود سوانح بعضی از اجزای زمان که تا تاریخ شهر صفر ختم الله بالخیر والظفر از سنه اربع والف

هجریه و این سال ... بجمیل اجمال رقوم قلم شکسته این کمینه البال گردیده و فی ملغت ملک

عبارت بی تکلف کرده اما بانکه نظر متفضل مانند سما ... بیت ... رو زبان جهان یا نقطه ... را

ران و شرایط زیست که رحم ... بنظر ... رقم حلل مضمون باشد الا ... بعضی سوانح

تقدیمی و تاخیری با تحریفی و تغیری در ماخذ رفته باشد گر آن در جلد جامع ثبت ... مساعدت نمود و

توفیق رفیق گشت و دماغ را از اشتغال ... آمده است ... وقایع مستقبله ... انتخاب

خواهد ساخت والله هر کس را که توفیق خواهد بود ... جمع آن خواهد پرداخت کرشمه ...

جاری شد ... بود ... با خدا ...

بتاریخ ... شهر ذی القعده سنه ... روز چهارشنبه بمقام بلده معظم آباد محله ...

ASIATIC SOCIETY

ASIATIC SOCIETY OF BENGAL LIBRARY

ASIATIC SOCIETY

شهنشاه دوران و خلیفهٔ زمان جلال الدین محمد اکبر بادشاه غازی که بمیمنت تخت
خلافت و مسند رافت متمکن باد باستصواب بیرامخان خانخانان در کلانور که تا
حال مرمت آن میکنند بتاریخ روز جمعه ربیع الاول سنه ثلث و ستین و تسعمایه بطالع
سعد سریر سلطنت را رفعت و زینت داد و فرامین استمالت و نوازش بر امراء
سرحد فرستادند تا خطبه در دهلی نیز خوانده شد و این مصراع مصراع از همه شاهزاده های
اشرف تاریخ یافتند و دیگر جلال الدین محمد اکبر شاهزاده دوران بتاریخ بدر میگفت
شاهنشاه دورانم و دیگر کام بخش یافتند و عالم چون گلستان شد و زمانه باقی آن
بشگفتگی بار انبساط نمود و میگفت مثنوی چو درک افگند افسری از سری ::
نهد در زمان بر سر دیگری :: چو در سینه روزی سرآورد عهد :: جوان دولتی سر برآرد
ز مهد :: و بیش از امر جلوس بیرامخان پیر محمد خان شیروانی را که با جماعه از عقب
سکندر در کوه سوالک تا حدود موضع دیمری رسیده بودند بلطایف الحیل طلبیده
بود تا خبر فوت بادشاه مغفور انتشار نیابد و شاه ابوالمعالی که سید زاده عالی نسب
از ولایت کاشغر و سیادت تناسب اعضا و بصنعت شجاعت از اقران ممتاز
و بادشاه غفران پناه را نسبت باو توجهی خاص و نیازمندی افزون از قیاس بود
چنانکه بخطاب فرزندی سربلند گشته بود و خام طمع شده و نسبت او از اینجا باید دانست

D 312

ASIATIC SOCIETY OF BENGAL
LIBRARY

Marfat.com

Marfat.com

College of Fort William
1809 189

حمد و ثنای کہ [illegible] اعلی ارادات [illegible] ازان عاجز آید و شکر و سپاسی کہ متکلمان صوامع بالا در گفتن آن بتقصیر اعتراف نمایند سزاوار

[illegible] و موارد آیہ [illegible] و بقدر براوست [illegible] کہ چندین [illegible] الخلق [illegible]

[illegible] زاہر افکند [illegible] در شکم [illegible] لولوی لالا کند

[illegible] و صلوات [illegible] کہ نسیم ریاض فردوس [illegible] معطر آن غالیہ [illegible]

رخت تسلیمات طیبات کہ باد روح افزای بہشت [illegible] عطر آمیزی استعارہ نماید بر تربت مقدس [illegible]

روز محشر صاحب کلمہ بعثت الی الاسود والاحمر بیت امام رسل پیشوای سبیل امین خدا مہبط جبرئیل کلیمی کہ چرخ فلک [illegible]

[illegible] و بعد از آن آل و اصحاب و عترت و احباب او باد اما بعد چنین گوید راوی روایات گذشتہ

و آینہ جامع روایات مختلفہ [illegible] کہ چون خاطر خطیر و ضمیر آفتاب تاثیر عالی حضرت معالی منقبت گردون منزلت مشتری

مملکت پناہ حکومت دستگاہ مقرب حضرت سلطانی [illegible] بیت خورشید سپہر [illegible]

سپہر اصحاب [illegible] و ارباب شمشیر ناظم امور الملک والدین امیر علی شیر ابدہ اللہ تعالی ایام دولتہ و شید ارکان معدلتہ متوجہ

[illegible] کہ بعد از اتمام دفتر اول و ثانی [illegible] دفتر ثالث کہ [illegible]

[illegible] ختام [illegible] و شروع نمودہ آید [illegible] سعادت [illegible]

[illegible] اخلاص [illegible] بیت

[illegible] جان [illegible] کہ این کلمات [illegible] بلاد اهل اسلام [illegible]

[illegible] اصلاح [illegible] و منہ الاعانہ والتوفیق وهو یهدی الی سواء الطریق ذکر بعضی

[illegible] حضرت امام المسلمین و امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب [illegible]

کتاب [illegible] دفتر ثالث بذکر ائمہ اثنی عشر علیہ السلام [illegible]

امیر المومنین علی علیہ السلام [illegible]

الکنون بنابر [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

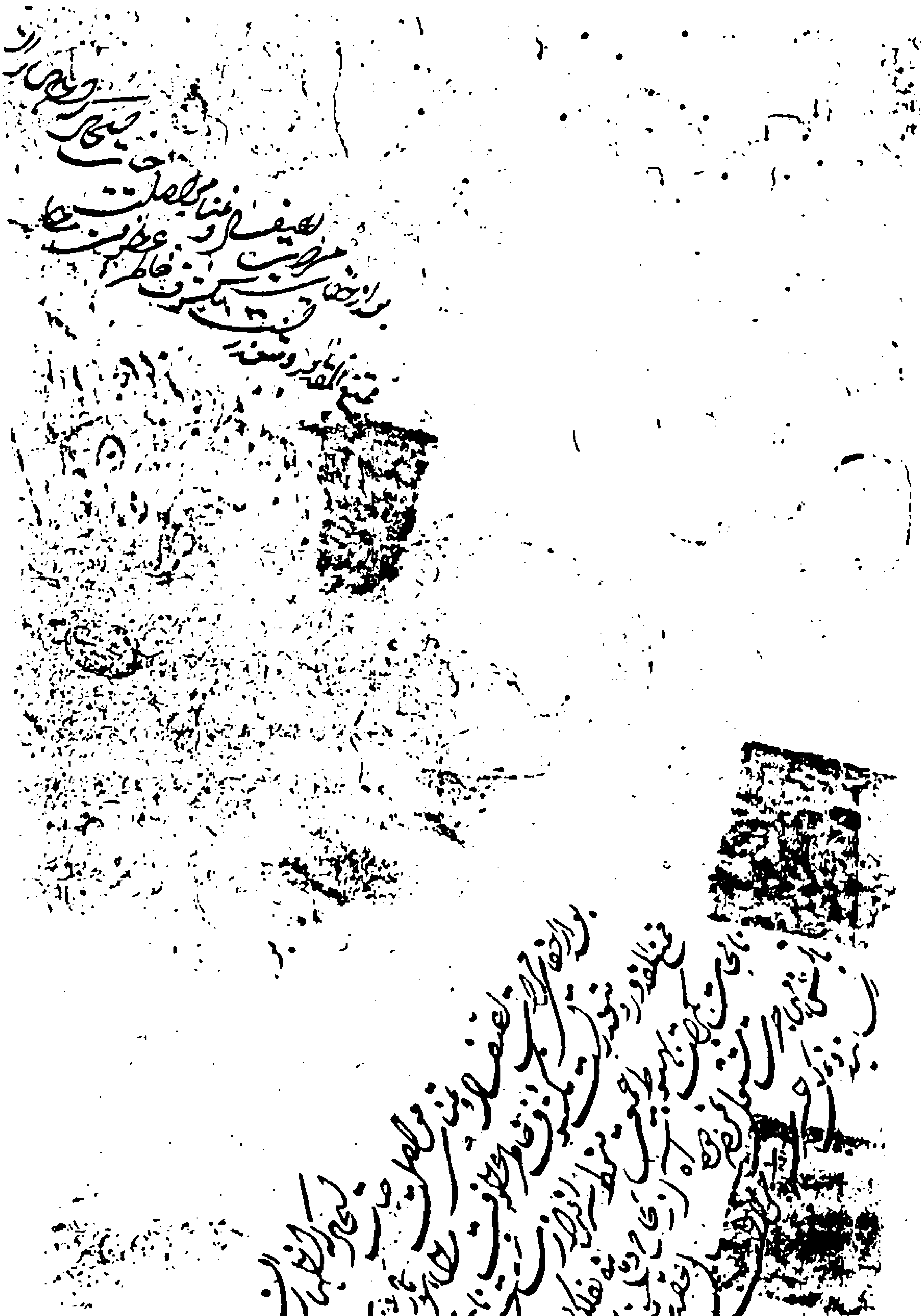

Marfat.com

گردیده از بطون تواریخ یاد و وقایع ایام که جمیع اوان میشود هنوز آنکه از انبیا با اخبار رسیده شد ... صورت قلم ...

نامگی نویسد امید که تا بقای این دیرینه دیر بجا باشد اثر خیر آن بهمین رقم خامه قدرت آیات به ... بلند

... باد و تا بنای این دار فنا را بقا باشد ذکر باقیات صالحات و شکر زرات جارات این ...

الحمد ... در زمان ... شد جلد سیوم احوال ... ابتدای ... اعلی ... صاحب قران

شاه جهان بادشاه غازی تا ایام ... انجام سلطنت آن ... در ... نصف ... کنبوه ...

نامه ... که بخدمت ... ارباب ... داخل ... درگاه ... الا ...

... و تعلق خاطر از کتاب ... ملک ... دیوان ... ماند ...

... شهر شعبان المعظم سنه ... از عهد خلافت عالمگیر ثانی بادشاه غازی مطابق سنه ...

موافق ... هزار و ... و دوازده ... روز یکشنبه وقت سه گهری ... تمام ...

هر که خواند دعا طمع دارم

زانکه من بنده گنهکارم

ASIATIC SOCIETY

ASIATIC SOCIETY

تم تم تم

تمام

شد

تمام

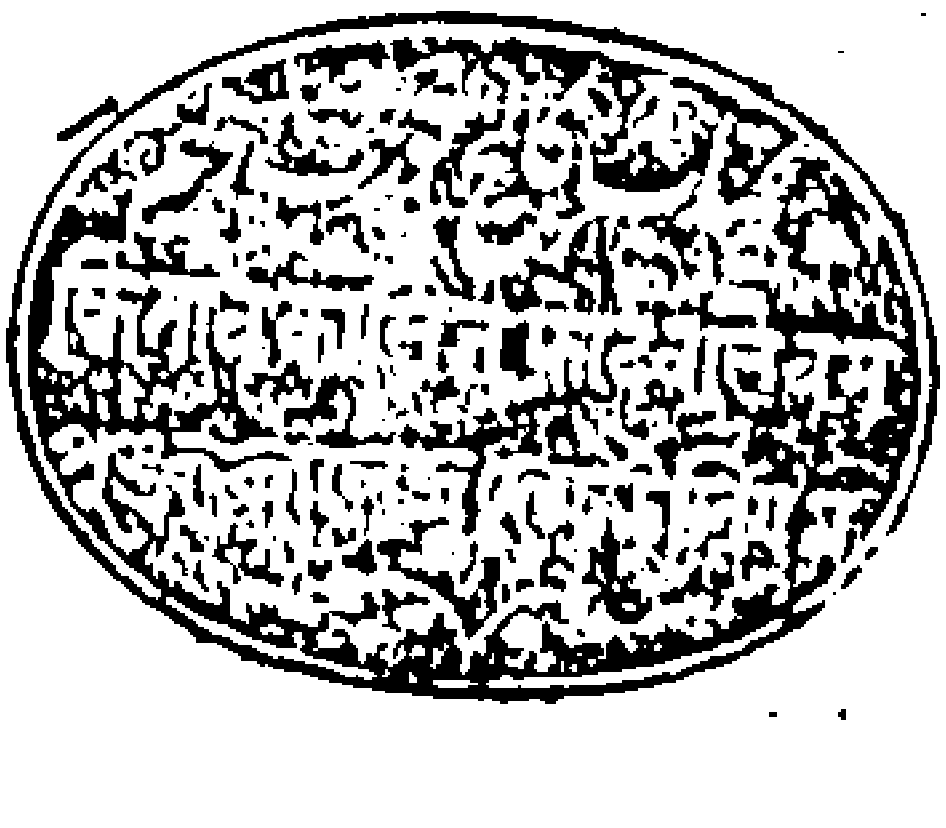

بنا بر روایت [illegible] اکثر تواریخ پادشاهان هند [illegible] سلطان [illegible] پادشاه شهاب الدین محمد صاحب قران

ثانی شاهجهان پادشاه غازی که در ملک داری و ملک گیری و عدالت و رعیت [illegible] گذشته گزیدگان [illegible] چند

در [illegible] تعیین نموده [illegible] صاحب [illegible] [illegible]

[illegible] عبد الحمید [illegible] جمیع کمالات [illegible] افضل [illegible]

[illegible]

[illegible] بر می آید [illegible] اعمال [illegible]

[illegible]

وشاه [illegible] کار [illegible] چون [illegible] رشید [illegible] اتفاق افتاده بود بنا بر رعایت رسم [illegible]

و [illegible] از [illegible] اسب و زر [illegible] بر [illegible] فتوحات [illegible]

اشرف [illegible] بخدمت [illegible] طاهر خان و محمد اشرف [illegible] خان [illegible]

منصب [illegible] یافته [illegible] سید [illegible] دو [illegible]

[illegible] دست [illegible] برادر [illegible]

[illegible] خلعت [illegible] از طویله خاصه [illegible] طلا [illegible] نموده [illegible]

[illegible] خان را بمنصب سه هزاری ذات [illegible] دو هزار [illegible] سوار از اصل و اضافه [illegible]

[illegible] و هر یک از شمس الدین ولد مختار خان و سید عالم [illegible] ولد [illegible] محمد [illegible]

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم وتمم بالخیر

ASIATIC SOCIETY

از انجا که تحریر مآثر جلیله و مفاخر نبیله اقبالمندان کامکار که مظهر اخلاق جلالی و جمالی حضرت پروردگارانند به

نوعی از جمله دعاهای محمودی که احصای مراتب حمد و سپاس او خارج مقدور انسانی است نمیتواند شد

لاجرم زبان حمد گزار به ادای هم نقد سکوت که لازمه عنوان کلام شود در کام عجز دزدیده مختصر

مدعا می پردازد که چون این کمترین بندهای جناب ایزد بیهمتا به سکونت کلبه ای محاط بر محال

شد

Marfat.com

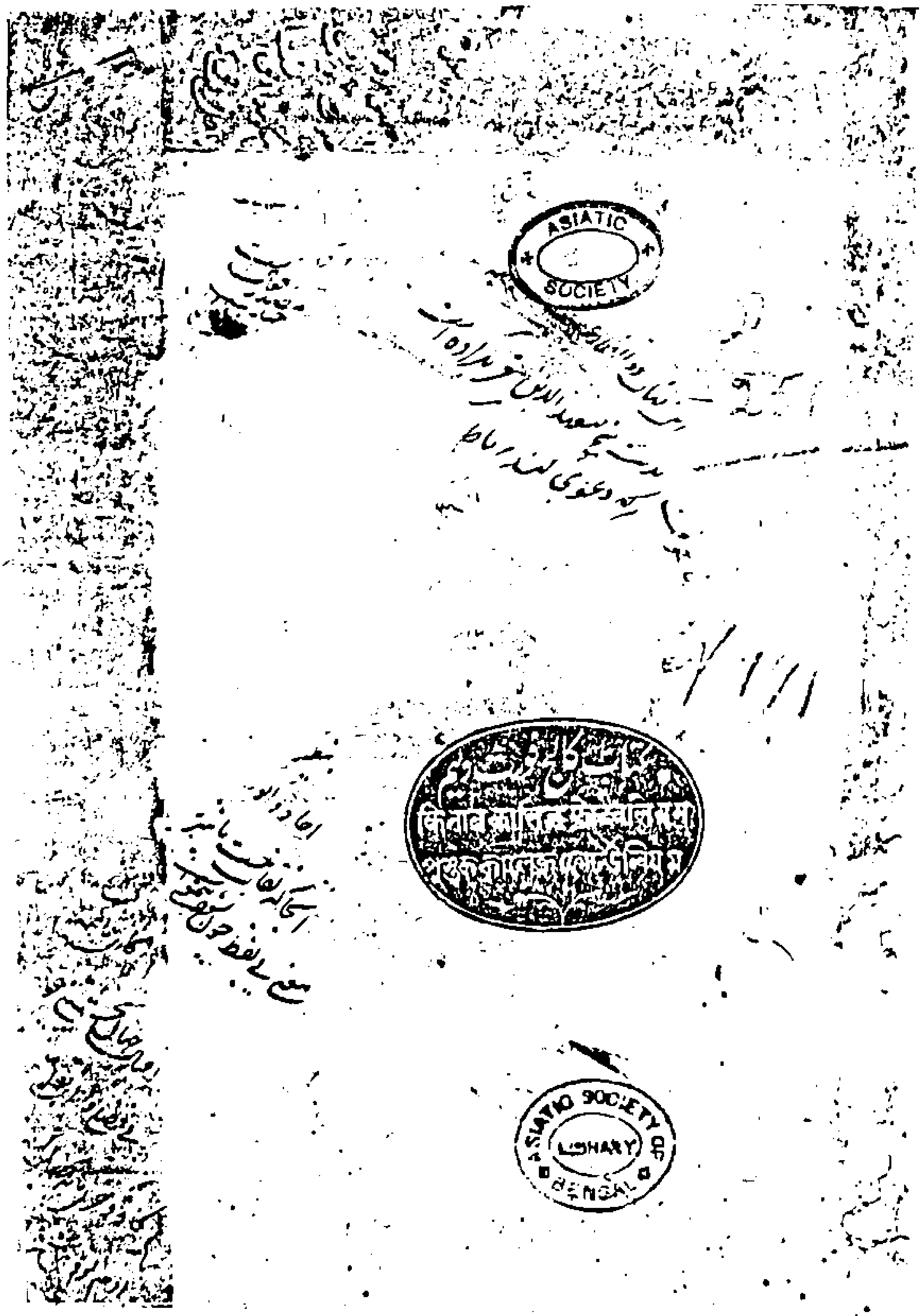

Marfat.com

...محمد بن جرير الطبري رحمه الله و رضي الله عنه

ابو علي محمد بن محمد بن علي البلعمي الوزير

رسي كرد ابتدا از بهر ابو صالح

نوح بن نصر بن احمد بن اسمعيل

الساماني غفر الله له

تم بعون الله الا ... ه وحمده

والحمد لله رب العالمين تمت

الكتاب تاريخ محمد بن

جرير الطبري في يوم

الاربعا من وقت

الظهر ثماني و

عشر من شهر

... تسع وعشرين والف هجرية النبوية صلى الله عليه وسلم

كتبه العبد المذنب

الطاهر عبد القادر

عبد الجبار ابادي

Marfat.com

از تیرهنا بغسل وخواندن مردم از فضل حواریین ارد
بیاکنده بود از مشرق تا مغرب وخلق را بخداى
واین زمین هرگز بی حجت خداى نبوده است
ى در آن وقت که مهدی خداى تعالى یاری
بخلق قایم نبود واگر بعهدی شهری بود
که آن پیغمبر را نمی‌شناختندی وچون پیغمبر صلی
نبوت از زمین برخاست ولیکن با عترت
ى زمین طاهر هست واین خلاف جمله است
متفق اند که از وقت آدم تا بزمان پیغمبر
رسول الله دانستن که پیغمبر کی بود وخداى
تعالى الا با بیکم الا تبعث وو رای دیگر گفته است
است که هیچکس نماند که تا امروز چند که
تن که تحقیق این کس نماند که از [illegible]
است که چند بن اختلاف افتاده است [illegible]
[illegible] فصل دوم ذکر نسبت پیغمبر صلی الله علیه
[illegible] بعضی از اصحاب علم تواریخ نسبت او
[illegible] کنحوا المعدم
[illegible]
[illegible]
[illegible] نسبت [illegible]
[illegible] ابن هاشم بن عبد مناف بن [illegible]

Marfat.com

SOCIETY

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقه محمد وآله الطیبین الطاهرین
فصل در ذکر آغاز اخبار پیغمبر صلی الله علیه وسلم و یاران او و اکنون چون دان اید
گویند که از فرود آمدن آدم بزمین آمد تا آن وقت که پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم
چهار هزار و ششصد و چهل سال بود و اندر توریت چنین بود و از وقت پیغمبری تا
هجرت سیزده سال بود و اندر مدینه ده سال و از وفات او تا زمان ...
... سال و اما ... این چنین گویند که از گاه آنکه آدم بزمین آمد تا وقت پیغمبر
صلی الله علیه وسلم پنج هزار و ششصد و هفتاد و دو سال بود و از عبد الله
عباس روایتست و شاید که این درست تر بود که او چنین گفت که از وقت آدم
تا بعث پیغمبر صلی الله علیه وسلم شش هزار سال و صد و سیزده سال بود
و تفصیل این از عبد الله بن عباس چنین روایتست که از وقت آدم تا نوح
دو هزار و دویست و پنجاه سال بود و از وقت نوح تا وقت ابراهیم هزار و ...
... سال بود و از گاه ابراهیم تا گاه موسی پانصد و شصت و پنج سال و از وقت موسی
تا وقت سلیمان که عمارت بیت المقدس بنا کرد پانصد و شصت و شش سال بود
و از وقت سلیمان تا وقت اسکندر ذو القرنین ششصد و هفتاد سال بود
و از وقت اسکندر تا وقت عیسی ... صد و شصت سال و از وقت عیسی تا
بروزگار محمد صلی الله علیه وسلم فترت بوده و اندر آن پیغمبری نبود اندر روی
زمین و هیچ از این درست تر نیست و عکس آن کتاب ... که عیسی گفت
یأتی من بعدی اسمه احمد ... عیسی بر روی زمین هیچ پیغمبر نبود و تا زمان
پیغمبر ما چهارصد و سی و چهار سال بود ... مدت را فترت خوانند ...
محمد و عیسی علیهما السلام و هر چند که درین مدت از آسمان پیغمبر ...
... دانستن که زمین بی حجت خدای نبود و ... اند و دلیل عیسی ...

Marfat.com

الله محمد
علی فاطمه
الحسن الحسین

[illegible]

بسم الله [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ASIATIC SOCIETY
ASIATIC SOCIETY OF BENGAL LIBRARY

Marfat.com

چهار صد هشت هشت ورق

فهرست جزو و ۱۲ ورق

پنجاه هشت جزو چهار ورق

ترجمهٔ تاریخ طبری

از ابو علی محمد وزیر ابو صالح منصور بن نوح بود

۱۸۳

96

3241

Marfat.com

ASIATIC SOCIETY

Marfat.com

ASIATIC SOCIETY

بسم الله الرحمن الرحیم

انشای تاریخ جهانداری [illegible] ابتدای نامه ظفر و [illegible] [illegible]

بود که بر مقتضای قل اللهم مالک الملک ساحت ممالک [illegible]

محروس و مصون است و [illegible] از کاشانه [illegible] محفوظ و مامون [illegible] الملک

من تشاء [illegible] احدیت اوست و [illegible] افلاک [illegible]

اوست [illegible] زمین تا آسمان خورشید [illegible] فیض [illegible]

[illegible] که [illegible] اطراف [illegible]

[illegible] ملک [illegible]

[illegible] خوانین [illegible] بر اطراف [illegible]

[illegible] که [illegible]

[illegible] خورشید [illegible]

[illegible] ابداعیان [illegible]

[illegible] ما [illegible] [illegible] آن [illegible]

نیاز [illegible] [illegible]

[illegible] بارگاه [illegible]

[illegible] رواق [illegible] درگاه جلال [illegible]

[illegible]

ASIATIC

Marfat.com

4

P.
14

P.
14

Marfat.com

زنده کاپیا کردن و بکار بستن جرئت که تن را سیاه سازد و اندوه بسیار آرد بیکا
رخت چرکین پوشیدن و دیر دیر سر تراشیدن دوم نجابت بودن سیوم
دروغ بسیار گفتن چهارم خبث مردم کردن پنجم دشنام بسیار بمردم دادن
ششم در نماز کاهل بودن هر که این نصیحتهای من گوش کند و بآن کار کند موجب
رستگاری دنیا و آخرت او باشد و هر که بدی گرفتار ماند و در دنیا همیشه
در پیش بزرگ و کوچک عزیز و محترم بوده باشد و فردای قیامت سرخ‌رو بسیار
نیک شد و اگر برخلاف این کار کند خواری و بی‌عزتی در دنیا حاجات دیگر
او روا نباشد و در آخرت عقوبت نصیب خواهد گردید من انچه شرط
بلاغ است با تو میگویم تو خواه از سخنم پند گیر خواه ملال

ASIATIC SOCIETY

~~تمام شد بعون حضرت ربانی این نسخه تواریخ سلیم شاهی معروف به جهانگیرنامه~~
تصنیف جهانگیر بادشاه عفی الله ذنبه در عهد خلافت بادشاه جم جاه عالم
بادشاه غازی خلد الله ملکه و سلطنته علی الارض و اعلا اسلام الذین
صلح اخیر شهر ذی القعده روز ... شنبه ۱۲۰۲ هجری بقلم ... کاتب الحروف
احسن ...

Marfat.com

تاج کرامت و خلعت خلافت پوشیده و زبان و زمان را بقبضهٔ تسخیر خود
در آورده و بآیهٔ اذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة
مفتخر گشت بعلم زبانش را بذکر خود گویا و دلش را از ذوق یاد خویش
دارای کیایی بد وفا پرورده تو هم ز آب و گل بیرون آورده تو
وه چشم او دور و دست از بد است همین لبش پر و لیش تا قیامت
وز زود بیاشمار بر پیغمبر ما محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم باد که جهانیان را
از جادهٔ ضلالت رهانید و بشاهراه اطاعت و معرفت رسانید بعلم
تو اندر شد ز سر کارش آگاه خرد با جمله دانش حاش لله چه نام ست
آنکه در دیوان هستی بر او نگرفته نامی بیش و کم خدا بر سروران
سرداریش داد ز خیل انبیا سالاریش داد مسیح از مقدم او مژده
گوئی کلیم از شعل او شعله جوئی بدید آنچه از حد دیدن برون بود میرس
از ما ز کیفیت که چون بود نه چندین گنجد اینجا و نه چونی فرو بند از کمی
لب و ز فزونی شنید آنکه کلامی بی آواز معانی در معانی راز در راز
نه همراهی بد و نطق و بیان را نه آگاهی از و کام و زبان را بدرگش
گوش جان را باد در بست ز حرفش دست دراک کوته انگشت لمباسی
فهم بر بالای او تنگ سمند عقل در صحرای او لنگ ز گفتن بر ترتیب
و ز شنیدن زبان زین گفتگو باید بریدن بجز یاد کار سرگذشت خود

Marfat.com

172

بسم الله الرحمن الرحیم

ASIATIC SOCIETY

ای نام تو سر دفتر اسرار وجود نقش صنعت بر در و دیوار وجود در
هر ذره کبریا نهان کرده تجلی تو آه جهان کرده بازار وجود حمد بی غایت
و شکر بی نهایت خداوندی که امر کن اجزاء فلکی و اجسام عنصری را از
مکمن عدم بفضای وجود آورده صانعی که طبقات آسمان را برافراشت
و بساط خاک را بانوار قدرت بیاراست سلم وجودش آن فروزان
آفتابیست که ذره ذره ازوی نوریابست ز بام آسمان تا مرکز خاک
اگر صد ره بپای فهم و ادراک فرود آیند یا بالا شتابند ز حکمش
ذره بیرون نتابند ز بیچونیش چون و چندها پست بلندان با علو
قدر او پست خرد در ذات او آشفته رای طلب در راه او
بی دست و پای اگر ننهد بلطف خود قدم پیش. نشود نزدیک دوری ما
و ننهد قدم پیش وادی را بنور نطق و زینت عقل اختصاص داد تا بدان

لعطام ... في سنة ثلث و تسعين و الف

... عليه الصلوة والسلام

ASIATIC SOCIETY

Marfat.com

و آنکه همان نعش مغفور برحمت کریم جم حشم نواب نجف خان بود آورده در محاذی
روبروی مقبرهٔ آن غفران پناه بعد از توجه مهم آنها تمام امدادات شده بود گذاشتند
و بعد ازان امارت پناه دلیر خان و حشمت خان و دیگر اعزه حاضر شده بعد
غسل و تکفین در عمارت مذکور آن انگشته که حسب سر لوح الوصیت
نجف اشرف برند بامانت بخاک سپردند و هماندم این سانحه روی داد
و بکلمه نواب الحشم المماالک محمد امین خان خلف الصدق آن مرحوم اراحت یعنی آن
مرحوم آمیانه مبارک دیگر روانه نمکاه سلطان پناه نمودند و آنحضرت سامان
دستور سابق بضبط ملک و رایج مکرنبد ازین بانتظام مهام ملکی سر متصدی
اشغال بحداثت مرحوم اشغال مصی با امارت پناه دلیر خان و سیاست و اقبال
مآب میر عبدالله و اهل حرم محترم نواب مغفرت مآب در حضور بود محل اقامت
فکنده بسطوت قدوم دیگر نشستند مرجهان محبت که نخستین بد برپست اگر
نحس در قبضهٔ دیگریست روزی خانه رفتن زند بهتر که ... بدروازه
بیست و تلک الایام نداولها بین الناس و یبقی وجه ربک ذو الجلال
و الاکرام و نیما انما ختم الکلام ما تبین من کلام الملک العلام
و قد تم ستنا الشهر ابع الخمیس و فرغت من تهیه عشر شوال

Marfat.com

مشتمل بر [illegible] و [illegible] [illegible] از [illegible] و بیش [illegible]

[illegible] نغیر [illegible] عسکر خان [illegible] طلب [illegible]

[illegible] صاحب [illegible] که [illegible]

[illegible] از [illegible] تشریف [illegible] عرض

رو بکمی نهد و طبیعت قوت گیرد نواب مستغنی الالقاب [illegible] که اکنون [illegible] در [illegible]

شما چنین [illegible] در حرکت [illegible] و خواص [illegible] صلاح حال [illegible] اصوب باشد

بعمل آورده [illegible] هم ماه شعبان

[illegible] طلب [illegible] و [illegible] کوچ [illegible] و اگر [illegible] منصب دار

همراهی [illegible] صبح [illegible] مستغنی الالقاب

باجازت [illegible] بر [illegible] آورده [illegible] ساخت و [illegible]

کشتی حیات خویش را جانب [illegible] بتاریخ [illegible] شهر رمضان سنه ١٠٧٣

ثلث و سبعین و الف بعد از ادای [illegible] و [illegible] از لوازم [illegible] است [illegible] گهری

از روز چهارشنبه مانده [illegible] بالا [illegible] و انا لله [illegible]

الی دار السلام [illegible] اجابت گفته جان بجان آفرین سپرد و [illegible]

[illegible] عفا الله [illegible]

بجلاله کشف الدجی بجماله حسنت جمیع خصاله صلوا

که اخلاص گزینان مکه مبارکه و فرمان پذیران مدینه طیبه و عموم متقبلان اوامر

و مستمعان احکام الٰهی را از صحرای خونخوار شرک و معصیت و بیدای

کفر و شقاوت بر آورده مفروش نشین شهرستان اسلام و ایمان گردانیده و صنادید

عرب و اکاسره عجم را باصلاب لا النبی السیف و کوس [illegible] آفاق و جبابره

عالم را بمهابت نصرت بالرعب مطیع و خراج گزار و باج ده ساخته حتی یعطوا الجزیة

عن ید وهم صاغرون منقاد و باج گذار ساخت شعر شاه جهان

در نوبت [illegible] در معرکه جان دشمنان خسته شاهانه چو هفت گردون [illegible]

موج نه مصاف بدر [illegible] شکسته اما بعد فلما الخلیفة بدل الاشیء فی

الحقیقة [illegible] دیده از دست هر [illegible] بالشرع محمد و ملة احمد للقلب

[illegible] الذین طالب [illegible] مغفرة اسد شرک [illegible] سواه و جعل عقباه خیرا من دنیا

[illegible] عوض معان [illegible] قاطع جهات و متفحصا [illegible] جانیا [illegible] ذکر عز رفتن [illegible]

[illegible]

سلطنت عظمی [illegible] عمدة الملک میر محمد سعید [illegible]

المحامی [illegible] لا یتجاوز [illegible]

Marfat.com

167

تاریخ [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

[illegible] حمد [illegible] حضرت ملک الملک علی الاطلاق [illegible]

[illegible] شریعت و حقیقت و [illegible]

[illegible] ممالک [illegible] فتح [illegible]

[illegible] و ارشاد [illegible]

[illegible] ولایات [illegible] مفتوح نموده [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] المصطفی [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

انوار هدایت طلیعه صبح مشکل‌گشای او مصباح اضوای درایت است قطعه آفتاب رای تو گر سایه بر چرخ افکند

ماه را عار آید از خورشید کردن اقتباس [illegible] بشری روشنست اسرار کتب آسمانی [illegible]

از رشحات غمام انعامش چمن امانی سیراب و از عطایای دست کرم بارش مطایای آمال [illegible]

مهوس این سرمایه [illegible] لطف او [illegible] کفیل و ضامن مراد که بر خاطر مفلس بی‌بضاعت [illegible]

[illegible] صندوق سینه نیاز از جواهر گنجینه عطای او [illegible] الدنیا الی [illegible]

[illegible] عرض فما بقی الزمان فیه بعد زمان از شمایم لطف عمیمش [illegible]

درخت تمنا در باغ رجا بارور گشته [illegible] نسیم کرم [illegible]

حضرت حق سبحانه و تعالی [illegible] ذات [illegible] روشن ضمیر [illegible] تا زمان قیامت

الی ایام ساعت معزز و مکرم دارد و مطالب دنیوی و مآرب اخروی این صاحب همت [illegible]

تمام شد جلد دوم تاریخ روضة الصفا در روز یکشنبه

بیست و ششم ماه شوال سنه [illegible] هجرت النبویه

[illegible] عبدالله شیرازی

عفی عنهما

ASIATIC SOCIETY

Marfat.com

ASIATIC SOCIETY

بسم الله الرحمن الرحیم و به نستعین

عنوان صحیفهٔ مرادات و فهرست مجموعهٔ سعادات بیتی از کلمات [illegible] عظام [illegible] بیتی از [illegible]
با قلم [illegible] خلف حمد و ثنای واجب الوجود است که [illegible] جمیع موجودات [illegible] مقتضیات [illegible]
[illegible] که خلعت مجموع مخلوقات [illegible] از خزانهٔ [illegible] دستان [illegible] که خامهٔ قدرتش [illegible] ذات [illegible]
[illegible] از حرف [illegible] فضای غیب [illegible] شهادت [illegible] که نزول [illegible] نقش [illegible]
[illegible] صدر [illegible] از فور [illegible] که از مضمون [illegible] الذین [illegible]
[illegible] سبیل الله [illegible] از کلام [illegible] که تیغ زبان [illegible] مصقل [illegible]
[illegible] رسیدن [illegible] قطع دعوی مدعیان [illegible] آیات بینات [illegible] خوش خرام قلم
[illegible] جولان [illegible] نزد [illegible] سرعت [illegible] جهان [illegible] معلوف
[illegible] لطیف [illegible] لطیف [illegible] شده [illegible] مخصوص
[illegible] از چمن [illegible] شکفته [illegible] از شرار
[illegible] مضمون [illegible] نصرت [illegible] سر [illegible]
[illegible] دولت [illegible] از [illegible] حنیف [illegible] فلک [illegible]
[illegible] طیبات که از شمایم [illegible] مشام [illegible]
[illegible] اقدس [illegible] عطر [illegible] جنت [illegible] چمن [illegible]
[illegible] مقصود [illegible] خط [illegible]
لا امکان [illegible] شفیع یوم محشر [illegible] احمد مرسل [illegible] خاک [illegible] است
صلی الله علیه و آله [illegible] و سلم علیهم [illegible]
[illegible] الله [illegible] الی [illegible]

Marfat.com

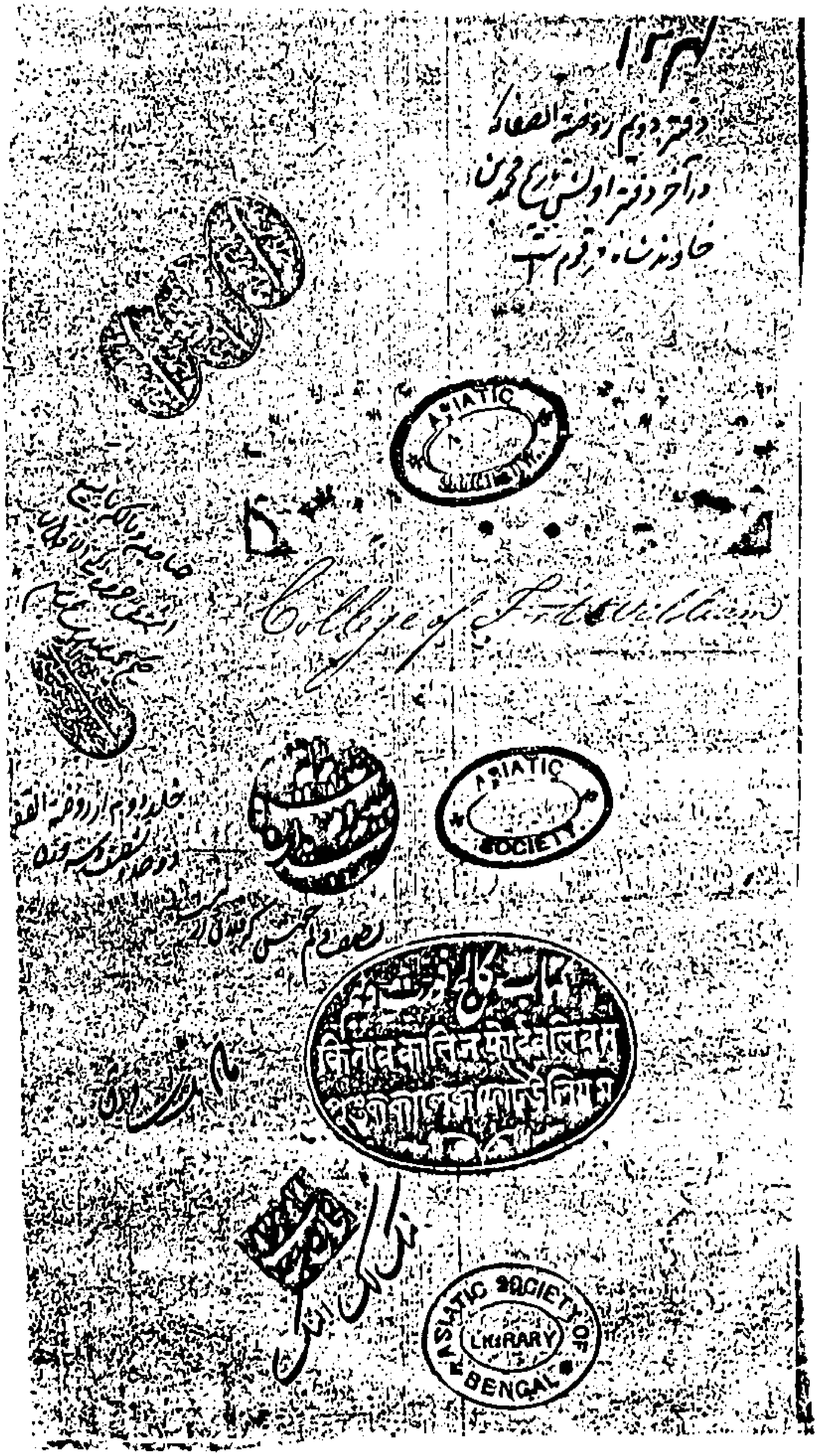
ASIATIC
College of Fort William
ASIATIC
SOCIETY
ASIATIC SOCIETY OF
LIBRARY
BENGAL

Marfat.com

انشاء الله تعالی در نور لمعه کعبه مبارک خواهم نمود چون روز جمعه شد غسل نموده دوگانه
ادا کردند سر را بالین بازوی راست نهاده و دیگر دست برگردن نهادند و گفتند
بیا ای ... را گفت تو ... را از گور سلطان دیدیم والله اعلم بالصواب
نقلست جناب حضرت خواجه یحیی کبیر قدس الله سره العزیز فرمودند که هشت تن خاصان
درگاه باری تعالی با این فقیر یک وجود اند هر گاه این ضعیف ایشان را بر هر مهمی و حاجات
دینی و دنیاوی یاد کند در هر ... حاضر می شوند و هر کس که بصدق دل این
ضعیف را و خاصگان خدای را یاد کند حاضر دانند حاضر شوند درین هیچ شک نیست بار
اسامی هشت نفر اینست اول ... خواجه خضر علیه السلام دوم میر سلطان کانو
سیوم خواجه اسماعیل ... چهارم اسماعیل ... پنجم خواجه عباس ...
ششم میر مهر ...

ASIATIC SOCIETY

هفتم تاج الدین

تمت تمام شد

کار من تمام شد

تمت هذا الکتاب روز پنجشنبه ... جمادی الاول
تاریخ ۲۶ ... ۱۰۹۰ سنه در عهد شاه ابو المظفر ... عالم پناه
سلطان اورنگ شاه عالمگیر بن شاه جهان بادشاه

Marfat.com

[illegible] الحیوان [illegible] و اولی الامر [illegible] روانی است از [illegible] مودود و [illegible]

[illegible] ایشان [illegible] بیان [illegible] اخلاق [illegible]

[illegible] ایشان [illegible] خاطر [illegible] بود [illegible] مجالس [illegible] معرفت خداوند

[illegible] حقیقی [illegible] مشغول باشند و دست [illegible] از دامن

[illegible] که [illegible] کوتاه [illegible] باشد [illegible] جلاله [illegible] الله [illegible]

[illegible] هزار [illegible] و درود نامیات

با برکات بر خلاصه کونین و شفیع الدارین سید المرسلین و خاتم النبیین [illegible]

[illegible] صلی الله علیه و علی آله و سلم که نور نبوت او بتوقیع رفیع منیع

لولاک لما خلقت الافلاک موشح گشت و طغرای رسالت او بخطاب خاتم النبیین

مزین شد و بر آل و اولاد و اصحاب عظام از مهاجر و انصار او باد که ایشان بتحقیق کالنجوم

بایهم اقتدیتم اهتدیتم در شان ایشان وارد گشته و آنچه جاهدوا فی سبیل الله

حق جهاده در باب ایشان نازل شده و بر تابعین و تبع تابعین و علمای

دین و مشایخ اهل یقین و صوفیه و شهدا و صالحین که فرمود علماء امتی کانبیاء

بنی اسرائیل و بوجود شریف ایشان است رضوان الله تعالی علیهم اجمعین الی یوم

الدین متوالی و متواتر باد [illegible] باب [illegible] در بیان احوال ملک

طالوت و تابوت سکینه و رسیدن او بامارت و ایالت بنی اسرائیل و قتل

نمودن [illegible] نبوت را [illegible] از [illegible] علیه السلام [illegible] امارت

Marfat.com

ASIATIC SOCIETY

بسم الله الرحمن الرحیم

حمدی که مورخان وقایع نگار و مستخبران بدایع افکار بلسان گوهربار بلاغت و ثنا را
بالتلبس والمبادرات نمایند و ثنائی که مستنبطان غرایب حالات و مستخرجان نوادر
اتفاقات بزبان دُرر نثار فصاحت آثار بالعشی والابکار املا فرمایند نثار بارگاه
کبریائی که انسان را بشرف عقل و زینت نطق بر جمیع مخلوقات ترجیح بخشید و خلعت
جامعیت بر قامت قابلیت او بیاراست و محل معرفت خود گردانید و بعضی را
بر بعضی تفضیل داده بر فرق هر فرقه سرور و فرمان روا ساخت و تاج کرامت و افسر نبوت را
بر مفارق انبیاء کرام عالیمقام نهاد و گلشن ملک و گلستان ملت را از سحاب
عنایات لیل النضارت و طراوت بخشید و بر جمیع بنی آدم فضل داد و حلیمی که بمقتضای حکمت
کامله هر صنفی را از اصناف مخلوقات بلباس خاص و مرتبه اختصاص ممتاز و سرافراز
نموده هر طبقه را تابع دیگری گردانید کریمی که انتظام سلسله کاینات را باعلام زمان
روان و لوای کشورکشائی سلاطین صاحب تدبیر از خواقین کامکار در بسته و کافه انام را حب

Marfat.com

D. 40.

100
P. Mss. Society Cal.

ASIATIC SOCIETY OF BENGAL
LIBRARY

[illegible] کمال [illegible]

[illegible] و زمینیان در آید [illegible]

[illegible] بهره و حبشی کر حکمی

[illegible] حکمی بروی نماید اما آل [illegible] از دهن نقاوش [illegible]

[illegible] سکینه این محل ودیعت کنوز حقایق و صحیفه [illegible] سلطنت

[illegible] دقایق دریای طبیعت [illegible] و در اسرار الهی و لوح

صفای [illegible] و نقوش لطایف نامتناهی و ما هو الا [illegible] الاعدل الاعظم [illegible]

[illegible] الامم [illegible]

الاقبال و الریاسة [illegible] فی المعدلة و الانصاف [illegible] دام [illegible]

و الاحسان [illegible] السلطانیة [illegible] الدولة [illegible] الذی [illegible]

بطاعته الصغیر و الکبیر نظام [illegible] الباهرة و الشریعة الزاهرة [illegible] علیه [illegible]

[illegible] تعالی شانه [illegible] مکانه و خلد زمان المجد و العلی بدوام

الایام [illegible] قال [illegible] بلکه مصرع این دعا از همه خلق جهان آمین باد

[illegible] صادق [illegible] تعداد [illegible]

[illegible] خطا و [illegible]

[illegible] بنده [illegible] اصلاح [illegible] خط [illegible]

[illegible] عفو [illegible] از کتاب و [illegible]

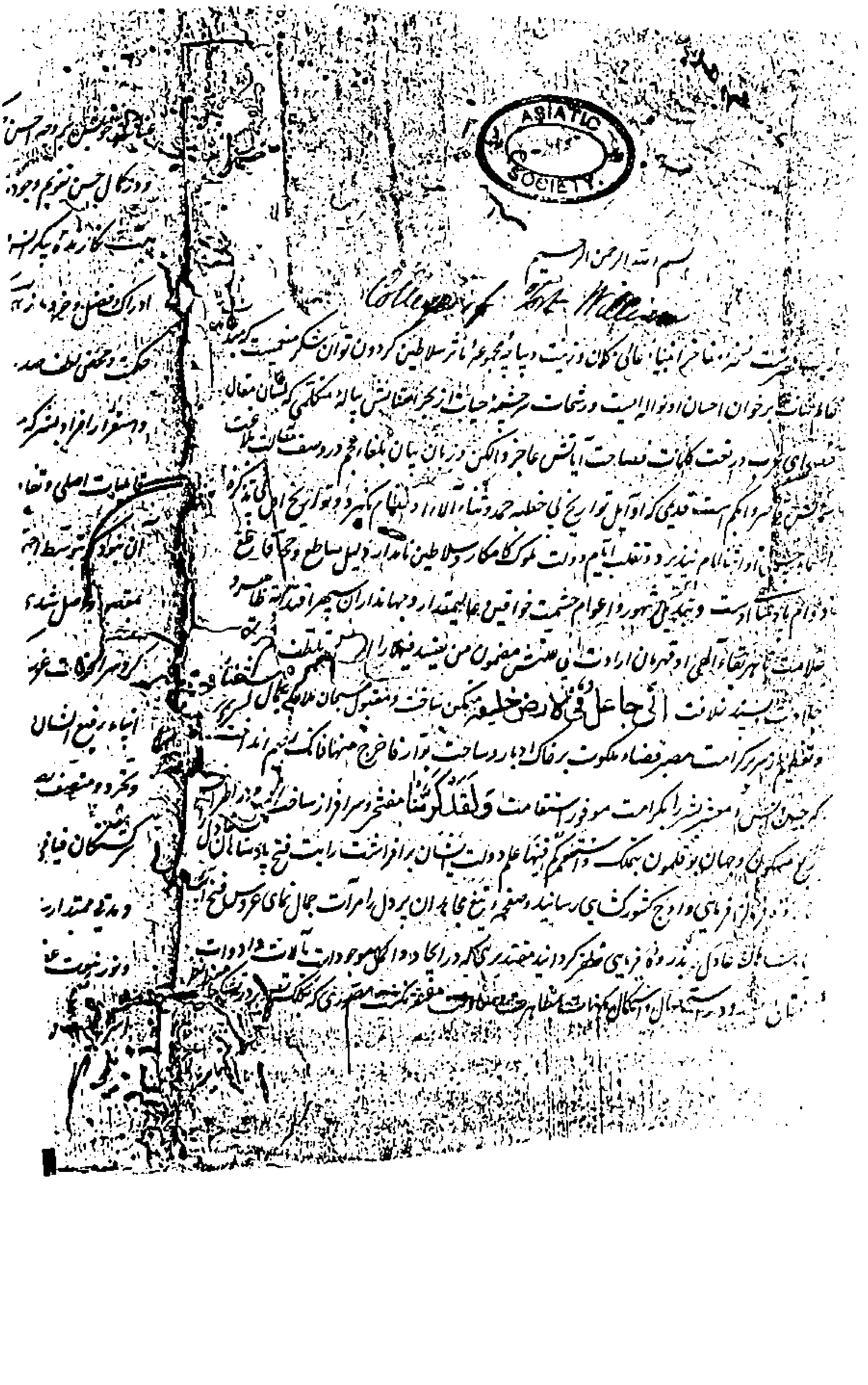
ASIATIC
SOCIETY
بسم الله الرحمن الرحیم
[illegible] ناظر [illegible] عالی [illegible] و زینت دیباچه مجموعه مآثر سلاطین گردون توان شکر منعمیست کریم [illegible]
[illegible] بر خوان احسان او نوالیست و رشحات چشمه حیات از بحر امتنانش پیاله [illegible] گلستان مقال
[illegible] در نعت کلمات فصاحت آیاتش عاجز و الکن و زبان بیان بلغا عجم در وصف مقالات بلاغت
[illegible] است قدیمی که اوایل تواریخ بی خطبه حمد و ثنا [illegible] تواریخ اهل تذکره
[illegible] انجام نپذیرد و تقلب ایام و دولت ملوک کامکار و سلاطین نامدار دلیل ساطع و حجت قاطع
[illegible] او است و تبدیل شهور و اعوام حشمت خواقین عالی مقدار و جهانداران [illegible]
علامت [illegible] بقاء الهی و قهرمان ارادت [illegible] مضمون [illegible]
[illegible] خلافت انی جاعل فی الارض خلیفة ممکن ساخت و مقبول [illegible]
[illegible] ملکوت بر خاک [illegible] ساخت [illegible]
[illegible] کرامت [illegible] ولقد کرمنا مفتخر و سرافراز ساخت [illegible]
[illegible] علم دولت [illegible] بر افراشت رایت فتح پادشاهان [illegible]
[illegible] کشور [illegible] رسانید [illegible]

Marfat.com

بیت رسول و آل و اصحاب صلی الله علیه و آله و سلم تسلیما کثیرا کثیرا و صلی الله علی خیر خلقه
محمد و آله اجمعین الطیبین الطاهرین من کل فج عمیق

ASIATIC SOCIETY

تمت

النسخه الشریفه المسمی بجلد اول روضة الصفا
بتاریخ غره شهر ذی قعده الحرام ختم بالخیر و المرام سنه ۱۰۶۸
موافق فرس مهر سنه تسع و خمسین و الف و قمری در دار البلده
فاتحه محمد اکبر پای تخت عالیحضرت
سلیمان الزمان ظل سبحانی
سلیمان محمد الله ملتانی
با تمام رسید

ASIATIC SOCIETY
ASIATIC SOCIETY

Marfat.com

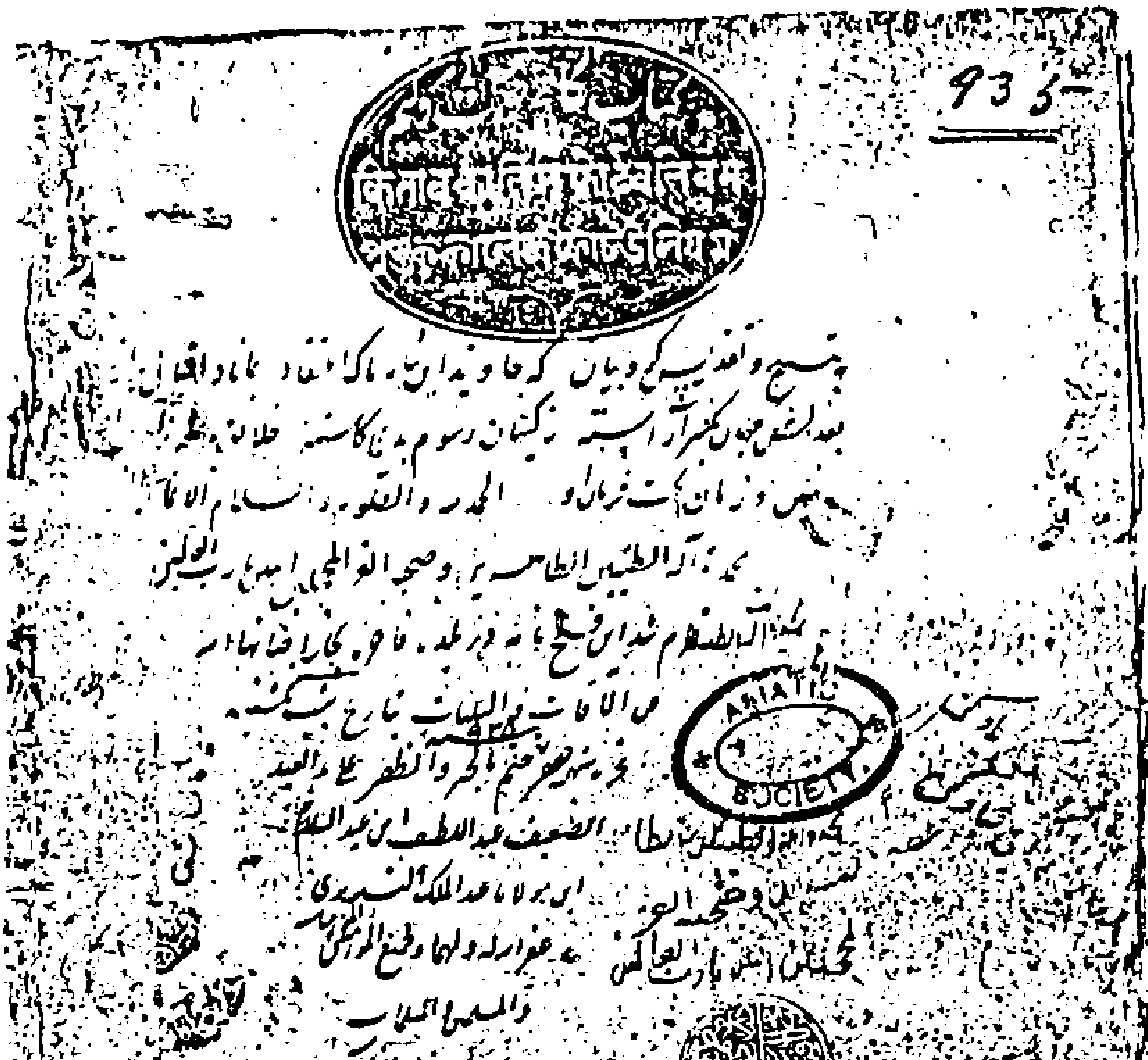

935

ASIATIC SOCIETY

ASIATIC SOCIETY

Marfat.com

[illegible]

...ک الدماد ابد بر و خلافت سیر انجم جاعل فی الارض خلیفه سروری که آفرینش عسکت ذاتش
...کرامت نمود و اولاد آمجاد ش را با بتهاج موفور الابتهاج و لقد کرمنا بنی آدم سرافراز
...ه در بر و بحر عالم گشت تملک و تصرف و استعمرکم فیها ارزانی فرمود و له الحمد
السموات و رب الارض رب العالمین توانایی که رایت سلاطین کامکار با وج فرمان دهی
...کر... ستانی بر افراخت و صحیفه شمشیر مصقول پادشاهان جهانگشای را آیینه چهره نمای عروس
...رت ساخت نضارت ریاض شریعت را با بیاری تیغ آتش بار مجاهدان منوط گردانید
...چهره نهال اسلام را بسرخ روئی حسام خون آشام غازیان مربوط فرمود قادری که فرمان ...
...عنبر نقاب را بحر داری سلطان سپاه سپهر فرمان داد و تمامی حمایتش عنکبوت مبهوت را
...ی حصه سیمرغ را بنیاد و رسل گشت و توانایی بخشید فت... شهی حشمت او و تسکین بند

...ر ازپای تحتش بلند — جهان داوری پیرایش بارگاه
بمشرق و مغرب آمش پادشاه — ...ر رفت شد زیرعرش
پی گرد نعلین او عرش فرش — شجاعی که چون دست یازد بجنگ
...ی ریزن سنگ سازد خدنگ — نهیبش بگوری دشمن روان
بتا بیغ زر اعدای ملت روان — ...ش زکفار جمعیت
قوی داشت دست نبوت بسیف — سرایان سرا را فرستد درود
...عزن قاتل مست ولود — بر و باد و بر آل و اولاد او
...هم بر اصحاب و احفاد و امجاد او

...علی السید محمد و آله و صحبه و بارک و سلم کلما ذکره الذاکرون و کلما
...غفل عن ذکره الغافلون قال الله جل و علا و ربک یخلق ما یشاء و یختار ما کان لهم الخیرة
...ک الله تعالی پیشکوهن پادشاه بی انباز مالک عالم و عالمیان بی نیاز و بحار علم ساخته و برا...
...ت و سطع برهان و آشکار بر حسب خواهش آفریند و لذا آفریده هر کرا خواهد برگزیند
...نایست از لی چون رقم اختصاص بر صحیفه حال برگزیده کشید متعالیه فاضه در ذوات بعض ...

Marfat.com

ASIATIC SOCIETY

خدا [illegible] الله [illegible] وصلوة علی سید
الانبیاء و [illegible] الاولیاء [illegible] وعترة البررة
مقالات [illegible] معانی و واردات اقوال حضرت صاحب [illegible]

بنام خدایی که اسماء اوست ، کرا را توانایی گفت و گوست ، خداوند کل [illegible]
نهان و اشکارا به نزدش [illegible] ، طرازنده پیکر آفتاب ، نگارنده نقش [illegible]
خدایی که هستی سزاوار اوست ، بجز هستی او فنا در فناست ، جان [illegible]
بجز ظل هستی حق وان یکیست ، زهی صنع کامل که از نیک وجود ، پدیدار شد
زبیت خمیر آورده صدکار ، فلک با شتاب و زمین با درنگ ، [illegible]
زهی کامل نادرستی نما ، اگر طالبی آن بیننده را ، میان [illegible]
که ملتفی [illegible] آب ، خیالیست همچون فریب سراب ، [illegible]
بیندیشد درون خود تنگ مجلس ، مکن سهو کاخر [illegible] اول است ، ولی [illegible]
سوی دانشش اندیشه راه نیست ، کزان عقل [illegible] زمانه آگاه نیست ، [illegible]
بذکر صفاتش روان فروز ، مالک اعلی [illegible] چون عنایت بی نهایت [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

[illegible]

Marfat.com

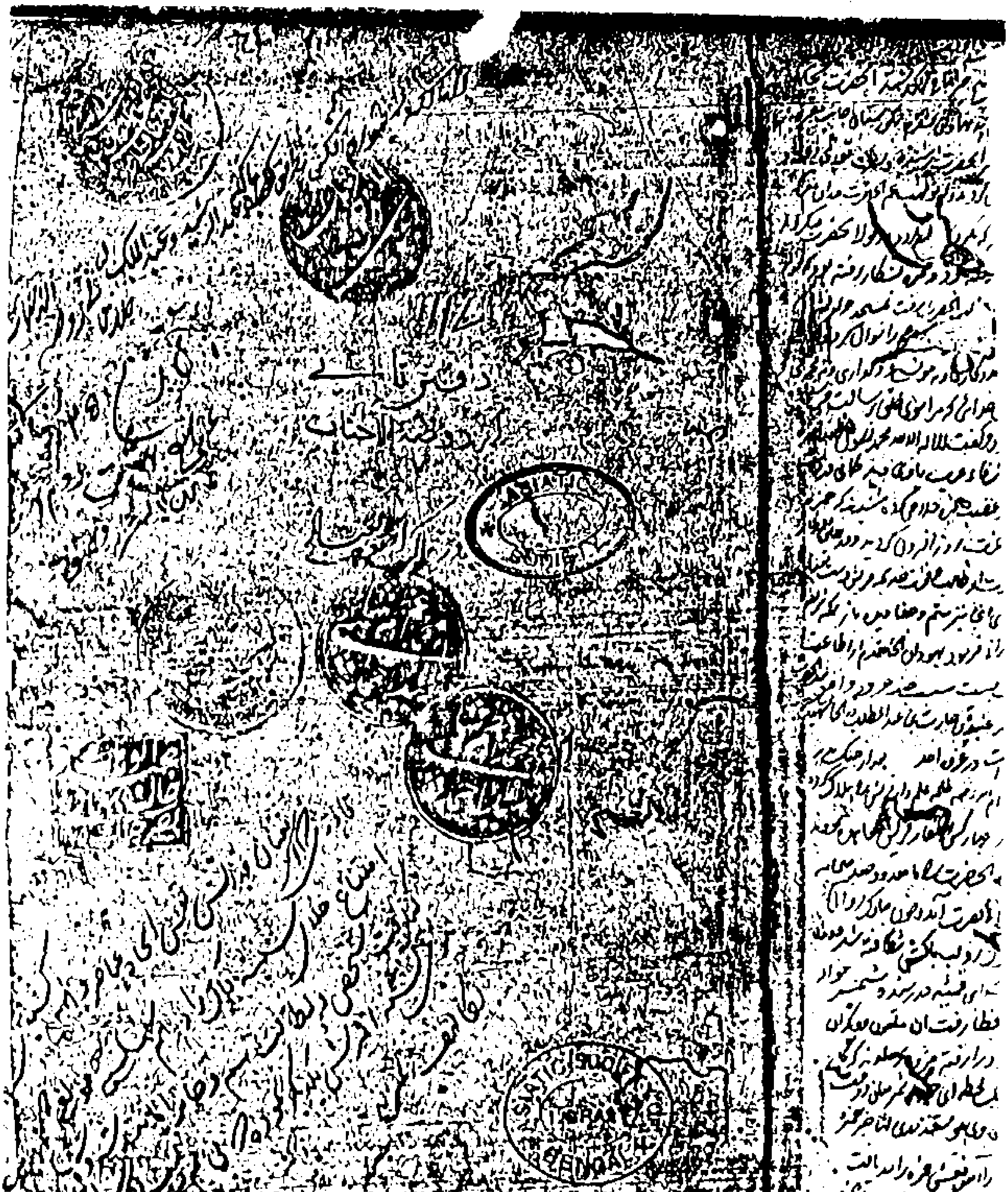

Marfat.com

[illegible]

Marfat.com

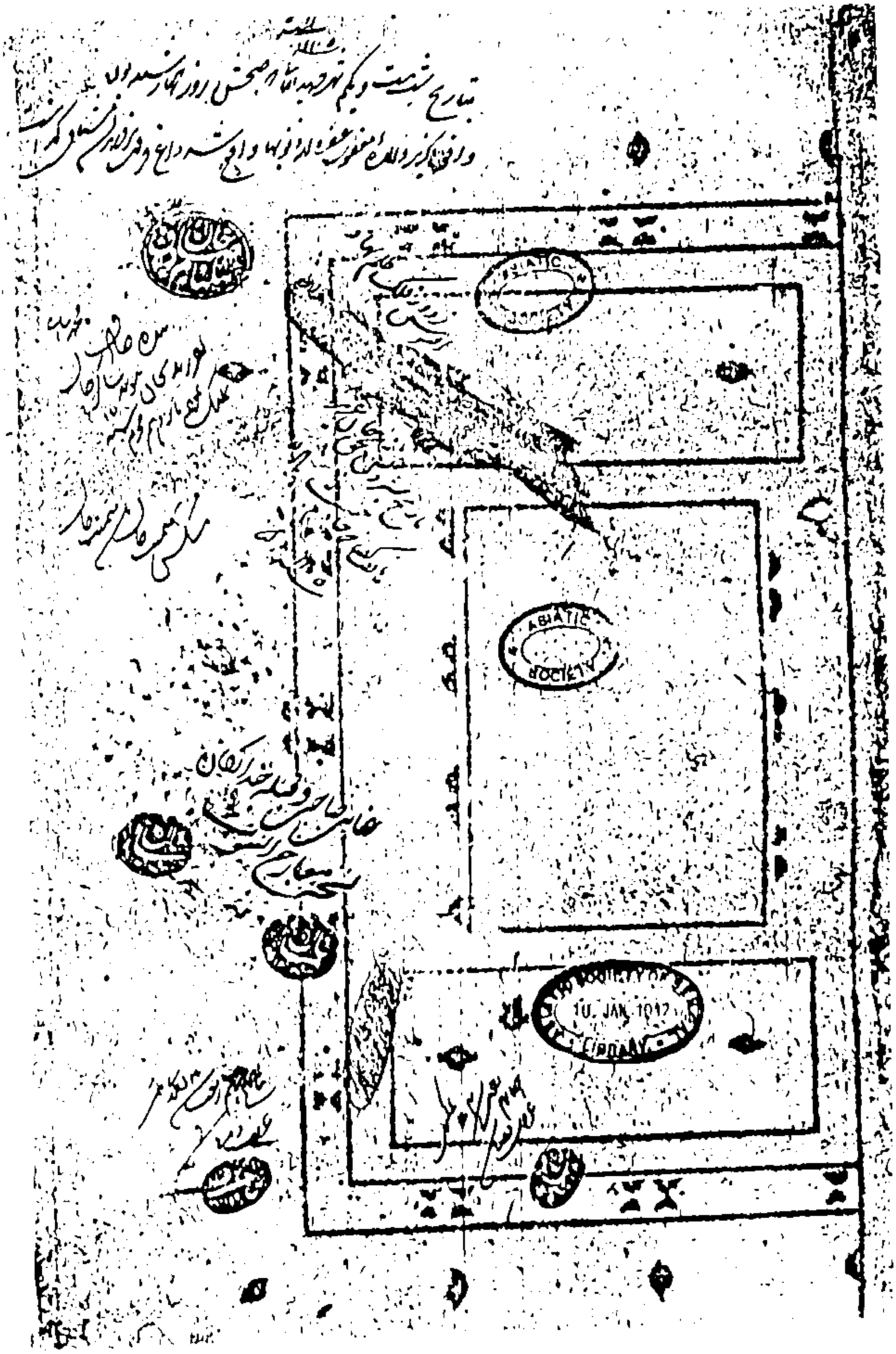

Marfat.com

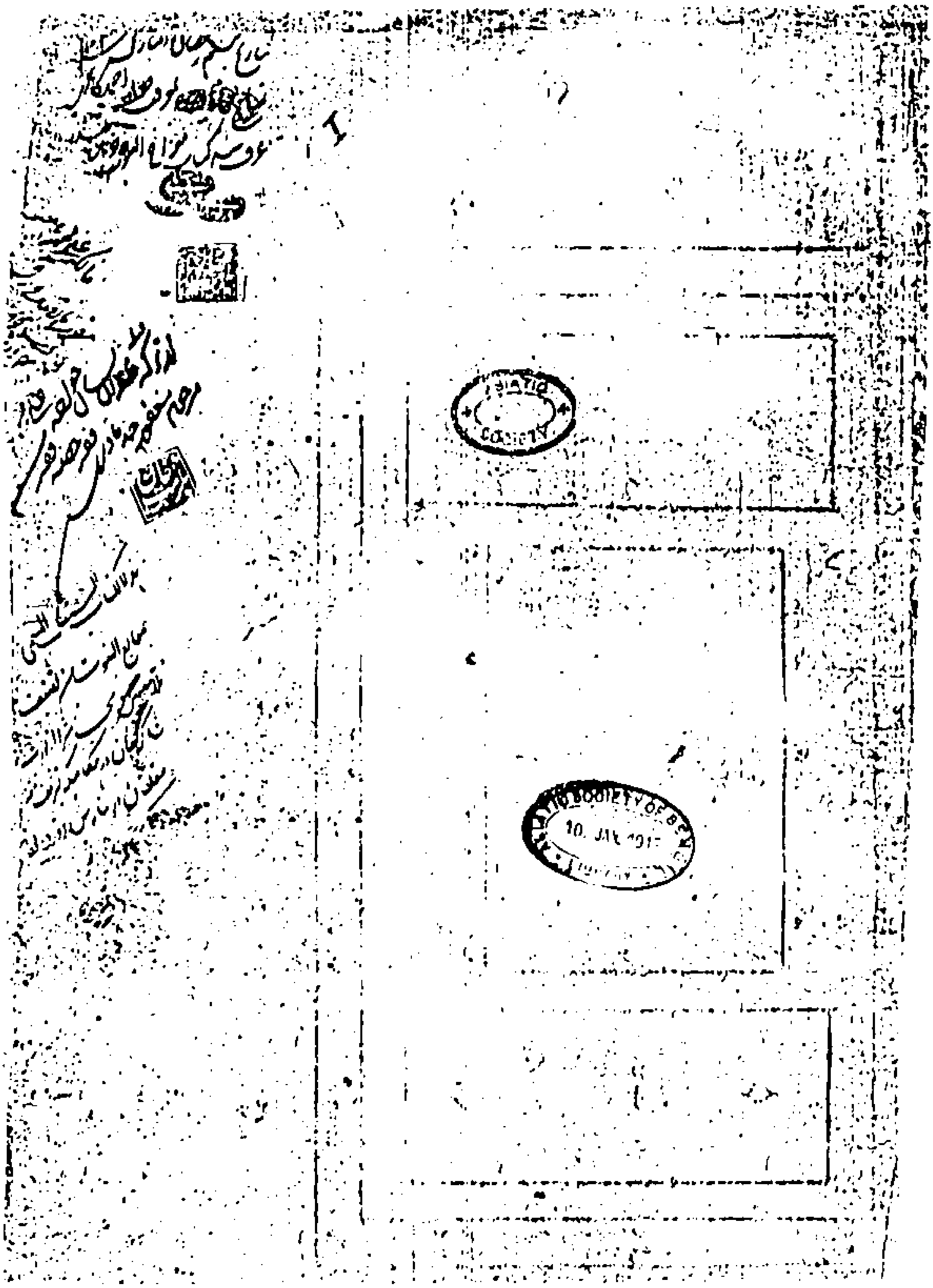

Marfat.com

سجع آرا آمد خورشید فارغ گردیده فروغ اختتام بزین صفحات مشکین رقم تاب

بحسن تلطیف و حسن رعایت سعادتمند یا کر لمها نه ذات و محاسن صفات و علو

شان و قدم خاندان از شایستگی ارباب جاه و جلال ممتاز و مستثنی گشته و بحور تسطیح

و نعمات بحسن لطف گفتار و حسن کردار با به قدس از تمامی اصحاب اقبال

برائت و زکیه شد که بفضیلت برورکامل درایت عنوان لطف گستر [illegible] ملتفات

بتصحیح پاک در عالم رفت نه تحسین و تملق [illegible] مانند سطور منثوراتش کما مثل

اللؤلؤ المکنون زیور گوش هوش اکابر و افاضل و عقود منظومش کانهن

الیاقوت و المرجان [illegible] خواطر [illegible] تامل [illegible] سپهر و [illegible] اوج اقبال

ور روز نامه احسان [illegible] از فضایل نسخی [illegible] افاضل

[illegible] زبان اوصاف [illegible] جلد [illegible] از کلم و [illegible]

گران گوهر که بحر عرفان [illegible] زیور جوانی

[illegible] از سیادت

[illegible] مجدارت و برتری [illegible] اسباب آن [illegible] ارکان

[illegible] سالکان شریعت [illegible] فضلا [illegible] و [illegible]

[illegible] در علم [illegible] شیخ زین الدین و الدنیا [illegible]

[illegible] علو مناصب و سمو مناقبه الهی تا بود خورشید تابان

ز شرق جانب مغرب شتابان دلش روشن ز انوار یقین باد [illegible]

تمت تمام شد نسخه [illegible] تاریخ جلد اول [illegible]

اتمام یافت در تاریخ ماه شوال ۲۲ سنه ۱۹ [illegible]

[illegible] یافت در [illegible]

[illegible]

ASIATIC SOC[illegible]

و خطر کردید و صحبت بجد مسافت پیش رفت از فوز ربت هوا و وفور اشکال در طوفان از انها
مدت هفت ماه در ربط [illegible] اوقات که از اینجا تو به روز یکشنبه چهارم محرم الحرام سنه خمس
و ثلثین و تسعمایه بجلال الجلاله اگره که ارکون [illegible] مسلک مرادنا از ولایت رسید تحقق
سر روز [illegible] مدت یک بهتر زمانی در درگاه فلک اقتدار از پادشاهی که بحر تمام و ارادت نواب
کامیابی درد امثال این محال معرفت رعایت [illegible] از دست کمال الحمد لله دیده بر قدم
و در یافته باشم انتظار بتعجیل قوائم سیر بر سپهر نقشه از سر افراخته بایه قدر این خاک را
از فرق فرقدین در گذرانیده بمهار گوهر بار [illegible] تکمیل سعادت بجد بسر بردم
تا چشم خویشتن دیدم و بعد از اندک زمانی که [illegible] مزاج موفور [illegible]
بمنهاج ارشاد قویم از اعتدال منهاج اعتدال عدول نمود و مرض ضعف قوت طبیعی را ضعیف
گشت هر ساعت بتابت اسباب ناتوانی [illegible] چهار ماه و مترتب است از
منقلب و متغیر بمدت [illegible] فایده [illegible] ترتیب معرفت [illegible]
[illegible] که بر [illegible] دیگر [illegible]
که [illegible] جسم [illegible] آخر الامر حکم [illegible] الشفا [illegible]
[illegible] صحت [illegible] از [illegible]
مسبب الاسباب ابواب [illegible] روز [illegible] ایام [illegible]
اعلام ظفر اعلام پادشاه [illegible] الی یوم القیام [illegible]
اتفاق [illegible] و در هر منزلی که [illegible]
[illegible] جان [illegible] لطف [illegible]
[illegible] صحت [illegible] اجتماع [illegible] تمام [illegible]

Marfat.com

لیکن لب شیخ کوچک در لغزش لک جبین ادب بر زمین اطاعت سوده زبان اعتراف
بکلمهٔ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا گویان و بنده [illegible] انا نعم طریق معرفت می پویند
پیوسته کمال علم و ادب می پویند هر که سخن از کمال علمش کند زد سبحانک لا علم
لنا میگویند پادشاهی که آستان طلوع سلاطین بر درگاه جلالش آرزو بانضرع
وابتهال بزبان حال و قال سؤال ایک [illegible] نمایند منشور اقتدار شان طغرا
طراز وانکه تعز من تشاء زینت یابد و خواقین مقدرت آیین در ساحت
مملکت بانزالش جبای مسکنت سلوک طریق عبودیت نمایند آفتاب عزت و شعشعه
از مطلع و تنزع که انه تعز من تشاء بر جیم علم شوکت ایشان تابد تؤتی الملک من تشاء
و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل
شیء قدیر

خدایا توئی خالق انس و جان　　بحکم تو شد ملک و [illegible] تو دان

ز صنع تو پیداست بالا و پست　　بامر تو موجود شد هر چه هست

بسا فر فرخندگی از تو یافت　　بسا فسر زندگی از تو یافت

برافراخته [illegible]　　بگردن [illegible]

ترا تاجداران گردن فراز　　نماینده سجده زروی نیاز

تو [illegible]　　[illegible]

دهی تاج شاهی به بت پروری　　کرسا زده [illegible]

[illegible]　　[illegible]

الهی به یاران فهم و خرد　　کرده سوی [illegible]

چو نایب نباشد [illegible]　　[illegible]

چسان مدح گوید جمال ترا　　درین ره چو نار زدنا رند

بعجز [illegible]

این هما عبری که ذات عالیشانش نشست. مرتبت عالیا نا و دو ختوم [illegible]

سلمه کرده و مدار سلسلهٔ شاهد ایزد [illegible] آن های که هر تا کرد وجود تابعی [illegible]

مقصود ایجاد عالم کن فکان بود [illegible] رسالت مرتبه [illegible]

IC
SOCIETY.

بسم الله الرحمن الرحیم

ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا رشدا لطایف اخبار و [illegible]
مقدار وشرایف آثار معالی دثار سلاطین [illegible] لایق حمید [illegible]
تواند بود که موشح باشد بحمد وثناء واجب الوجودی که جلال صفات
بدایت مبراست و کمال صفات جلالش از منقبت نهایت منزه [illegible]
حقیقت موجود و حقیقت هر موجودی در پرتو نور وجودش [illegible]
بحقیقت موجود از جود تو عرش و فرش را مدد بود لطف تو اکرمت [illegible]
برگزیده آدم خاکی [illegible] صانعی که چون مشیت سابقش حقیقت امور
تکوین تعلق گرفت موافق نص خلق کل شیء فقدره [illegible] انواع ممکنات
لایق اختصاص [illegible] پیکر انسانی [illegible] لطف [illegible] انسانی
احسن تقویم [illegible] صورتی از کتم عدم [illegible]
واقعه [illegible] آدم بر فرق معتبر بشر نهاد و خلعت [illegible] و فضلناهم علی کثیر
در قامت قابلیت ایشان درپوشانید [illegible] خلعتش چو از عدم شد پدید
ز فیضش فضیلت بانسان رسید [illegible] و آثار چون حدیث انی اعلم ما لا تعلمون [illegible] جامع صور
ملکوت شایع ساخت [illegible] اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفک الدماء [illegible] شده قدم
[illegible] نهادند چون [illegible] و علم آدم الاسماء کلها [illegible]

Marfat.com

No. 637. Habi-bu-s-Siyar-fi-Akhbar-i-afrad-i-Bashar. Persian.

جلد اول حبیب السیر فی اخبار افراد بشر

Fort William
1809

किताब कालिज फ़ोर्ट विलियम
পুস্তক কালেজ ফোর্ট উলিয়ম

1-637

ASIATIC SOCIETY
LIBRARY
BENGAL

Marfat.com

بدست صاحبان دولت مقتول گردیده و همچنین مرو نیری و وکیلی که سبب جلوس
پادشاهی گشته اجلش بدست آن پادشاه بود و همچنین اکثر دول پادشاه نشیمین
آن دولت مخلوع میگردد و مخفی نماند اگرچه ابواب حکم بتوصل باسرار حقایق الهی مفتوح
است و فیضان دقایق کثیرة العبر نهایتی ندارد اما آن است که جلو خامه قلم اکشیده
باید داشت و اکتفا بهمین عبر و احوال سلف باید نمود خاتمة الخاتم مخفی نماند چون این
اوراق که فی الحقیقة حقه مملوّ از اصل همت بکتب تواریخ است و فهرست معلومات
ایشان است مسوده اضعف الضعفا و احقر الخلقا اکبر خلیفه متعلب بمصطفی بعد از
افنای عمر و لشکر نویسی و مقابله جنود نا معدود سلاطین عثمانیه بمنصب دیمیس
خلیفه دفتری سرفراز گردیده بنابر مبدأات غیر متناهی الی نعدا از مطالعه کتب توفیق
جمع مال تواریخ عالم درین حد آن که با سلوب تقویم است یا فتنه و الله در هیچ جز و درج
نموده امید وار است از هر شخصی که ازین مستفید شود و سر از ذکر و دعای خیر فراموش
ننماید و اگرچه مبتدی که اطلاع بتواریخ ندارد لذتی از مطالعه آن ندارد اما چون موجب تذکره
منتهی و صاحب اطلاع این فایده داعی سر کافیست و اگر بر مفصلات احوال ماضیه مشروحاً
اطلاع خواهد تاریخ کبری نیز تالیف نموده در رو فتی که هزار و سیصد جلد در نظر بوده هرکه مطالعه
آن نماید احوال سلف و غیب و هیچ بر تو واضح و لایح خواهد شد

والحمد لله وحده رب العالمین
۲۳۰۱۶

جلد اول

این کتاب تواریخ بموجب حکم صدر آرای انجمن کامرانی محفل فروغ و دولت در جناب حسینعلی میرزا حالا
و کمترین مخلوقات سید افضل سادات الله شرفاً و تعظیماً بنظم قلم استطاعت خود سالح حیثیت
شهر شوال سنه ۱۲۰۱ بانصرام محمد شاه در شهر ابرکات احتشام و تمام نمود امید از متوجهات ذره پرور به در
در معنی
بین قاریان هذا الکتاب التماس آنکه حرف سهو را
۵۵۵۵ بقلم عنایت محو فرمایند

ASIATIC SOCIETY

Marfat.com

College of Fort William
1809

ASIATIC SOCIETY

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد و ثنای که مر او را نهایتی نیست پروردگاری را که او را بدایتی نیست و خالقی که اتقان
صنعت افلاک دوار و تجدید لیل و نهار را بر نهجی نموده که حیران گردیده در دریای عمیقات افکار
دل گشته در بادیه اولی بصایر و ذوی الابصار و سبب حسرت غراب کاینات و فذلکه عجایب واقعات
باوراق کثیرة الاثمار تواریخ مرور ایام و ادوار و تبدل اوضاع و اطوار بر مثل تقویم و تنجیم
مسوخته الاعمال نگردانیده اعمال دین و دول را بسر مدینة الاجال نساخته و صلوات بی پایان و سلامی
بر نبی عربی کریم و رسول واجب التعظیم که بموجب نص بلا ریب خدای کریم لایعلم الغیب
سد ابواب المطلع را مولی پیشه بر حسب قران صحیفه ذی عوج و فتح الابواب اجاره از اخبار سالفه
ماضیه و قصص قرون خالیه بصریح حدیث حدثوا و لا حرج نموده و بر آل و اصحابی که تشیید ارکان دین
باخبار معجزات او از عالم البشر انار سلف و تقلب دهور و حال الذکر و اینده اما بعد باعث
بر تحریر این کلمات صریحة الآیات آنکه چون بتاریخ شهر ربیع الثانی سنه خمس و سبعین
و الف وارد دار السلام بغداد گردید مولفی مختصر غریب الوضع حسن الطبع از یکی از فضلای
استنبول در جمع گردش تواریخ بطریق اجمال بر رسم تقویم نجوم که او را الواح و جداول
رسم نموده بیان و نشان تواریخ قدیم از زمان هبوط حضرت آدم علیه السلام تا اواخر عشر ستین

Marfat.com

139

کتاب کالج فورٹ ولیم
किताब कालिज फोर्ट विलियम

ASIATIC SOCIETY OF BENGAL
LIBRARY

Marfat.com

... قشنه در آمد و بعضی امرا با اطاعت کلبعلی محمد خان راضی نگشته فلور این حکم ساختند کلبعلی محمد
... خان کس ... کشت و باقی خان در سال دیگر به سپاه بخارا ... فرستاد و جنگ ... روانه نمودند
... قلعه بامیان فرستادند ... سه منزل ... خیل بود که ... وجود کلبعلی محمد خان مستولی شده بدان
... در گذشت و پسران اسکندر خان برادر کلبعلی محمد خان را ... غایب نموده تا مدت
در ... کرده بودند روز چهارم برادر کلبعلی محمد خان بزخم تیر ... بر آمد که سر
... در آن حوض تلف گشت و جامع ... ازان ... به سلامت بدر رفت و
... شده بولایت اندجان شتافت و ... باره از ... اسکندر ... خان
آمد ... تا ... ربیع الاول سنه هزار و دو ... جام کردن که در
... آذربیجان می شنید ... بخدمت شاه ... نمودند ... تبریز
... مملکت تبریز ... اولیای دولت ... بیکن هدم
... امد شد ... شاه عباس ... و ... در نواحی
... رسید ظاهر شد که حاکم آذربیجان ... امرای روم ... شده محاربه
... رفته ... و شاه عباس خود ... سپاه روم ... غارت ... رشد
افتاد و مردم ... بقتل رسیدند و حاکم تبریز و سرداران رومی اسیر و دستگیر گشتند
... شاه ... تبریز آمده ... ولایت تبریز را ... تصرف ... و اموال ...
... بدست سپاه قزلباش افتاد ... ولایت ایروان ...
حصار ایروان را که در نهایت استحکام بود محاصره نمودند ... جنگ ...
... لشکر قزلباش هجوم کرده ... توپ ... ساختند ...
... از روی ... بخدمت ... آمدند ...
... اولیای دولت در آمد ... سلطان روم چند مرتبه دیگر سپاه ... قزلباش
... شد و بعد از ... والحال تا حدود بغداد ...
... شاه ... دارد ...
... مذکور مرقوم خواهد بود

ASIATIC ... SOCIETY

Marfat.com

ASIATIC SOCIETY

College of Fort William
1809

بعد از حمد باری سبحانه تعالی و صلوات نامحدود و درود و بی‌شمار و معدود بر ذات مظهر انوار محمود صاحب مقام محمود محمد مصطفی صلی الله
علیه وسلم و علی آله و اصحابه اجمعین که هر یک عقده‌گشای دین و پیشوای راه یقین‌اند بر ضمایر ارباب دانش پوشیده
نماند که مدتی مدید بود که بخاطر این فقیر حقیر طاهر محمد عماد الدین حسن بن سلطان علی بن حاجی محمد حسین سبزواری
خطور مینمود که مختصری از احوال انبیا عالی‌مقام صلوة الله علیهم اجمعین و شمه از واقعات پیشوایان دین
و ملوک ماضی و حال که علم [illegible] رایات برافراشته اند فراهم آورد تا مطالعه کنندگان را از آن اطلاعی
[illegible] باشد بنابر آن محرر این رساله پرداخت چون از نقطه و منه سنه هزار و یازده هجری تاریخ اتمام
این نسخه بود روضة الطاهرین موسوم گردید [illegible] از حقایق پناه بر احباب [illegible] اوراق [illegible]
بعد تالیف این نسخه رقم [illegible] تاریخ این کتاب شده امید از درگاه بیچون آن است که این مختصر را
در نظر اهل دانش و بینش قبول بخشد و التماس از سخن سنجان و دقیقه رس جهان آنست که اگر سهو و خطائی
[illegible] رفته در اصلاح آن کوشیده توجه عالی دریغ ندارند حکما و ذوی الاحترام چنین گفته اند که [illegible]
[illegible] در نظر جلالت [illegible] از ازل تا ابد هر گوهری که در پرده غیب مستور بود یک
[illegible] موجود گردید لاجرم [illegible] بکار [illegible] و [illegible] لیل و نهار [illegible]
[illegible] در قابستان [illegible] ایزدی شکفته گردانید و پس از آن آتش و آب و باد و خاک را
[illegible] ارباب تاریخ رحمة الله علیهم چنین گویند که حضرت عزت در اول [illegible] از نور رحمت خود
جوهری آفرید و آن جوهر [illegible] آب گردید و از آب عرش موجود گشت [illegible] و بخار آن زمین و آسمان
[illegible] در [illegible] شش روز آن جهان که [illegible] آن عبارت از [illegible] ارسال این جهان [illegible]
[illegible] تعالی قبل از [illegible] علیه السلام از آتش خلقی [illegible] و [illegible]
[illegible] از رحمت الهی محروم گشتند این کتاب مشتمل است بر پنج قسم قسم اول در ذکر انبیا و [illegible]
[illegible] که اکثر ربع مسکون را متصرف داشته و ذکر [illegible] و ساسانیان و سلاطین عرب
[illegible] از ظهور اسلام [illegible] بوده اند [illegible] باب [illegible] اول در ذکر انبیا [illegible]
[illegible] مشتمل بر دو فصل [illegible] در ذکر [illegible] چهل تن بوده اند حضرت آدم علیه السلام
[illegible] ادریس [illegible] حضرت حام بن نوح [illegible] حضرت سام بن نوح [illegible]

Marfat.com

جلد اول از تاریخ روضة الطاهرین

ASIATIC SOCIETY OF BENGAL
LIBRARY

Marfat.com

لاجرم چون شاه قلی مصحوب قاصدان والی شروان به درگاه پناه
رسید و کیفیت شهادت شیخ شاه معروض گردانید معفوات
بتصدیق مقرون

بر زبان الهام بواب کامیاب جریان یافت او را به بعضی از
غلامان میرزا شاه حسین سپردند تا مرد واقعه قتل آنحضرت کرد به
مقتضای شریعت مطهره نقش وجود آن مردود را از صحیفه هستی
ستردند بیت شمع سان هر کس که سرکش اوفتاد خمیده چون شمع آخر سرها
سر که پای از حد خود بیرون نهد سر دهد بر باد و تن در خون نهد
گذارد پایان در دین پناه با شیخ شاه نیز آباب
شارع کلام روا جمع فانکحوا ما طاب لکم من النسا
مثنی و ثلاث و ربع بفروغ رخصت تعدد ازواج حجله ابتهاج
لامع الابتهاج طوایف امم را می آراید و جمال نورانی عرایس
معانی النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی رغبت
ارتباطات بنی آدم به آن کار خیر را می افزاید
بنا بر علی هذا در سنه تسع و عشرین و تسعمایه که بساط توفیق
ازلی ما حد اقتدار پادشاه کامکار در کردن نو عروس ماهم
مایل بود به موافقت نمیدیدم غزلی از وراء استتار غیب در کار
نقاب حجاب از رخسار ابکار مرام خدام واجب الاحترام می کشاد
و مشاطه روزگار طاعت گذار عارض عرایس مراد ما بیان

ASIATIC SOCIETY

Marfat.com

این منوط و مربوط گردیده کلام صدق انجام ...

... موکد این معنی است و برحسب مشیت کامله اش رایت هدایت

آیت مبارزان میدان جهاد و لوای کشورکشای فارسان معرکه جهاد به

رفعت و اعتلا رسیده آیت، و افی عنایت ... ال الله العلی بدین ...

... مؤید این عبودیت نعیمان مقام ... در بارگاه

جلالش کلمه نمایدن ... ورد زبان واند ... منشور

اقتدار شاهان بتوقیع ... صفت ... می باید

متمکنان مکان ... بر درگاه لایزالش نقش ...

... بر لوح دل ... بران انواع اعانت آثار

... بر وجنات احوال شان ... می آید

ای خاتم منصب شاهنشاهی موجود بحکم تو زمانه تا ماهی

چون هست ترا از همه کس آگاهی شاهی تو کرم کنی بهر ... خواهی

و فهرست اوراق سخن دانی مجموعه ... مالک ... و جلال ... مجموع

نکته دانی مشتمل بر ... رسا ... دولت و اقبال ... و ...

حالیست که ... تاریخ ... نوشته ... فحوای ... را

... پیدا است ... شد ... مقتضای ...

... این مویه از زبان ... کلمه ... الی ... و

... نشر ... و ... تابعت ... بر طبق ...

... تمامی ... بعین ... مطمح ...

Marfat.com

یارب بثنای خود سخن سازم کن در گلشن حمد نغمه پردازم کن

با نعت پیمبر خویش همرازم کن در ملک سخنوری سرافرازم کن

واضح بر ضمیر خورشید اقتباس هوشمندان سخن شناس در لباس شبهه و التباس مخفی نخواهد بود که این صحایف موفوره اللطایف مجلد سیوم است از کتاب افادت اثر حبیب السیر مشتمل بر تبیین وقایع ایام گذشتگان و پادشاهانی که لوای استقلال افراشته‌اند پس از انقضای ایام دولت بنی عباسیان و ایضا محتویست بر ذکر طلوع اقبال شاهی از مطلع عنایت الهی و این مجلد نیز بطریق مجلدات سابقه مبنیست بر چهار جزو جزو

[illegible]

پادشاهان نامداری که بعد از ... [illegible] ... که جهانگشای خسرو کامکار گیتی آرای جهانبانی و سایه ایزد ملک نظام مهام عالم انتظام او بسته بود

ASIATIC SOCIETY

Marfat.com

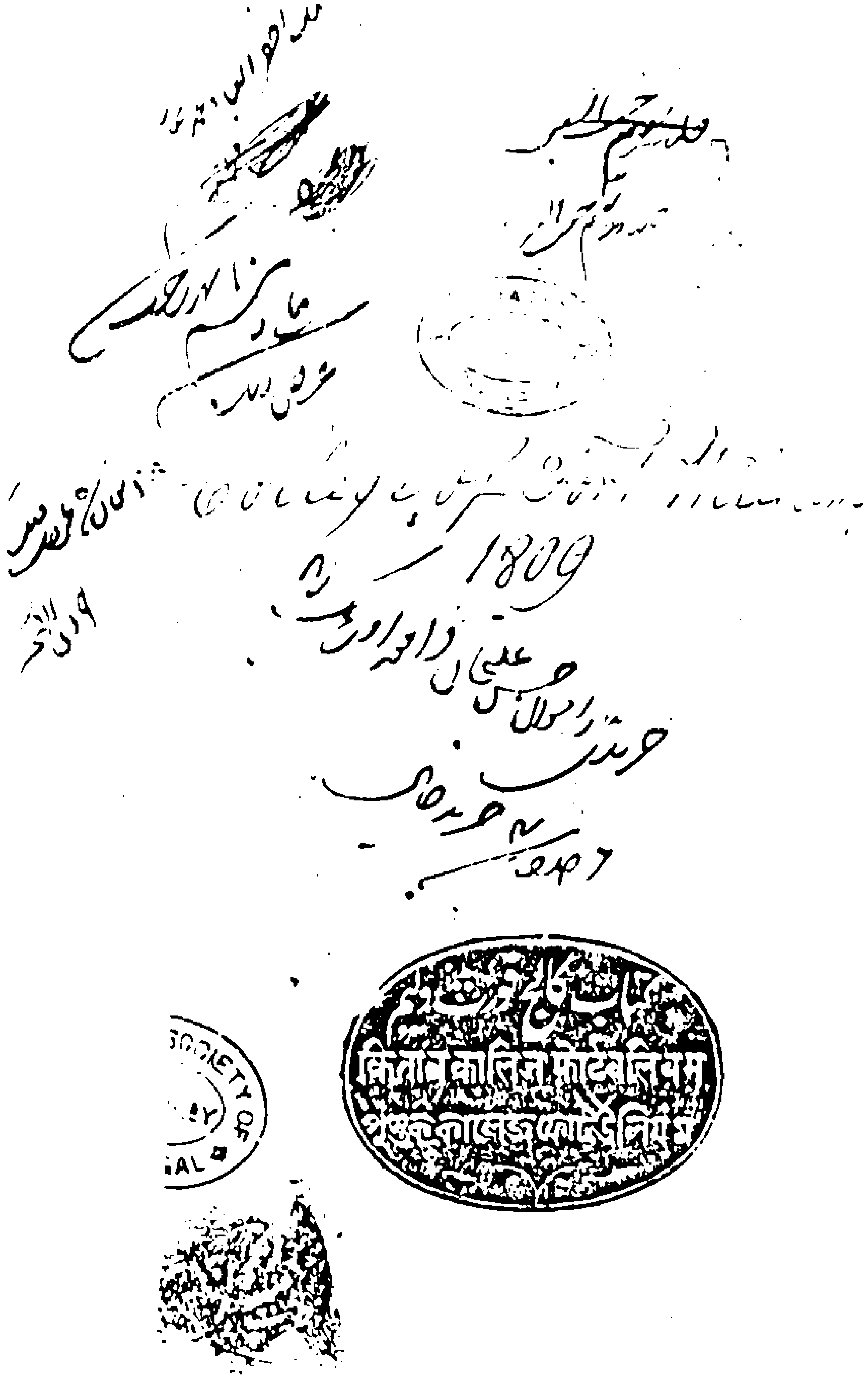

Marfat.com

... کوالده ... دوست ... نا ... با جانان ...

... بود ... بمرد ... اهان ... با اگرچه ... کویند

... ان ... ادنوده ... عالم ... راست ... دربخته ...

... معمور ... ان ... پاسکری ... سلطنت آستان ... ی

... خاصیان منهور وبی دینان ازخلخ ... ن ...

... خوش ... جان ... برا ... ز ... آتشو ... کرمکی ... عاکر ... از ... خی ... دو ... رود ... نه

ساختن تادیب وتنبیه انکروه خذلان پژوه پرواز ...

ن راجه راسنکر بکفایت این مهم تعین کردید وبهمت

... بحکم ماه مذکور بعنایت خلعت ولسب باساز طلا وجمده ...

... جله ... فممر واریه مورد نوازش کشته مرخص شد ونصیر خان ...

وکیری سنکه پور ... نبیر ... کنانه سنکه ... و ... م دیو سنکه ...

وجمعی دیکر از عمدها ومنصبداران وهزار و پانصد برقی ...

انداناباو تعین یافتند ٥ ٢ ٢ ... ٢ ٢

A.L.31209

Marfat.com

رهنمای عرفان اعتراف بعجز و نقصان غایت تکاپوی عقل دراک
که العجز عن درک الادراک ادراک آری ممکن ناتوان که جز نقص فنای
سرمایه ندارد اندازه کمالات واجبی برنداشته چون راه ثنا ایزد جویان
پوید و انسان حیران که نشیب فراز این بارگاه است از راز درون
پرده آگاه نگشته چه داستان حمد آرد که درون و برون گویا حامد
لله دست سپاس فرو پایکان نشیمن حدوث بمبدأ کی تواند اندیشه
طاق بلند ایوان کبریا قدم نرسد و غبار ادراک خاک
نشینان کوی عناصر بحضرت نسیم فکر و دانش بدامن هوای اوج
لامکان نشیمن هرگاه عقل کل و نور اول که مهبط انوار فیض ابد
و ازل است با وجود کمال تنزه و قدسی نژادی و نهایت ربط و قرب
بحضرت مبدأ المبادی در پیدای ناپیدا کنار ساخت کنار زید
کار راه عجز و انکسار پوید و لا احصی ثنا ما عرفناک گوید عقل تنگ
مایه محبوسان کلبه حدوث و امکان که با وجود حیرت و نقصان
ابا بما لکشاکش وهم و خیالات بدست آویز کدام نسبت و آشنای
کامیاب معرفت و ثنای جناب کبریایی تواند گشت و اعتذاران
حادثه نوادر طبایع را که بیگانه وادی قدس تجرد یم سرمایه خلد در
همه دانش حرف بیان الهی بر زبان اندیشه تواند که نعت مهمات کالای

Marfat.com

ASIATIC SOCIETY
1809
129
ASIATIC SOCIETY

بسم الله الرحمن الرحیم

ای دیده بعقل بر تو آگاهی شاهان زتو کامیاب شاهنشاهی ار...

برتر خواهی بر سر نهی افسر ظل اللهی اورنگ نشینان کشور...

زدن باقبال شناسی همای عالمگیر است که برافراختن لوای دولت...

دین ور و شریعت آئین با وج نصرت و فیروزی از آیات جلیه...

قدرت اوست و برانداختن اساس شوکت معاندین برافراخته...

ساخت ... مقتضای ... حکمت او...

کنان ... برکت حمد جهان ... بلند...

که برآرایش ... عروس ملک ... بروجوه ...

جوان دولت خرد پیر با زبستر نقد براوست و برابر ...

و گلشن سلطنت از شاخ و برگ زاید و خس و خار مف...

برای لطف مصلحت تا ... کر انداخته و برافراخته ...

که باید چنان ساخت ... فرمان روائی که نام شاهنشاه ...

نقش خاتم ... و رونق عزت و جلالت ... است ...

Marfat.com

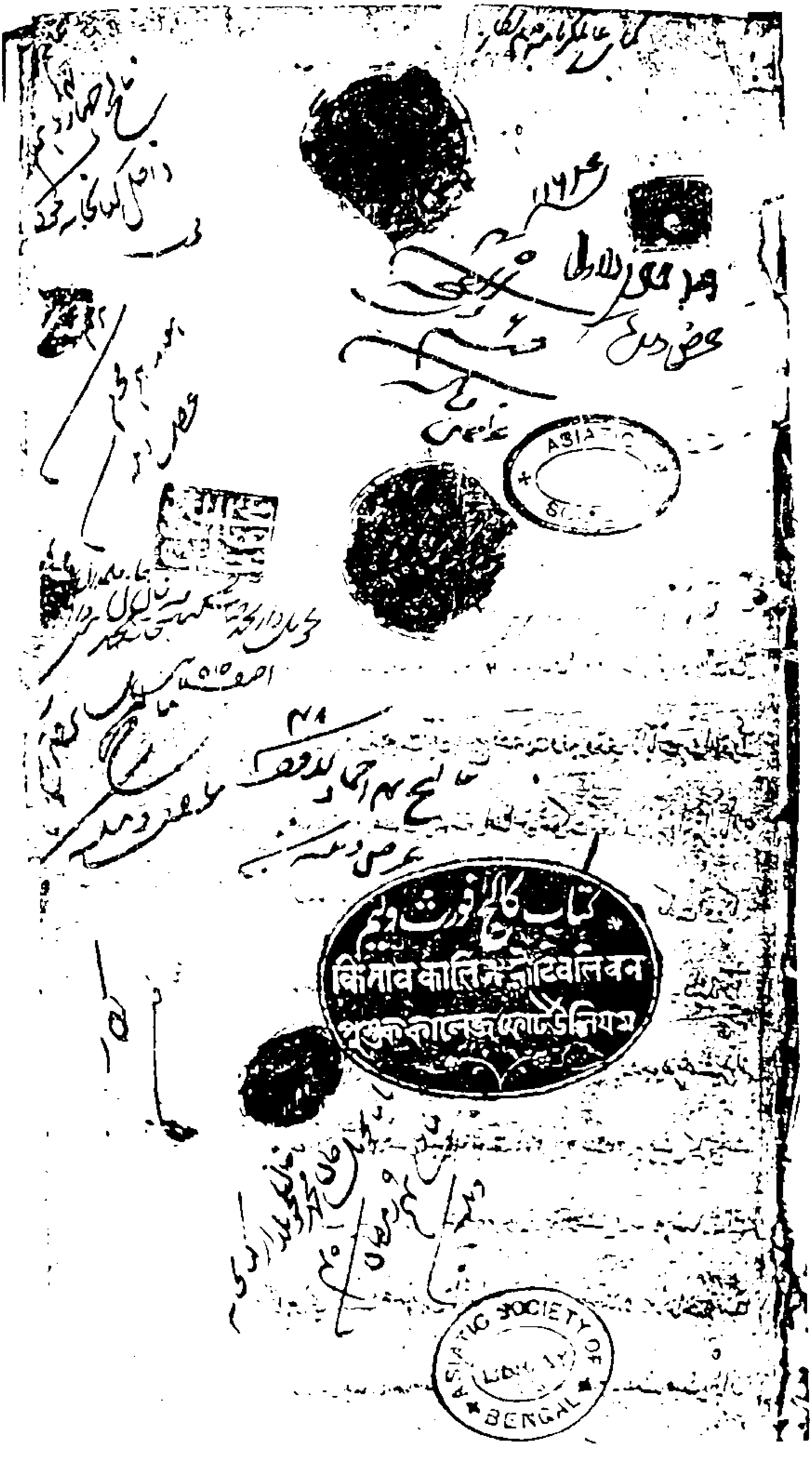

Marfat.com

از دو پسر بزرگش اتابک نصرة الدین پیر احمد که بعدل و فضل یگانه و از جود

و کرم مشهور زمانه بود ولی عهد پدر شد و چون درجهٔ شهادت یافت مملکت

برادرش آمد و بعد از آن باولاد او

والله اعلم و احکم خدای تعالی بعد را

آمرزش در رحمت خود کرامت

کن بحق النبی محمد و آله الاخیار

الابرار تمت کتاب

بحر الانساب

ASIATIC SOCIETY

اسامی جماعت مؤمنین از ۹۰۰ جو دیت که در بازار روز باد رفت

میر محمد باوردانا — حضرت شیخ بهاء الدین — میرزا محمد مسلم — میر نصیر الدین حسانی — سید مرتضی

سید اشرف — سید عالم اکبر — شیخ ابوجعفر طوسی — شیخ علی بابویه — [illegible]

شیخ جمال الدین مطهر — شیخ فخر الدین — شیخ شهید — شیخ زین الدین — سید محمد

شیخ حسن — شیخ علی — شیخ حسن جامع — سید نور الدین — سید ماجد

ملا محمد امین — میر محمد لطیف — میر شرف الدین علی — شیخ حسام الدین — میر ریشا

میر سید محمد — میر حسن صدر — میر محمد مهدی — میر عز الدین — میر محمد جعفر

ASIATIC SOCIETY OF BENGAL
4 - JAN. 1917
LIBRARY.

عقول اهل عقول و مهندسان کفاة بسنده را آن هنر که بجز قصور که لازم ذات اوست

تا این دره زنهه دریای در غرقاب معرفت ادهند چه این بیابان بپای هر کس و این

فضا بر قدم هر جنسی راست نیست بیت با هر کس عقل معرف آمد بعجز و بس

چندانکه بزد و پر سراپای کاینات ای دوست عزیز هر که خواهد که شام او از

نوائح عرفان بی نصیب نماند چاره جز دست زدن بذیل اعتصام و حبل المتین

متکلم دین محمد نیست تا بیقین نیست یعنی اقتدا بطریق انبیا علیهم السلام

بگرود چون از حکم و ضابط لاریب جملگی ادیان منسوخ و علم دولت شریعت

محمدی افراشته شد و همه ملل مقهور رایت ملت مصطفوی شد کتب

[illegible] و حکم محکم او نسخ بیت ره سنت احمد نبی [illegible] نیست

احمد محمد نبی [illegible] ان الله و ملائکته یصلون علی النبی یا ایها الذین آمنوا صلوا

علیه و سلموا تسلیما [illegible] دلیل از این روشن تر و برهان از این قوی تر هر کس که با اعتقاد

[illegible] در دین محمدی کوشید لباس نجات پوشید و شراب طهور نوشید [illegible]

[illegible] جز دولت که بهره از شفاعت این برگزیده حضرت و واسطه رحمت

[illegible] تعب [illegible] آل [illegible] مجلس شریف مصنف او در

علیهم الهدی [illegible] ان الله [illegible] بعد از ادای شکر صمد علیم و ثنای

Marfat.com

ASIATIC SOCIETY

College of Fort William
1809

کتاب بحر الانساب نظم بسم الله الرحمن الرحیم بالطرز

الحمد لله الذی جعل الحمد مفتاحا لذکره وسببا للمزید من فضله ودلیلا علی آلائه
وسبیلا علی نعمائه بیت ستایش کنم ایزد پاک را که گویا و بینا کند خاک را
سپاس و ستایش حضرت مقدس منزه را سزاست عز و تعالی و تقدس که مالک الملک
بحق و واجب الوجود مطلق است پادشاهی که فرشش با کمال و عرشش بی زوال
ملکی که درگاه کبریای او را حاجت بوزیر و دبیر و نواب و بواب و حاجب نه
باشد و شریک و فراش نیست بیت پادشاهی بی وزیر و بی دبیر و بی نقیب
فارغ از عون معین و خالی از شریک و مثال قادری که معنی آیت الله نور السموات
والارض از منفعل صفات ... یک حرف ... و مجموع حکما و علما و فضلاء جهان
با تفسیر از تعبیر و توضیح این معنی عاجز و قاصر در حقیقت ذاتش هیچ کس واقف نه
... تبارک الله من لا عقل یدرکه ولا تصوره الاوهام والفکر ...

Marfat.com

جمله اوراق این کتاب
یکصد و چهل ورق است

۱۸۰

این کتاب مجمع الانساب در حیدرآباد بتاریخ هفتم محرم
از نزد آقا محمد هادی بقیمت ... روپیه خریدم

ASIATIC SOCIETY

۱۸۰

الجزء الاول من کتاب مجمع الانساب

در علم تواریخ و الانساب مشتمل بر ذکر انبیا علیهم السلام و اخبار و
آثار ملوک سالف تصنیف اضعف عباد الله محمد بن علی بن محمد
در سلطنت علاء الدین الغ سلطان بو سعید بهادر خان در سنه ۷۳۳
مرقوم گشت

7

ASIATIC SOCIETY

6

P. Ms.

ASIATIC SOCIETY OF BENGAL

Marfat.com

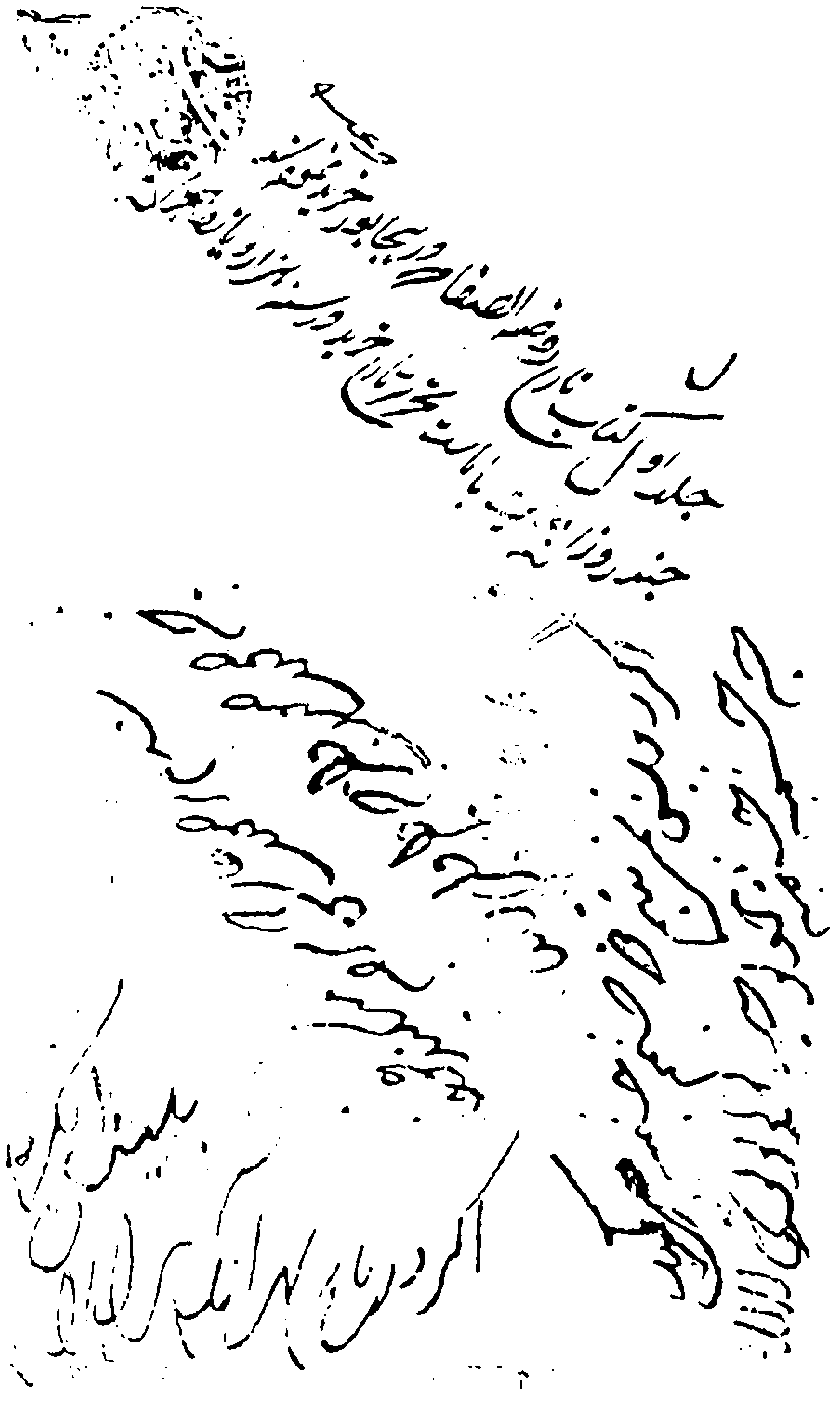

Marfat.com

وچون ولادت این حقیر در سنه احدی من عام مایه اثنا عشر از
هجرت اتفاق افتاد چنانچه تلمو دال بر آن سال است سه
سال ولادت شده لفظ عجب : طایر میمون مرا ای عجب
گر تو بپرسی که کدام است آن : بانگ غراب است بقول عرب
بخاطر فاتر آمد که وقایع مایه اثنا عشر را بنگارد تا بر صفحهٔ روزگار یادگار
ماند و چون هیچ یکی از دانایان و خردمندان این چنین نقشی بر آینه
خیال نبسته اند لازم آمد این طرز جدید اظهار کردن تا دعای خیر
درین کهنه دیر بحال این کمینهٔ پریشان روزگار واصل و متواصل
گردد بمنه و کماله و الحمد لله ابدا اولا و آخرا و ظاهرا و باطنا و صلی الله
علی خیر خلقه محمد و آله اجمعین وسلم تسلیما

سنه ۱۷۹۴
تمام شد تاریخ اصل نسخه نهم جمادی الاول روز جمعه سنه ۱۲۰۹ هجری و ۲۵ جولائی
نقل نا لمت بخط خام محمد حسن خان ولد جانه خان مرحوم ساکن تاجی پور رحیمه و ...
ست و هشتم ماه دسمبر سنه ۱۸۹۰ عیسوی یوم سه شنبه با تمام رسید فقط

ASIATIC SOCIETY

۱۴۰

بفضل نامتناهی سید محمد بن میر عبدالجلیل بن سید احمد حسینی
واسطی بلگرامی رسید که بنده از سوانح مردم بلگرام و وقایع آثار
و شهر فار المفتی از تاریخ ولادت و طوی و وفات و دیگر هرچه
مسموع شده از احوال مردمان اطراف و جهات و برخی از اخبار
سلاطین عدالت آیین و بعضی از حالات امرا و عظام و خواتین
ذوی الاحترام که در ایام این نامه به وقوع آمده به تحریر در آرد و
غرض اصلی از جمع این رساله آن بود که تواریخ متوفای میر صاحب قبله
مقبلان علیه الرحمت و الرضوان که به تقریبات متفرقه و واقعات
متفرقه از خاطر سر زده یک جا جمع نموده آید و هرگاه به عون
الله ترتیب تهذیب و تألیف و ترکیب اوراق مسوده
میسر و مجمع گشته این نسخه به مجموعه [illegible]
[illegible] وقایع آنچه درین رساله ثبت افتاد و بعضی
از آن حسب خود [illegible] ضبط آن نموده و برخی به وسیله خطوط کتب

Marfat.com

SOCIETY.
SOCIETY.

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله محول الشهور والاعوام ومقلب اللیالی والایام والصلوة
والسلام علی رسوله محمد مخبر احوال الناس فی الحال والمآل ومخبر بالوقائع الماضی
والاستقبال وعلی آله ائمه الدین الاقتداء بسیرهم فوز عظیم واصحابه
الذین الاهتداء بسنتهم صراط مستقیم اما بعد چون علم تاریخ علمی
شریف و صنعتی است منیف که تبدل احوال عالم و تحول اوضاع
بنی آدم از آن ظاهر می شود و پند و عبرت که نتیجه آن است
حصول می پیوندد و بنا بر آن بخاطر ناقص کمترین بندگان الهی امیدوار

Marfat.com

و [illegible] ملت [illegible]

تلقین امن [illegible] الی و [illegible]

بیچاره را با جمیع مسلمانان در بیدای سویدای نفس اماره مکاره فرو نگذارد

و ما ذلک علی کرمه بعزیز شعر کریم بار خدایی که فضل بود و جود

ز بندگان جفا کار عفو دریغ نداشت ؎ دریغ نیست ندارد کمال بخشایش

حساب کرد غلط هر که عفو دریغ نداشت ؎ و لله الحمد و المنه و الصلوة علی نبیه

محمد کاشف الغمه و نبی الرحمه و علی اولاده و ازواجه و ذریاته اشرف

الاتباع و اخیار الائمه ما اتفق الشهور و الاعوام و اختلف اللیالی و الایام

و تعطل السفله عن فضایل الکرام ؎ و قد اتفق الفراغ من کتابة هذه

الکتاب بعون الملک الوهاب فی عشر الآخر

۹۵ شوال سنه ثلاثه و خمسین و تسعمایه من هجرة النبوه

علی ید العبد الفقیر المذنب محمد حسین بن

المغفور المرحوم محمد مظفر حامدا لله تعالی

و مصلیا علی نبیه محمد و آله و اصحابه

و اتباعه و ازواجه و ذریاته و

اهل بیته الطیبین الطاهرین

و سلم تسلیما کثیرا

دایما عینا

Marfat.com

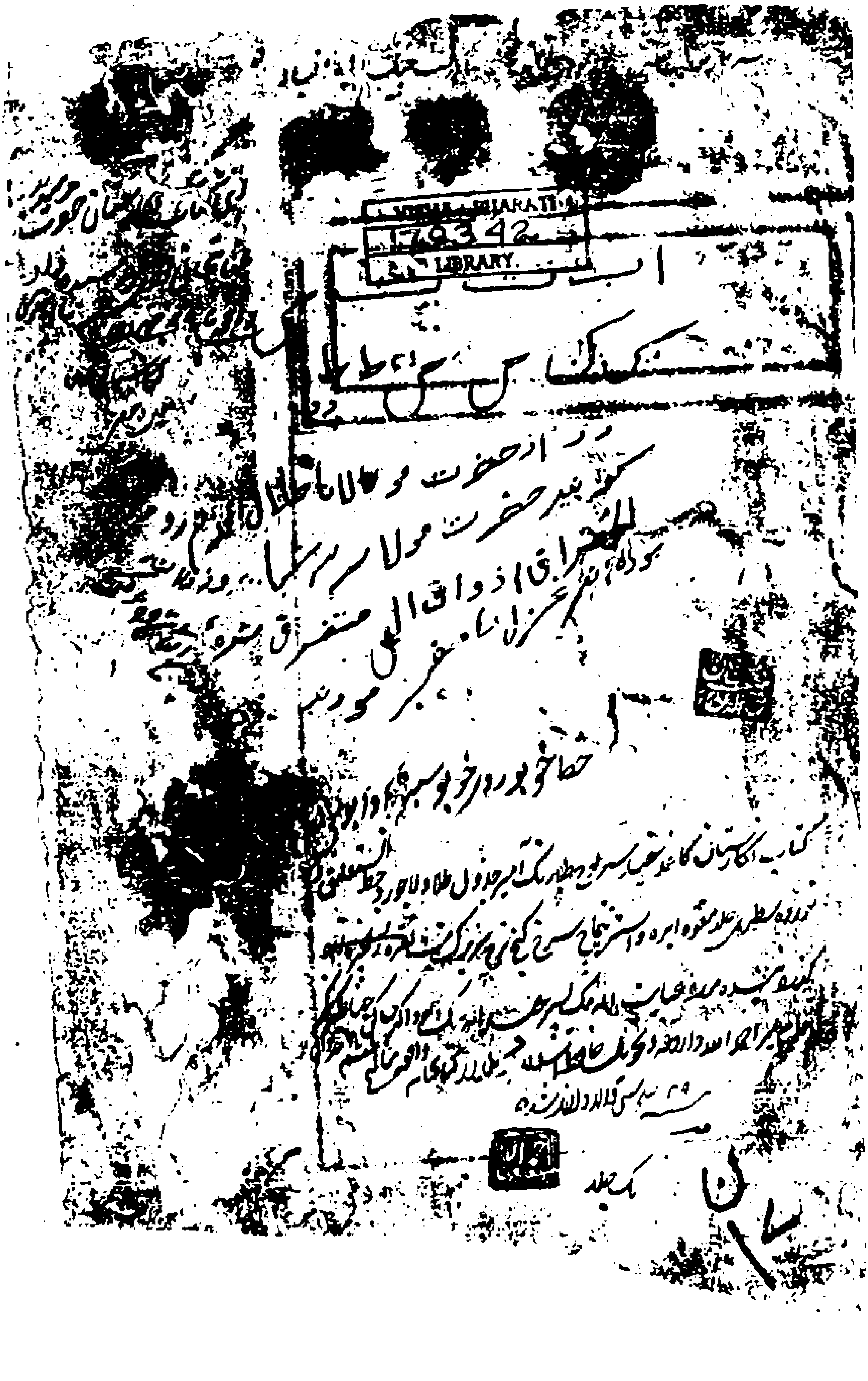

Marfat.com

The place of transcription is generally found mentioned in colophons. If we study the manuscripts transcribed at one place it would give an idea regarding the taste of the people in a particular subject or subjects in that area. For instance, while consulting the manuscripts of the Visva-Bharati collection I found a good number of works on the subject such as mantiq and Insha transcribed in Burdwan.

Arzdeedas are not found on all the manuscripts. They are found only on those manuscripts which were entered into the royal libraries of the Mughal kings or their princes or in a library related to or owned by a subadar, or Amir, or a Nawab. Each arzdeeda is followed by a date with julus year of the contemporary ruler or a Hijri year. Every arzdeeda is followed by a seal or sometimes short signature of the person who wrote arzdeeda. Now question arises who wrote arzdeeda. It seems that the chief or Amir or head of the official attached to the royal or Nawab's house and presented the manuscript before the king or Nawab wrote this term on return of the manuscripts to the library after consultation of the king or the Nawab. The purpose of writing this term might have been to maintain that the concerned king or Nawab had consulted the particular work in a particular time or date.

Every arzdeeda is followed generally by a seal of the person or official who wrote arzdeeda. Besides, seal of author, transcriber or proprietor is also found in the manuscripts. These seals contain the year also which helps us in having an idea of the date of transcription if the same is not available in colophon.

Sometime seals give an idea of the movement of a manuscript that earlier it was with some other person and later on it became property of a different or another person.

There was a post of Tahwildar and Qalamdandar in the royal or Nawab's libraries.

Marfat.com

was entered into the library by Hafiz Asadullah Tahwildar or custodian of the library on 6 Shawwal 29 julus (of Aurangzeb).

After consultation of these manuscripts I have made following observations:

Each manuscript generally bears a colophon at the end of the work. Colophon contains the name of the author, name of the work, date of compilation, date of transcription etc. Sometimes, name of the transcriber and any other related information are also found in some colophons. Colophons generally begin or sometimes end with one or two of the phrases such us:

زانکه من بندهٔ گنه گارم
هر که خواند دعا طمع دارم

or

قاریا بر من مکن چندان عتاب
گر خطای رفته باشد در کتاب

or

نوشته بماند بخط غریب
که نصر من الله و فتح قریب

من نوشتم صرف کردم روزگار
من نمانم خط بماند یادگار

or

تمت تمام شد کار من نظام شد

Manuscripts of the 19th century generally contain Bangla or Hindi Samwat or Fasli date along with Hijri date and year. And the phrases mentioned above are generally not found on these manuscripts.

Marfat.com

24. Zafar Nama: This is the famous history of Timur (d. 807/1404) completed in 828/1425 and authored by Sharfuddin Ali Yazdi.

The present copy was transcribed in Bukhara by Abdul Latif s/o Abdus Salam s/o Abdul Malik Tabrizi in A.H.935 (A.D.1532) as would appear from the colophon.

This manuscript contains nine seals, six on the first page and three on the last page. Two seals on the first page belong to one Meer Maqsood Khan, dated A.H.1144 (A.D.1732). The other seal surprisingly contains some benedictory words such as Bandagi wa Umar darazi — Md.Sultan Ghazi Badshah. I do not know whether my reading is right or wrong. The same seal is found on the last page also. Another seal bears a picture of a lion with the rising sun in the background and at the bottom it is engraved 'Dargar' [re]. This seal is embossed in the last page too. The other two small seals of the title page are obliterated.

The third seal on the last page contains the name of Ghulam Bandah Md. Baqir s/o (other parts not meaningfully readable to me).

There are two arzdeedas on the title page. One is obliterated and truncated. The other is dated 48 julus. Other portion is not clear.

25. Nigaristan: It is a rare work of Muin Juini compiled in A.H. 735 (A.D. 1334).

So far my knowledge goes this is perhaps the only copy available in India. Another copy is available in the British Museum, London (dated 977/1569-70)

This is the oldest copy transcribed in A.H. 953 (A.D. 1546) by Muhammad Husain s/o Md. Muzaffar as would appear from the colophon.

At the top of the title page it has been written that it was purchased for Nawab Muin-ud-daula Shayesta Khan.

There are two seals on the title page. One belongs to Meer Ruknuddin Husain Khan. The another seal appears to be that of one Ahmad Shafiatullah. Besides, there are marks of at least three rubbed out seals on the title page.

One arzdeeda dated 25 Rabi II, A.H. 997 (A.D. 1588) is found on the title page.

It has been found written at the bottom of the title page that this book was bought by Mirza Inayatullah Beg s/o Abdullah Beg, Saudagar, resident of Jahangir Nagar through Meer Ahmadullah Darogha wa Tahwil. The book

Marfat.com

There is a seal on the title page which may be deciphered as Haji Ali Khan, A.H.1150 (A.D.1738). Perhaps he was owner of the book.

22Maarij-un-Nubuwwat: It is an extensive biography of the Prophet Muhammad commenced in A.H. 891 (A.D. 1486) by Mulla Muinuddin Farahi (d. 907/1502).

The colophon of the present copy shows that it was transcribed in A.H.1031 (A.D.1622) by one Syed Muhammad s/o Mulla Khawja.

At the top of the title page it is written that this was purchased in A.H.1102 (A.D.1691) from Khawja Ahmad Kashghari. I doubt my reading of the word Kashghari. The owner of the book was Khawja Ali Muhammad.

The book has total 9 seals, 4 on the title page and 5 on the second page. Out of the four seals on the title page 2 contains the invocation Ya Ali Madad (Help O! Ali). The other two seals are identical and of the same person. They appear to be of Bikran.at Khan dated 1131 (A.D.1719).

Out of 5 seals on the second title page two are identical readable as Shakir Khan. Another seal is that of Sadiq Khan. The fourth seal belongs to Sukh Ram. And the last that of Fazl AliBandah.

There are two arzdeedas on the second title page. The first is dated 9 Rajab Julus 3 Alamgiri followed by a seal of Fazal Ali Bandah. Another arzdeeda is dated 4 Rajab Julus 4 Alalmgiri followed by the seal of Sukh Ram.

23. Raudat-ul-Ahbab: This work contains the narratives related to the life of Prophet Muhammad, his contemporaries, and twelve Imams. Composed in 885/1484 and finally completed in 900/1495 by the author known as Ataullah s/o Fazlullah Jamal Husaini (d.926/1521).

The colophon reveals that the present copy was transcribed in A.H.1039 (A.D. 1630) by one yusuf bin Haji.

The title page of the work bears six seals. The first seal at the top and the second in the middle are identical but obliterated and hence difficult to decipher meaningfully. The third seal may be read as al-mutawakkil ala Abdur Rashid wa Abdul Malik. Adjacent to this seal there is a note which shows that these two persons were the owner of this book. The next two seals may be identified as: Muhammad Azam Shahi 29 julus, Syed Ahmad, A.H.1096 (A.D. 1685). The last seal is that of Abdul Wahab Khan Bahadur Nusrat Jang. The year of the seal is not clear.

Marfat.com

18. Habib-us-Siyar, vol.I: This is first volume of the compendium of general history composed between 927-930/1521-24.

The colophon reveals that this copy was transcribed in A.H.1019 (A.D.1593) by one Meer Shaida.

The title page of this copy contains a seal of Nasiruddaulah Bahadur Nusrat Jang who perhaps owned this copy.

19. Habib-us-Siyar, Vol.III: This is an incomplete copy of the third volume. It was transcribed in A.H. 993 (A.D.1585). Name of the transcriber is not known as there is no colophon in it.

On the title page there is a note which reveals that it was purchased from Hasan Ali Khan at Aurangzeb. The owner of the book was Muhammad Raza.

The title page has two arzdeedas. One is dated 28 Shawwal 5 julus and the other is dated 10 Rajab, 6 Julus. A third arzdeeda is dated 9 Zilhijja but its rest part is truncated. There is a mark of rubbed out seal at the bottom.

20. Raudat-ut-Taherin: It is a brief general history from the creation of the world down to 1011/1602 composed in 5 qisms. The present copy dating from the middle of the XI century Hijri contains only 3 qisms and ends with the history of the Safawids. It is written in different hands. There is no colophon in it.

The title page bears two seals. One may be deciphered as: Alamgir Badshah 41 julus, Fidwi Jafar Afzal dated A.H. 1109 but it should be 1009 (A.D. 1698) which corresponds to 41 Julus.

The other seal belongs to Abdul Wahab Khan Bahadur Nusrat Jang. The date of this seal is not clear.

21. Tawarikh-i-Jadwali: This work contains chronological tables from legendary times to 1108/1697 with a short introduction and a discussion on the different eras. At the end of the table there is a list of various dynasties showing the duration of the rule of each of them. The work ends with a colophon which says that the present copy was transcribed in 1146/1734 at Arakat by Syed Afzal in the 15th year of Muhammad Shah's rule.

The author's name is written as کی خلیفه The first word is a doubtful reading. His surname was Mustafa.

Marfat.com

Here the question arises what is the meaning or purpose behind erasing or rubbing out of these seals?

14. Khulasat-ut-Tawarikh: This is a general history of India from the earliest times down to the accession of Aurangzeb (1068/1659), compiled in 1107/1695 and subsequently a brief note on Aurangzeb's reign, its duration and principal events, was added to by the same author.

This copy was transcribed in the 9th year of Md.Shah's reign i.e, 1140/1728 as would appear from the colophon which shows that the author was the resident of Patiala and had mastery in the subject such as Hidawi, Persian, Sanskrit, Khusnawisi and Munshigiri etc.

15. Siyar-ul-Muta'akherin: This is the well known history of India covering the period from 1118/1707, (death of Aurangzeb) down to 1195/1781 completed first after Aurangzeb's death.

This is the second volume of the same work containing the history of 1153-95/1740-81. But it is called دفتر سیوم in the colophon. Neither transcriber's name nor date of tamscription is given.

16. Chach Nama: Also known as Tarikh-i-Sind, it was translated into Persian by Md Ali bin Hamid in 613/1216.

Here is an example of a colophon of the 19th century, which reads as:

تمت الکتاب تاریخ نہم ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۷۱ء روز دوشنبہ بخط خام محمد حسن خان ولد چاند خان مرحوم

ہر کہ خواند دعا طمع دارم ؛ زانکہ من بندۂ گنہگارم فقط

17. Tabsirat-un-Nazirin: It is a history of Bilgram down to circa 1182/1768, containing a great deal of biographical information concerning various notable men who were natives of that province.

The colophon shows that the present copy was transcribed by Muhammad Hasan Khan s/o late Chand Khan of Hajipur (Patna) in 9 jumada I, A.H.1290 (July A.D.1873).

This Md. Hasan Khan s/o late Chand Khan appears to be the same person as mentioned earlier.

This is another example of the colophon of the 19th centurry.

Marfat.com

Sikha Ram in 1228/1812 during the riegn of the Mughal ruler Alamgir II as would appear from the colophon.

12. Fathiyya-i-Ibriyah: It is a history of the military operations in Kutchbihar and Assam in 1072-73/ 1662-63 under the commandership of Meer Jumla. It was written in 1073/1663.

Name of the transcriber and date of transcription is not known.

This copy contains four seals. The first seal, dated 11th julus of Badshah Md. Shah Ghazi, is that of one Ashrafuddin Ali Khan. The second seal belongs to Ism Ahmad dated 1169 (1755). The third is that of Hafiz Md.Bahadur Nasir Khan dated 1190 (1776). The last seal belongs to Nasiruddaulah Bahadur Nusrat Jang. The date of this seal is not clear.

13. Alamgir Nama: This a history of the first ten years of Aurangzeb's reign (1068-78/1659-68).

Name of the transcriber and date of transcription is not known.

This copy contains five seals of which four are rubbed out or erased. Besides there are six arzdeedas also.

At the top, on title page it is written that this book was entered into the library on 14 Muharram [44] julus followed by an arzdeeda dated 17 Muharram 44 julus, and a rubbed out seal. Another arzdeeda is dated 21 jumada I, A.H. 1164, followed by an erased seal. The third arzdeeaa is dated 9 Ramazan, 40 julus followed by a note that:

باید تحویل خان محمد خاں تحویلدار کتابخانہ

It is followed by a rubbed out seal. Another arzdeeda is dated 18, julus year is truncated. It is followed by a note which may be read as:

تحویلدار محمد حیات پسر محمد خان خانی قلمدان دار کتابخانہ آصف جاہی ۔ [1]

Another or the 5th arzdeeda is dated 6 zilhijjah, 40 julus having a rubbed out seal. The last arzdeeda is dated 14 jumada I, Julus 48. It bears no seal.

1 Followed by a seal above and not below this sentence. This seal is clear and not rubbed out. It may be read as Md.Ghalim Khan.

Marfat.com

the family of late Jafar Quli Beg at Bijapur as we have seen on another copy of this work. It was purchased for Rs.22/-.

This copy bears five seals.

1. Seal -- Abdul Majeed Khan dated 1140
2. Seal -- Alamgir Badshah Murid Quli
3. Seal -- Meer Abdullah Al-Husaini
4. Seal -- Meer Abdullah
5. Seal -- Not very clear

8. Tarikh-i-Khan-i-Jahani: This is a famous work of the history of the Afghans authored by Nimatullah. The colophon shows that this copy was transcribed on 26 Jumada II, A.H.1090 (A.D.1679) during the reign of Aurangzeb.

The title page bears a note in a corner at the top which shows that this is the property of Nawab Abdul Hameed Khan. This note is followed by his seal also.

9. M..akhab-ut-Tawarikh: This is the famous history work by Abdul Qadir B..ayuni. This copy deals from the accession of Akbar (963/1556) to the end .. the work (1004/1596).

The Colophon shows that it was transcribed in Mohallah Baqarganj (Azimabad) by Jan Ali Khan in A.H.1267 (A.D.1850).

The title page bears two seals of one Zahur Ala. One seal is dated A.H.1263 (A.D.1846) and the other dated A.H.1268 (A.D.1851). These seals are found on the last page too.

10. Jahangir Nama: This is first or original version of the memoirs from Jahangir's accession to the throne (1014/1605) to the 19th year of his reign (1033/1623).

The present copy was transcribed during the reign of Shah Alam Badshah Ghazi in A.H.1202 (A.D.1787) by one Ahsan-ul-lah at Haridwar as is evident from the colophon.

11. Amal-i-Saleh: Composed by Md. Saleh Kambu. It is a well known history of Shah Jahan's reign completed in A.H.1070/A.D.1660.

The present copy deals with the later period of Shah Jahan's reign i.e., from 21st year to the end (1058-69/1648-59). It was transcribed by one

Marfat.com

Colophon :-

تمت دفتر اول این روضۃ الصفا تمام شد۔
کتبہ محمد عبدالرزاق

4. Raudat-us-Safa, Vol.I : This is another copy of the first volume of Raudat-us-Sufa.

The Colophon suggests that this was transcribed at Hyderabad in A.H.1085 (A.D.1674) by Md. Ali bin Shams-ud-din Firuzabadi Surnamed Jurat

The title page contains two seals. Both truncated and obliterated but may be read as Nasiruddaulah Bahadur Nusrat Jang.

Interesting thing is that the first page bears the seal of Tipu Sultan with the year A.H.1186 (A.D.1772).

5. Raudat-us-Safa, Vol.II: The Colophon reveals that it was transcribed on 28 Shwwal A.H.1061 (A.D.1651) by Ibn Abdullah Shirazi.

At one corner of the title page there is a note which shows that Hakeem Abdullah s/o Abbas was the proprietor of this copy.

There are six seals on the title page. Three seals may be deciphered as Ahmad Ibn Ali 'Nizam deen bud'. The word 'bud' in the seal is surprising. Another seal is that of Abu Turab Khan. The rest two seals are not clear to me.

6. Raudat-us-Safa, Vol.I: Interestingly this, another copy of the famous work, bears a colophon which is on the title page. I do not know whether it is a mistake of the book-binder or something else.

The colophon shows that this was transcribed for Sultan Abdullah Qutb Shah (1020-83/1611-72) at Muhammad Nagar in A.H.1059 (A.D. 1649). The date is given in figure and words both and they vary. The date in figure is تسع وخمسین والف i.e., 1054 while in figure it is A.H.1068 (A.D.1657). This may be regarded a slip of pen by the transcriber.

7. Raudat-us-Safa, Vol.III: This volumes III of Raudat-us-Safa does not reveal name of transcriber or date of transcription.

At one corner on the title page it has been noted that it was purchased on the 3rd Ramazan' julus 3 (A.D.1661) by Khawja Muhammad Muqeem of

Marfat.com

3. <u>Raudat-us-Safa, Vol.I</u>: This is the first volume of the famous work on general history available in 5 volumes. It was authored by Muhammad bin Khawand Shah bin Mahmud, surnamed as Mir Khawand (d. 903/1497).

The present copy was transcribed in the beginning of the XI century A.H. by Md. (bin) Abdur Razzaq as is mentioned on the last page.

On the title page it has been written that :

صحیح

جلد اوّل کتاب تاریخ روضۃ الصفا در بیجاپور خرید نمود شد۔

... تحریر تاریخ خرید در سنہ ہزار یا نصد ہجری۔

It was purchased for Rs.25/-.

There are total nine seals of which three are rubbed out.

1. Seal -- Abdul Majeed Khan
2. Seal -- Meer Abdullah
3. Seal -- Not clearly readable
4. Seal -- Lutfullah
5. Seal -- Saifullah
6. Seal -- Not clear

There are total four arzdeedas on this copy and each arzdeeda is followed by a seal of which nine seals have been discussed above.

1. Arzdeeda 2 Safar 24 julus
2. Arzdeeda -- 17 Shawwal 26 julus
3. Arzdeeda -- Hafdahum Safar 46 julus
4. Arzdeeda -- Sizdahum Rajab

The julus year on the fourth arzdeeda is not clear to me.

At one corner it is written that:-

کتاب جلد اول روضۃ الصفا بمعرفت محمد مقیم از ورثۂ جعفر قلی بیگ مرحوم واقعہ دار الظفر
بیجاپور بتاریخ دہم شہر رمضان المبارک سنہ ۳ خرید نمودہ شد۔

Marfat.com

about three hundred Persian manuscripts most of them related to Islamic history or general history of India.

Out of 800 manuscripts which I consulted I have got xerox of the concerned pages of about seventy. Out of seventy I have selected only 25 manuscripts for this paper. Now we should have an idea of these manuscripts as well as the seals, colophons and arzdeedas found on them.

They are as follows:

1. Tarjama-i-Tarikh-i-Tabari: Originally composed in Arabic (before 310/923) by Md. bin Jarir Al Tabari. This is the Persian translation of the work by Abu Ali Md. Bala'ami in 352/963 at the request of the Samanide Prince Mansur I bin Nuh (350-365/961-979).

The present copy, available in 2 volumes, was transcribed in A.H. 1029/A.D.1619 by Tahir bin Abdul Qadir Adlabadi as it appears from the colophon.

This copy which is volume 2 of the work contains a seal on a page in the beginning. The seal reads as: Nasiruddaulah Bahadur Nusrat Jang, A.H.(11)86-A.D.1772. Perhaps it was purchased for the library of the Nusrat Jang in the year A.D. 1772.

2. Majma'ul Ansab: This is a general history from the creation of the world to the Sultan Abu Said. This was authored by Md. bin Ali bin Muhammad in A.H.733/A.D.1333.

Its Colophon mentions neither name of the transcriber nor date of transcrition. However, it is believed that it was transcribed some time in XI century. On the title page it has been written that :

.جملہ اوراق ایں کتاب یکصد و چہل پنج ورق است
ایں کتاب مجمع الانساب در حیدر آباد بتاریخ ہفتم محرم ۱۱۸۵ھ نزد آقا محمد ہادی بقیمت
ہفصد و پنج روپیہ خریدہ شد۔

It bears three seals on the title page. The first seal is obliterated and it is difficult to decipher the entire portion. However, name of person Md.Muqueem Zafrabadi may be read in this seal.

Another seal is that of Md. Qadir dated 1176 (A.D. 1762). The third seal may be deciphered as Nasirruddaulah Bahadur Nusrat Jang, 1186 (A.D. 1772).

Marfat.com

SOME SEALS, COLOPHONS AND ARZDEEDAS - A STUDY OF ASIATIC SOCIETY MSS.

By ***Dr. Syed Ejaz Hussain***
Deptt. of History
Visva-Bharati
Santiniketan (W.B.)

Seals, Colophons and arzdeedas are often found on the Persian and sometime on the Arabic manuscripts of the pre-eighteenth and eighteenth centuries. These signs or marks are significant in connection with the study of manuscripts or manuscriptology. Since manuscriptology is now upcoming as an independent discipline or branch of study, the importance of these marks has increased not only for the manuscriptologists but for the students of Persian and history as well.

But it is not easy to decipher the seals and colophons. However a student having some knowledge of Persian with a little practice in deciphering Persian manuscritps may do the job without much difficulty.

For preparing a research article on such a technical but interesting subject one requires to have a look on scores of manuscripts. So far as my case is concerned I checked not less than eight hundred manuscripts. First of all I consulted about five hundred manuscripts preseved in the central library, Visva-Bharati, Santiniketan. But this did not solve my purpose as I could not find a good number of seals, colophons or arzdeedas on them. Then I paid a short visit to the Asiatic Society, Calcutta. There I consulted

Marfat.com

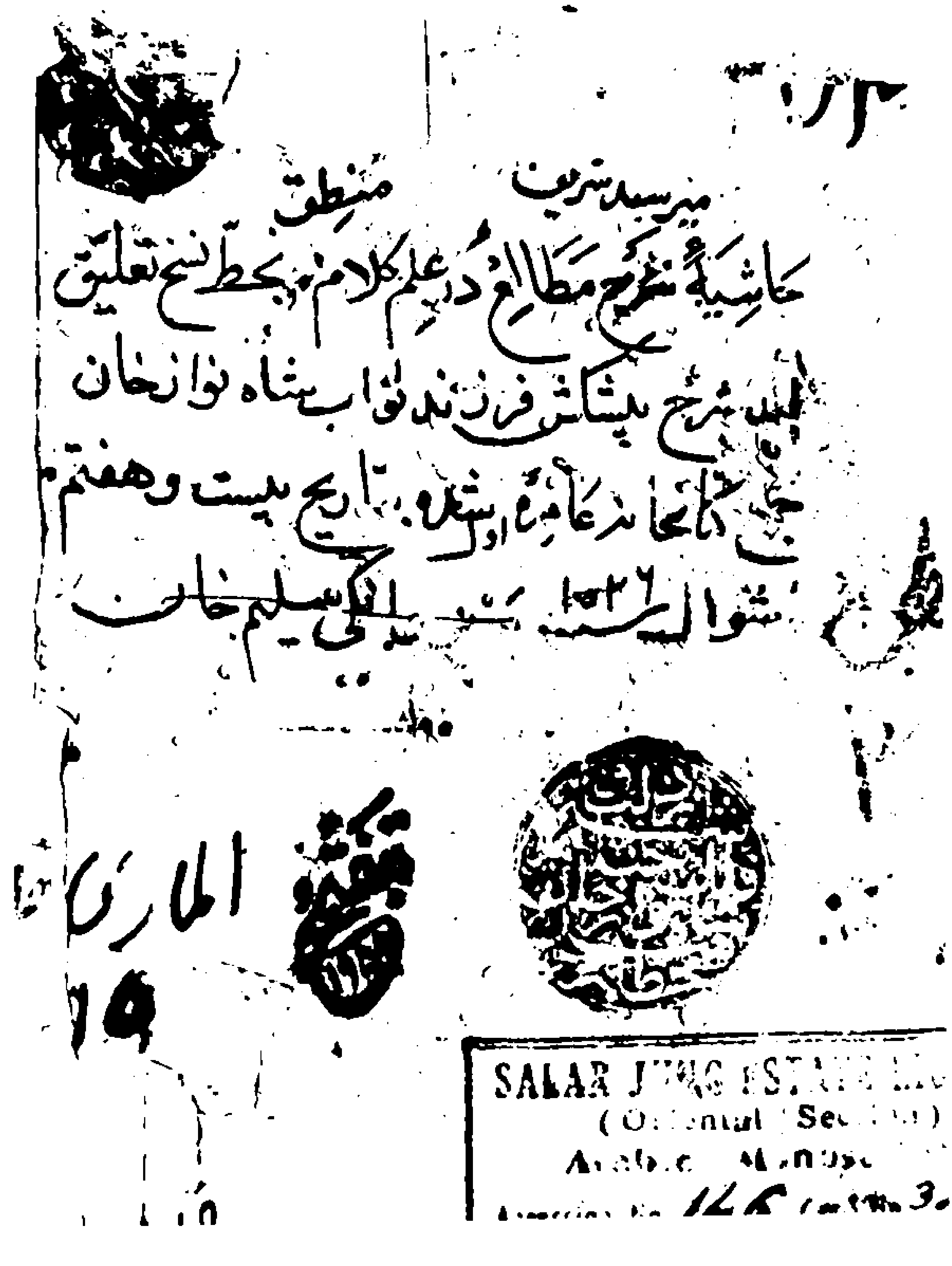
منطق — میر سید شریف
حاشیۀ شرح مطالع در علم کلام بخط نسخ تعلیق
... شرح بیشاش فرزند نواب شاه نواز خان
... تاریخ بیست و هفتم
شوال ١٢٢٦ ... سلیم خان

Marfat.com

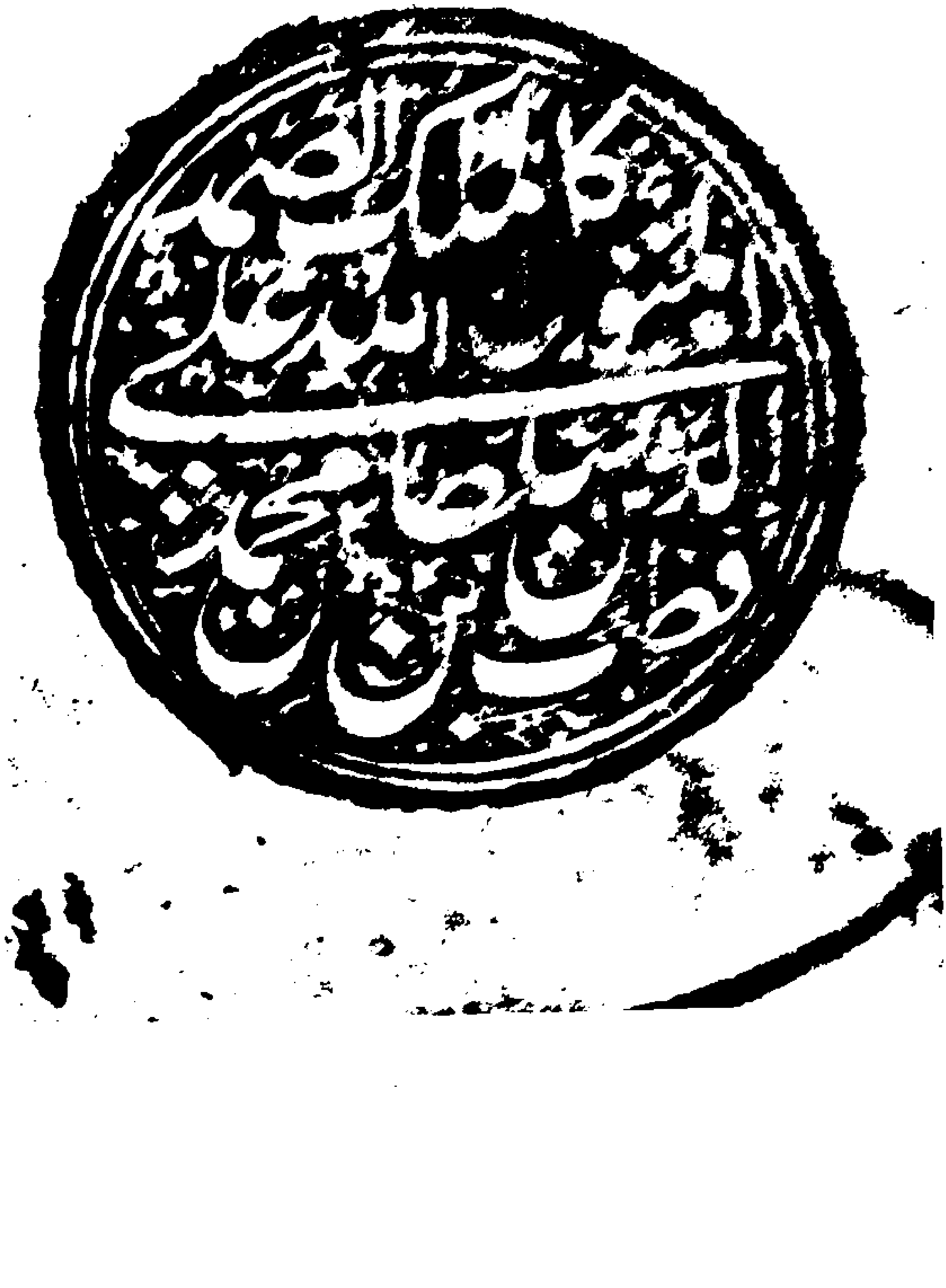

Marfat.com

شمس الدین علی منصب ساخت (؟) [illegible] سرور دار را با توابع منسوب او مقرر داشته بطبل و علم نواخت [illegible] مدت مدید کر [illegible]
[illegible] و سریر حکومت مسعود و کامران [illegible] و بیکار گذرانید در شهور سنه خمس و ثلثمایه بسرای جاودانی شتافت [illegible] حسین که [illegible] سید عالی [illegible]
و درویش نهاد بود [illegible] در آنجا متوطن شده [illegible] بوفور فضایل نفسانی و کمالات انسانی اتصاف داشت [illegible]
اوقات فرخنده ساعات را بکسب فضایل دینوی و تحصیل آداب اخروی مصروف [illegible] داشت در ایامی که ایالت مملکت خراسان
بر کن السلطنه والدنیا محمد خان تکلو مفوض گشت آنجناب در دار السلطنه هراة بشرف صحبت آن ایالت دستگاه مشرف
شده محمد خان دست ارادت و اعتصام بذیل محبت آن سیادت پناه استوار ساخته جمیع امور دنیوی و اخروی خود را بحسن
تدبیر و اصابت رای آن سید سعادت فرجام انتظام میداد و چون آتش ایراب عدالت و رفاهیت بر روی روزگار رعایا و
برایا بیکشاد آن سید عالی نژاد طبع نقاد و ذهن وقاد داشت و طبع شعر نفیس [illegible] بنظم میفرمود و تذکره [illegible] این مطلع از وست
نوعی که فکر تو آرام جان من باشد خیال وصل تو میش نهان من باشد سید [illegible] الدین [illegible] اشرف سادات جرجان [illegible]
اشراف اطراف جهان بود از [illegible] فضل و کمال و زیور کیاست [illegible] صورت مرغوب و سیرت خوب [illegible]
مهر محبت در زمین دل دوستان میکاشت [illegible] گفتار و حسن کردار متصف بود [illegible] لطایف و حکایات [illegible] بسیار
میفرمود بوفور مقادیر [illegible] بسیاری [illegible] بر اکابر و اشراف شیراز [illegible] داشت [illegible] حکام و سلاطین آن دیار
صحبت غالبانه میداشت در ایامی که [illegible] ستوده [illegible] همایون [illegible] در اثنای طریق [illegible] میرزا [illegible]
بنا بر فرموده صاحب خود [illegible] سر [illegible] شعله حیاتش را بتیغ ابدار فرو نشانید [illegible] سید
زین العابدین علی از جمله سادات جرجان در فضایل و کمالات توامان بودند بر برادران ترجیح و بر آن برادر [illegible]
یکدیگر [illegible] برادر بعد [illegible] رتبه [illegible] در جودت طبع و حدت فهم [illegible] سید [illegible]
شباب در دار السلطنه هراة بکسب فضایل نفسانی اشتغال [illegible] پادشاه [illegible]
محمد همایون اختیار فرموده و در آخر منصب صدارت یافت و بعد از [illegible] منصب [illegible] بعد از دو سال [illegible]
معطل شده و بعد از چند [illegible] رحمت حق واصل شد و سید زین العابدین بعد از تحصیل کمالات از شیراز به تبریز رفت و صدارت [illegible]
کرده [illegible] اسمعیل میرزا معتبر شد و بعد از حبس میرزا در قلعه قهقهه سید موسی الیه را [illegible] برطرف [illegible] فرستاد
و اکنون اوقات شریف را بحکومت و بزرگی صرف مینماید و در آن شهر [illegible] تاریخ هجری نهصد و هشتاد و دو [illegible]

تمام شد کتاب تاریخ قطبشاهی در عشر ثالث شهر شوال ختم بالخیر و الاقبال سنه ثمان و ثلثین بعد الالف من الهجرة
النبویه صلوات الله علیه و آله در دار السلطنه حیدرآباد لازالت فی ظل دولت اعلیحضرت والبها مصونة عن کل شر و فساد
برسم خزانه کتب اعلیحضرت السلطان العادل الکامل اتقی السلاطین فی الزمان واشرف الخواقین
فی الدوران السلطان ابن السلطان ابن السلطان والخاقان ابن الخاقان ابن الخاقان ابو المظفر
سلطان عبدالله قطبشاه لازال رایات دولته منصورة و اعدا حضرته مقهورة
[illegible] العبد الداعی [illegible] العالی [illegible] ابن عبدالله شیرازی [illegible]

Ta'rikh-e-Qutub Shahi

Marfat.com

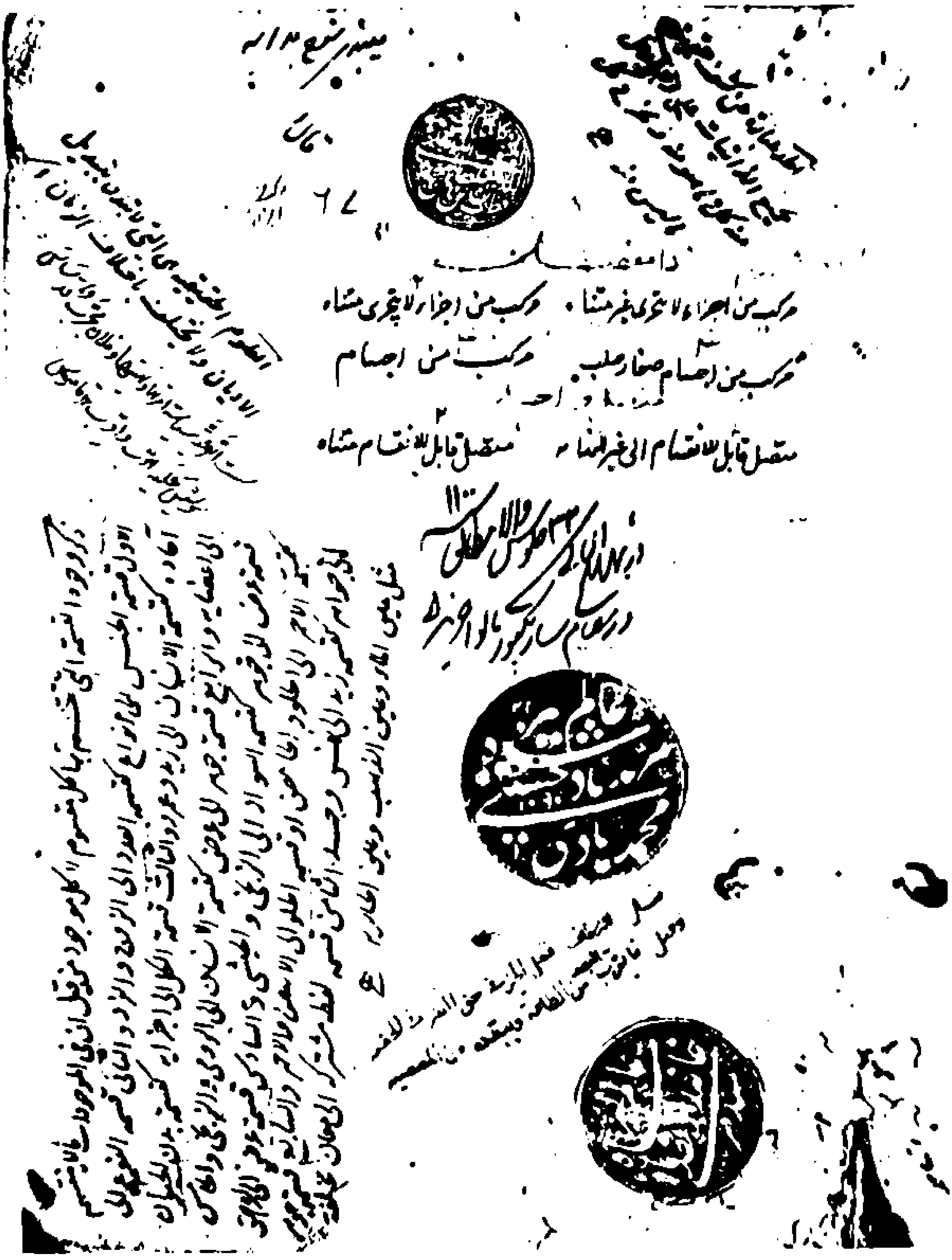

مرکب من اجزاء لا تتجزی غیر متناه — مرکب من اجزاء لا تتجزی متناه
مرکب من اجسام صغار صلب — مرکب من اجسام
متصل قابل للانقسام الی غیر النهایه — متصل قابل للانقسام متناه

Marfat.com

A Royal codex bearing Royal seals (with couplet) of the 3 Golconda Kings— 1. Ibrāhīm Qutb Shāh, 2. Muḥammad Quli Quṭb Shāh and 3. Muḥammad Quṭb Shāh respectively.

Marfat.com

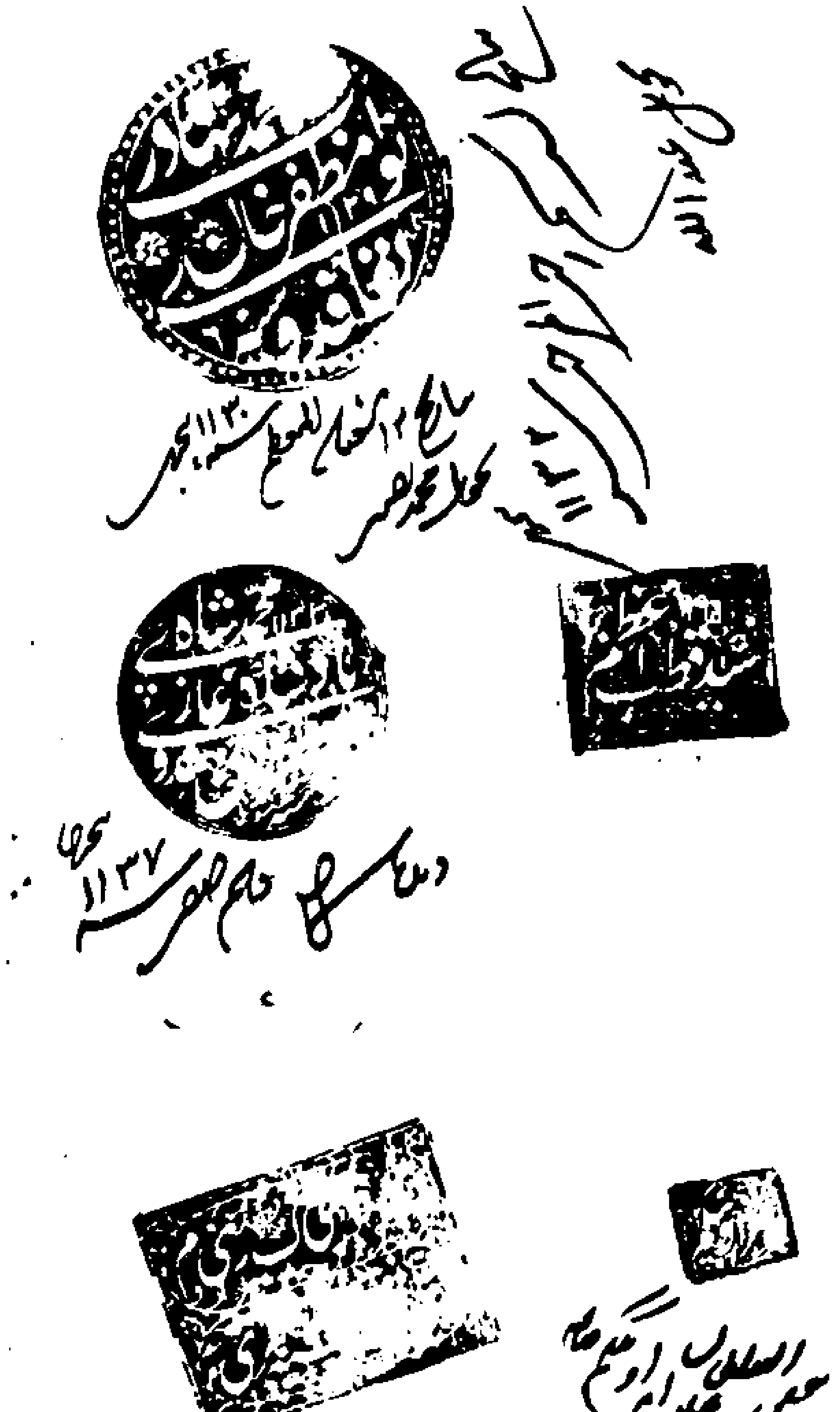

Marfat.com

To face p. 28

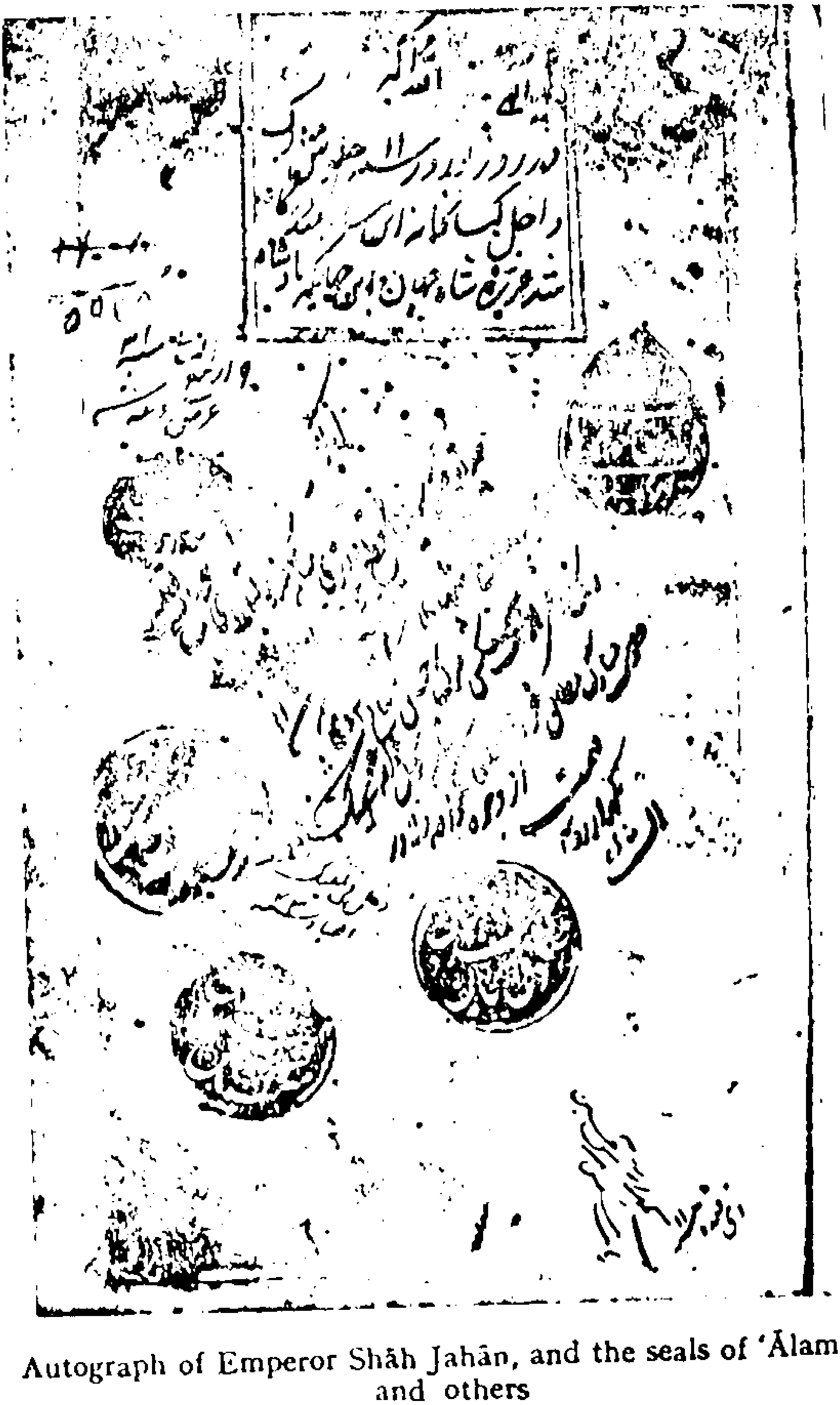

Autograph of Emperor Shāh Jahān, and the seals of 'Ālamgīr and others

Marfat.com

[illegible]

غره رمضان المبارک سنه ۱۲۶۳ هجری

[illegible]

سنه ۱۲۷۵ هجری

INSURED

Marfat.com

وقف

وهب هذا المصحف المجيد
لولدي الرشيد محمد باقر طال عمره
وبشان وقوع الايجاب والقبول
والقبض والاقباض وصار ملكا له
وفقه الله تعالى لتلاوته مع ذراريه
انا الفقير محمد علي ابن المرحوم شيخ اويس
طاب ثراه

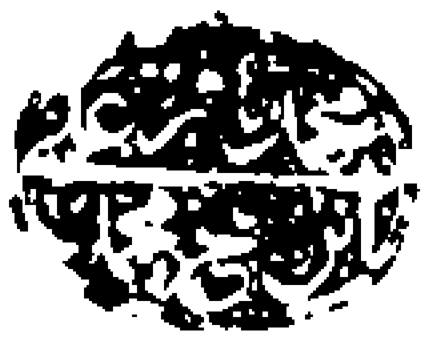

وقفت هذا المصحف المجيد على جميع المؤمنين
والمؤمنات والمسلمين والمسلمات الموجودين
والموجودات والمتولدين والمتولدات
قربة الى الله وجعلت نفسي الناظر و
المتولي عليه ما كنت حيا وبعد وفاتي الى
علي محمد رضا ابن اخي المرحوم محمد حسين
والواقف محمد باقر ابن شيخ محمد علي
ابن شيخ اويس الاويسي نسبا والاوقا
لقبا بيض

٢ ولاولاده المتولدة من بنت ابني
المرحوم المسمى محمد علي ١٣٠٣

Marfat.com

Marfat.com

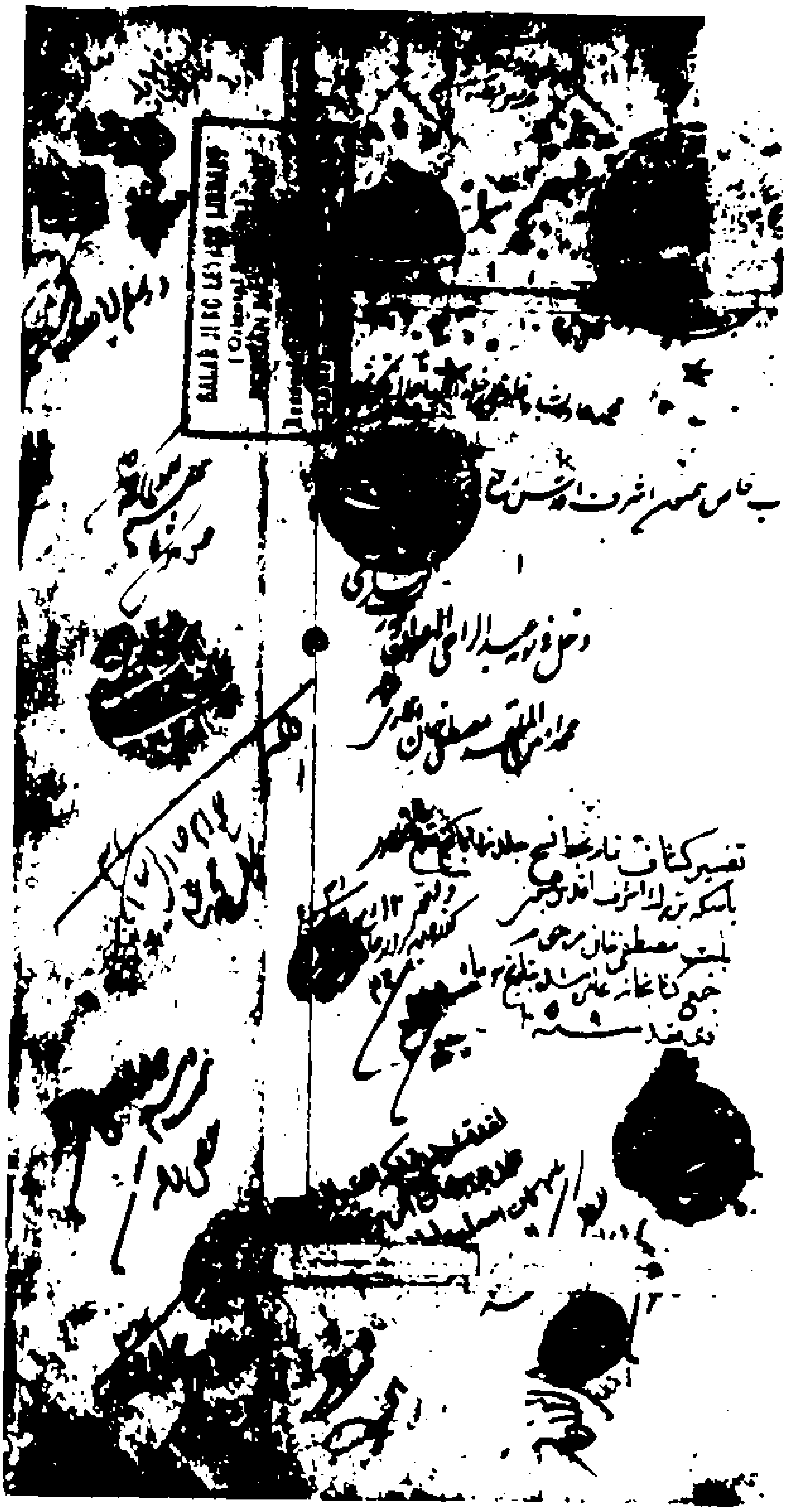

Marfat.com

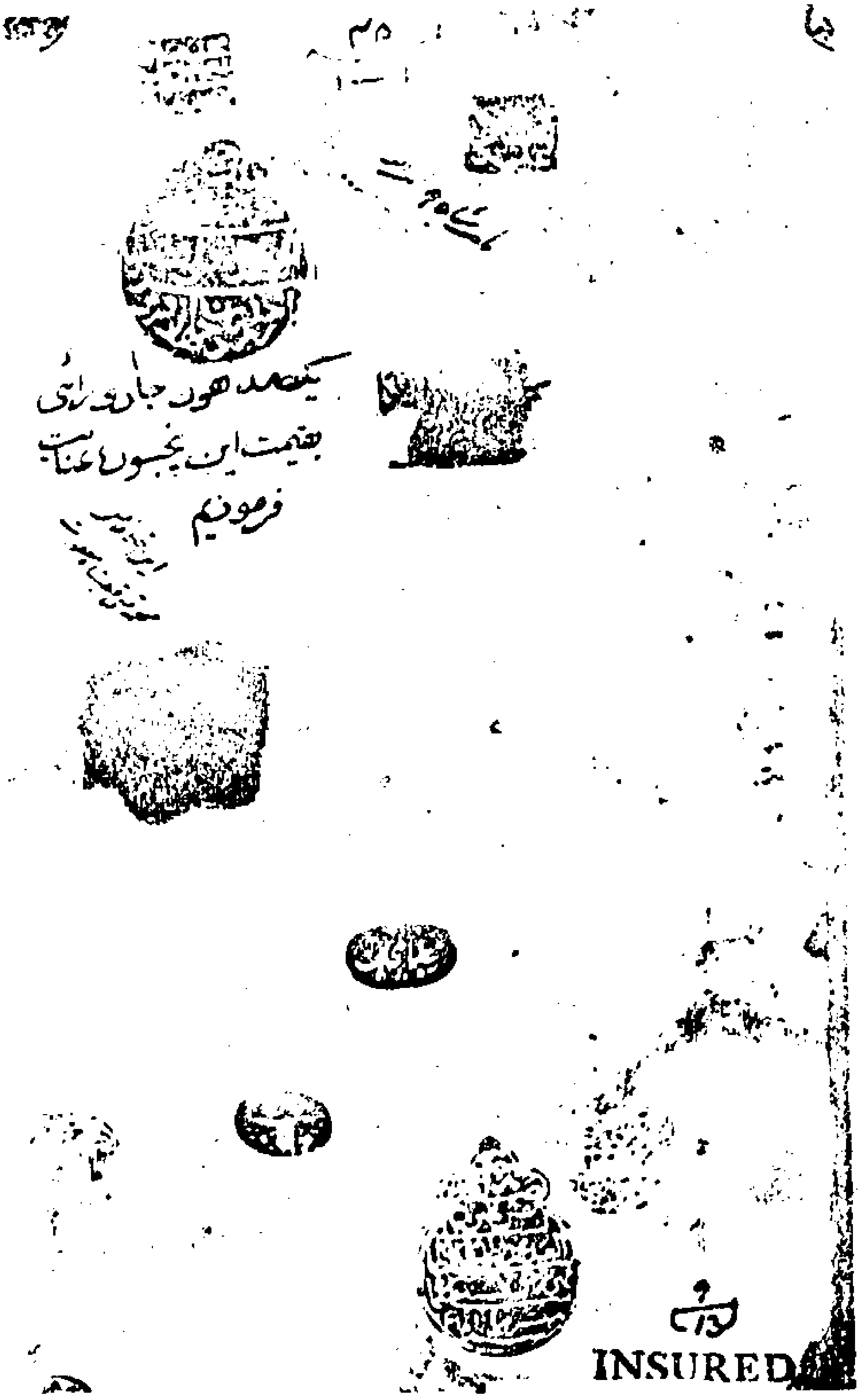

Seals of the Qutbshahi Kings of Golconda.

Marfat.com

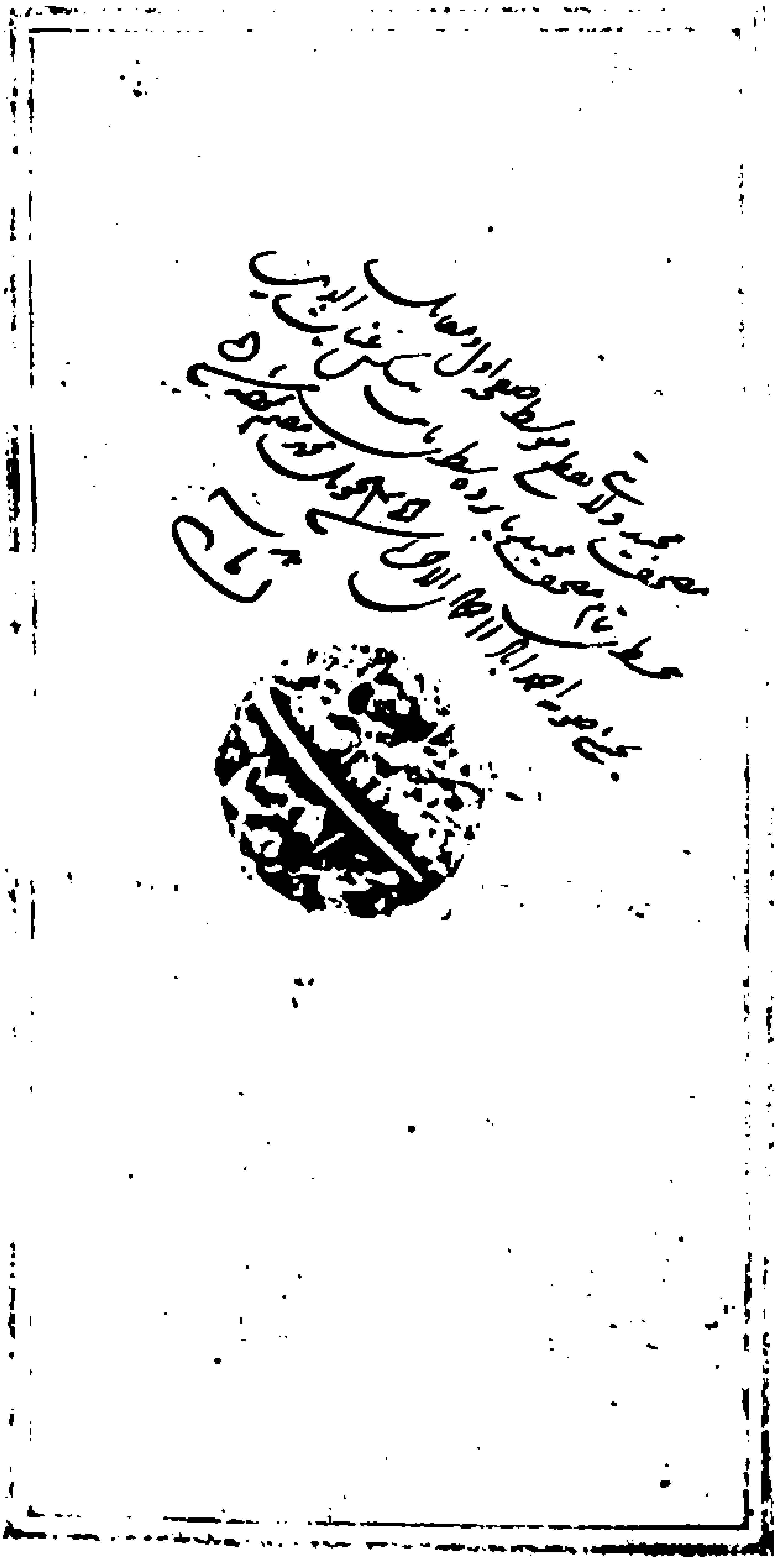

Marfat.com

Marfat.com

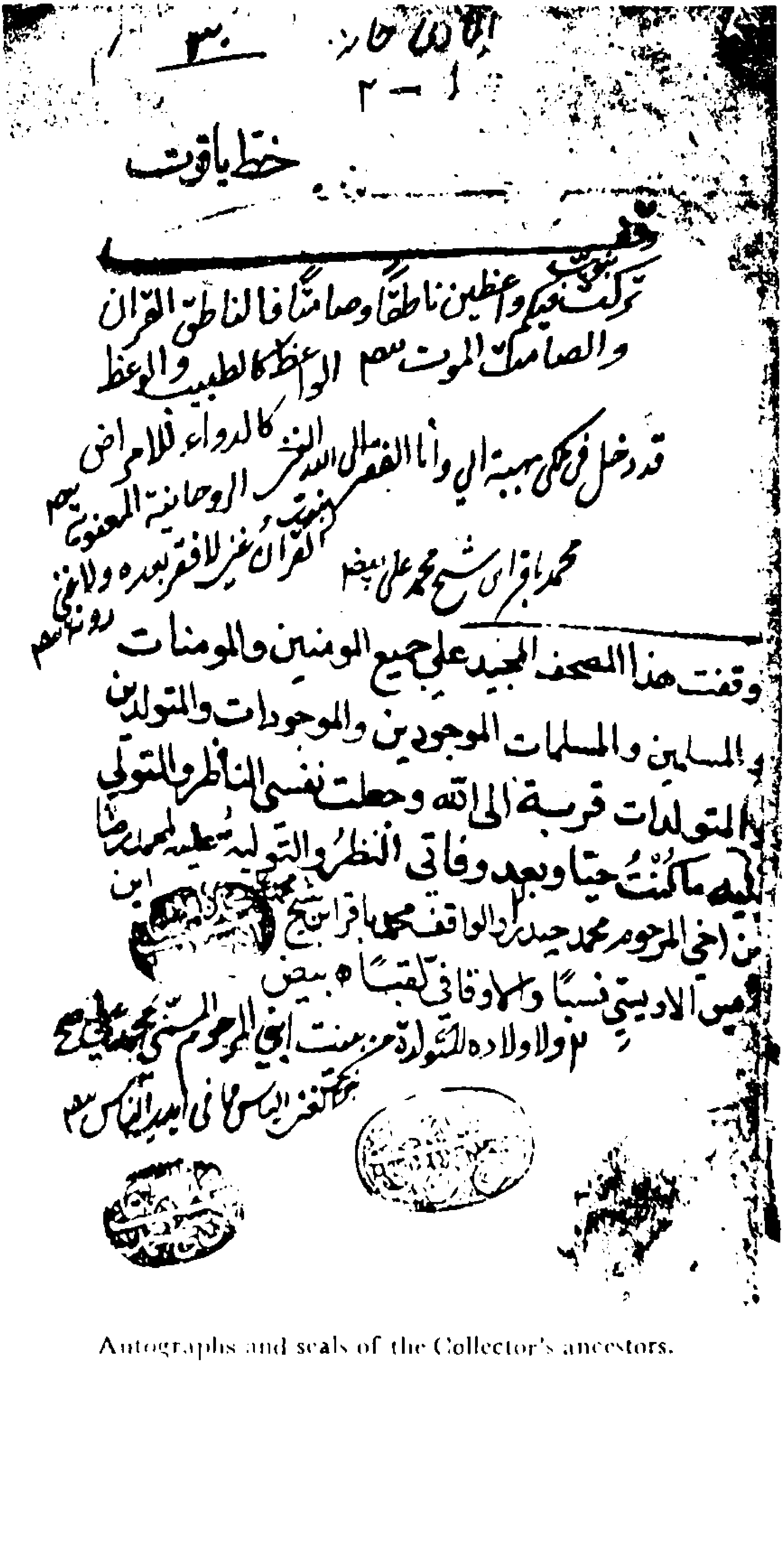
خط یاقوت

ترکت فیکم واعظین ناطقاً وصامتاً فالناطق القرآن
والصامت الموت

وقفت هذا المصحف المجید علی جمیع المومنین والمومنات
والمسلمین والمسلمات الموجودین والموجودات والمتولدین
والمتولدات قربة الی الله وجعلت نفسی الناظر والمتولی

Autographs and seals of the Collector's ancestors.

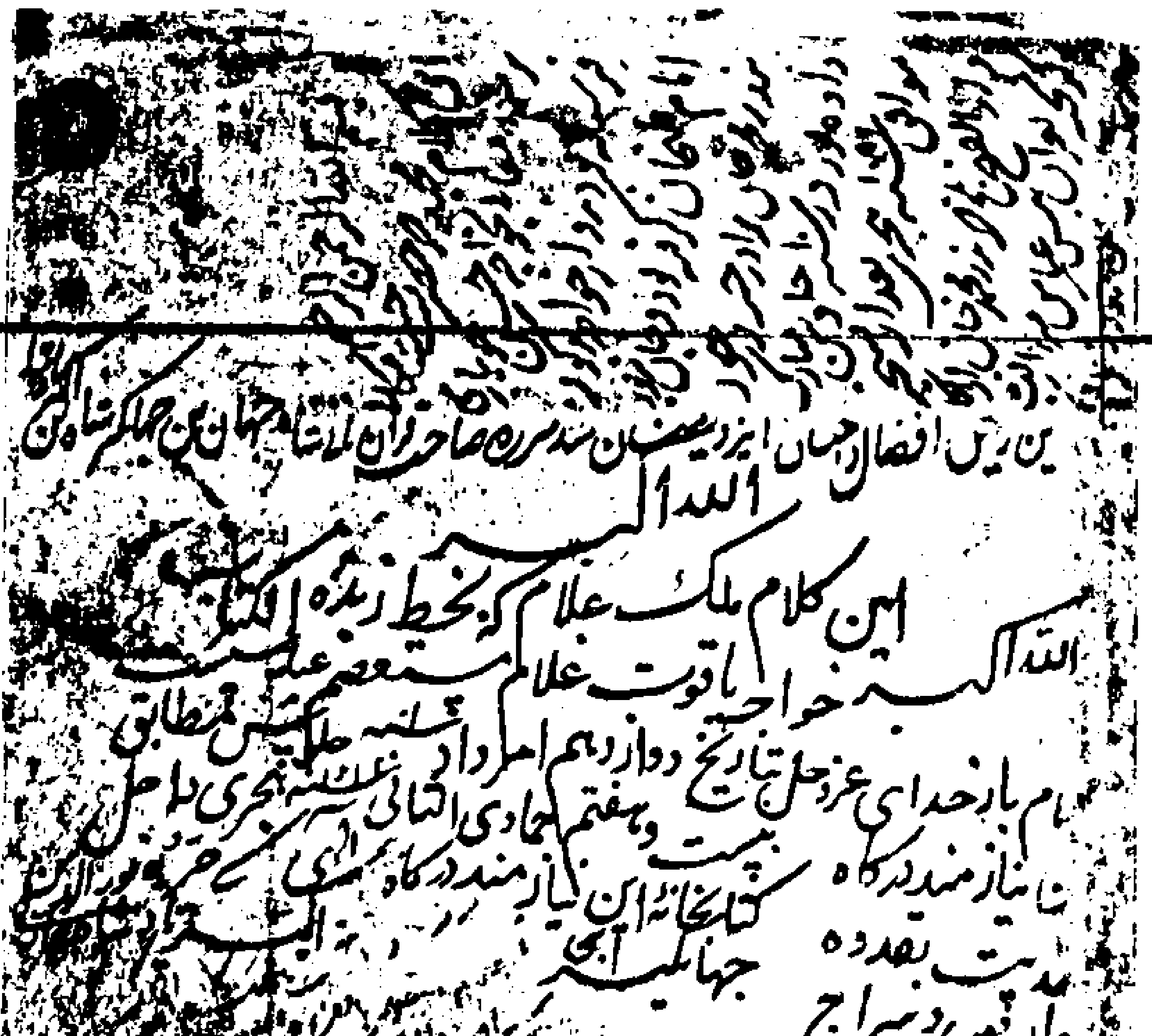

Autographs of the Emperors Jahangir & Shah Jehan.

Marfat.com

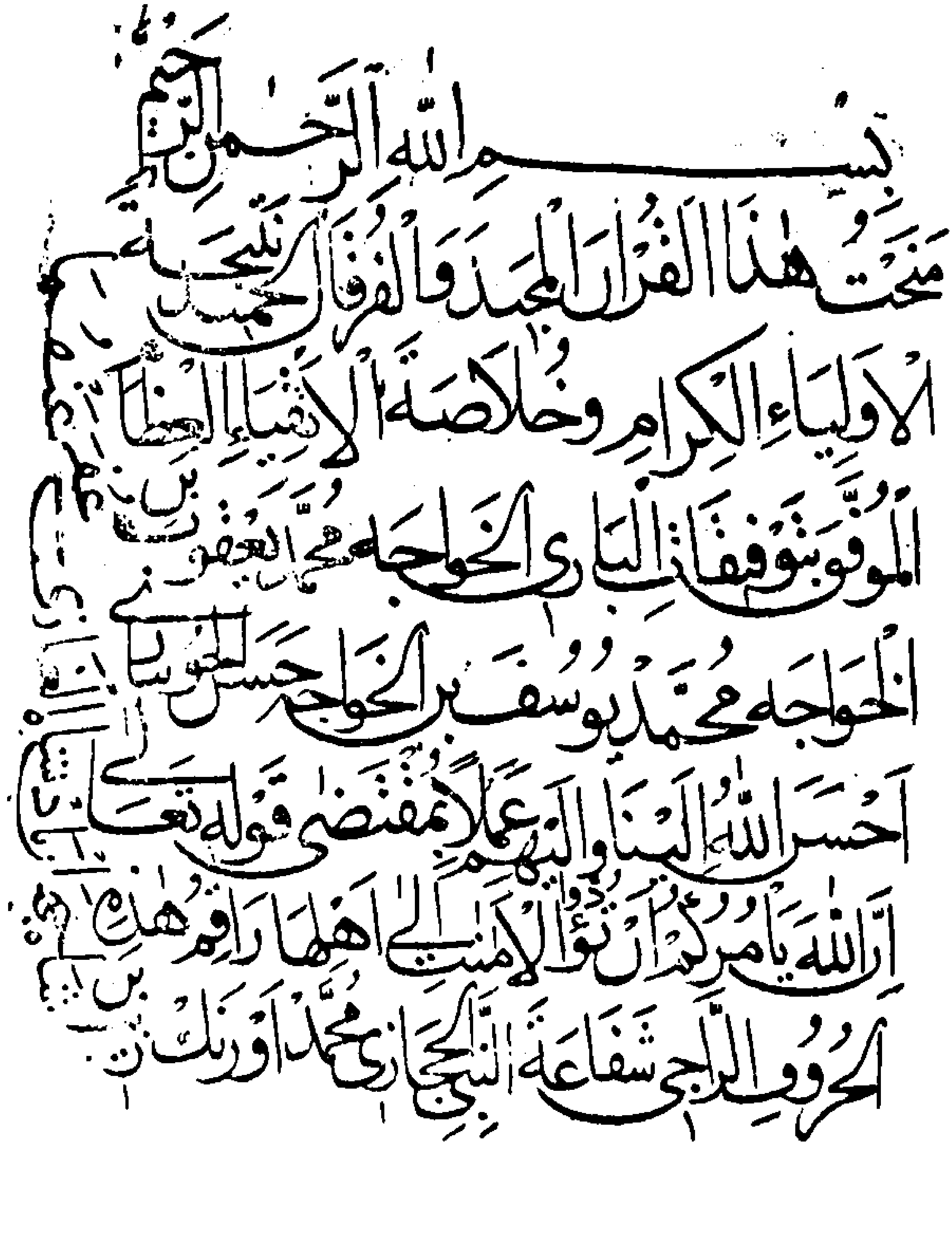

بسم الله الرحمن الرحيم
منحت هذا القرآن المجيد والفرقان الحميد نتيجة
الاولياء الكرام وخلاصة الاتقياء العظام
الموفق بتوفيقات الباري الخواجه محمد يعقوب بن
الخواجه محمد يوسف بن الخواجه حسن الخوراساني
احسن الله الينا واليهم عملاً بمقتضى قوله تعالى
ان الله يأمركم ان تؤدوا الامنت الى اهلها راقم هذه
الحروف الراجي شفاعة النبي الحجازي محمد اورنگ زيب بن

Autograph of the Emperor Alamgir.

Marfat.com

1034/1624. Then it was seen by Emperor Shahjahn in 1037/1627 who fixed his seal on it and wrote a note (Sahib Qiran-e-Thani Shihabuddin Mohd.Shah Jahan Badshah Ghazi, 1037, Sunone). It was with Alamgir till 1070/1659 (Abul Muzaffar Muhiyuddin Mohd. Alamgir Padshah Ghazi, Sun one, 1070). For some time it was with the nobles at Hadi and Mohd.Husaini. In the period of Akbar and Jahangir, its price was fifty Mohar and later it became Rs.200/-. It was with another noble Jafar al Husaini also whose name is erazed. The Librarian of Akbar the great may be Mohd. Saleh and Chalpi. In 1241/1825 it comes to Yusuf Haji Mohd. Ibrahim from Mir. Jafar and finally the son of Haji Sulaiman handed this over to some one in 1284/1867 and it may have been acquired by Sir Salar Jung I. Tale Nama-e-Sultan written by Mohd. Muhsin in 1114/1704 at Mughal court goes to one English man Mr. Gladwin who presented it to Mr. William Chambers at Calcutta in 1780. It might have come to us through Munirul Mulk II after 1206/1791. A number of Albums of Calligraphy panels came to us directly from Mir Alam and Sir Kishan Prashad etc.)

The most prestigious codex in Urdu is the Diwan-e-Mohd. Quli Qutubshah which was transcribed during the life span of the King and datable to 1595 A.D. This illustrated and illuminated copy was firstly acquired by Salarjung Sirajuddaulah in 1245/1829 and thus became a part of Salar Jung's library but we don't know the source that now it finds place here. (It may either be purchased or accepted as gift by Salarjungs).

Thus the above facts proved that the study of seals and notes etc. is vital for the scholars and they will help them in establishing the nearest period of the codex, its' value and importance and writings of the makers of the history and literature. The size and shape of the seals reveal the socio-economic conditions of that Kingdom. The language and calligraphy may throw light on the literary condition of that period and education of the Kings, nobles and common man of that particular period and finally the price of codex shows the demand of literature and standards.

Marfat.com

An early 11th/17th century copy of Sharh Qasida Burda, the Cat.No.2526 is from the library of Abdul Rahim Khan Khanan and the seal is dated as 991/1583. Then it passed to Ruhul Amin, Mohd.Akmal in 1111 A.H. and Shaikh ul Islam Khan in 1189/1775 and finally acquired by Munirul Mulk II in 1189/1775. Fawatih, Sharh-e-Diwan-e-Ali dated 890/1485 firstly came to the library of Shaikh Mohd. Ali Uwais after 1067/1656 (Anm. 1125). It's another copy came through Dargah Quli Khan Salarjung. (MS Raudatul Anwar on Shiite principles of faith on Cat. No. 2869 was compiled by the ancestor of Salarjungs himself ie. Mohd. Baqir bin Shaikh Mohd. Ali in 1067/1656 and endowed to the learned persons; later Hyder Yar Khan Munirul Mulk I also saw it.)

A codex on Zoroastrian religion entitled Iqtibas-e-Dabistan- Madahib on Cat. No.3472 is transcribed in 1248/1867 and it contains 49 miniatures of Deccan School; one of the miniatures shows the king Asafjah and Prime Minister Sir Salarjung I surrounded by fairies hence the conclusion may be that it was prepared specially for Sir Salarjung I and presented to him. A collection of codices on Astronomy on Cat. No.3928 was copied in 1168/1755 during the period of Alamgir II, it was with Shaikhul Islam Khan in 1198 and later it came to Dargah Quli and Mir Hai Khan Samsamul Mulk. Encyclopedia of medical science "Aghradut Tibb" a Cat. No.3955 arrived in the collection of Salarjung through Dargah Quli Khan. A copy of Risala-e-Saidia by Muhib Ali was transcribed in 1097/1686 at Karkhuan village in Bijapur but it was acquired by Prince Azamshah sometime in 1096/1685. It was with some Abdul Qadir in 1159 A.H. and finally came to Munirul Mulk II in 1206/1791 and from that time present in the library of Salar Jungs (See Cat. No.4221) (A 12th/18th C. copy of Jawahir Nama, (Tibb 116) arrived in our library through Prime Minister Mir Alam (Abul Qasim Musawi) sometime in 1166/1752, similarly Risale-e-Khattati (on Khattati 9) was with Alam Ali Sirajul Mulk, Prime Minister, Patron and Uncle of Sir Salar Jung I and might have come to Salarjungs as a precious heirloom.

An excellent copy of Risala-e-Ilm-e-Qiyafa on Cat.No.4318 was transcribed in excellent Nastaliq by Mir Ali in 944/1537 at Bukhara comes to India during the period of Akbar, the great, and the first available autograph with date is that of Haji Fazl Ullah, 988/1581, later it was with Khawja Daulat. It was certain that it entered into the library of emperor Akbar before 5th Julus and later he gave it as a gift to Prince Salim. After becoming king, Emperor Jahangir checked the MS again and wrote a note in

Marfat.com

(Cat. No. 91) transcribed by Mohd.Masum Turukman in 1076/1665 at Barhampur and affixed by his seal, after passing through a noble of Alamgir it came to Amirul Umara Sharif Khan in 1100/1688 and finally to Hyder Yar Khan I in 1122/1710. Tarikh- e-Rashidi came to us from Dargah Quli Khan Salarjung who gave his daughter in marriage to Hyder Yar Khan Munirul Mulk I. Badayuni's Muntakhabut Twarikh came to us from the noble of the king Ahmad Shah and Mir Alam. Tarikh-e-Shahjahan wa Alamgir (Cat. No.291) was transcribed by Mohd. Qattal in 1114/1780 from whom it passed on to Rafi ul Mulk in 1220 and from him purchased by Syyed Abbas Ali Khan in 1208/1793 for the library of Sir Salar Jung I. MS Rajawali on Cat. No. 295 was copied during the period of Shah Alam in 1193/1779 and passed on to Raja Dayaram who in turn presented it to William Chambers at Calcutta and finally it was acquired by Sherjung Sirajuddaula Munirul Mulk II. Same is the case with Codex Tarikh-e-Alamgiri (No. Ta 103).

Tarikh-e-Mohd.Qutubshah is a rare history of Hyderabad and Golconda on Cat. No. 367. It was transcribed in Hyderabad but after the fall, it went to the library of Mohd. Shahi Noble Mir Sultan Husaini in 1164/1750 but later came to Yusuf Mohd. Khan who was a historian and attached to the court of Asaf Jah I and finally it came to Hyder Yar Khan Munirul Mulk II in 1206/1791. A copy of Mirat-e-Sikandari was copied in 1043/1633 which became a proud collection of prince Sultan Mohd. passed on to Sayyed Mubarak Khan and finally acquired by M'utamaduddaulah Dargah Quli Khan, the ancestor of Salarjungs.

Manshurat is a rare 9th/15th century copy transcribed in Taliq script. A line drawing indicates that from Iran it came first to Ahmadnager during late 10th/16th century and later became a proud possession of the ancestor of Salarjungs, Mohd. Ali Shaikh Uwais. It was also checked by Hyder Yar Khan Munirul Mulk I (Cat. No.761). A majmua on prosody and rhyme was transcribed by Abdul Samad Abbasi in 1104/1728. Then it adorned the collection of an English man Capt. Kirpatric at Calcutta in 1783 from there purchased by Shiva Sahai in 1151/1738 for Rs.6/- only and finally it came to the library of Munirul Mulk II before 1206/1791. (ARQ 14) Khulasatul Manhaj on Tafsir-e-Imamia 20 & 46 was acquired by the ancestor of Salarjung Mohd. Baqir S/O Shaikh Mohd. Ali in 1069/1658. It was later collected by the scholars of Hyderabad in 1070/1660 and endowed to the public. (It was also read by Hyder Yar Khan Munirul Mulk I).

Marfat.com

Salar Jung through Hyder Yar Khan, their ancestor. Another copy which reached our library through Hyder Khan is the famous Saba' Sayyarah by Zulali on Cat. No.1817 which was written for the royal library of Emperor Shah Jahan by the court calligrapher Mohd. Murad Kashmiri in 1044/1634. As an appreciation of his art Shah Jahan personally wrote a note on it in the beginning itself. I think he presented it to his noble Amanat Khan in 1042/1632 from where it came to Hakim Saleh Khan in 1053/1643. It was with Sadiq Khan, Muhiyuddin Khan, Mutahawwar Jung and again went back to Emperor Alamgir in 1070/1659. After passing through many hands it came to Hushdar Khan of Shah Alam period in 1122/1710 and finally to Munirul Mulk before 1206/1791 and thus got a place in the Salar Jung collection. It is pleasing to note that the ancestors of Salarjungs were not only scholars but also calligraphers, for example we have a Diwan-e-Kalim on Anm. 459 written in fine Nastaliq on 197 folios by Mohd. Hyder Yar Khan Munirul Mulk I S/O Mohd. Taqi in 1140/1728 at Aurangabad when Asafjah I was the most powerful noble in Deccan. Similarly a copy of Diwan-e-Aqdas (Cat. No.2133) is transcribed by Mir. Alam in 1189/1775. Uzhat Surati presented his Diwan to Hyder Yar Khan Munirul Mulk some time in 1173/1759. This copy is still preserved by us on Cat. No.2129.

A royal Irani copy of Khulasat ul Akhbar transcribed by Hidayat Shirazi in mid 10th/16th century came to South India in early 11th/17th century. Qutubul Mulk Deccani (Mohd. Ibrahim Qutubshah) presented it to emperor Akber on his 50th Julus and entered into the Mughal library whose librarian was Maulana Ali; for some time it was under Mulla Daud Kashmiri and Mohd. Abid. After passing through a number of Mughal nobles it came to Hyder Yar Khan Munirul Mulk I. The above nobles of Shahjahan were Ahmad, Abdul Rashid Dailami, I'timaduddoulah, Qasim Shirazi and others. There is a seal of some Banda-e-Shah Akbar dated 985 A.H. A copy of Habib us Siyar (History 210) is with Ismail bin Shaikh Achcha in 1028/1619, then it comes to Mohd. Mirak of Alamgir's court in 1089/1677. Then a noble of Shah Alam possessed it in 1100/1688, later from Mir Khairuddin Khan and Mohd. Mahdi it passed on to Munirul Mulk II in or before 1206/1791. Another copy of Habibul Siyar (Cat. No.53) was transcribed in Shafia in 1008/1595 at Saharanpur Malwa, then it came to Shahjahan, to noble Aqilkhan in 1052/1642, to Fadil Khan in 1059/1648, to I'timad Khan in 1064/1653, to Inayat Khan etc. later Alamgiri nobles like Lutfullah Khan, Sayyed Ali, Gulam Muhiyuddin etc. possessed it and finally it came to Hyder Yar Khan Munirul Mulk I. A copy of Raudatul Ahbab

Marfat.com

Jungs, purchased it for rupees one thousand in 1152/1739 as his autograph and seal is there. A rare and illustrated copy of Shahnama on A.Nm 575 was transcribed most probably at Samarqand in early 9th/15th century and came to India in 1100/1688. It was with some Hidyatullah in 1106/1694 and finally it was purchased by Dr. Mir Yusuf Ali, who was the staff Surja of Mir Laiq Ali Khan Salar Jung II in 1310/1892, for Rs. 125/- only. (It will be interesting to note here that Mir Yusuf Ali Khan, Salar Jung III purchased the entire libraries of the above mentioned, Dr. and that of Mahaboob Yar Jung, ADC to the Nizam VII, some time after 1921 A.D.) Similarly a 10th/16th century copy of Fakhri Jurjani's work was bought for some prince (of Adilshahi dynasty) and entered into the royal library; It was found with a Mughal noble Mohd. Abid S/O Nizamuddin Ahmed at Thane, Ahmedabad in 1023/1614 and in 1205/1790 it was sold to some Mohd. Sharifuddin Qadiri at Pangal fort when Asaf Jah II was camping there. A fine copy of Thanai's Hadiqatul Haqiqat on Cat. No. 1129 transcribed by the celebrated calligrapher Sultan Ali Mashhadi in 882/1478 at Herat came to India during the period of Emperor Shah Jahan, was in the libraries of Abdul Rahman, Sadiq, Mohd. Ali, I'timad Khan and Hakmi Saheb, finally another noble purchased it for rupees one thousand and gave it as a gift to emperor Shahjahan on his 11th Julus day. This copy was in the Mughal library till late 11th/17th century and then came to Muhiyuddin Khan Mutahavwarjung and from Khan to Salarjungs. In the same way a late 10th/16th century copy of Khamsa-e-Nizami came to South India during the period of Sultan Mohd.Qutubshah of Golconda (After 1611 A.D.) but it was found with a Mohd.Shahi noble, Ali Wali Khan in 1147/1734, later it travelled to Haji Hafizullah Khan, paymaster to Maharaja Holker of Pune. After passing through the hands of Mohd. Sharifuddin and Iqbal ud daulah it came to Mohd.. Ali Hasan Khan in 1251/1835 and finally to Begum Umrao Begum in 1263/1846 who was a relative of Salar Jung I. There were a number of Persian MSS with Mr. William Chambers in 1775 A.D. at Calcutta and Richmond Thackkery in 1799 A.D. which were acquired by Munirul Mulk II in and after 1206/1791 like Haft Paiker and Diwan-e-Hafiz. Diwan Hasan on Cat. No. 1429 might have come to Mohd. Shah through Abdul Rahim Khan but it was with the noble of King of Farrukh Siyar, Hushder Khan in 1125/1730. This Hushdar Khan (Hidayatullah Khan) was the S/O Iradat Khan Wadih and posted to Deccan., when Asaf Jah I became independent he posted him at Gulberga as the Governor or Qiladar. Later he came back to Aurangabad and died in 1157/1749. So this volume might have come to

Marfat.com

Quli Qutub Shah, the founder of Hyderabad who got it as gift in 1009/15. After his death it adorned the libraries of the kings Mohd. Qutub Shah and Abdullah Qutubshah. After the fall of Hyderabad it came in the custody of the royal Physician, Philosopher and Scribe Abdullah Al-Allkashi in 1105/1693. It was with him till 1107/1695 as he joined the Army of emperor Alamgir and went with him to Bijapur. It also contains the miniature portrait of the above nobleman done by a Hyderabadi painter Muhammad Hussain Naqqash. It was purchased by Salar Jungs from some Mohd. Qasim. It is strange that still some MSS are available scattered. When the Hyderabad Police handed over an old and valuable Al-Quran to us, to my surprise, I found an autograph of Dargah Quli Khan on it who has endowed it to the public as back as two hundred years ago.

The most prestigious codex in the Persian section is an original Ms. under the title of Raudatul Muhibbin on Poetry No.1116 and Catalogue No.2281. It is a collection of three sufic mathnawis by the celebrated Persian poet transcribed by Mir Ali Harwi at Bukhara for the royal library of Abdul Aziz Bahadur Khan in 956/1549 with twenty superb miniatures of Bukhara School of painting when Sultan Mirak was the librarian. All the seals and autographs are defaced. After much trouble we have deciphered two autographs, first being that of Mughal Emperor Shah Jahan which says that this Majmua came to him on his cornation day celebrations. This background leads me to think that this valuable codex also may have come to him with lot of MSS from Balkh as the imperial forces defeated the ruler of Balkh Nazar Mohd. Khan in 1056/1646 and sent the entire library of the said Khan to Shahjahan. This rare MS was acquired by Sir Salar Jung I, Mir Turab Ali Khan in 1272/1855 as stated by the then librarian. (It was repaired and rebound by Mohd. Yusuf, the binder in the library of Salar Jung III, some time between 1911 to 1949) (but the visible words "Allahu Akbar" creates doubt that it might have come to India during the period of Akbar, the great but later on might have gone to others and finally came back to Emperor Shah Jahan.

Another precious codex is a copy of Khamsa-e-Nizami transcribed by Fath Mohd. Bin Maulana Sahib in 1027/1618. The name of the scribe shows that it was written in India only. It has eleven miniatures of popular Mughal School. The year and school of miniatures point out that it was completed for some noble of Emperor Jahangir. It was with a famous noble of emperor Alamgir, Lutf Ullah Khan in 1076/1665, some English writing shows that it was with some English men. Finally Muniruddaulah, an ancestor of Salar

Marfat.com

Alamgir in 1070/1659 and he gifted it to his son Mohd. Qasim Khan; from him it passed to another Alamgiri noble Shahi Khan and then to his wife Khadija Begum and finally came to the library of Hyder Yar Khan Munirul Mulk I, who is the ancestor of Salarjungs'. His seals in the beginning and ending shows that he might have gone through the MSS in detail. Similarly Fiqh-e- Imamia No.97 on Cat No.1098 under the title of Madarijul Ahkam Fi Sharh-e-Sharai ul Islam by Bahauddin Jazairi in 1084/1673 and a seal shows that it was with the scribe for one year. The later seals indicates that it came to Munirul Mulk II in 1206/1781 through his father-in-law Abul Qasim Musawi, famous as Mir Alam (the Prime Minister of Hyderabad during the period of Asaf Jah III.) Al Mukhtasar un nafe (Cat. No. 1106) written in Persian script in 1030/1620 came to Mu'tamaduddaulah Dargah Quli Khan, relative of Salar Jungs, from the Alamgiri's noble Mohd. Ibrahim Husaini whose seal is dated as 1102/1690. A rare Shiite prayer MS entitled as Sahifatuth Thaniyah, written and inscribed by Mohd. Al Anili at Astrabed in 1076/1665 came to India with Ijjaz Husaini Kanturi some time in 12th/18th Century. When Mir Laiq Ali Khan Salarjung II was travelling in Calcutta somebody presented this volume to him in 1372/1885. A MS on Philosophy No. 93 entitled Al-Mukhamat came to Salarjungs through their early ancestor Shaikh Mohd. Ali Uwais whose seal is dated as 1067/1656.

A Hashiya on the same dedicated to Shah Ismail Safwi II (Cat. No. 1791) came to India during Alamgir period and it was firstly in the library of Noble of Alamgir Muhyiuddin Siddiqui in 1077/1667. It came to Munirul Mulk in 1206/1791 after passing through a number of Alamgiri nobles.

A 9th/15th Century copy of Sharhul Miftah on No. B & M 31 and Cat. No. 2122 transcribed in Taliq script came to India during the last period of Akbar, the great but first it was witnessed in the library of the famous noble of Emperor Jahangir, Inayat, in 1017/1608 and passed on to Abdul Haqq Shirazi in 1037/1627. It was with the prominent nobles of Emperor Shah-Jahan like Mohd. Arif, Abdul Rashid Dailami, Afzal Khan, Inayat Khan and Sadiq from 1040 to 1068/1630 to 1658. Then Alamgiri nobles got it as Sayyed Ali Husaini, Abdullah and Mohd. Abid till 1090/1679 for some time it was with Mohd. Muhsin S/O Sadrul ulama Sayyed Zulfiqar Ahmad. Salar Jung III Mir Yusuf Ali Khan purchased this codex from one Sayyed Hussain Bhopali in 1924 for Rs.200/-.

(There is a royal Album of Calligraphic panels in Arabic and Persian of a period when the Mughals were the ruler of Hyderabad. Originally this Muraqqa No. 35 on Catalogue No.2578 belonged to the period of Mohd.

Marfat.com

Shahjahan and which was again collated in 1056/1646 at that for him is with us number of seals and autographs. The seal of Mir Abdul Razzaq is dated as 1055/1645. During Alamgirs' time it was in the custody of Mohd. Abdullah in 1086/1675 and Qabil Khan in 1097/1686. It was under Mughals till 1149/1736 under the librarian Mohd.Baqir and finally it may have come to Salar Jung through Dargah Quli Khan or Hyder Yar Khan. Now this MS is available on Hadith 73 & 74 undei Cat. No.542-43. (Then they entered into the royal library of Mughals through prince Sultan Mohd. who handed them over to the librarian Alauddin in 1090/1679. The original price was Rs. 150 and now it increased to Rs.230/-. During the period of Mohd. Shah it was under Muinuddin in 1139/1726).

A mid 8th/14th Century copy of Fusulul Ahkam by Jamaluddin Samarqandi in Arabic on No.Fiqh.50, Cat.No.689 is entered in our collection from the imperial library of Akbar the great; In 9th/15th Century it was purchased by the famous historian of the Akbars' court Nizamuddin Ahmad for three gold Muhars and presented to the emperor Akbar in 1597-98 (39th Julus). Muhib Ali was imperial librarian, then, a seal informs us that during Jahangir period it was in the custody of a nobleInayat In the period of Shahjahan it was consulted by famous nobles as Abdur Rashid Dailami, Inayat Khan, Amanat Khan, Mohd.Abid Husain and Ahmad Shahid. For some time it was with some Sharif, Maqsud Ali and Karim. (We don't know how it was acquired by the Salarjungs).

A Shiite commentry on Al-Quran by Abdul-Ali Al Huwaizi in 1065/1656 was transcribed in two volumes by Kamal al Husaini in 1090/1679 which later came to Mohd. Ali in 1099/1680 and then passed to some Abdullah and arrived in the library of Munirul Mulk in 1206/1791 and from him to Mir Mohd. Ali Khan, father of Salarjung I (Please see Cat. No. 907 on Tafsire-Imammia 2). Similarly several autograph copies of Hadith-e-Imamia entitled Kitab Man La Yahduruhul Faqih is with us but most important one is that which is present on (Hadith-e-Imamia) No. 85 and Cat. No. 940. It is transcribed firstly at Makkah by Mohd. Sharif Jilani in 1089/1678 but Asnad were added by Jafar Baig in 1098/1687 at Agra. It was purchased by Mohd. Hadi, a noble of Alamgir at Agra, in 1092/1681 for rupees 150/- only. He seems to be attached to Prince Azamshah's army. He presented this valuable codex to his son Mohd. Ibrahim. Later this copy came to one Rashid Khan, entitled Fadail Khan of Alamgir period to one Fadil Khan of Alamgir period in 1119/1707 for Rs. 200/-. Another, Shiitte Fiqh "Tandhibul Ahkam" Cat. no. 946 was acquired by a noble of emperor

Marfat.com

Ali Khan through Mohd. Baqir (may be the librarian). It was in the custody of Hafiz Khan and Arshad Khan of Shah Alam period 1120/1709. Then it came to the possession of some Faidullah. A part of Quran No.32 on Cat. No. 258 was in India till 1158/1745 under the seals of Mir Mohd. Husain and Mir Abdul Husain Khan but it was in Najaf in 1191/1777 under Ali Ashghar Khan Rosani; Finally it came to Munirul Mulk II in 1206/1791 and thus become the proud possession of Salar Jungs. (Interestingly some copies were transcribed for the rival nobles of Salar Jung of King of Asafjahi dynasty but finally they came to the library of Salar Jung through gift or purchase. (Please refer Cat. 264 & 278). In regard to the prices Mohd. Quli Qutubshah, the founder of Hyderabad surpassed the extravaganza by paying one hundred Huns for a Panjsurah of 9th/15th Century. It was with Qutubshahi library till 1084/1675 when Fadil Khan became the owner of this copy. After passing through Khwaja Mohd. Ya'qub Khan, Abdul Husain Khan and Khwaja Abu Zia Khan, this codex no.40 with Cat. No. 280 comes to our library.

Abul Qasim Jarullah Mahmud's well known commentry on the glorious Quran Al Kashshaf was transcribed by Aminur Rahman Gujarati in 1029/1619 and shortly comes in the hands of Mohd. Amir Mustafa Khan who was the Prime Minister of Mohd. 'Adil Shah of Bijapur in the mid 17th Century and after his death it was purchased for royal library of Bijapur by Mohd. Adilshah in 1059/1649. Then it was acquired by the Mughal nobles (Adam, Tabdil) Shahabuddin Khan and Lutfullah; when Asaf Jah I became powerful in Deccan after 1724, the same MS was in the custody of his noble Ghulam Muhiyyuddin; It was with Sultan Mohd. in 1128/1715. There are a number of Arzdidas and seals. Finally it came to the library of Salarjungs in 1155/1742, the owner may be Munirul Mulk I. The price of the codex was one hundred rupees only.

Few MSS of Arabic and Persian languages got place in the library of Salar Jungs from Shah Mirza (Mohd. Hadi Husaini Safawi) who was at Hyderabad with his own library in 111/1199. (His scribes were Mohd. and his father Darwish Ali Al-Mashhadi; we don't know who was that noble. I think he is from Mughals. If any scholar will throw light on them please let him inform and oblige; one of the MSS which came from his library is Arabic "Anwarul Tanzil").

A valuable copy of Lamaat ut Tanqih by celebrated theologian Abdul Haqq Dehlawi which was transcribed on big size on Qasim Begi paper for Amir Abdul Razzaq Khan, who was the governor of Thatha under emperor

Marfat.com

Munirul Mulk II hence a number of MSS transcribed by him for his patron are available with us as well as a number of other heirlooms.) (Secondly due to less number of sons or early death of some of them is one of the causes that all the collection of different families came to Salar Jung III who was the only and last son of this great family.) Furthermore Salar Jung III acquired all the MSS collection from Mahboob Yar Jung Nazimuddaulah after his death and from Dr. Mir Yusuf Ali, the staff surgeon to his father Salar Jung II. There is a noble Ghazanfar in the court of emperor Alamgir, a number of his Mss are present in our collection and might have come through either Dargah Quli Khan or Hyder Yar Khan Munirul Mulk I who visited Delhi with Asafjah I during the period of emperor Mohd. Shah.

Some of the endorsements show the price of Manuscripts in 17th C and 18th Century for instance the Al-Quran on No. 154 and Cat. No.4, there is an autograph of Jan Sipar Khan who informs us that he purchased this MS from Mohd. Baqir in 1156/1743 for one hundred rupees and endowed it to the son of his first wife. This Jan Sipar Khan was the son of Rustam Dil Khan who was appointed the Qiladar of fort Golconda by Mughal emperor after the defeat of Golconda Kingdom. A seal also informs that in 1155 A.H. it was with Mir Husain Ali, another seal says that it was with some Mir Ali Akbar S/O Fadalullah. Another autograph of some Junaidi indicates that this valuable 8th/14th Century copy was gifted to one Shaikh Ahmad at Pune in 1210 A.H. by an Arab through Qadir Dad Khan; similarly the parts of Al-Quran containing four chapters of the Holy Quran show that it was transcribed by some Yusuf Ali in 1069/1659 at Golconda for some Agha Qubad Baig and the cost of writing for two Juz was two and quarter Huns. Finally in 1263/1846, the uncle of Salar Jung I, Sirajul Mulk, purchased this MS from Syed Abbas Husaini. It is also found that English men used to pay less prices for these codices, for example a codex of Al-Quran containing 565 folios and datable to 10th/16th Century was purchased by one T.Key Liverpoll from Dr. Adam Clark in 1836 for rupees thirty only. Al-Quran No. 199 on Cat. No.57 is transcribed by Haji Abdus Samad in 1097/1686 was submitted to Mohd.Azamshah in 1113/1702 by the pay Master of Ahmadabad as a gift and it was handed over to Mohd.Muqim (may be the librarian). It was with Mohd. Amin also who may be a noble of that period and the price of the copy was Rs.180/- only. Similarly an Arzdeeda on Al-Quran no.134, Cat.No.89 points out that a 17th Century copy was purchased by Qabil Khan, a noble of emperor Alamgir for Rs.200/- from Mirza Mohd. Saudagar through Muhsin Khan and then presented to Muhib

Marfat.com

this Al Quran was in the custody of Nawab of Arcot Mohd. Ali Walajah as we found two of his seals in the beginning and ending of this codex.

The third important Ms is again a copy of Al-Quran available on No.Masahif. 205 and Catalogue No.39. It is a fine copy of 10th/11th Century in small size. There are five arzdeedas and seven seals. It was in the Library of Mughal emperor Mohd. Shah in the early 12th/18th Century. An Arzdeeda of Mahfuz Khan shows that it was in his custody in 15th Julus (of whom we don't know, neither it is metioned there but probably of Mohd. Shah Badshah only); A seal of Kifayatullah Khan points out that for sometime it was in the custody of Khawaja Doulat Tahvildar. Another Arzdeeda shows that it was seen by Muhiyyuddin Ali Khan in the 16th Julus but it seems again it came back to Mahfuz Khan whose son Mohd. Warid wrote an Arzdeeda in the same year that he is the real custodian of this with the same chera and Hadiya. I think that all the above persons belonged to the royal library of Emperor Mohd. Shah. An Arzdeeda and a seal proved that in 1135/1722 it was in the possession of Shamsuddaulah Mutahawwarjung Bahadur. Again an Arzdeeda indicates that it was gifted to some Azam by Mohd. Shah in 1153/1740; The seal of this Azam is readable as 'Subhana Ma Azama Shanohu dated 1157/1749; An illegible seal of some Khan points out that this copy was with him in 1164/1750; Another unknown person wrote Arzdeeda in 1165/1751; Finally, it comes to Saheb Begum before 1808 AD, the second daughter of Prime Minister to Asafjah III, Mir Alam and second wife of Ali Zaman Khan Hyder Yar Khan Munirul Mulk II who was the close relative of Salar Jungs. Thus the history of MS from Mohd. Shah Period to Salar Jung Museum library is confirmed by these seals and autographs.

The next codex is a fragement of Al-Quran with translation in Persian on Masahif No.109 and Cat.No.354. It is translated by the popular Qutbshahi Physician and writer Abdullah bin Ali Al-Akkashi at Tabib in 1116/1704. The scribe was attached to emperor Alamgir after the defeat of Golconda fort in 1686 A.D. The miniature painting of the said Tabib is available in Persian Muraqqa 35 with his work on Unani medicine etc. Finally this codex came to Mir Alam (Abul Qasim Musawi) in 1195/1781. A seal and autograph of Mir Alam adorned this valuable copy. Finally it comes to Salar Jung through Sahab Begum, wife of Hyder Yar Khan Munirul Mulk II. A number of MSS are available in our library which belonged to Mir Alam who was a good scribe and poet of his period. (In this connection it is also to be noted that Mohd. Ibrahim Shirzi was the Court Calligrapher of

Marfat.com

to the learned sufi Khwaja Mohd. Yaqub, the grandson of Khwaja Hasan Juibari. It is interesting to note here that the grandson of an emperor was in touch with grandson of a sufi, this may be a revival of old relationship or a request from the above saint for the same. We don't know what happened to this valuable copy after it; finally it came to one Abdul Majid Khan who presented it to the library of some noble men in 1152/1739. To the best of my knowledge, this noble may be either Dargah Quli Khan, Kotwal of Aurangabad and, trusted friend of Asaf Jah I or Sherjung Hyder Yar Khan, incharge of the forts and an important noble to Asafjah I; (One of them might have received this priceless copy as both of them related to SalarJung I either maternally or parternally) thus Al-Quran got a safe place in the library of SalarJung III and now displayed in the Salar Jung Museum for the benefit of the public. (Originally it was a simple MS which was illustrated and bound by Emperor Jahangir. Two photographs from the same are here for the perusal of the scholars.)

Our next codex is again a copy of Al-Quran present with us on No. Masahif 192 and Catalogue No. 77. It is written in Naskh Script some time in 11th/17th Century. It is important to note that originally the ancestors of Salar Jung III were sufis and theologians.(The first ancestor of Salar Jung who landed in India from Madina was Shaikh Uwais III. This and other Manuscripts of our library shows that he had a good collection of Manuscripts dated from 1067/1156. He was received whole-heartedly by the King of Bijapur, Sultan Ali Adilshah II as a theologian and his son Shaikh Mohd. Ali was given a high place in the Adilshahi court of Bijapur.) It further indicates that foundation of Salar Jung Library was laid as back as 1656 A.D. much before the Museum's Antique collection, (Shaikh Mohd. Ali who is s/o Uwais Qarni III is the first noble from this family who got made a seal which is having the date mentioned above and this seal can be seen on this particular copy.) He endowed this Al-Quran to his son Mohd. Baqir who again endowed it to all the Muslim men and women in 1127/1715. The attractive thing is that he appointed himself as the sole trustee of the Manuscript and in case of death it will go to his nephew Mohd. Rida. (This copy contains a number of additional notes regarding the prayers etc.) Every page had the word waqf written on the top. Thus it is a precious heirloom of Salar Jungs. In the same manner there is another big size Quran Sharif on No. Masahif 101 and Cat. No. 52. It is also an endowed copy and has six seals of Mohd. Baqir, grand son of Shaikh Uwais. (It was endowed by the grand daughter Fatima, daughter of Mohd. Ali Chanda) for some time

Marfat.com

A STUDY OF THE MANUSCRIPTS - COLOPHONS, ARZDEEDAS AND SEALS

By ***Dr.Rahmat Ali Khan***
Keeper (MSS)
Salar Jung Museum
Hyderabad. 500002

The world of Manuscripts is deep rooted and wide and although it is a painstaking job to examine the Manuscripts deeply yet it is a worthy and interesting one. At the outset I shall congratulate the Director, Khuda Bakhsh library and his staff for undertaking such a nice and intersting subject for this years' Seminar as Manuscripts are the source material for our bright history and integrated Culture.

Fortunately, only Salar Jung Museum Library at Hyderabad preserved more than 150 Arabic, Persian and Urdu Manuscripts with important seals, colophons and dated autographs. Besides, there are five other centres of MSS collection to be checked for this specific purpose. In this article I will try to discuss only MSS to highlight the travelling of codices from one hand to another, from one state to another state and from Native land to abroad.

From the point of view of Colophons, autographs and seals, the most valuable codex of our library is that glorious Quran which is available on Masahif No.238 and Catalogue No.2 (Arabic MSS). It is transcribed by the Celebrated Scribe Yaqut ul Mustasami in 687/1288 but somehow it comes to the royal library of Mughal Emperor, Jahangir in 1203/1614 after passing through the hands of learned scholar whose teacher was some Shaikh Abdul Muti Misri; just after six years the mentioned emperor presented this prestigious volumes to another learned Saint Hasan Khwaja Juiari in 1029/1630. From him Imam Quli Khan of Balkh took this codex and gave it to his younger brother Mohd. Khan, the ruler of Balkh. When the Mughal forces defeated him in 1056/1646 all the library of said Khan came to Mughal court under emperor ShaJahan including this Al-Quran. It remains in the Mughal library till the period of Emperor Alamgir who in turn gifted it

Marfat.com

(د) / هر جا که شمار تمام شود معنی (آن) / آیت که شمار سطر با آنجا (منتهی شده باشد ملاحظه / یعنی آیت نموده حکم
آن را بجا (منزل) وحی منزل بداند - شب پنجشنبه / یازدهم ذی قعده سنه ۱۰۳۲ از (هجرت) / حرره عبدالرحیم ابن محمد بیرم /
عفی عنهما / در قصبه گهرگون من مضافات بیجا (پور)".

On the basis of these evidences mentioned above, it appears decidedly that this beautiful copy of the Holy Quran was steadity transcribed by the skillful scribe for the personal reading (تلاوت) of Abdur Rahim Khan Khanan. He was undoubtedly a versatile scholar having extra ordinary command on several languages of India and abroad including Arabic, the language of the Holy Quran.

Marfat.com

Another short note appears in the lower space, as follows:

"۲۶ شعبان سنه تحویل محمد مظفر شد"

But an important piece of note occurs in the middle of the page, signed by one Mohammad Saleh is dated the 21st Jum. -I of the 4th year of Julus.

In my opinion this Mohammad Saleh may be the skillful scribe and poet who flourished during the reign of Shah Jahan. His father was Mir Abdullah Mushkeen-Raqam, an outstanding scribe of the same period. (See, Aml-i-Saleh vol. III, P- 444)

The text of this note narrates upto some extent the essential history of this particular deluxe copy in the following manner:

مصحف مجید بخط نسخ، ترجمهٔ عربی بین السطور بخط خفی نوشته، چهار لوح و جدول طلا رنگ آمیز،
اکثر اوراق آب رسیده ... (؟) بر حواشی اوراق خط خان خانان عبدالرحیم ... (؟) جلد اطلس زردوزی
... (؟) ... محمد جعفر مخاطب بالله وردی خان، بتاریخ ۲۱ شهر جمادی الاولی سنه ۴ جلوس ... (؟)
... تحویل محمد منصور شد ۵

العبد محمد صالح

The different notes by the pen of Abdur Rahim Khan, Khan Khanan, the renowned official of Akbar & Jahangir's reign (d.1036/1626-1627), appear on several folios. I prefer to copy here, the text of an interesting note found on the folio 401/b of this copy and signed by Khan Khanan himself with the date, the place etc. as follows:

"باسمه سبحانه/
طریق فال جلالی، اینست که اول یک نوبت فاتحة الکتاب/ بخواند و سه مرتبه قل هو الله احد و آیة
الکرسی/ تا خالدون سه آیت بعد ازان ده کرّه درود/ فرستد، بعد ازان مصحف مجید را در دست/ گرفته
و این آیت که و عنده مفاتح الغیب/ لایعلمها الا هو و یعلم ما فی البر و البحر و ما تسقط/ من
ورقة الا یعلمها و لا حبة فی ظلمات الارض/ و لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین را/ خوانده
مصحف را بگشاید و کلمهٔ جلیلهٔ الله را که/ در صفحتین باشند بشمارد/ هر چه بشمار آید (سه عدد) اسم مبارک، الله را
(بر آن بیفزاید)/ هر قدر که جمع شود (ازاد)/ بشمارد و بعد ازا (تمام) شمار هر جا که برسد (از) صفحهٔ یمنی سطور بشمار

(III) Some ambiguous or mysterious phrases which may inform about the mentality of the book lovers.

The Asiatic Society, Calcutta, is a reputed centre of learning from its very beginning and it possesses near about ten thousand manuscript copies in Arabic & Persian. It is quite difficult for a layman like me to bring out selected pearls from the bottom of an ocean like that of the Asiatic Society. However, a few examples of Colophons, Arzdeedas, etc. found in some copies of the Asiatic Society are furnished below.

Examples:

A Deluxe Copy of the Holy Quran
(Ms. Ar. 5)

The copy is in bold and distinct Indian Naskh, fully bearing diacritical marks within double judwals. Throughout the copy inter-linear notes and glosses in Arabic are written by the same hand in a very small but distinct Naskh character skillfully.

The flyleaf on the back page bears two seals of Mughal emperors Shahjahan and Alamgir.

The content of the first Seal (date obscure) is:

"هست محمد شفیع بندهٔ شاه جهان"

The content of the 2nd Seal could not be ascertained except that year 1069 and the name of the emperor i.e. Alamgir. This Seal is very similar to the Seal of Alamgir fixed on the back page of Diwan-i-Hafiz in Khuda Bakhsh Library, Patna.

Above the second Seal the following words are noted.

"بتاریخ غرهٔ رجب المرجب سنة ۵
جلوس میمون هدیهٔ
... روپیه مقرر شد"

Marfat.com

second part namely Deeda, signifies the consultation and study in the same copy and perhaps the physical verification of it from time to time.

Very often we find with the term 'Arzdeeda', or without, another term تحویل شد with the name of a certain person. It clearly shows a particular system of requisition and thereafter receiving the book by the incharge.

It may also be noted here that the system of such recording seems to be followed even outside India. Here again I want to draw your attention towards the same rare copy of Diwan-i Hafiz. The back page of it contains two short notes or Arzdeedas linked with the reign of Sultan Hussain Mirza Ba-yaqra, they are as follows,

(۱) "۱۷ محرم سنة ۱۴ عرض دیده تحویل بسهیل شد"

(۲) "سلطان حسین میرزا بای قرا ۶ شعبان سنة ۱۸ تحویل سهیل شد"

The first note is dated 17th, Muharram, 14th Julus and that the copy was returned to the custody of Suhail.

The 2nd of them contains the name of Sultan Hussain Mirza Ba-yaqra with date 6th Shaban, 18th year of Julus and that the copy was returned to Suhail.

The 14th year of Julus of Sultan Ba-yaqra is corresponding to A.H. 886 and the 18th year of his Julus means the year A.H. 890. Further it may be inferred from the first note, that the particular copy of Diwan-i-Hafiz (now published by the Khuda Bakhsh Library, Patna.) had been transcribed at any time before the year A.H. 886, and not after it.

Conclusion:

Now, in connection with other relevant notes found in manuscript copies, I would like to point out that such notes may be classified as follows:-

(I) A teaching certificate, termed as اجازه .or السماع

(II) A note stating the purchase of the book, or the transcription of the same copy for a certain person.

Marfat.com

II. Syed Murtaza Zabidi, a native of Bilgram (dist. Hardoi) who died in Egypt, writes the Colophon at the end of his Taj-Al-Arus in the following manner:

"... وكان مدة املائى فى هذا الكتاب، من الاعوام اربع عشرة سنة وايام، مع شواغل الدهر، وتفاقم الكروب بلا انفصام، وكان آخر ذلك فى نهار الخميس بين الصلاتين ثانى شهر رجب من شهور سنة ١٨٨ ا بمنزلى فى عطفة الغسال، بخط سويقة المظفر، بمصر.. وكتبه العبد العاجز المقصر محمد مرتضى الحسينى الواسطى الزبيدى نزيل مصر عفا الله عنه وسامحه بمنه وكرمه" [تاج العروس ج ١٠، ص ٤٦٥ طبعة الخيرية ١٣٠٦ه]

"The duration of my writing of this work covers 14 years, in addition to other engagements. The last moment of this duration occured, between the two day time prayers, on Thursday, the 2nd of Rajab, in the year A.H. 1188, at my home, in Atfatul Ghassal situated in the area of Suwaiqatul-Muzaffar, Egypt ....".

Seals:

The Seal or خاتم in Arabic or مہر in Persian, denotes the link of the Manuscript, with the person mentioned in the Seal. Sometimes a Seal of the custodian of the collection also appears on the title page or the backpage of the copy. Copies bearing seals, supply a lot of information regarding the literary taste of the owners and even borrowers. But a Royal Seal was not necessary to be affixed on each and every copy belonging to the king. It is evident from the rare copy of Diwan-i-Hafiz, preserved in the Khuda Bakhsh Library,Patna, which contains an autograph of Sultan Hussain Mirza, Ba-yaqra (the ruler of Herat since A.H. 873 to A.H. 910), but it does not posses any of his seals.

Arzdeeda:

As far as the term 'Arzdeeda' is concerned. It may be said that the first part of it i.e. عرض means persuing a book. This being combined with the

Marfat.com

Colophon:

The word "Colophon" denotes, the above mentioned points of information, furnished partly or wholly, by the author himself or by scribe, at the end of the manuscript. In Arabic & Persian it is called تتام or خاتمہ and sometimes termed as ترقیمہ

Though the existence of a Colophon is not necessary, but it becomes quite helpful in evaluating the manuscript for various reasons.

It would not be out of place to give only two examples of the Colophon-writing by the Arabic authors who belonged to India.

I. Mulla Ahmad Jiwan, one of the well known writers in Arabic furnishes the beautiful story regarding his work Al-Tafsirat-al-Ahmadiah, in the Colophon written by him:-

يقول الفقير الى الله الغنى، أحمد المدعو بملاجيون بن أبى سعيد بن عبد الله بن
عبد الرزاق بن خاصة خدا الحنفى المكى الصالحى: قد شرعت فى تسويد الآيات
الشرعية فى البلدة الطيبة اميتهى، حين قرأت الحسامى سنة الف واربعة وستين
وسنى يومئذ ستة عشرة سنة، وفرغت عنه سنة الف وتسعة وستين فى البلدة
المباركة المذكورة حين قرأت شرح مطالع الانوار، وسنى يومئذ احدى وعشرون سنة.
ثم بعد ازمنة قد صححته بالنظر الثانى حين الدرس فى بلدة اميتهى، سنة الف
وخمس وسبعين، وسنى يومئذ، سبع وعشرون سنة. الحمد لله على نواله والصلوة
والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين،
(التفسيرات الاحمدية (ط. المطبع الكريمى، بمبئى، محلة بهاى كهلة سنة
١٣٢٧هـ) - ص ٧٤٢)

"Says the begger of Allah, Al-Ghani, Ahmad called Mulla Jiwan son of Abu Said b. Abdullah b. Abdur Razzaque b. Khasa-i Khuda, Al-Hanafi, Al-Makki, — I started the drafting of this work in the sweet city Amethi, when I had been reading Al-Husani, at the age of sixteen in the year A.H. 1064, and became free from the work in the year A.H. 1069, in the same blessed city, then I had been studying Sharh Matali-Al-Anwar, at the age of 21, then after sometime I revised and corrected it during my tenure of teaching in the city Amethi, in the year A.H. 1075 at the age of 27,....."

However a Colophon containing such details is very rare.

Marfat.com

A Discourse on Colophons, Seals, Arzdeedas and other relative notes found in Perso-Arabic Codices

By ***Prof.Abu Mahfooz al-Karim Masumi***
Former Professor of Arabic
Madrasa Alia, Calcutta

We are not assembled here, to tell the story of a printed book, though it is lovely too and too lovely. But it is the story of a handwritten book, which is the main point of discussion.

A handwritten book, whether it is an autograph, or its copy made by any transcriber, direct or indirect, is called a "manuscript" in English, a "Makhtuta" or "Nuskhah-i-Khattiah" in Arabic and "Nuskhah-i Dasti-Nawis" or "Nuskhah-i-Qalami" in Persian and Urdu.

It is quite natural that a reader should be informed by any means, at least, about the following matters.

(I)The title of the book;

(II)The subject dealt with;

(III)The year, when the copy was written either by the author or by the scribe;

(IV)The place, where the original autograph or a copy was written; and

(V)The name of the scribe, in case it is not autograph.

It is not necessary to be found the above mentioned particulars in each and every manuscript. However, some of the authors furnish the information, partly or fully, in the preface, if any, or at the end of the work, just after the proper text. Similarly the scribes do not give informatior necessarily, regardidng thier performance.

Marfat.com

۱۰۸۱ از آن

صد بهار تازه رو در آتش شمع مرا   میکشد از چشمه سار خضر آب از ادا

از آن خط حیرت آفرین تا بعد را کردی   مرا چون دیده قربانیان همه عاکردی
بجز غنچه آشفته جوان امیدوار آن بهار را   و گرنه با تو مستقیم جهان گفتی جهان گردی

تمت الکتاب بعون الله تعالی

فی تاریخ یوم ثلاثاء ۱۸ شهر
شوال سنه ۱۰۸۳ اسحاق زرکر

م م م ۲.۱
م م
م

Marfat.com

عشق رخ یار بر من زار مگیر
صوفی چو تو رسم رهروان [illegible]
بر خسته دلان [illegible]
بر مردم [illegible] شکسته [illegible]

چون چاه زنخ کشد آن مشکین خال
در سینه دلش زنازکی توان دید
ماهی که نظیر خود ندارد بجمال
مانند به سنگ خاره در آب زلال

ماهم که رخش [illegible] خور بگرفت
دلها همه در چاه زنخدان انداخت
[illegible] خطا و دامن کوثر بگرفت
واگه سر چاه را بعنبر بگرفت

در سنبلش آویختم از روی نیاز
گفتا که [illegible]
میگفتمش از وصل خودم کاری ساز
در عشق [illegible]

[illegible]

Marfat.com

... ز شهر شکار ... / ... از دشمن ...
... ز لاله زار ... / گر ... چون ... خندان ...

هر کس که از خورشید آن گه نور دارد / بود از رشک دایم کار چشمش گریه گردانه
ز غفلت می‌کند زان گریه ایام محرم را / که در روز شب‌ها موسم این امر

از آن که نیست قسمت ار روزی خدایی / دایم کر نه خیمت خدمت کاسه گدایی
نفس خسیس دایم کار خسیس خود / پیوسته زن ز آتش آز اژدهایی
جان ... پرستان ز فلک ... / گردد ... دیگر شده هوایی

محو خواب غافلان از عالم اسباب بیداری / کم بیند کم شود در دیده‌ها خواب و بیداری
زند یک شب از دل صد مرده دل بیدار و د / که عالم را دهد خورشید لمعات سحر

از درد و داغ عشق خود شود زهر دلی / بی روی آتشین نشود گرم محفلی
خورشید هر که گردد نه تمام را / با ناقصان نه آز را ... کاملی
در خشت ... تمام ... / در شوق از عالم اگر هست حاصلی

ز مهر ... دیده ... ناقصه گرم ... / روز خط تو خورشید ... تو ...
ز روز زلف و دل اشعب لعل ... [illegible]
که در روز ... کار خطا ... [illegible]

Marfat.com

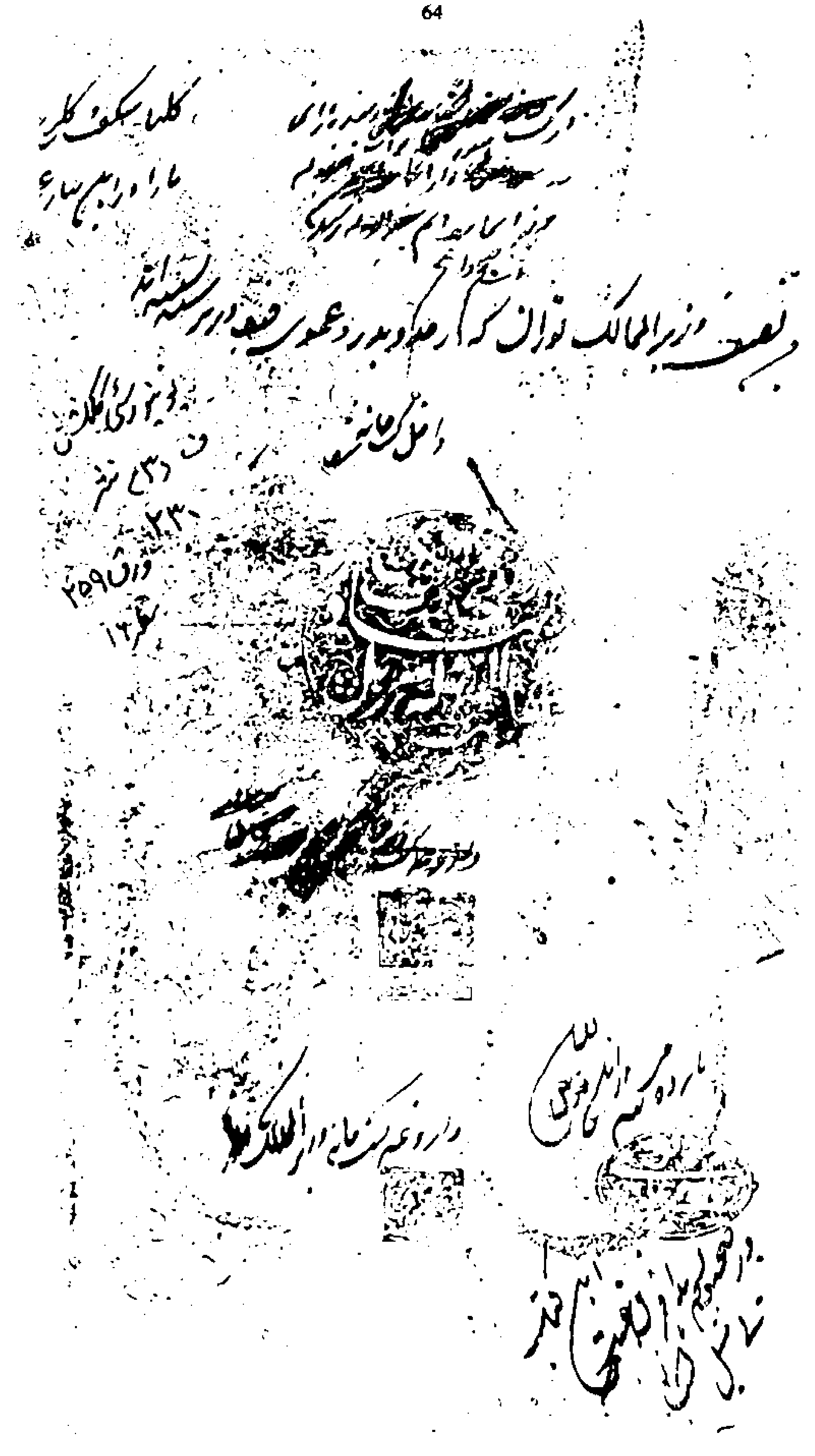

Marfat.com

ند بجای خود مرا ساکن شدن در هند از | مردم دیده نباشد ساکن الا جای تار

ین زمانم یک مرا دست از تو می کام | گر نشد آن حاصل از تو جان کند از تن فرار

وش خواهم که کردم منزوی از کل کون | ور نکهی آرم بخاک کوی وحدت افتخار

بر از این گر باشدم مقصود اصل در جهان | چشم دل از گرد [illegible] باد ابر غبار

بود سایر سما و از سیر او باید زمان | باد هر یک بر درت آرنده اخبار

کون ممکن تا بود امکان کون | ذات تو باد العالم کون و ممکن پا مدار

قصر قدرت باد در رفعت بجدی کاندرو
پرده باشد سما کیوان هندو پرده دار

تمام شد [illegible] الانشا
ز تصنیف محمود
گیلانی

ق [illegible] ۲۳۰

Marfat.com

بروی زمانی کم بود نشانه — که بود دران ازین افسانه

بهر نسخه که این سواد نگرفت — سعی کردم اوقات فرخنده صرف

جگر گردون خانه نقش بند — تماشای این همایون بربند

آنکه این نقش روح نهاد — [illegible] رسید آخرش خیرباد

تمام رسید و تحسین نوشته نامه بحامد ایزد [illegible] منظومات

مولانا عبدالله هاتفی [illegible] تاریخ شهر

رجب المرجب سنه ۹۹۲ کتبه العبد المذنب

محمد الکاتب [illegible] عن ولایت

با خزر عفو ذنوبه [illegible]

[illegible] صورت

Marfat.com

غفر الله لناظره ولكاتبه ولقارئه ولمستمعه
آمين آمين يا رب العالمين
شهر ذي الحجة الحرام
سنة تسع وثمانين
وثمانمائة

Marfat.com

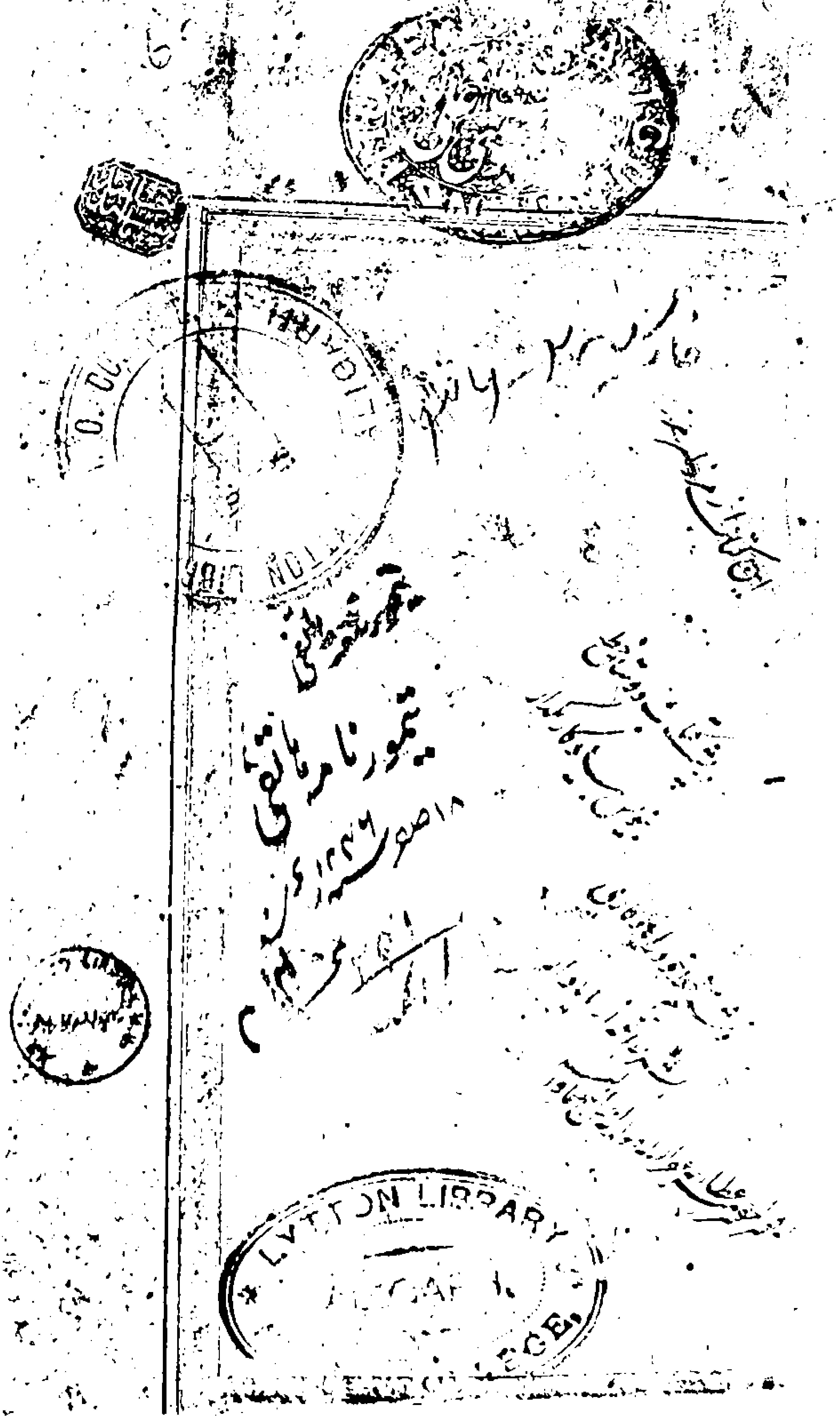

Marfat.com

آفتاب سپهر همه تیغ ازلی و مشعل زرپاش ما ‹ دست بریسید زنندش که بپرواتر
بالموالید بامداد عنایات مدبر الافلاک والانجم عضد الدنیا والدین صفوة
الاسلام والمسلمین شاه ملک بیکم خلد الله تعالی ظلال رحمتها وضاعف مواد
مکرمتها قرین و اسباب دولت و کامرانی لحظه فلحظه در نظر خدام و ملازمان
این مجلس عالی که ملاذ و ملجا سلاطین و اکابر و اشراف و اهالیست مجتمع
و معین فرمائی بمنه الجود و المنه — بیت

ای رشیده ممدوح زبان همه ما ‹ مرحمت روح و دل و جان همه
مجمع عصمتی این بینی آدمی ‹ نادره دوران همه عالمی
نطق و خرد را بتو بخشیده اند ‹ زانکه ترا قابل آن دیده اند
در خور این موهبت و این کرم ‹ شکر همی باید و شکرانه هم

و بواسطه آنکه غرض از ترتیب این همه تصدیع تاکید معاقد دعا
دولت خدام فرقد مقام است عنان سخن بصوب دعا گوئی معطوف
ساختن اوجب و اولی می نماید اگرچه قوت ناطقه داعی اگرچه در اعلی
مرتبه کمال باشد فی جمیع الفصول والابواب نظم چون بدریای ثنای تو رسد
کشتی وهم فتد در غرقاب ‹ سپهری هم نشود چتر تو ‹ ور لبا زند و صد بار نکتاب
تا که اسباب جهان ساخته است ‹ در جهان ساخته بادت اسباب ‹ خیمه دولت و اقبال ترا
در مسامیر ابد بسته طناب ‹ رای تو در همه اندیشه مصیب ‹ خصم تو در همه احوال مصاب
همه فرخنده بشادی گذران ‹ وز جهان هرچه مرادت بیاب — بیت

چون دعای کنم بدولت تو ‹ بر فلک می کند ملک آمین

فرغ
من تحریره الدهر
جانه لی العبد المستغفر ومقیم فی اوله
تجاوز الله عنه
فی تاریخ سنه ثمان و ثمانمائه
اللهم اغفر لکاتبه
ولمن نظر فیه
ومن دعا

Marfat.com

المجلس الثاني عشر من كتاب درج الدرر ودرج الغرر
في شرح ميلاد سيد البشر والشفيع المشفع في المحشر
المستخرج في كتاب الاخبار والتواريخ والسير والمنتقى
من تواليف المحققين في علوم التفسير والحديث والتصوف
واسماء الرجال وسائر الفنون المعتبرة عند اهل الايقان
والنظر من مؤلفات السيد الاعلم والسند الاعظم
سيد عبد الله بن السيد عبد الرحمن الحسيني
المشتهر بسيد اصيل الدين الواعظ
قدس الله تعالى روحه
واسكنه الجنة بفضله
وقد تمت المجالس
باسرها بحمد الله وحسن توفيقه لسعي
العبد المحتاج الى رحمة الله
المتين معين المسكين
ختم الله عمره
بالخير

Marfat.com

المجلس الحادي عشر من كتاب درج الدرر ودرج الغرر
في شرح ميلاد سيد البشر والشفيع المشفع في المحشر المشتهر
من كتب الاخبار والتواريخ والسير والمنتقى من تواليف
المحققين في علوم التفسير والحديث والتصوف واسما
الرجال وسائر الفنون المعتبرة عند اهل الايقان والنظر
من مؤلفات الفقير الى الله الغني خادم الحديث النبوي
عبد الله عبد الرحمن الحسيني المشتهر بين كل الاواعظ
باصيل الواعظ عصمه الله من المناهي
وعن سيئه من جميع الملاهي وقد تم
في شهر ذي القعدة سنة
تسع وثمانين وثماني
مائة هجرية
نبوية

Marfat.com

٣٠٢

المجلس العاشر من كتاب درج الدرر ودرج الغرر في
ميلاد سيد البشر والشفيع المشفع في المحشر المستخرج من كتب
الاخبار والتواريخ والسير والمنتقى من تواليف المحققين
في علوم التفسير والحديث والتصوف واسماء الرجال
وسائر الفنون المعتبرة عند اهل الايقان والنظر من
مؤلفات الفقير الى الله الغني خادم الحديث النبوي عبد
الله بن عبد الرحمن الحسيني المشتهر بن كال الافظ باصيل
الواعظ وفقه الله لمراضيه وجعل غابر عمره
خيرا من ماضيه ووقع الافتتاح بتبييضه
في شهور سنة سبع وستين
وثمانمائة ونقل هذا
المجلس من خطه الشريف
في شهور سنة
تسعين وثمان
ومائة
ح

Marfat.com

فساق الیها الجن والانس والوحشا ... شموس تبدت ام تجلی محمد
فانخت لنا الانوار من وجهه نقشی ... شفیع جمیع الخلق للحق احمد
اذا بطش الجبار واستبرح البطشا

نظم

رحم زانات حبیب نعت بنام محمد ... صل علی سید الانام محمد
بهره نیابی زذوق مشرب مستان ... تا نچشی جرعه ز جام محمد
چرخ برین با همه مدارج رفعت ... هست کمین پایه از مقام محمد
بیک نسیم شمال ای شده محرم ... در حرم جاه و احترام محمد
بهر خدا چون بعرض رسانی ... از قبل بیدلان سلام محمد
شرح کنی اقتدار و عجز رهی را ... با کرم خاص و لطف عام محمد
بو که در آیم بدین وسیله دولت ... در کنف ظل احتشام محمد
لیس کلامی یفی بنعت کماله ... صل الهی علی النبی و آله

نظم و دعا ای رب لایزال و خداوند لم یزل وی برگزیده احمد مختار زوراز لجه منشر نعمت
غزای این پیغمبر بدل و نصرت ملت زهرای این دین پرور بی زلل که اذیال جاه و جلال
و عرصه دولت و اقبال حضرت حشمت پناه عصمت سپاه خداعلی عالی همت متعالی نهمت
والی مرحمت قیدا ذو حرم سلطنت و جلالت ملقیس ملک عفت ایالت بقیة اعاظم السلاطین
نقیة اکارم الخواتین غوثة الخلایق اجمعین صفوة الدنیا والدین عصمة الاسلام و المسلمین
شاد ملک چکیم خلدت ظلال جلالها و ایدت کمال اقبالها بجاه الطیبین و الطاهرین
از انامل آفات دهر و زمان و اقدام عاهات عصر و اوان فی کل وقت و مکان محروس
و مصون و اوقات و ساعات ملازمان آستان رفعت نشان بجمیع مرادات دینیه و

[illegible]

وقد نقل هذا من خط الشریف ... و قوبل مع اصله فی سنة ... [illegible]

المجلس الثامن من كتاب درج الدرر ودرج الغرر
في شرح ميلاد سيد البشر والشفيع المشفع في المحشر
المستخرج من كتاب الاخبار والتواريخ والسير
والمنتقى من تواليف المحققين في
علوم التفسير والحديث والتصوف
واسماء الرجال وساير
الفنون المعتبرة عند
اهل النظر من
مولفات
الكبير الاجل الاعلم الافضل الامير اصيل الدين الواعظ
قدس الله تعالى روحه ورزقنا فتوحه
وقوبل هذا المجلس مع اصله
بخطه الشريف في شهور
سنة تسع وثمانين
وثمان
مائة

Marfat.com

١١٩٣

المجلس السابع من كتاب سدرج الدرر ودرج الغرر في
شرح ميلاد سيد البشر والشفيع المشفع في المحشر
المستخرج من كتاب الاخبار والتواريخ والسير و
المنتقى من تأليف المحققين في علوم التفسير و
الحديث والتصوف واسماء الرجال وسائر الفنون
المعتبرة عند اهل المعاني والنظم من مؤلفات الفقير
الى الله الغني خادم الحديث النبوي عبد الله عط
عبد الرحمن الحسيني المشتهر بين كل الافاظ باصيل العوا
وفقه الله لمراضيه وجعل غابر عمره خيرا من ماضيه
ووقع الافتتاح بتبييضه في يوم الاربعاء الثالث
والعشرين من شهر ربيع الاول المنتظم في شهور
سنة سبع وستين وثمانمائة الهجرة
في قبة السلام من أراه افيضت
على قطانها سجال المبرات
والخيرات ولله
الحمد

نقل من خطه الشريف البسه الله حلل الغفران بفضله ومنه

Marfat.com

١٥٨

المجلس السادس من كتاب درج الدرر ودرج الغرر
في شرح ميلاد سيد البشر والشفيع المشفع في
المحشر المستخرج من كتاب الاخبار والتواريخ والسير
والمنتقى من تواليف المحققين في علوم التفسير
والحديث والتصوف واسماء الرجال وساير الفنون
المعتبرة عند اهل الايقان والنظم من مولفات الفقير
الى الله الغني خادم الحديث النبوي عبد الله بن عبد
الرحمن الحسيني المشهور بين كل الافاضل باصيل الواعظ
وفقه الله لمراضيه وجعل عاقبة عمره خيرا من ماضيه
ووقع الافتتاح بتبييضه ليلة الاربعاء الثاني
من شهر ربيع الاول المنتظم في شهور
سنة سبع وستين وثمانمائة
ولله الحمد اولا واخرا
باطنا وظاهرا
وقد نقلت هذه السطرات من خطه الشريف و
قابلت هذا المجلس مع اصله المنيف الذي بخط
يد المصنف تغمده الله بغفرانه واسكنه فراديس
جنانه

Marfat.com

آن سیر و سلوک و رفتار جبرئیل و ذکر سبحان الذی اسری بعبده لیلا چرا چنین جا هم
چو ما تمام نشسته مرقد انفس و مضجع اقدس سید عالم و سید بنی آدم را تحفه درود و ثنا گویا
گردان و بگو صلی الله علیه نعت ماه فرو ماند از جمال محمد * سرو نروید با اعتدال محمد
قدر فلک را کمالی و منزلتی نیست * با شرف و قدر بی‌مثال محمد * وعده دیدار هر کسی بقیامت
لیله اسری شب وصال محمد * آدم و نوح و خلیل و موسی و عیسی * آمده مجموع در ظلال محمد *
آن همه پیرایه کرده جنت فردوس * بو که قبولش کند بلال محمد * همچو زمین خواهد آسمان که بیفتد
تا که دهد بوسه بر نعال محمد * شاید اگر آفتاب و ماه نتابد * پیش دو ابروی چون هلال محمد
چشم مرا تا بخواب دید جمالش * خواب نمی‌گیرد از خیال محمد * سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی
عشق محمد بس است و آل محمد اللهم لا تحرمنا شفاعة هذا النبی الامی و صل و سلم علیه و علی
سایر الانبیاء والمرسلین واجب دعاءنا والحمد لله رب العالمین الهیا پادشاها پروردگارا
بحرمت شب وصال و قربت سید انبیا و بعزت روز نقل و بحرمت سند اصفیا سلطان
بارگاه اصطفا محمد مصطفی علیه شرایف الصلوات الزاکیات و لطایف التسلیمات
انسامیات که ساعات ایام حشمت و لیالی بهجت حضرت عفت پناه عصمت دستگاه بلقیس
نضارت ستاره طهارت مریم سیرت آسیه قیمت مهد علیا و ستر عظمی منشاء انواع الخیرات
مطرح اصناف المبرات نظم ای زینت سایه لطف آله * در پناه اعتقادت ملک شاه
از سیاست آسمان بند و تیغ * گر چه در اندیشه سازی بارگاه * ناوک عصمت بدوزد چشم روز
برگیرد در سایه مقرت نگاه عفیفة الدنیا والدین عونة الاسلام والمسلمین شاه ملک بیگم
خلد الله تعالی ظلال مرحمتها بدقایق خلود و دوام و ثوانی ثبات و احتشام مقرون و از حضرت
اختلال محفوظ و از مضرت ابتذال مصون دار نظم تا جهان را منور از شب و روز و روزی باشد

تا شب در روز صباح و مسائی دارد
تا دور فلک شب و روز تو که ایام و دوام
بقای تو چه زخنده بقای دارد
صلاح دین اد دعاء ... ادام
لا شک اجر شان
... تحفه ... اهل ادا ... ان ...

١٢٥

المجلس الخامس من كتاب درج الدرر ودرج الغرر في ميلاد
سيد البشر والشفيع المشفع في المحشر المستخرج من كتب
الأخبار والتواريخ والسير والمنتقى من تواليف المحققين
في علوم التفسير والحديث والتصوف واسماء الرجال
وسائر الفنون المعتبرة عند اهل الايقان والنظر وقد صنفه
والفه الامام الهمام الافضل الاكمل والقمقام الضرغام
الاعلم الامثل الشافعي الثاني بحر الحقائق والمعاني
مفتي الفريقين مجتهد المذهبين السيد اللوذعي
السند الالمعي اصيل الحق والشريعة والتقوى
والدين عبد الله الحسيني الشافعي المذهب
الحنفي المشرب الشيرازي اسكنه
الله تعالى أعلى فراديس
جنانه بالنبي
واله

Marfat.com

٦٦

المجلس الثالث من كتاب درج الدرر ودرج الغرر في
شرح ميلاد سيد البشر والشفيع المشفع في المحشر
المستخرج من كتب الاخبار والتواريخ والسير والمنتقى
من تواليف المحققين في علوم التفسير والحديث
والتصوف واسماء الرجال وساير الفنون
المعتبرة عند اهل الايقان والنظر
من مؤلفات الفقير الى الله الغني
خادم الحديث النبوي
عبد الله بن عبد
الرحمن الحسيني
المشتهر بين كل الاقطار باصيل الواعظ اصلح الله احواله وحقق
اماله وقد وقع الافتتاح بتبييضه في صبح يوم
الخميس السادس والعشرين من شهر ربيع الاول
سنة ثلاث وستين وثمانمائة في قبة
دار السلام هراة حميت عن الآفات
انه مجيب الدعوات و
كافي المهمات وقاضي
الحاجات

م

Marfat.com

ادہم را حلیہ و زیور آمدہ الم یجدک یتیما فآوی خوش بصدق دل بگو ہے

صلی اللہ علیہ نظم صلوا علی من بار لنبوۃ تو جا

صلوا علی منبع ہدا و تجلی ۔ صلوا علیہ ما اضا و ابہجا ۔ وازاج نور ظہورہ ظلم الدجی

نور یعود الطرف منہ کلیلا ۔ صلوا علیہ بکرۃ و اصیلا ۔ باغ بہشت وصف جمال محمد است

ختم رسل صفات کمال محمد است ۔ نون والقلم ہدیہ از لوح خلق ۔ طہ اشارتی بجمال محمد است

رتبی کہ ہفت چرخ فلک تخت قدر اوست ۔ یک پایہ زجاہ و جلال محمد است ۔ آغاز عید شادی و انجام شام غم

موقوف ابروی چو ہلال محمد است ۔ زان شد فلک نہ تختہ خاک این چنین بلند کین حرف خم گرفتہ چو دال محمد

است این نعم نوالہ از خوان او بلی ۔ جملہ نوالہا ز نوال محمد است

آزاد شد دل حسن از بند رنجہا ۔ کو بندہ محمد و آل محمد است

تو بل ہذا المجلس الثانی والمعرس الثانی بنسخہ کتبتہا ید المؤلف

نعمہ اللہ بغفرانہ واسکنہ اعلی درجات فردوس

جنانہ بحمد اللہ ومنہ فی اوایل صفر

ختم بالخیر والظفر المنخرط فی

شہور سنہ تسع

وتسعین

ماۃ

Marfat.com

المجلس الاول من كتاب سد مدح الله بمدح العز
ميلاد سيد البشر والشفيع المشفع في الحشر المخرج من
كتب الأخبار والتواريخ والسير والمنتقى من تواليف المحققين
في علوم التفسير والحديث والتصوف وأسماء الرجال
وسائر الفنون المعتبرة عند أهل الإتقان والنظر
تأليف الإمام الهمام وتصنيف الحبر القمقام إمام
المحدثين وإسناد المحدثين قدوة المفسرين [illegible] المذكر
ناشر آثار سيد المرسلين باسط أخبار خاتم النبيين [illegible]
السند والحجة المعتمد أصيل الحق والشريعة والتقوى و
الداعي إلى [illegible] عبد الله الحسيني الشافعي المحدث
خلد الله ظلال إرشاده وأفاض على البرايا
سجال إفادته بحرمة محمد صلى الله عليه
وعلى آله وأمجاده استكتبه
العبد الضعيف
المسكين

Marfat.com

تعذبه غيري وانا لا اجد من يغفرلي

ذنوبي فانه لا يغفر الذنوب الا انت

غيرك يا غفور فاغفرلي ذنوبي غيرك

يا رحيم يا ذا الجلال والاكرام

يا ارحم الراحمين وصلى الله على محمد

وآله اجمعين الطيبين الطاهرين

برحمتك يا ارحم الراحمين تمت

Marfat.com

١٣٩٠

Marfat.com

امروز سحرم بخاک میخانه نوشت | ما را ز ترا یک دگر کاری نیست

[illegible]

بر خاک توانگری فقیری در شام | یکروز گذشتم بتحقیق تمام

دیدم دو خاک هیچ معلوم نشد
کین خاک کدام بود و آن خاک کدام

تمت
الکتاب
بعون الملک
الوهاب

کتب خانه مبارک سلطان محمد صفوی ملقب بسلطان محمد خدابنده
دام ملکهم ختم شد در سنه ۹۴۵ قمری نقیه اسمعیل ترکان بحیلیدا

Marfat.com

حق حق حق

طلسمات [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] علی حزین که مصنف [illegible]

[illegible] الملک بدست خود [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ورق [illegible]

[illegible]

Marfat.com

م تحدث وثب هدایت به تطهیر النور والغفلة عن اشواغل و
الی نور
یطهر من ملوک الدین و قد انتهی الکتاب متحلی المقطع بالدعاء
بک من
متحلی المطلع اللهم انا نسألک التقی والعفاف والغنی و نعوذ
علم لاینفع و قلب لایخشع و نفس لاتشبع و دعاء لایسمع و آخر دعوانا
علی
ان الحمد لله رب العالمین والسلام علی عباده الصالحین والصلوة
الراجیة الی رحمة
محمد و رسوله خاتم النبیین و علی اتقیاء امته اجمعین ۞ قد تم بید
عن
المسمی بحاجی العلم مزید المذنب الضعیف المسمی بالجوز الحلا عفی الله
و کرمه
بجمیع ذنوبه محمد رضا عفی الله له ولابائه و اخلافه لفضله
الی
بجاه حبیبه محمد المصطفی صلی الله تعالی علیه و علی آله و اصحابه فی الدارین
الراحمین
یوم الجزاء الیه السعی فاقول تم تمت یا اله العالمین برحمتک یا ارحم

Marfat.com

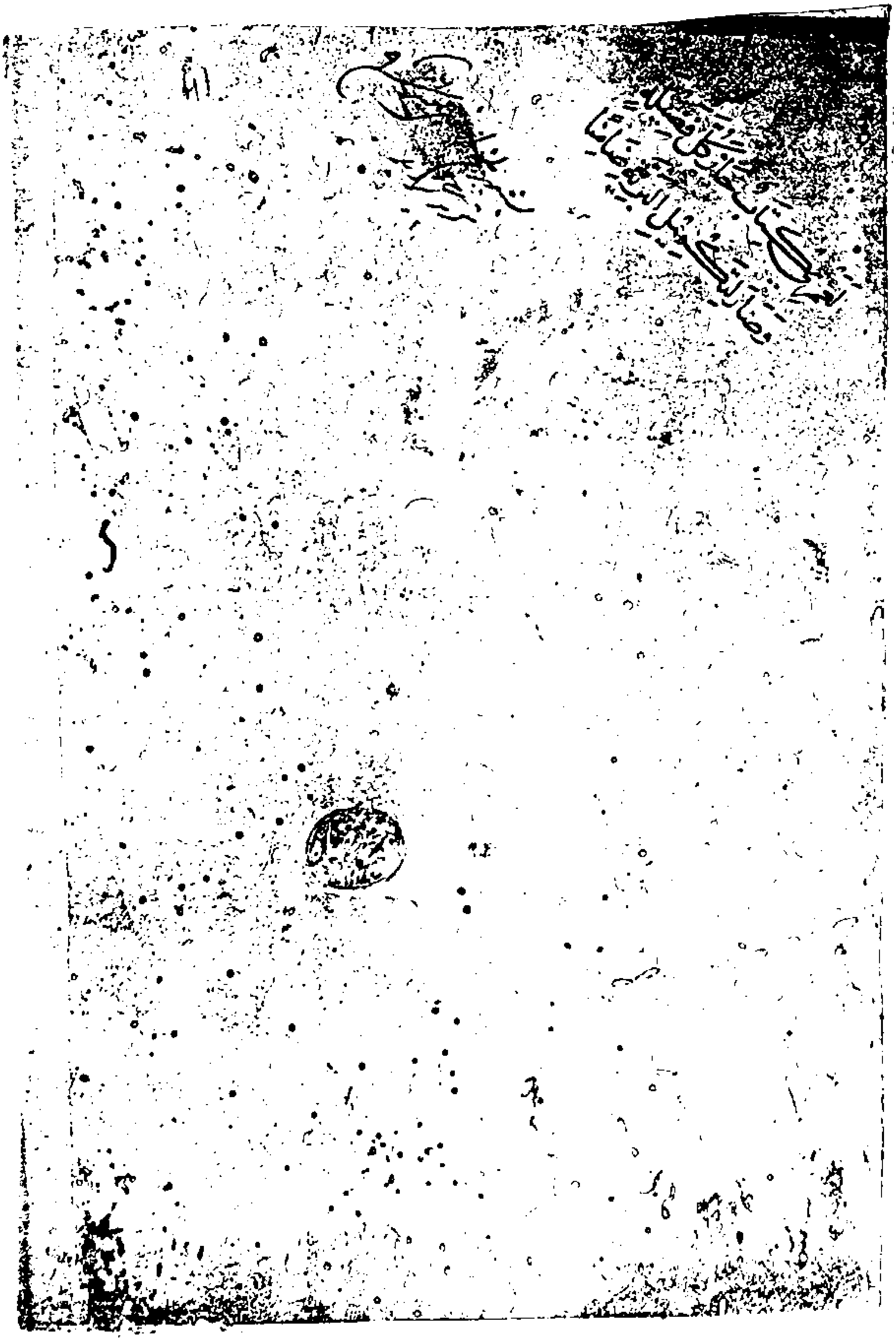

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

٣٢٤

[illegible] ايضا وهلا بالتشديد حرف [illegible] لا يثبت [illegible] هل هذا

[illegible] ومناحة مع لا بمنزلة حرف واحد فاخلصوه من الفعل هنا وهنا بالضم

[illegible] المكان وهناك وهنالك للبعيد والبعيد واللام زايدة والكاف للخطاب بفتح [illegible]

[illegible] [illegible] اللعب والله ورانشد الاصمعي وحديث الركب ومنا حديث ما على قصره وهنا بالتشديد والفتح

[illegible] وهنا وهناك اى هنالك [illegible] في النداء خاصة [illegible] [illegible] اخره تحيرتها في الوصل منا ويافلان

[illegible] [illegible] [illegible] من حروف النداء [illegible] [illegible] [illegible] واتيه ياحرف بمجمة

من [illegible] [illegible] [illegible] الزيادات ايضا وقد يكنى بها عن المتكلم المجرورة ذكرا كان او انثى كموله [illegible]

[illegible] [illegible] سكنتها ان شئت فتحتها ولكن [illegible] في النداء خاصة يقول يا قوم ويا عباد فانها

[illegible] مقصورة نصفها اخر نحو عصاى ورحاى وكذلك بعد يا الجمع كقوله تعالى وما انتم بمصرخى واصله بمصرخين

سقطت النون للاضافة لما اجتمع الساكنان حركت الثانية بالفتح لانها ياء المتكلم ردت الى اصلها [illegible]

النداء [illegible] [illegible] اذا حركتها [illegible] بالكسر [illegible] وقد يكنى بها من ياء المتكلم المنصوب [illegible] انه لا بد [illegible]

[illegible] الوقاية للفعل من الجر [illegible] في المجرور في [illegible] [illegible] لا بقاس عليها [illegible]

[illegible] [illegible] ذلك [illegible] السكون الذى بنى الاسم [illegible] عليه [illegible] علامة للتانيث في [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] المنصب [illegible] ياوية وهى حرف النداء للقريب والبعيد [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] ما قول تعالى [illegible] [illegible] بالتخفيف والمعنى الا يا هؤلا [illegible] [illegible] المناد

[illegible] حرف النداء كما حذف حرف النداء [illegible] بالمنادى في قوله تعالى يوسف اعرض عن هذا اذ كان المراد معلوما

[illegible] انه يا فسدا [illegible] [illegible] للتنبيه كانه قال الا يا اسجدوا فلما ادخل عليه يا للتنبيه سقطت الالف

[illegible] في يا لاجتماع الساكنين [illegible] [illegible] [illegible] شعر الا يا اسلمى يا دارمى على البلى

ولا زال منهلا بجرعايك القطر تمت الكتاب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] هذه

النسخة [illegible] يوم الاثنين الثالث والعشرين من ذى القعدة لسنة [illegible] هجرية [illegible] الفراغ من

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

احمد [illegible]

٦٨١

[illegible]

Marfat.com

Marfat.com

بما يقدره عليه فجعلت هذا حصني وتوكلت على الله وهو
حسبي ونعم الوكيل وقد أجزت أولادي أبا الفتح محمدا
وأبا بكر محمدا وأبا القاسم عليا وأبا الخير محمدا وفاطمة وعائشة
وسلمى وخديجة رواية عني مع جميع ما يجوز لي روايته
وكذلك أجزت أهل عصري والحمد لله وحده أولا وآخرا
وصلواته وسلامه على سيد الخلق محمد وآله وصحبه وسلم
أجمعين اللهم اغفر لمؤلفه وكاتبه ولمن قرأ
فيه ولمن دعا لهم بالخير ولسائر المسلمين أجمعين
والحمد لله رب العالمين وصلى الله على خير خلقه محمد وآله أجمعين
والحمد لله أولا وآخرا يا ناظرا فيه سل بالله رحمة على المصنف
واستغفر لصاحبه واطلب لنفسك من خير تريد بها من
بعد ذلك غفرانا لكاتبه قد فرغ من كتابة هذا الحصن
الحصين بتوفيق الملك الحق المبين جلال الدين عبد الله بن محمد
في يوم الثلثاء تاسع عشر شهر ربيع الأول سنة تسعين وثمانمائة ٨٩٠ اللهم اغفر
لكاتبه ولصاحبه ولقاريه ولمن نظر فيه ولسائر المؤمنين والمؤمنات

Marfat.com

تألیف خواجه حمدالله المستوفی
تاریخ گزیده

Marfat.com

Marfat.com

اللهم اغفر وارحم انت الاعز الاكرم

يسر لي الحج رزقنا الله

وجميع المسلمين آمين آمين

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH

Marfat.com

الحمد لله علی الاتمام والفوز بحسن الاختتام والصلوة والسلام علی محمد سید الانام

وآله الکرام وصحبه العظام الی یوم القیام فی شهر محرم الحرام المنتظم فی

سلک شهور عام ثمانین وثمانمایه من الهجرة النبویه

زنوک خامه من یافت تسوید بجستم سال ز تاریخ کردد

اخر ... دوش خامه مشکین شمیم

... جام رشید کشش کلک شکسته رقم در تحریر آن

بیاض کرده نتایج اوراقش از مشک وکافور

من انطباقات ... النور ... شئون ...

ظلمات حد مطلع انوار نور علی نور

بیاض صفحاتش نور علی نور علی ید العبد المذنب

الراجی برحمة ربه ...

عفره و توبه ...

Marfat.com

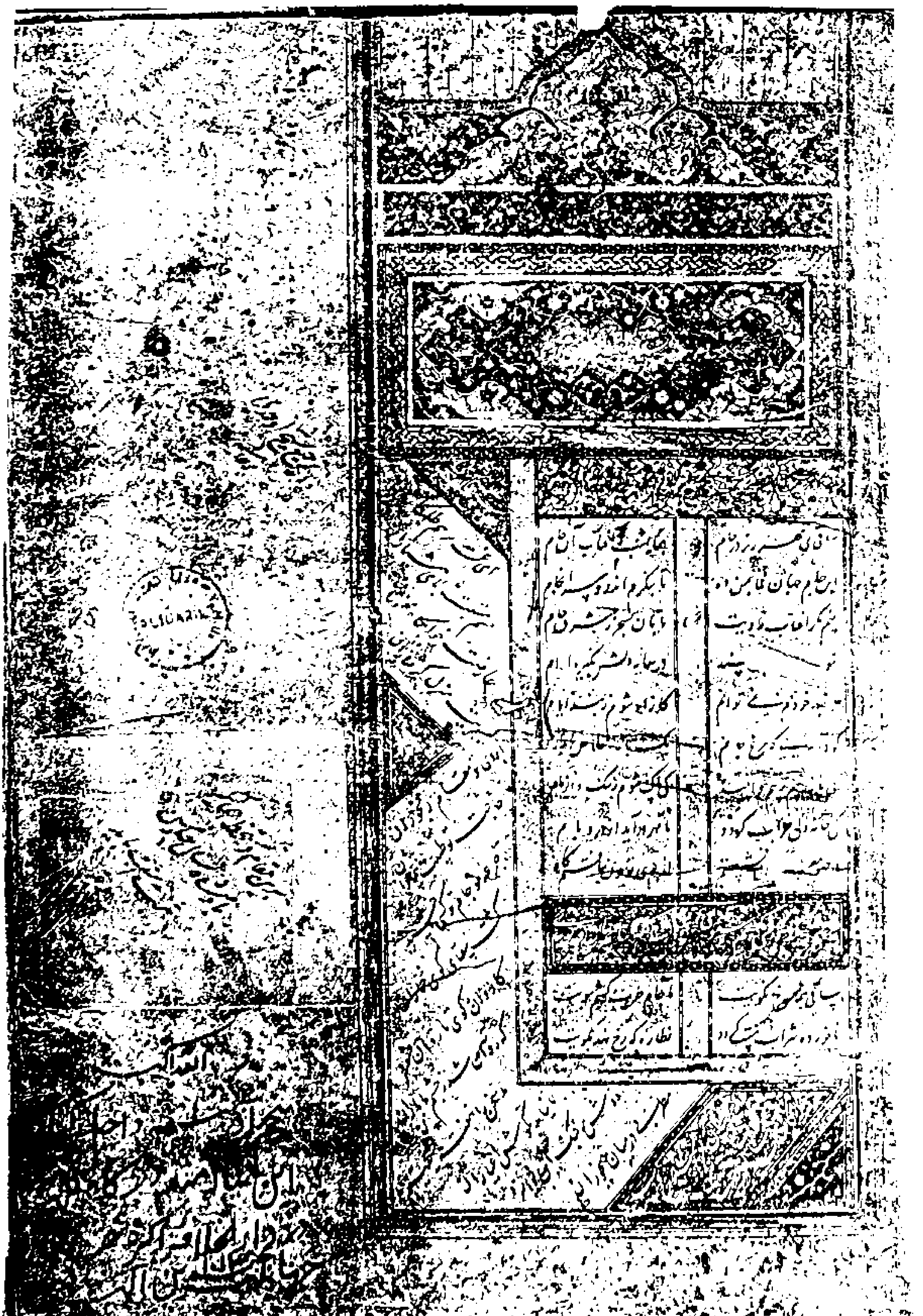

Marfat.com

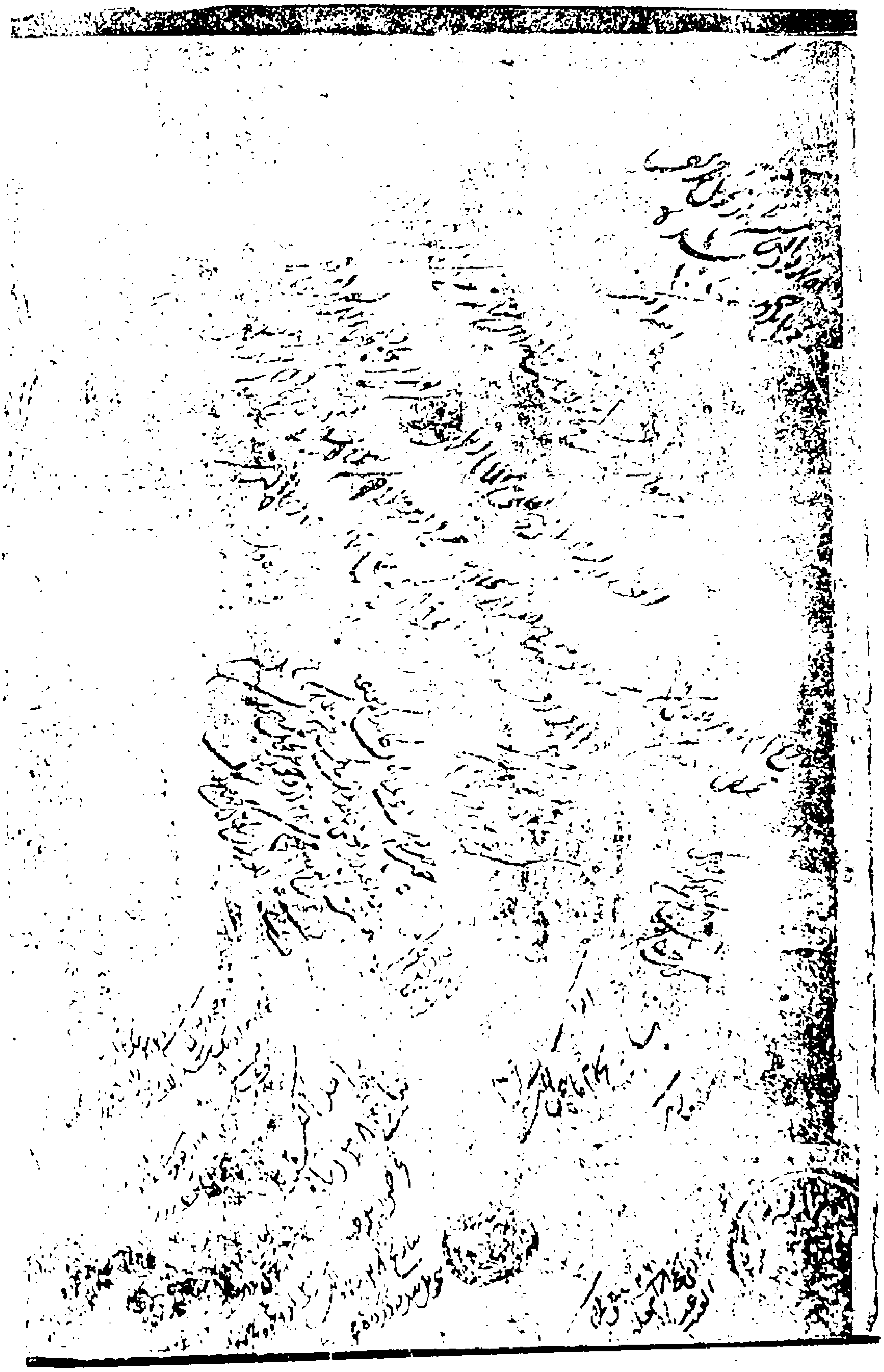

Marfat.com

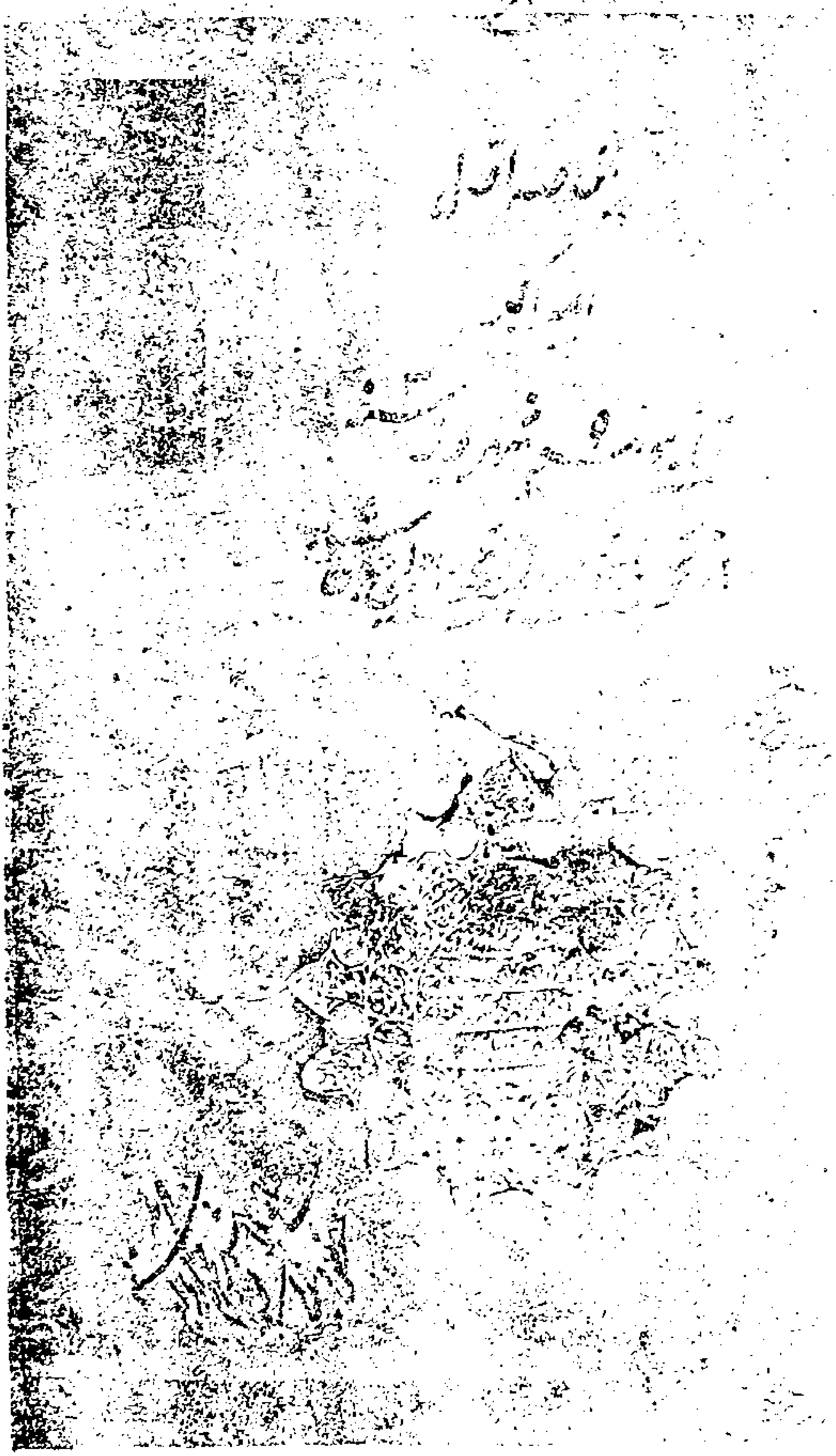

Marfat.com

Marfat.com

لنبوتك واجلالاً لكلمتك فقال القوم كلهم بل ساحر
كذاب عجيب السحر خفيف فيه وهل يصدقك في امرك الا
مثل هذا يعنونني واني لمن قوم لا تأخذهم في الله لومة لائم
سيماهم سيما الصديقين وكلامهم كلام الابرار عمار
الليل ومنار النهار متمسكون بحبل الله القرآن يحيون سنن الله
وسنن رسوله لا يستكبرون ولا يعلون ولا يغلون ولا يفسدون
قلوبهم في الجنان واجسادهم في العمل ۞

تم الجزء الاول من كتاب نهج البلاغة بحمد الله
ومنه [illegible]

[illegible] الاصل
والحمد لله

في الخبر النبوي
البنون نعمة والنعم مسؤول عنها
والبنات حسنات والحسنات مثاب عليها

بلغ

Marfat.com

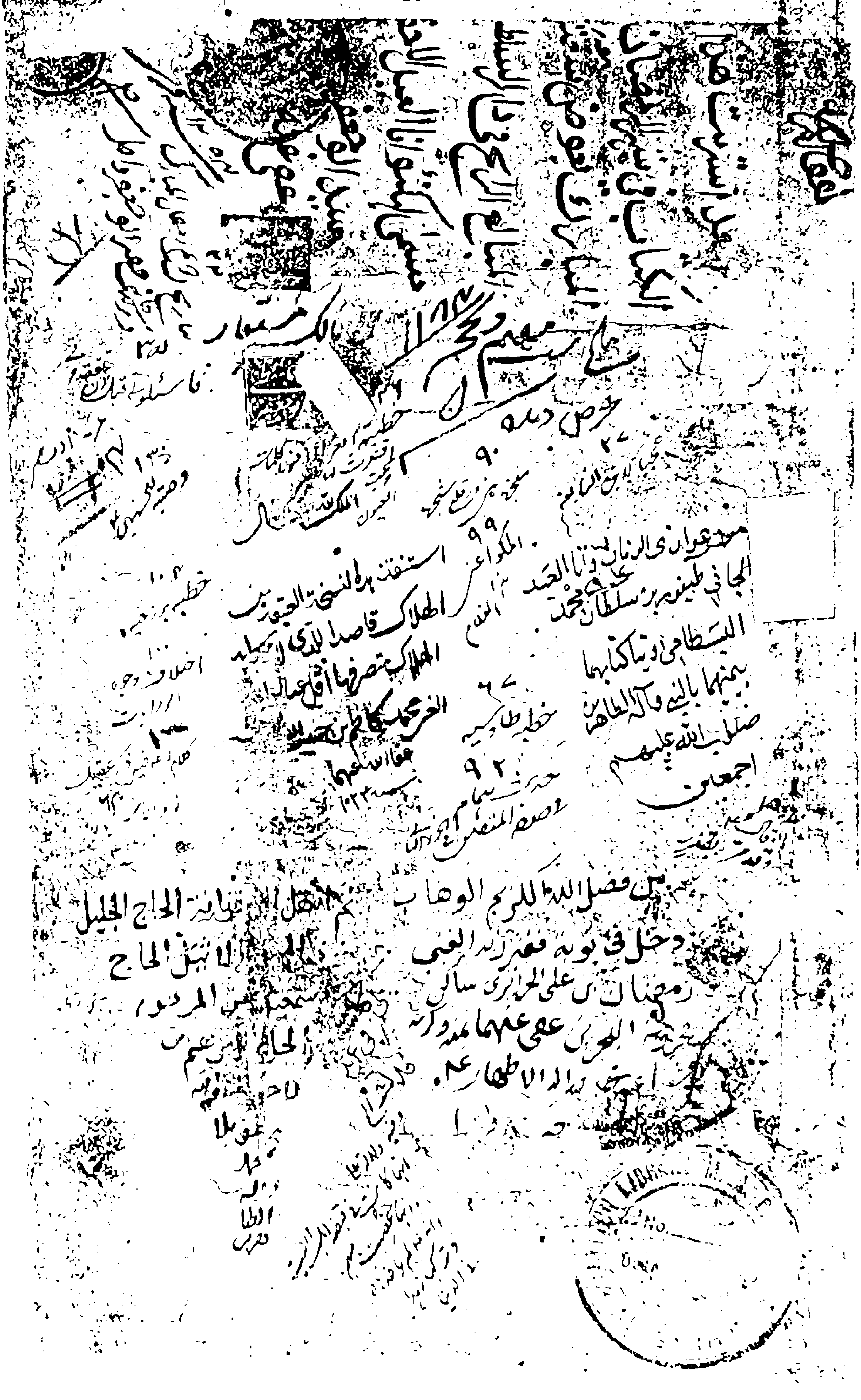
من عواري الزمان وأنا العبد الجاني طيفور بن سلطان محمد البسطامي
بينهما بالنبي وآله الطاهرين صلوات الله عليهم أجمعين
من فضل الله الكريم الوهاب

Marfat.com

چون جلوهٔ آن جمال بیرون ز تو نیست

پا در دامان و سر بجیب اندر کش (؟)

ای گرد غم او فتاده چاکت بکفن

آلوده مکن ضمیر پاکت بسخن

خواهی که دل تو باشد از وی روشن (؟)

لب بگشای بنطق و چاکت بدمن (؟)

تمت فی شهر ذی القعده سنه ثلث و ...

کتبه المذنب محمد محسن الهروی غفر له

لوایح جامی

Marfat.com

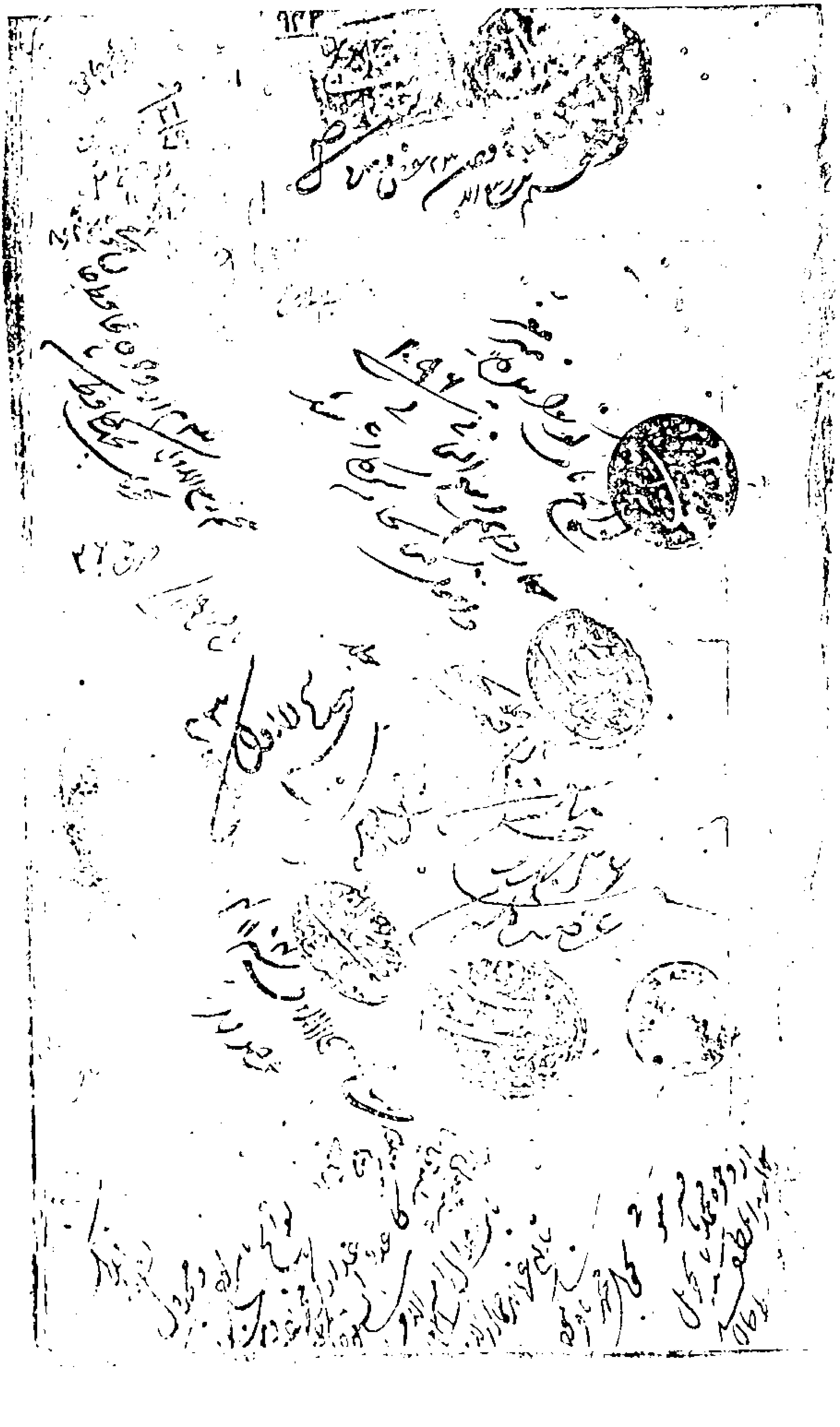

Marfat.com

بفضل الكريم المنان سبحانه حسن الختام • وكان الفراغ من تحرير أصل هذا الكتاب بشوال
من عام ثلاثين والف بالحاضرة المغربية المراكشية وكتبت منه عدة نسخ حملت إلى البلاد
المشرقية وغيرها ثم ألحقت به زيادات بعد هذا التاريخ ثم حررت هذه النسخة بالمدينة
المنورة على ساكنها أفضل الصلاة والسلام بين القبر الشريف والمنبر بالروضة السامية تجاه
الرأس الشريف لصق شباك الحجرة المعظمة النبوية في الناحية التي تليها سارية التوبة
في المحل الذي فوق باب الحجرة النبوية المعروف بباب الوفود وكان ابتداء ذلك يوم الثلاثاء
المبارك غرة رمضان من عام ثلاثة وثلاثين والف وانتهاؤه يوم الثلاثاء الخامس عشر من
الشهر المذكور وكنت أكتب كل يوم من وقت الضحى إلى الظهر فكملت ولله الحمد والمنة على هذه
الصفة في نصف شهر وقد نظمت بعض ما اتفق لهذا المحل الأسنى وما نالني من الأعظم
حصول هذه النعمة إلا شفاعة هذا النبي الكريم عليه أفضل الصلاة والتسليم والآل
ثم يحلون دنيا وأخرى والنفع بهذا الكتاب الذي جعلته لما ذكر ذخرا وآخر دعوانا
أن الحمد لله رب العالمين قاله هذا وكتبه بخط مؤلفه بالحجرة الشريفة بالروضة المنيفة
عبد ربه الفقير أحمد بن محمد المقري المالكي أخذ الله تعالى بيده في يوم الثلاثاء

منتصف رمضان المعظم سنة ثلاث وثلاثين والف
بطيبة المنورة على ساكنها وعلى إخوانه
النبيين والمرسلين والآل والأصحاب
الأكرمين أزكى الصلاة
وأنمى التسليم
آمين

فتح المتعال في مدح النعال
بخط المصنف ١٠٤٣
عليه الإمضاء
عبد الله الحلبي
بخطه عنه ١٠٤١

Marfat.com

22

الله ان يكون من خير العمال وذلك انه لما جرت الاقدار برحلتي من المغرب المحروس ان شاء الله من الاكداب والتروح عن ادران الذنوب والدار رض سفنتها الفوادي بكل مزن يسيل موالمني ورلاد وظل بمشي الظليل والخروج من حضرة فاس الطيبة الانفاس نابذ الولد والمال والمناصب التي تشغل من المعجب بها اوما الراجيا من الكريم الوهاب المنال بلوغ الامال قاصدا الامكنة الشريفة الحجازية متعلقا باذيال من كانت النفوس شعاره والجار دكنت الحجاب قاديتها العرض ويشاهد بروضة الشفيع يوم العرض خير البرية من بدو من حضر واشرف الخلق من حاف ومنتعل صلى الله عليه وسلم وشرف وكرم وتبانت دوح طله الوريف وتوسلت الى الله بجنابه الشريف منشدا عند رويتي اعلام طيبة المشرفة تخميس الاستاذ الولي المغربي الاندلسي بن العريف فقالت

دبار النبي ما ليت من وصلها المني ۝ بسوى نظرة اهدف الى حمى الضنا نعم وثنت قلبي الى العشق ما انثني ولما رأينا رسم من لم يدع لنا فؤادا لعرفان الرسوم ولا لبا
ركبنا مطايا الشوق نقصد ربعه ۝ تميد كانا قد شربنا مدامة ولما عرفنا الديار علامة
نزلنا عليها اكوان نمشي ۝ لمن بان عنه ان نلم به ركبا

نعلي داما وجدت له دوا ۝ حشاشة نفسي قد تملكها الهوى الى الله اشكو ما الاقي من الجوى صباكل ذي شكر وقلبي ما صحا ۝ وبعض قلبي قد دوى وتصوحا ۝ وعوضت بعد القرب مد مبرحا

وكيف التداوي بالادب والنجا
اذا لم يعد ذاك النسيم الذي هبا

بترانت ولو شاء الله منعت واعتقدت الرجوع الى الوطن تحيرا الى وحملت اثولسه

سلام مثل ما فاحت رياض ۝ وقد مرت بها ريح الشمال
على دهر مضى ما فيه عيب ۝ يعاب به سوى قصر الليالي

فلم وصلت الى مصر المحروسة من البوايق عاقتني عن السفر العوايق فاقمت بها برهة من الزمان اقامة من لم ينس معاهده التي اخذ فيها ردا الامان وشاهدت من محاسن كثير من اعلامها ما ينظم في لبة الدهر نظم الجمان اذ هي قبة الدنيا الحايزة للمفاخر بلا ثنا والبلد العليا المتعلقة من الماثر حليا وباب البيت المقدس والحرمين بغير ريب ولا مين

بلاد حوت ستى المحاسن ما غدت ۝ ... بازمها المعمور نزهي وفي ... بها
ومن ذا الذكي عن مصر يدفع فضلها ۝ وقد اكتاب الله نوه باسمها

Marfat.com

وصف المثال وما يتبعه من الكلام

الحافظ المتقن الفهامه صاحب التصانيف

سيدي الشيخ احمد المقري المغربي المالكي

وصحابته

امين

هذا التاليف بالمدينة المنورة على ساكنها ... وصحبه

... بالروضة الزاهرة تجاه شباك الحجرة التي انوارها ...

... شريف وبعد الفراغ من هذا الجزء ادخلته الحجرة النبوية

... تحت السقف الشريف على صندوق الذي هو على ... ناحية

... قصدا التبرك بهذا النبي ... عليه افضل الصلاة والسلام فلله

... والله ذو الفضل العظيم وكان تاريخ ... الف بعشرين ١٠٣٠

تاريخ هذا التحرير سفينة الغرر التي ... بانوارها النيرا

... والحمد لله رب العالمين ولا

حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

وصلى الله على سيدنا محمد وعلى

آله وصحبه وسلم امين

امين

٢٩٤٦٢

University Library,
Aligarh.
SUBHAN ULLAH COLLECTION.

Marfat.com

University Library,
Aligarh.
SUBHANULLAH COLLECTION.

Marfat.com

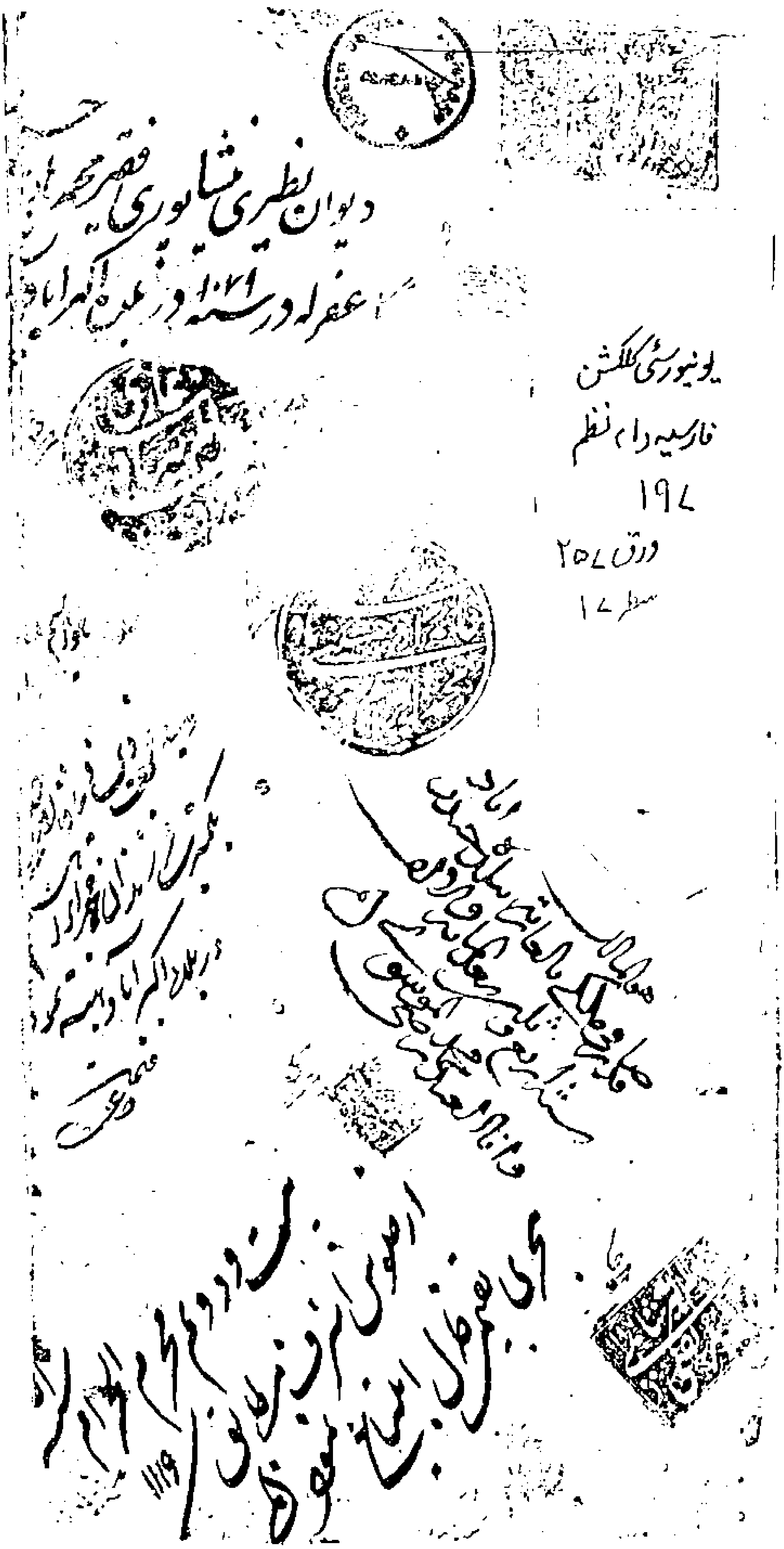
دیوان نظیری نیشاپوری
یونیورسٹی کلکشن
فارسیہ (۱) نظم
۱۹۷
ورق ۲۵۷
سطر ۱۷

Marfat.com

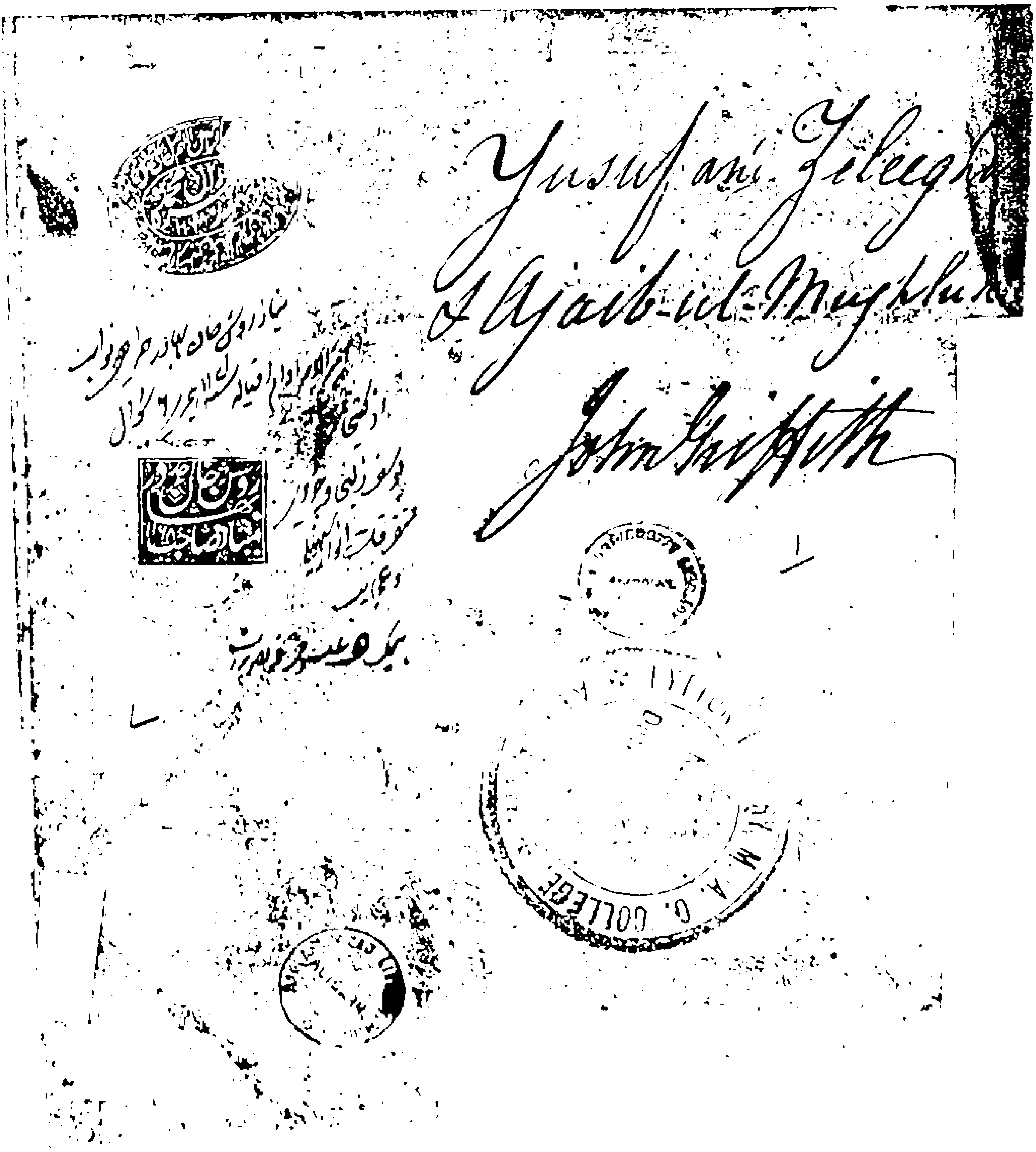

Marfat.com

ALIGARH

دل عاشقان از آن یک ماند در بند
لب خوبان از آن یک در شکرخند

بدو کردش ختم شد این دفتر خاص
بیان او شد ز ختم بر اخلاص

نبی در بارگاه آن بیت
خرد و هم یافت راه محرمیت

همیشه تا عطای دور عالم
کند طبع لئیمان شاد و خرم

جهان را با خدای عالمش باد
که دایم از عطای عالمش یاد

سخن را با دعا دادم تمامی
تا مرا زبان بگشای جامی

سیه کاری که در خامه خویش
نشوی از چشم رخون نامه خویش

ورق را چو دوات خامه سیه کن
وزین سودا سواد نامه طی کن

زبان را گر کمال [illegible] جامی
[illegible] از سر [illegible] جامی

وقع الفراغ من کتابته فی اواخر شهر ربیع الاول سنة
ثمان و تسعمائة بدار الفاخرة هرات
علی ید العبد الفقیر المذنب
سلطان حسین بن حسن [illegible]
غفر ذنوبهما

Marfat.com

واله باتفاق الامة فقد ثبت ان الذى نزلت عليه
السكينة هو خاصة دون صاحبه وهذا مما لا
شبهة فيه وقال قوم منهم ان السكينة وان اختص
بها النبى صلى الله عليه واله فليس ذلك يدل
على نقص الرجل لان السكينة انما يحتاج اليه
الرئيس المتبوع دون التابع فيتوهم هذا رد على
الله سبحانه لانه قد انزلها على الاتباع والمرسلين
ببدر وحنين وغيرهما من المرمات فيجب على ما
اصلتموه ان الله تعالى فعل لهم ما لم يكن لهم حاجة
اليه فلو فعل ذلك لكان عابثا تعالى الله عما
يقول المبطلون علوا كبيرا افرغ عن تاليفه مؤلفه

الفقير الى الله الغنى نور الله بن شريف الحسينى الشوشترى
فى شهور سنه الف من الهجرة النبوية عليه الصلوة والتحية

حسب الفرموده سیادت و نقابت پناه
خلاصه خاندان مصطفوی و سلاله دودمان
[illegible]

الهی بود تا که بلبل و بهار
الهی بود تا زمین و زمن
بود شاه مان شاه عالم پناه
همه دور گردون بکامش بود
بذاتش بود فخر روی زمین

الهی بود تا خزان و بهار
الهی پی حرمت پنجتن
جهاندار واجد علی بادشاه
زمانه بهر وقت راهش بود
جهانش همه باد زیر نگین

فلک پیش او محو تسلیم باد
ازو رونق هفت اقلیم باد

العاقبت بالعافیت

مصنفه و محرره و گذرانیده خانه زاد موروثی

فارسیه (۳) نظم
۲۴۳ فارسیه ادب نظم و نثر

Marfat.com

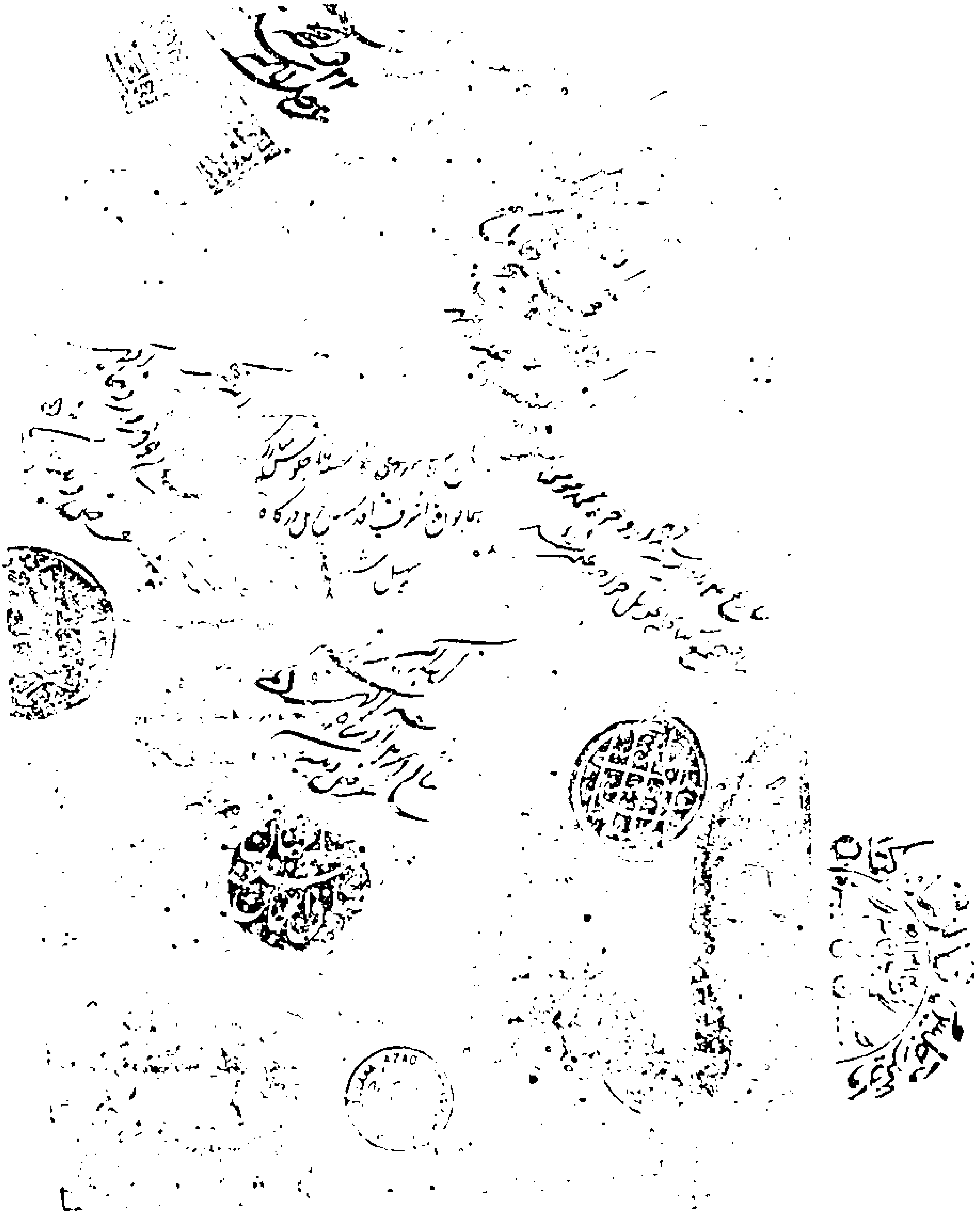

Marfat.com

Marfat.com

چنان کز مرکز تهمت قدم بر کنار گشته
درین سپهر ... آیینه ... گشته

... پاشیده ... گرد جهان ...
... سینه ... اندها ... آگهی

همیشه پاکدار گر دل روشن را
سازد به نور دل همواره آگهی

ازین چه سود که بوی سفید گردید
ترا چو نیست غم عاقبت سراو ...

نه من ز دل نه دل از حال من خبر دارد
چو نافه گوشه ... آرزده ...

شد دل روشن از سخن ...
... آیینه در ... پریشان ...

گوشه گیری که بود ... در خلق
... که ناز ... کسی

در ... که طلعت ... تا ...
هر موی بر تن تو شود راه ...

از چه ... راه ...
آگاه اگر شوی که چه ... از ...

دولت طلب به سایه بال هما ...
از غم ... به سایه دیوار ...

... گر ... نهان
... بر ... تمام
در ... ... بس

گر دل ... ز ... کند ...
... اگر ... ...
در ... ... اگر ...

ربا ... ... در ... بیتی تمام
سخن ... ...

صائب

بتاریخ ... شوال المکرم سنه ... در دار السلطنه اصفهان باتمام رسید العبد ...

Marfat.com

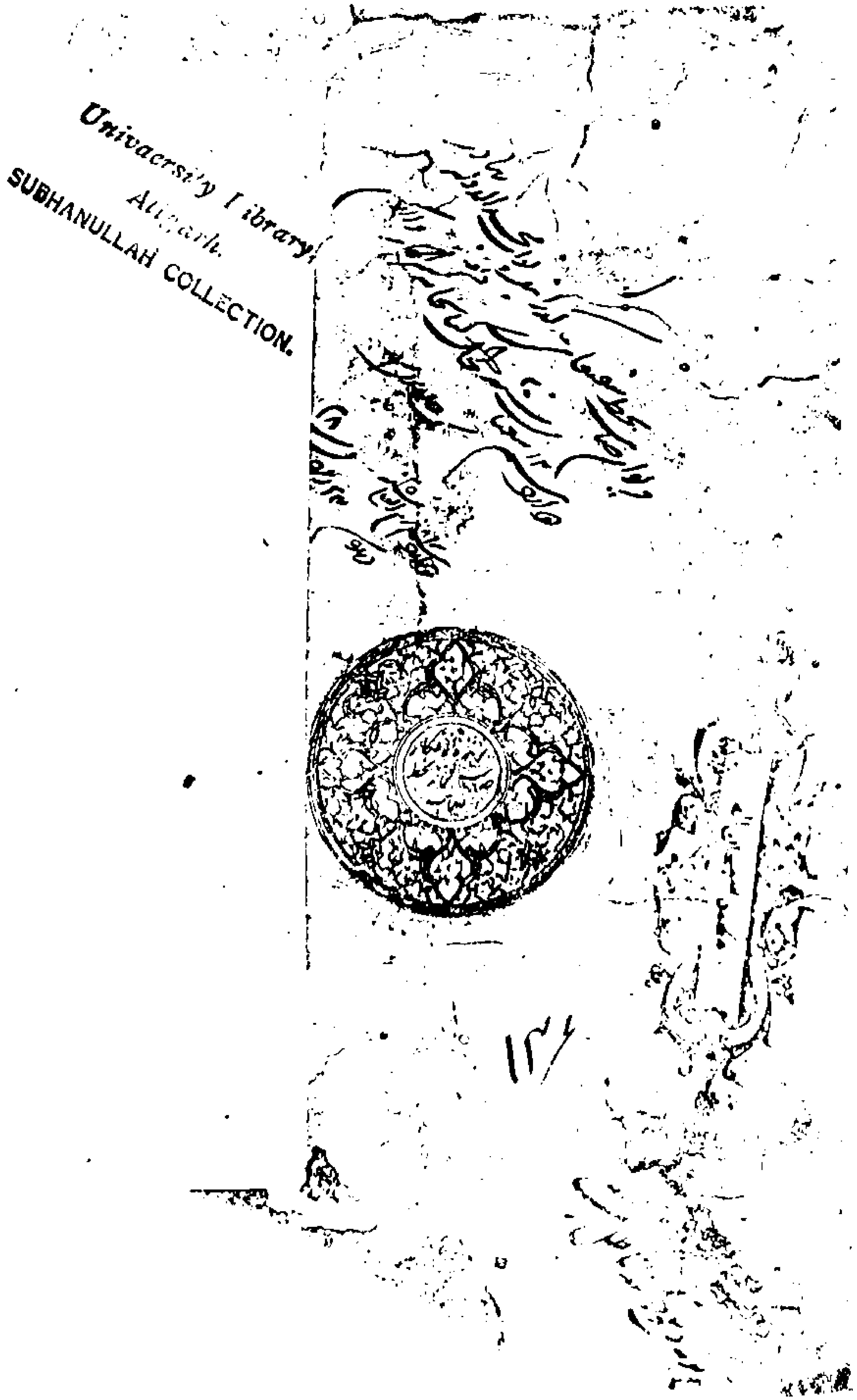

Marfat.com

ما ثبت بالسنة في ايام السنة
شيخ عبد الحق دهلوي

كتاب روح الصادر
من تصنيفات مولنا سيف الدين
بخاري في سير النبي و مختصر تاريخ
مدينة منورة كتبه العبد
السيد غلام علي المخاطب بآزاد
الراجي ... غفر

ورق ۱۲۵

University Library,
Aligarh.
ABDUS SALAM COLLECTION

ورق ۱۲۶

Marfat.com

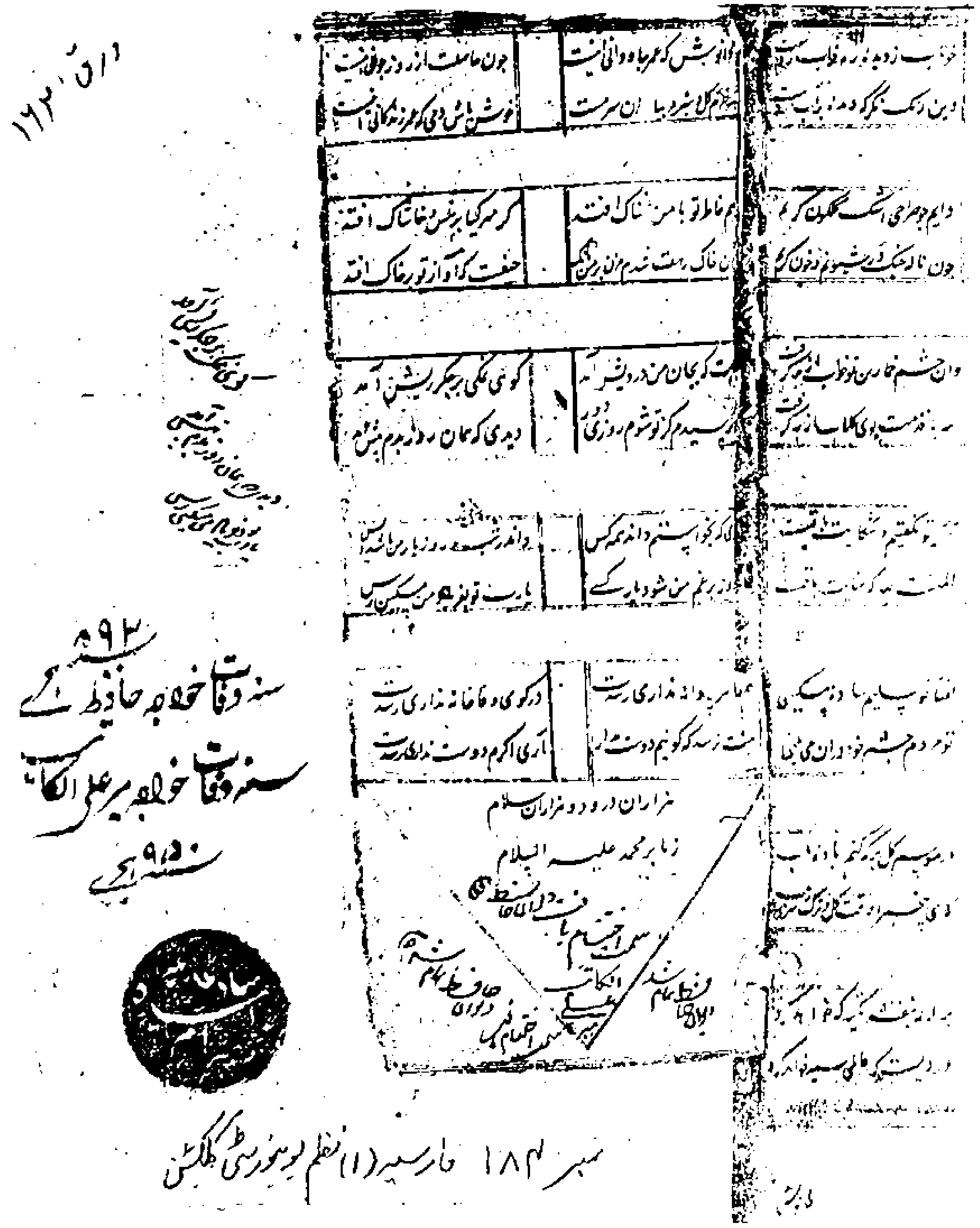

هزاران درود و هزاران سلام
ز ما بر محمد علیه السلام
سنه وفات خواجه حافظ ۷۹۲
سنه وفات خواجه میر علی الکاتب
سنه ۹۵۰ هجری
نمبر ۱۸۴ فارسیہ (۱) نظم یونیورسٹی کلکشن

Marfat.com

تا ز هجر دلبرم خاطر پریشان گشته‌ام   شمع بیمارم ز آرزوی [illegible] گشته‌ام

زلف آن دلبر که من جمعیت   تا پریشان خاطرم خاطر پریشان گشته‌ام

از شور عشق اگر کس [illegible] پرستاری گشته‌ام   سر شوریده منصور را بر دار [illegible] گشته‌ام

به کلبه [illegible]   اگر بر دست من می‌بود [illegible]

دل [illegible] را بر دل [illegible]   میکند شوخی که چون [illegible] در دل شیر

بلبل چون [illegible] پاره گل میخورند   گر گلستان [illegible] گلستان [illegible]

هزار شکر که شد انتخاب صائب تمام

بعون و کرم ذو الجلال والاکرام

تمت تمام شد انتخاب دیوان صائب [illegible]

تاریخ بیست و هفتم شهر شوال سنه [illegible] عالمگیری

مطابق سنه [illegible] هجری در حضرت اجمیر

در [illegible] را [illegible] مشهور آمده بودند

Marfat.com

... ناگاه در وقت دو پهر و دو گهری روز ...
... نام ... شد ...

تاریخ مرگ رانا

... اهل اسلام — درد هر جا گل شادی شگفت
... سر کفرستان — حق گشت عیان و گرد باطل ...
... — رانای لعین که بود ...
... و بماند شب روز — تا آنکه ... خرد ...

جستم تاریخ مرگ ... گفت ...

بکافر لی ... ابد لعنت گفت

العبد الفقیر الحقیر محمد ... الحسینی

... ۱۱۷۰ ...

ALIGARH

to read, " ... and you will have merely to stamp the documents with your seal." Under Muhammad bin Tughlaq MUHARDAR was an important functionary among the official connected with the DIWAN-I-WAKALAT.

Seals of the Mughal period are numerous including imperial, ecelesiastical, judicial and private seals. Most of the imperial seals are lineal or dynestic in character. From Babur to Bahadur Shah II, the great seal of every emperor bears the name of the sovereign in the central ring with the names of his ancestors upto Timur in the outer rings round about.

Besides the great royal seal called MUHR-I-MUQADDAS-I-KALAN the Ain-i-Akbari refers to four different catagories of the seals, viz, (i) A small square seal bearing the legend, ALLAH-O-AKBAR JALLE JALALAHU. (ii) A seal used for all matters connected with the seraglis. (iii) A small round seal known by the chaghtai name of UZUK, and (iv) A mahrabi (or a lozenge-shaped) seal which was issued for all judicial transactions.

In the beginning of his reign Emperor Jahangir had a round lineal seal but later on he got engraved a rectangular dynastic seal.

Of the seals of Mughal queens those of Hamida Bano Begum and Noor Jahan have come down to us. The seal of Hamida Bano is square and comprises three vertical panels, the middle one bearing her name which the upper and the lower one having a persian hemistich each. The lower panel has the year 968 A.H. engraved in it. This date is of great significance in as much as it coincides with the death of Bairam Khan. The seal of Noor Jahan is more beautiful and elaborate. It consists of four elliptical panels. The first panel contains the invocation ALLAH- O-AKBAR, while the last record in the nineteenth regnal year of Jahangir. The corresponding year 1033 A.H. is engraved in the second panel. This is evidently the year of the striking of the seal and consequently a landmark in determining the ascendancy of he emperor. The second and the third panel contains a hamistich each of the following elegant Persian verse

زنور مہر جہانگیر بادشاہ جہاناں
نگیں نور جہاں بادشاہ گشت فروزاں

The Mughals Princess also had the own seals. The seal of prince Dara Shikoh bears dedication to God at the top followed by the legend in Persian. The seal was struck in the thirteenth regnal year of Shah Jahan corresponding to 1066 A.H. The seal of prince Kam Bakhsh, youngest of Aurangzeb indicates the name of the prince and his father.

—— oOo ——

Marfat.com

SEALS: The time factor as to when the use of seals started is not traceable exactly.

The word Muhar-i-Sulaimani indicates that this word came into prevailence from the time of Hazrat Sulaiman and that the use of seals was prevailent in his time. In the beginning of the Islam there was the use of seals in some of the countries except the Arab countries. And usually seals were used in place of signatures.

According to Bukhari Sharif, when Prophet Hazrat Mohammad wrote a letter to the emperor of Rome, he was told his letter won't be considered there untill and unless there was some seal on the letter. Therefore, Hazrat Mohammad ordered for a silver ring (Angoothi) where in was inscribed MUHAMMAD RASOOL ALLAH. And this was the first seal of Islamic history. Muslims followed on the footsteps of the Prophet Mohammad by just carving names on their seals. At other occasions some sort of Quranic verses were found on the seals.

If the seal owner was the one which was also found in Quran or Hadis, he used to inscribe an Aayat from the Quran wherein his name was also found. Thus it served two purposes: the name of the seal owner as well as an Aayat from Quran or a quotation from Hadis having his name was inscribed on the seal. It was as a regard and to show humbleness. For example, a person's name was Husain, so he inscribed on his seals:

حسین منی وانا من حسین

Similarly the words inscribed on a seal of Shah Gada of Marhira Sharif was:

گدا بادشاہ است نامش گدا

The art of the reading of seals is called "Sigillography". Sigillography is well developed science in west while it has as yet not been born in India. The term "sigillography" signifies a critical study of seals. It is derived from "sigllum" which is Latin means seal. The term seal is employed to describe both the implement for making the impresseion and the impression itself.

In the earlier age seal was used as a taboo. Later on it became a symbol of power and was regarded as an attribute of sovereignty like the crown and throne both in the Orient and Occident. It was used in India in ancient and medieval times.

The seals of the Sultans of Delhi are too rare. Moreover there is not much on record to give us an idea about the seals of the period. All grants of land, however, were with the royal tughra which contained the name the style of the sovereign in a highly ornamented form, while the administrative orders were sealed with royal "tauqi" (motto). The best portion of the latter investing Ibn-i-Batuta with the office of the Qazi of the capital is reported

Marfat.com

for example, in a Kulliyat Sadi's copy, in Maulana Azad Library the date 775 A.H. is transcribed at the end, creates confusion.

Sometimes the incomplete sentence of the colophon or the similarity in names also creates confusion. No less a man than Jahangir the connoisseur of art, as also of books, got deceived on one occasion. The matter was of a Maulana Azad Library copy of the 'Mutawwals' on the title whereof Jahangir's writes:

مطول در علم فصاحت و بلاغت بخط سید المحققین و سند المدققین میر سید شریف
جرجانی بعد ملاحظہ داخل کتابخانہ این نیاز مند درگاہ الٰہی شد سہ جلوس مطابق
۱۰۲۳ ہجری حررہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ غازی

It means to Jahangir this copy of Al-Mutawwal was transcribed by Mir Syed Sharif al-Jurjani. While it was not the fact. The scribe has written his name in the colophon as "Syed Sharif" (سید شریف) and the date of transcription is given 839 A.H. Jahangir was confused by the name Syed Sharif and he considered to be the celebrated Syed Sharif Jurjani. And so this manuscript is now taken as written by Syed Sharif Jurjani. The fact is that Syed Jurjani' died in 816 A.H. i.e. 23 years before the transcription of this copy, is completely forgotten.

Since the colophon is usually the only authentic source regarding the information about the writer or the title, the information given by the scribe is usually accepted as correct and authentic, and therefore all the subsequent references to that manuscript are based on the scribe's information. And sometimes a particular manuscript becomes famous by some other name -- in place of its correct title. Authors name is also changed similarly with a stroke of pen.

Examples of both the types are given below:

Sometimes it is due to scribe's misunderstanding that the name of the book changes and the manuscript acquires a fame by some other name, for example, in the Aligarh manuscript Masaibun Nawasib some paragraphs have been copied under the title "Manqool az-Masalib un-Nawasib" - therefore the name in the text is "MASAIB UN-NAWASIB" while at the end (colophon) the scribe gives its name as Masalibun Nawasib. Similar is the example of Shaikh Rafiuddin Dehlavi's book 'Damgh ul-Batil'(دمغ الباطل) whose colophon is very interesting. In the colophon of this manuscript the scribe has written the name of the writer as Shaikh Waliullah Dehlavi instead of Rafiullah Dehlavi.

Marfat.com

However, the present copy of DIWAN-I-HAFIZ does not seem to be transcribed by a scribe of eminence much less by the master artist Mir Ali Katib known for his style and excellence.

Sometimes, it so happens that after the original text ends name of the famous scribe is written at the end just to confuse the reader and to give the text a respectability. An example of the type is a copy of ZADUL AKHIRAH of Imam Ghazali, preserved in Maulana Azad Library. It is an incomplete copy of the famous work where, at the end appears the name of famous scribe Mir Imadul Husayni which is written in a different hand (written different from the one, in the text). Besides it is written in "Khafi" writing. However, it is uptill now considered a copy prepared by the master copyist Imadul Husayni.

Similarly, there is a copy of Diwan-i-Sai'b which is considered to be in Sai'b's own handwriting as appears from the following line:

زبدة الافکار صائب تمام بخط صائب

Written at the title cover. It is written within a round shaped gilded circles, the golden legend in a superb hand.

Above this line is written:

دیوان صائب بخط شفیعائی گذرانیده نواب مجد الدوله بهادر دوازدهم شعبان ۱۲۰ھ

داخل کتابخانه سرکار والا شد

At the end where the last ghazal comes to an end, in the book. At left cornor is written " بلغ صائب ". There is also a line by the scribe which reads as follows:

بعنایت الہی در تاریخ روز شنبه ۱۳ شوال المکرم ۱۰۸۳ در دارالسلطنه اصفهان

بانجام رسید

This colophon does not reveal the name of the scribe but the word 'Balagh' (بلغ) suggests that Sai'b has himself gone through the text of Diwan by way of comparisions (Muqabla). However this only proves that Sai'b has done its collation and not transcribed it. But it is commonly believed to have been transcribed by Sai'b.

Before the 9th century A.H. the dates of transcription of manuscripts were not written in Arabic numerals; rather the copyist used words in place of numerals on the manuscript. After the 10th century Hijra the dates began to appear in numerals. People who tried to play the fraud of producing false copies were usually not aware of this fact. And to prove a particular copy of a manuscript very old, they used to write older dates,

Marfat.com

manuscript. Besides, colophon also depicts the genuinness & falsity of a particular manuscript.

Sometimes information of immense historical value is revealed from the colophon written by a scribe. Take for example, Diwan-i-Qasim Anwar (H.G. 47/64). This Diwan has been written in 1011 A.H. where Allahabad is as Aalha bad. This proves that Allahabad was called Aal-ha-bad in the tenth and eleventh century Hijra, which gradually changed to Allahabad.

Sometimes we get some important historical information concerning emperors as well. Take for example, copy of the Diwan- i-Saib (University Farsiya Nazm 170). The colophon of this manuscript reads as follows:

" تمت تمام شد انتخاب دیوان صایب در روز شنبه بتاریخ بست و ہفتم شہر
شوال ۲۳ عالمگیری مطابق ۱۰۹۱ ہجری در حضرت اجمیر در مہم رانا مقہور آمدہ
بودند "

On the next page there is a qita'h for the date of Rana's death: the last verse whereof reads:

جستم تاریخ مرگ آن سگ ز خرد
بر کافر بے حیا ابد لعنت گفت

To bring uniformity in Hijra & A.D. years or to check the correctness of a particular year of A.H. or A.D., we can take the help of colophons for this purpose. Colophon sometimes gives both i.e. the Hijra year as well as its equivalent A.D. years. For example:

" سہ شنبہ مورخہ سیزدہم شہر ربیع الاول ۱۲۷۹ ہجری مطابق یکم ماہ کوار (ع) ۱۰۲۳
مہدوی و ۱۲۷۰ فصلی و ۱۹۱۹ بکرماجیت و ہشتم ماہ ستمبر ۱۸۶۲ عیسوی "

Sometimes it happens that to increase the importance & value of a manuscript, it is falsely named after some famous scribe and this is usually done after a long time when even the experts recognising the writing of that particular scribe have expired. So the fraud is done by trying to add or tamper with the colophon material and making it similar to the writing of the text.

There is a copy of Diwan-i-Hafiz in the Maulana Azad Library whose colophon is not transcribed by the scribe but somebody else has written the following sentence:

اختتام یافت دیوان حافظ میر علی الکاتب

Marfat.com

Colophons, Seals And Arzdeedas

— *By Prof.Noorul Hasan Khan*
Dr. Ata Khurshid &
Dr. Shayesta Khan

Colophons: Colophon is the last portion of a manuscript which informs about the ending of the text. It is usually very short as Tamm Tamm Tamm (تم تم تم) [which is the abbreviation of or Tammat (تمت)] sometimes it gives full detail about the name of the book, name of the writer, date of transcription and place and time where & when the book was transcribed. Sometimes the scribe writes anyone of the following verses which is considered as if the last word i.e. the book has ended now.

الہی بیا مرز سہ بندہ را
نویسندہ خوانندہ شنوندہ را

من نوشتم صرف کردم روزگار
من نمانم ایں بماند یادگار

ہر کہ خواند طمع دعا دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

نوشتہ بماند سیاہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

نوشتہ بماند بخط غریب
کہ بہر آنکہ مارا یاد داری

قاریا بر من مکن چندیں عتاب
گر خطا رفتہ باشد در کتاب

ہر کہ دریں نسخہ نظر بد کند
کور شود شکم درد کند

الہی ہر آنکس کہ ایں خط نوشت
عفو کن گناہش عطا کن بہشت

Colophon plays an important role in the art of manuscriptology. This is the main source which reveals the importance & value of a particular

Marfat.com

What is Arzdeeda?	Dr.Ata Khursheed	183
Colophons : Significance & Utility	Dr.Ateequr Rahman	188
Colophons & their Significance	Misbahul Haque Emadi	206
Historical Evidences in the Colophons of Khuda Bakhsh Persian Manuscripts	Dr.I.A.Madni	212
A Seal on Masnawi Khusru wa Shirin	Badruddin	219
A Rare Manuscript Copy of Ma'asir-i-Rahimi	Shahjahan Qasmi	221
A Collection of some Arzdeedas, Seals & Colophons	Prof.S.Zillur Rahman	227
Discussions & Suggestions		305

Marfat.com

Contents

English Section

Colophons, Seals and Arzdeedas	Prof. Noorul Hasan Khan, Dr. Ata Khurshid & Dr. Shayesta Khan	1
A Discourse on Colophons, Seals, Arzdeedas and other relative notes found in Perso-Arabic Codices	Prof. Abu Mahfooz al-Karim Masoomi	68
A Study of the Manuscripts Colophons, Arzdeedas and Seals	Dr.Rahmat Ali Khan	75
Some Seals, Colophons and Arzdeedas - A Study of Asiatic Society Manuscripts	Dr.S.Ejaz Husain	105

Urdu Section

Welcome Address	Dr.A.R.Bedar	1
Inaugural Address	Dr. Rajendra Prasad	4
Presidential Address	Prof. Ataur Rahman Ata Kakvi	9
Some Rare Arzdeedas, Seals & Colophons	Prof.S.A.H.Abidi	11
Seals, Colophons & Arzdeedas	Dr.Z.A.Desai	43
Seals, Colophons & other notes	Prof. Md. Ansarullah	83
Some Rare Arabic Manuscripts in Aligarh - An Introduction with special mention of Seals & Colophons	Prof.Abdul Bari	131
Seals & Colophons of some Khuda Bakhsh Persian Manuscripts	Prof. S.Anwar Ahmad	142
Seals, Arzdeedas & Colophons in the Royal Libraries of the Mughals	S.Farrukh Jalali	147
Some Rare Colophons	Dr.Sharif Husain Qasmi	162
A Study of Arabic & Persian Manuscripts : Seals, Arzdeedas & Colophons	Mehr Ilahi	170

Marfat.com

1998

Price Rs. 250/-
For other countries 12 dollars

Printed by J. F. S. Printers, Langertoli, Patna and published by Khuda Bakhsh Oriental Public Library, Patna

Marfat.com

Colophons, Seals And Arzdeedas

Papers & Proceedings of Khuda Bakhsh Seminar held on 28-30 September, 1994

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna

Marfat.com

Marfat.com

Colophons, Seals And Arzdeedas

Papers & Proceedings of Khuda Bakhsh Seminar
held on 28-30 September, 1994

Khudā Bakhsh Oriental Public Library
Patna

Marfat.com